تقویۃ الایمان

معہ

تذکیر الاخوان

مصنف

علامہ شاہ محمد اسمعیل شہید

نصیحۃ المسلمین

مصنف

مولانا خرم علی بلہوری



شمع بک ایجنسی
یوسف مارکیٹ ☆ غزنی سٹریٹ
☆ اردو بازار ☆ لاہور

تقویۃ الایمان

مع

تذکیر الاخوان

مؤلفہ

علامہ شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ

نصیحۃ المسلمین

مؤلفہ: مولانا خرم علی بلہوریؒ

شمع بک ایجنسی

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○ اُردو بازار ○ لاہور

نام کتاب :- تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان

مؤلف :- شاہ محمد اسماعیل شہید

طابع :- اسد اللہ صابر

قیمت :-

ناشر

شمع بک ایجنسی

پیش لفظ

اَلْحَمدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیراً مُبَارکاً طیباً۔

آج مؤرخہ یکم ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ/ ۲۵ فروری ۲۰۰۱ء کوتقویۃ الایمان مع تذکیرالاخوان کی تصحیح اورنظر ثانی مکمل ہوگئی ہےاور بندہ ناچیز نےعوام وخواص کے افادہ کے پیش نظرحتی الوسع نفس مضمون کی رعایت کرتے ہوئےثقیل الفاظ کی تسہیل کی ہے۔اوربعض مواقع پرکچھ الفاظ اور جملوں کا حذف ضروری سمجھا ہے جوحضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مدظلہ مفتی جامع قاسم العلوم ملتان اور مولانا ممتاز احمد قاسمی صاحب کے مشورہ سےانہیں حذف کردیا ہے۔تاکہ کسی قسم کی کوئی خلش باقی نہ رہے۔لیکن آیات واحادیث کےتراجم میں کوئی تبدیلی عمل میں نہیں لائی گئی۔جس سےحضرت مولانا سیداسماعیل شہیدصاحب نوراللہ مرقدہ مصنف کتاب ھذا کا خاص رنگ جھلکتا ہے۔

تاہم اگرکوئی لفظی غلطیاں باقی رہ گئی ہوں تو اسے بندہ کی کمزوری پر محمول کیا جائے۔جس پر بندہ معذرت خواہ ہےاور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کواپنی مخلوق کے لئے نفع بخش اورمفید بنائے۔اورتمام بدعات ورسومات اورکفروشرک کی گھٹاؤں سے نکال کردین کامل واکمل کی صحیح سمجھ عطافرمائے اورسچا وپکا موحدومؤمن دیندار بنائےولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین الآیہ آمین۔

مدیر شمع بک ایجنسی لاہور

اور اس کتاب کے ناشر جناب صابر حسین صاحب اور جناب اسد اللہ صابر صاحب کی سعی جمیل کو شرف قبولیت سے نوازے جنہوں نے اس پرفتن دور میں اپنی تمام تر مصروفیات کو خدمت دین کے لئے صرف کر رکھا ہے اور عوام و خواص کے لئے دین اسلام کی صحیح ترجمانی کرنے والی دینی کتب کی نشاءت ثانیہ کی انتھک خدمت کر رہے ہیں۔

وانی اَسْاَل اللّٰہ تعَالیٰ التوفیق و الثبات آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

باب اوّل

باب دوم

مضمون | صفحہ

مضمون	صفحہ
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینا حرام ہے	۲۴۷
صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دوستی عین دوستی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ان کی دشمنی عین دشمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے	//
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو گالی دینے والے پر لعنت کا درست ہونا	۲۴۹
عرب اور زبان عربی کی فضیلت	۲۵۱
فصل ۔ ۵	۲۵۳
قبروں کے متعلق بدعتوں کا بیان	۲۵۳
دین میں غلو حرام ہے	۲۶۰
مسجد الحرام اور مسجد بیت المقدس اور مسجد نبوی کے سوا اور طرف سفر کرنا منع ہے	۲۶۱
عورتوں کو قبروں کی زیارت منع ہے	۲۶۳
قبروں کو سجدہ گاہ بنانا حرام ہے	۲۶۴
بالشت سے اونچی قبر نہ کرنا اور تصویر کے مٹانے کا ذکر	۲۶۷
قبروں پر گچ کرنا اور ان پر عمارت بنانا منع ہے	۲۶۸
قبروں پر لکھنا اور ان کو روندنا منع ہے	//
سب لوگوں سے وہ لوگ بُرے ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں	۲۶۹
قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت پڑتی ہے	۲۷۰
مردوں کو قبروں کی زیارت سنت ہے	۲۷۲
فصل ۔ ۶	۲۷۴
تقلید کی بدعت کے رد کا بیان	۲۷۴

نصیحۃ المسلمین

مؤلفہ
مولانا خرم علی بلہوری
(المتوفی سنہ ۱۲۷۳ھ)



مرتبہ
مولانا محمد عبدالحلیم چشتی

فہرست فصول وفوائد کتاب

تیسری فصل

چوتھی فصل

پانچویں فصل

مختصر حالات شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ

ولادت حضرت مولانا شہیدؒ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو اپنی ننھیال پھلت، ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے، یہ اکبر شاہ ثانی کا زمانہ تھا آپ کے والد ماجد کا نام شاہ عبدالغنی اور والدۂ مکرمہ کا نام فاطمہ ہے جو مولوی علاؤ الدین پھلتیؒ کی صاحبزادی تھیں۔

تعلیم و تربیت ۸ سال کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا، اس کے بعد دو تین برس میں صرف ونحو کی کتب متداولہ اپنے والد بزرگوار سے نکال لیں، اس کے بعد کچھ معقول کی کتابیں بھی اپنے والد سے پڑھیں، آپ کی عمر دس سال کی تھی کہ ۱۶ رجب المرجب ۱۲۰۳ھ کو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا، اس وقت سے شاہ عبدالقادرؒ نے اپنے آپ کو اپنے دامن تربیت میں لے لیا، ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد زیادہ تر کتابیں شاہ عبدالقادرؒ سے پڑھیں، آپ نے شاہ رفیع الدینؒ سے بھی پڑھا ہے، حدیث شریف شاہ عبدالعزیزؒ کے حلقۂ درس میں پڑھی، اور سولہ سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔

سپاہیانہ فنون اور ورزشیں آپ نے گھوڑے کی سواری، بنوٹ، کشتی، نشانہ بازی اور تیراکی میں بھی کمال حاصل کیا تھا، باوجود دبلے پتلے اور متوسط قد ہونے کے اکیس سال کی عمر میں تمام جنگی فنون میں مہارت کاملہ حاصل کرلی تھی، موسم سرما میں اکہرے کپڑے پہن کر ٹہلتے، سخت دھوپ میں تپتی ہوئی زمین پر آہستہ آہستہ برہنہ پا چلتے، کم کھانے اور کم سونے کی بھی مشق کی تھی، نیند پر اس قدر قابو پالیا تھا کہ جب چاہیں سو رہیں اور جب چاہیں جاگ اٹھیں۔ تقریر کی قوت بھی اس قدر بڑھائی کہ بلا تکان کئی کئی گھنٹے وعظ فرماتے تھے۔

نکاح شاہ عبدالقادرؒ نے اپنی نواسی ام کلثوم کا نکاح مولانا شہیدؒ سے کردیا تھا جو شاہ رفیع الدینؒ کے فرزند عبدالرحمٰنؒ کی صاحبزادی تھیں۔

اصلاحی کارنامے آپ نے دہلی کی جامع مسجد شاہجہانی میں باطل شکن تقریریں فرمائیں، جن میں اصلاح عقائد اور حسن اعمال کی ترغیب تھی، ان تقریروں میں واضح طور پر آپ نے شرک و بدعت اور مروجہ رسوم کی تردید فرمائی، کتابیں تصنیف کیں اور طلبہ کا درس جاری کیا، حاسدوں نے آپ کو پریشان کرنا چاہا اور آپ کے خلاف غلط اور مکروہ پروپیگنڈا شروع کیا، اکبر شاہ ثانی سے آپ کی شکایت کی گئی کہ آپ نبیوں کی توہین کرتے ہیں، اولیاء اللہ کو نہیں مانتے، کرامتوں کے منکر ہیں، اماموں کے دشمن ہیں وغیرہ، اس نے آپ کو طلب کیا آپ نے بادشاہ کے سامنے بطور وعظ اپنے صحیح اعتقادات کا اظہار کیا اس کے استفسار کا تسکین بخش جواب دے کر اسے مطمئن کر دیا، چنانچہ بادشاہ نے بصد تکریم آپ کو رخصت کیا۔

اس کے بعد حاسدوں نے ریزیڈنٹ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاں کئی سو دستخطوں سے ایک درخواست پیش کی کہ مولانا کے وعظ بند کرائے جائیں ورنہ بلوہ کا اندیشہ ہے چنانچہ ریزیڈنسی سے وعظ ممنوع قرار دے دیئے گئے، چالیس دن تک آپ کا وعظ بند رہا، اس عرصہ میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ برابر جاری رکھا، آخر مولانا نے ریزیڈنٹ سے ملاقات کی، اپنے وعظ کی نوعیت اور عقائد کی صفائی بیان کی تو اس نے دوسرا حکم کوتوال کے نام بھیجا جس کی رو سے آپ کو وعظ کی اجازت حاصل ہوگئی۔

وعظ کی تاثیر آپ کے وعظ بڑے مؤثر اور دل نشین ہوتے تھے، ہزار ہا عوام الناس کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے علماء بھی شرکت کرتے تھے آپ زیادہ تر ان برائیوں کے دفع کرنے کے لئے وعظ فرماتے تھے جن میں اس وقت مسلمان مبتلا تھے، مثلاً سیتلا (چیچک) کی پرستش، تعزیہ داری، قبر پرستی وغیرہ، جامع مسجد دہلی کے حوض پر خوانچے والے خوانچے لگاتے تھے، آپ کی کوشش ہی سے مسجد کے اندر دکانیں لگنی موقوف ہوئیں، مورت والے کھلونے بھی آپ کی کوشش سے جامع مسجد کی سیڑھیوں پر فروخت ہونے بند ہوئے، اپنے مواعظ میں رد بدعات پر خاص زور دیتے تھے جن سے ہزاروں آدمی گناہ سے تائب ہوئے اور ہزاروں کو حسن عمل کی توفیق نصیب ہوئی۔

پنجاب کا سفر پنجاب سے برابر شکایتیں پہنچ رہی تھیں کہ رنجیت سنگھ اور سکھوں نے مسلمانوں پر نا قابل برداشت مصائب ڈھار کھے ہیں، احکام اسلام کی کھلم کھلا توہین کی جاتی ہے، بہت سی مساجد سکھوں کے قبضہ میں تھیں، جن میں گھوڑے بندھتے تھے، یا دفتر قائم کیے گئے تھے، مسلمان عورتوں کی عزت وآبرو بھی محفوظ نہ تھی، چنانچہ آپ نے دو برس تک پنجاب کی سیر کی، اس عرصہ میں وہاں کی زبان بھی سیکھی اور تمام حالات بچشم خود ملاحظہ فرما کر دہلی واپس آئے، اور سید احمد صاحبؒ سے بیعت کر کے اس ظلم کو ڈھانے اور خدا کے دین کو ابھارنے کے لیے ۱۲۴۱ھ میں آپ نے بہ نیت جہاد پنجاب کا سفر اختیار کیا۔

شہادت حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ تین ہزار میل کا راستہ طے کر کے پشاور کے علاقے میں پہنچے، یہاں اللہ کا پیغام سنانے اور اللہ کا کلمہ اونچا کرنے کے لئے جتنی کوششیں وہ کر سکتے تھے، انہوں نے کیں، سخت سے سخت مصیبتیں اٹھائیں، انتہائی مشقتیں برداشت کیں اور صبر آزما محنتیں جھیلیں، جتنی جنگیں مجاہدین نے لڑیں ان سب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جو سیاسی خطوط حکمرانوں کے نام روانہ ہوتے تھے، وہ زیادہ تر آپ ہی کے لکھوائے ہوئے ہوتے تھے، مرزا حیرت کے بیان کی رو سے گیارہ لڑائیاں ہوئیں، ان سب میں حضرت مولانا شہیدؒ دہلوی شریک رہے، بالآخر بالاکوٹ کے میدان میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہمراہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ کو جمعہ کے دن اپنے خون کا آخری قطرہ اللہ کی راہ میں بہا دیا، وہیں آپ کی قبر ہے۔

فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا سچا دین دیا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول ﷺ کی امت میں بنایا اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور ان کے نائبوں کی کہ جو ان کی راہ بتاتے ہیں اور ان کے طریقہ پر چلاتے ہیں ان کی محبت دی سوائے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اس کے آل واصحاب پر اور اس کے سب نائبوں پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور اس کی پیروی کرنے والوں کو رحمت کر اور ہم کو ان میں شریک کر اور ہم کو اسی ہی کی راہ پر جیتے اور موئے قائم رکھ اور اسی کے تابعوں میں گن رکھ، آمین رب العالمین۔

امّابعد سننا چاہیے کہ آدمی سارے اللہ کے بندے ہیں اور بندے کا کام بندگی ہے جو بندہ کہ بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں اور اصل بندگی ایمان کا درست کرنا ہے کہ جس کے ایمان میں کچھ خلل ہے اس کی کوئی بندگی قبول نہیں اور جس کا ایمان سیدھا ہے اس کی تھوڑی بندگی بھی بہت ہے سو ہر آدمی کو چاہیے کہ ایمان کے درست کرنے میں بڑی کوشش کرے اور اس کے حاصل کرنے کو سب چیزوں سے مقدم رکھے اور اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں کوئی پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ ورسول کے کلام کو اصل رکھئے اور اسی کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام اور مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے، اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیئے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے، اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ ورسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے، اس کو بڑا علم چاہیے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور

2

اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں، سو یہ بات بہت غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا کچھ سمجھنا مشکل نہیں، چنانچہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ.

ترجمہ: اور بے شک اتاریں ہم نے تیری طرف باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔

ف: یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے اس واسطے کہ نفس کو حکم برداری کی بری لگتی ہے سو اس لئے جو لوگ بے حکم ہیں وہ ان سے انکار رکھتے ہیں اور اللہ و رسول ﷺ کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہئے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول ان میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے[1] ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بے شک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں۔

ف: یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ اس نے بے خبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقل مند اور راہ بھٹکتے ہوؤں کو

[1] یعنی کفر اور شرک کی نجاست سے۔ شاہ عبد القادرؒ۔

سیدھی راہ پر، سو جو کوئی یہ آیت سن کر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہو جاتے ہیں اور گمراہ لوگ ان کی راہ پر چل کر بزرگ بن جاتے ہیں اس بات کی مثال یہ کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار پھر کوئی شخص اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اس کا علاج کروا اور وہ بیمار یہ جواب دے کہ اس کے پاس جانا اور اس کا علاج کروانا بڑے بڑے تندرستوں کا کام ہے مجھ سے کیوں کر ہو سکے کہ میں سخت بیمار ہوں سو وہ بیمار بڑا احمق ہے کہ اس حکیم کی حکمت کا انکار رکھتا ہے اس واسطے کہ حکیم تو بیماروں ہی کے علاج کے واسطے ہے جو تندرستوں ہی کا علاج کرے اور انہیں کو اس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہے کا، غرض کہ جو کوئی بہت جاہل ہو، اس کو اللہ و رسول ﷺ کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہیے اور جو بہت گنہگار ہو اس کو اللہ و رسول ﷺ کی راہ پر چلنے میں زیادہ کوشش چاہیے سو ہر خاص و عام کو چاہیے کہ اللہ و رسول ﷺ ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موفق اپنے ایمان ٹھیک کریں، سو سننا چاہیے کہ ایمان کے دو جزو ہیں خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول (ﷺ) اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے، اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے، اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں، اور اس کے خلاف کو شرک، اور دوسری بات کو اتباع سنت کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو بدعت، سو ہر کسی کو چاہیے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دونوں چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں اور باقی گناہ ان سے پیچھے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں اور چاہیے کہ جو کوئی توحید اور اتباع سنت میں بڑا کامل ہو اور شرک و بدعت سے بہت دور اور لوگوں کو اس کی صحبت سے یہی بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر و استاد سمجھے، سو اس لیے کئی آیتیں اور حدیثیں کہ جن میں بیان توحید کا اور اتباع سنت کا ہے اور برائی شرک و بدعت کی اس رسالہ میں جمع کیں اور ان آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ اس کے حاصل معنی کا بیان زبان

ہندی سلیس میں کر دیا تو عوام اور خواص اس سے فائدہ برابر لیویں جن کو اللہ توفیق دے وہ سیدھی راہ پر ہو جاویں اور بتانے والے کو وسیلہ نجات کا ہووے آمین یا آلہ العالمین، اور اس رسالہ کا نام تقویۃ الایمان رکھا اور اس میں دو باب ٹھیرائے، پہلے باب میں بیان توحید کا اور برائی شرک کی۔ دوسرے باب میں اتباع سنت کا اور برائی بدعت کی۔

باب پہلا

توحید وشرک کے بیان میں

اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں سو اول معنی شرک و توحید کے سمجھنا چاہئے تا برائی و بھلائی ان کی قرآن و حدیث سے معلوم ہو۔ سننا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآنے کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے، کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کپڑے پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے کوئی مشکل کے وقت کسی کی دہائی دیتا ہے کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے غرض جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعوے مسلمانی کے کئے جاتے ہیں سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ، سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورہ یوسف میں۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۔ ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔

یعنی منہ سے سب کہتے ہیں کہ خالق مالک سب کا وہی ہے پھر اوروں کو پکارتے ہیں۔ شاہ عبدالقادر

ف: یعنی اکثر لوگ جو دعوے ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال شرک کے کرتے ہو سو یہ دونوں راہیں کیوں ملائے دیتے ہو تو اس کو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں مشرک جب ہوتے کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ان کو ہم اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق اور یہ قدرت تصرف کی اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل اور ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں اور ان باتوں کا سبب یہ ہے کہ خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط غلط رسموں کی سند پکڑی اور اگر اللہ و رسول کا کلام تحقیق کرتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی ہی باتیں کرتے تھے اللہ صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا بتایا چنانچہ سورۂ یونس میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ.

ترجمہ: اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان دیوے اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں سو وہ نرالا ہے ان سے جن کو یہ شریک بناتے ہیں

ا؎ جو شرک ہے سو یہی بتاتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ شریک اس کی طرف سے ہم پر مقرر ہیں حالانکہ اگر اس نے مقرر کیے ہوتے تو آپ ان سے کیوں منع کرتا۔ شاہ عبدالقادر

ف: یعنی جن لوگوں کو پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبر دار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانئے اور اس کو پکاریئے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے بلکہ انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے اور اللہ صاحب نے سورۂ زمر میں فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْمَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ۔

ترجمہ: اور جو لوگ کہ ٹھیراتے ہیں ورے اللہ سے اور حمایتی کہتے ہیں کہ ہم جو پوجتے ہیں ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بے شک اللہ حکم کرے گا ان میں اس چیز میں کہ اس میں اختلاف ڈالتے ہیں بے شک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکر کو۔

ف: یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ اپنے بندے کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھیرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے سو اس کا حق نہ پہچانا اور اس کا شکر نہ ادا کیا بلکہ یہ بات اوروں سے چاہنے لگے پھر اس الٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈھتے ہیں سو اللہ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا اور اس راہ سے ہرگز اس کی نزدیکی نہ پاویں گے بلکہ جوں جوں اس راہ میں چلیں گے توں توں وہ اس سے دور ہوتے جاویں گے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ

اس کے (پوجنے کے) سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور اللہ کا ناشکر، اور اللہ صاحب نے سورۂ مؤمنون میں فرمایا ہے۔

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ.

ترجمہ: کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہیں کہہ دیں گے کہ اللہ ہے کہہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے[1] ہو

ف: یعنی جب کافروں سے پوچھیئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اس کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اسکے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے، سو سمجھنا چاہئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنی یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں پر نشان بندگی کے ٹھیرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت

[1] یعنی جب ان سب باتوں کا اقرار کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ ایسا ہے تو عقل تمہاری کہاں ہے اور دیوانے کیوں ہوتے ہو اور کیوں اس خدا تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہو۔ شاہ عبدالقادر۔

تصرف کی ثابت کرنی ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو پھر اس کو اللہ سے چھوٹا سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ۔ اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے کرے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے۔ چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ لوگ انبیاء و اولیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے، چنانچہ سورۂ براءۃ میں فرمایا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

ترجمہ: ٹھیرایا انہوں نے مولویوں کو اور درویشوں کو مالک اپنا ورے اللہ سے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کریں مالک ایک کی نہیں کوئی مالک سوائے اس کے، سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بنانے سے۔

ف: یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھیراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نرالا ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندہ عاجز ہیں عجز میں برابر، چنانچہ سورۂ مریم میں فرمایا ہے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ

ترجمہ: جتنے لوگ ہیں آسمان و زمین میں سو آنے والے ہیں رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر اور بے شک قابو میں کر رکھا ہے اور گن

[illegible]

وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا. رکھا ہے ان کو ایک ایک اور ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا۔

ف: یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے، کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا اور ہر کوئی اپنے معاملہ میں اس کے روبرو اکیلا اکیلا حاضر ہونے والا ہے کوئی کسی کا وکیل وحمایتی نہیں بننے والا، ان مضمونوں کی آیتیں قرآن میں اور بھی سیکڑوں ہیں جس نے ان دو چار آیتوں کے بھی معنی سمجھ لئے وہ بھی شرک وتوحید کے مضمون سے خبردار ہو گیا اب یہ بات تحقیق کی چاہیے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیے سو وہ باتیں بہت ساری ہیں مگر کئی باتوں کا ذکر کر دینا اور ان کو قرآن وحدیث سے ثابت کر دینا ضرور ہے کہ اور باقی باتیں ان سے لوگ سمجھ لیں، سو اول بات یہ کہ ہر جگہ حاضر وناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک ہو چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہہ میں یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان ہے ہی نہیں سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور ونزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اس کی دہائی دے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری وتندرستی وکشائش اور تنگی مرنا وجینا غم وخوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور

یعنی یہ سب نیک وبد آدمی قیامت کے دن میرے حضور آویں گے اکیلے، کوئی بیٹا یا بھائی اور دوست آشنا یا غلام یا نوکر یا ان کا یہ مال اسباب یا اور کچھ ساتھ نہ ہوگا بلکہ غلام اور نوکر اور صاحب سب برابر ہوں گے۔ شاہ عبد القادرؒ

جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سوان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں اور اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء واولیاء سے رکھے خواہ پیر وشہید سے خواہ امام وامام زادہ خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا روزی کی کشایش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا فتح وشکست دینی اقبال واد بار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دست گیری کرنی بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء واولیاء کی پیر وشہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا تصرف اور کو ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے اور تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کیے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اس کی طرف جانور لے جانے اور وہاں منتیں ماننی اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور سینہ ملنا اور اس کے غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد

روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا اور پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا اور اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا مواشی نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جوکوئی کسی پیر وپیغمبر کو یا بھوت وپری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکان میں دور دور سے قصد کرے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے یا مورچھل جھلے یا اس پر شمیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مرادیں مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی کچھ تعظیم کرتے رہیں تاکہ ایمان بھی درست رہے اور ان کاموں میں بھی برکت ہووے جیسے اڑے کام پر اللہ کی نذر ماننی اور مشکل کے وقت اس کو پکارنا اور ہر کام کا شروع اس کے نام سے کرنا اور جب اولاد ہو تو اس کے شکر میں اس کے نام کا جانور ذبح کرنا اور اولاد کا نام عبداللہ عبدالرحمٰن خدابخش اللہ دیا امۃ اللہ اللہ دی رکھنا اور اسی قسم کے نام جو خدا کی طرف منسوب ہوں رکھنا اور کھیت اور باغ میں سے تھوڑا بہت اس کے نام کا کر رکھنا اور دھن اور ریوڑ میں سے کچھ اس کی نیاز کر رکھنا اور جو جانور اس کے نام کے اس کے گھر کی طرف لے

جانے ان کا ادب کرنا یعنی نہ ان پر سوار ہونا نہ لادنا اور کھانے پینے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے والے نے فرمایا اس کو برتنا اور جس سے منع کیا اس سے دور رہنا اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط اور ارزانی صحت و بیماری فتح و شکست اقبال و ادبار غمی و خوشی یہ سب اس کے اختیار میں سمجھنا اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادہ کا ذکر کر دینا جیسے یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے گا تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق اور (کلام میں) جب قسم کھانے کی حاجت ہو تو اس کے نام کی قسم کھانی سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کوئی کسی انبیاء و اولیاء کی یا اماموں شہیدوں کی یا بھوت پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر ان کی نذر مانے مشکل کے وقت ان کو پکارے بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لیوے جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبدالنبی امام بخش پیر بخش رکھے کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگاوے جو کھیتی و باڑی میں سے کچھ آوے پہلے ان کی نیاز کریں جب اپنے کام میں لاویں اور دھن اور ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہراوے اور پھر ان جانوروں کا ادب کرے پانی دانہ پر (سے) نہ ہانکے لکڑی پتھر سے نہ مارے اور کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے لوگوں کو چاہئے کہ فلانا کھانا نہ کھاویں فلانا کپڑا نہ پہنیں حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں لونڈی نہ کھاوے جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نہ کھاوے شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھاوے اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آ کر دیوانہ ہو گیا اور فلانے کو انہوں نے راندا تو محتاج ہو گیا اور فلانے کو نواز دیا تو اس کو فتح و اقبال مل گیا اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا فلانا کام جو فلانے دن شروع کیا تھا یا فلانی ساعت میں سو پورا نہ ہوا یا یوں کہے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جاوے گی یا اس کے تئیں بولنے میں یا معبود داتا بے پرواہ خداوند خدایگان مالک الملک شہنشاہ بولے یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی یا پیر کی یا ان کی قبروں کی قسم کھاوے سو ان باتوں سے شرک

ثابت ہوتا ہے اور اس کو اشراک فی العادت کہتے ہیں یعنی اپنی عادت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے سو غیر کی کرے سو ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن وحدیث میں ذکر ہے سو اس لئے اس باب میں پانچ فصلیں کیں ہیں۔

فصل پہلی میں ذکر ہے شرک کی برائی کا۔

فصل دوسری میں ذکر ہے اشراک فی العلم کی برائی کا۔

فصل تیسری میں ذکر ہے اشراک فی التصرف کی برائی کا۔

فصل چوتھی میں ذکر ہے اشراک فی العبادت کی برائی کا۔

فصل پانچویں میں ذکر ہے اشراک فی العادت کی برائی کا۔

الفصل الاوّل

فی الاجتناب عن الاشراک

ترجمہ: فصل پہلی بچنے میں شرک سے یعنی اس فصل میں مجمل شرک کی برائی کا ذکر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً بَعِیْدًا۔

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ نساء میں بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھیراوے اس کا اور بخشتا ہے ورے اس سے جس کو چاہے اور جس نے شریک ٹھیرایا اللہ کا سو بے شک راہ بھولا دور بھٹک کر۔

ف: یعنی اللہ کی راہ بھولنا یوں بھی ہوتا ہے کہ حلال وحرام میں امتیاز نہ کرے چوری بدکاری میں گرفتار ہو جاوے نماز روزہ چھوڑ دیوے جورو بچوں کا حق تلف کرے، ماں باپ کی بے ادبی کرے لیکن جو شرک میں پڑا وہ سب سے زیادہ بھولا اس لئے کہ وہ ایسے گناہ میں گرفتار ہوا کہ اللہ اس کو ہرگز نہ بخشے گا اور سارے گناہوں کو اللہ شاید بخش بھی دیوے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک نہ بخشا جاوے گا جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی پھر اگر پرلے درجہ کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا نہ اس سے کبھی باہر نکلے گا نہ اس میں کبھی آرام پاوے گا اور جو اس سے ورے درجے کے شرک ہیں ان کی سزا جو اللہ کے ہاں مقرر ہیں سو پاوے گا اور باقی جو گناہ ہیں ان کی جو جو کچھ سزائیں اللہ کے ہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے

معاف کرے اور یہ معلوم ہوا کہ شرک سے کوئی بڑا گناہ نہیں ،اس کی مثال یہ کہ پادشاہ کی تقصیریں اس کی رعیت کے لوگ جتنی کریں جیسے چوری قزاقی چوکی پہرے کے وقت سو جانا دربار کے وقت کوٹال جانا لڑائی کے میدان سے ٹل جانا سرکار کے پیسا پہنچانے میں قصور کرنا علے ہذا القیاس ان سب کی سزائیں بادشاہ کے ہاں مقرر ہیں مگر چاہے تو پکڑے اور چاہے تو معاف کر دیوے اور ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے جیسے کسی امیر یا وزیر یا چوہدری قانون گو کو یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بناوے یا اس کے واسطے تاج و تخت تیار کرے یا اس کے تئیں ظل سبحانی بولے یا اس کے تئیں بادشاہ کا سا مجرا کرے یا اس کے لیے ایک دن جشن کا ٹھیراوے اور بادشاہ کی طرح نذر دیوے یہ تقصیر سب تقصیروں سے بڑی ہے اس کی سزا مقرر اس کو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دیوے اس کی پادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقل مند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں سو اس مالک الملک شاہنشاہ غیور سے ڈرنا چاہیے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت سو وہ مشرکوں سے کیوں کر غفلت کرے گا اور کس طرح ان کو ان کی سزا نہ دے گا ،اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور ان کو شرک کی آفت سے بچاوے آمین۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔

ترجمہ: اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ لقمان میں جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اس کو اے بیٹے میرے مت شریک بتا اللہ کا بے شک شریک بتانا اس کا بڑی بے انصافی ہے۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقل مندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی ،اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق

بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسے عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ: اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انبیاء میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بے شک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سو بندگی کرو میری۔

---

۱ مقصود یہ ہے کہ جس طرح بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھ دینا برا ہے ویسے ہی خالق کی جو عبادت ہے وہ مخلوق کے لئے کرنی بری ہے۔ ذلیل سے مراد ضعیف، عاجز، بے سروسامان وغیرہ ہے۔ جس طرح ایک بادشاہ کے سامنے ایک چمار محض عاجز بے بس بے کس ضعیف اور بے سروسامان ہے اس سے کہیں زیادہ ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز بے طاقت، محض لاچار اور مجبور ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر صحابہ اور خود رسول ﷺ کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ (بدر میں اللہ نے تمہاری مدد کی حالانکہ تم سب اس وقت ذلیل تھے، یعنی ضعیف و ناتواں، بے سروسامان) قرآن کریم میں ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (تمام انسان ضعیف عاجز کمزور پیدا کیے گئے ہیں)

عوارف المعارف کے باب ذکر بدایہ و نہایہ میں ہے۔ وَبَلَغَنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ اَنَّہٗ قَالَ لَا یَکْمُلُ اِیْمَانُ الْمَرْءِ حَتّٰی یَکُوْنَ النَّاسُ عِنْدَہٗ کَالْاَبَاعِرِ (ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ تمام لوگ اس کے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں) یعنی کسی نفع نقصان کا مالک کسی کو نہ سمجھے حضرت نظام الدین اولیاء کے ملفوظات میں ہے کہ آپ نے فرمایا "کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو تمام خلقت ایسی نہ دکھائی دے جیسے کہ اونٹ کی مینگنی"۔ پس جس طرح ایک بادشاہ کی شان کے سامنے چمار کی شان ہے اس سے بہت زیادہ ہر مخلوق کی شان خدا کی شان کے آگے کم ہے۔

3

ف: یعنی جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتوں میں ہے سو یہی راہ نجات کی ہے اس کے سوا اور سب راہیں غلط ہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَآءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَکَ فِیْهِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَکْتُهٗ وَشِرْکَهٗ وَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الریاء میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہؓ نے کہ کہا رسول اللہ ﷺ نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں بڑا بے پرواہ ہوں ساجھیوں میں ساجھی سے جو کوئی کرے کچھ کام کہ ساجھی کردے اس میں میرے ساتھ اور کسی کو سو میں چھوڑ دیتا ہوں اس کو اور اس کے ساجھی کو اور میں اس سے بیزار ہوں۔

ف: یعنی جس طرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں سو میں یوں نہیں کرتا کیونکہ میں بے پرواہ ہوں بلکہ جو کوئی کچھ کام میرے واسطے کرے اور غیر کو بھی اس میں شریک کردے سو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا بلکہ سارے ہی کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایک کام کرے اللہ کے واسطے پھر وہی کام کرے اور کسی کے واسطے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک جو عبادت اللہ کی کرے وہ بھی اللہ کے ہاں مقبول نہیں بلکہ اللہ اس سے بیزار ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی بن کعب نے اس آیت کی تفسیر میں وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ الخ فرمایا کہ اللہ

فَجَعَلَهُمْ اَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاِنِّىْ اُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَاُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَبَاكُمْ اٰدَمَ شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِىْ وَلَا رَبَّ غَيْرِىْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِىْ شَيْئًا اِنِّىْ سَاُرْسِلُ اِلَيْكُمْ رُسُلِىْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِىْ وَمِيْثَاقِىْ وَاُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِىْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَآ اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ.

نے اولاد آدم کی اکٹھی کی پھر ان کی مثلیں لگائیں پھر ان کی صورت بنائی پھر ان کو بولنے کی طاقت دی سو بولنے لگے پھر ان سے قول وعہد لیا اور ان کی جان پر ان سے اقرار کروایا کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں ،فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اور تمہارے باپ آدم کو اس واسطے کہ کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم نہ جانتے تھے سو یہ جان رکھو کہ بے شک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور نہیں کوئی مالک سوائے میرے اور مت شریک ٹھیراؤ میرا کوئی بے شک میں اب بھیجوں گا طرف تمہارے رسول اپنے کہ یاد دلاویں گے تم کو قول وقرار میرا اور اتاروں گا تم پر کتابیں اپنی ،بولے کہ اقرار کیا ہم نے کہ بے شک تو مالک ہمارا ہے اور حاکم ہمارا نہیں کوئی مالک ہمارا تیرے سوائے اور نہیں کوئی حاکم ہمارا تیرے سوائے۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے سورۂ اعراف میں فرمایا ہے اور جب نکالی تیرے رب نے بنی آدم پشت سے ان کی اولاد اور اقرار کروایا ان سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں قبول کیا ہم نے اپنے ذمہ پر یہ ہم نے اس لیے کیا کہ

کہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ بے شک ہم اس بات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ شرک تو کیا تھا ہمارے باپ دادوں نے پہلے سے اور ہم تھے پیچھے ان کے سو کیا برباد کرتا ہے تو ہم کو ان جھوٹوں کے کام کے بدلے یہ ترجمہ کلام اللہ کی آیت کا ہے سو اس کی تفسیر میں ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے ساری اولاد آدم کی اکٹھی کی ایک جگہ اور ان کی جُدا جُدا مثلیں لگائیں جیسے پیغمبروں کی جُدا مثل اور اولیاء کی جُدا مثل اور شہیدوں کی جُدا مثل اور نیک بختوں کی جُدا مثل اور حکم بردار لوگوں کی جُدا مثل اور بدکاروں کی جُدا مثل اور اسی طرح کافروں کی مثلیں لگائیں جیسے یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہندو و علیٰ ہذا القیاس پھر ان سب کی صورتیں بنائیں یعنی ہر کسی کی صورت جیسی دنیا میں بنانی منظور تھی ویسی ہی وہاں ظاہر کی کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت کسی کو سانکا، کسی کو گونگا کسی کو کانا کسی کو اندھا علیٰ ہذا القیاس پھر ان کو بولنے کی طاقت دی پھر ان سب سے اللہ صاحب نے یوں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر ان سے قول و قرار لیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم و مالک نہ جانیو اور کسی کو میرے سوا نہ مانیو سوان سب نے اس سب کا قول و قرار کیا اور اللہ صاحب نے اس بات پر آسمان و زمین و آدم کو گواہ کیا اور یہ فرمایا کہ اس قول و قرار کے یاد دلانے کو پیغمبر آویں گے اور کتابیں لاویں گے سو ہر کسی نے جدا جدا اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور شرک کا انکار سو شرک کی بات میں ایک کو دوسرے کی سند نہ پکڑنی چاہیے نہ پیر کی نہ استاد کی نہ باپ دادوں کی نہ کسی پادشاہ کی نہ کسی مولوی کی نہ کسی بزرگ کی اور یہ جو کوئی خیال کرے کہ ہم تو دنیا میں آکر اس بات کو پھر بھول گئے پھر بھولی بات کی کیا سند ہے سو یہ خیال غلط ہے اس واسطے کہ بہت باتیں آدمی کو آپ یاد نہیں ہوتیں پھر معتبر لوگوں کے کہنے سے یقین کرتا ہے جیسے کسی کو اپنی ماں کے پیٹ سے اپنا پیدا ہونا یاد نہیں ہوتا پھر لوگوں ہی سے سن کر یقین کرتا ہے اور اپنی ماں ہی کو ماں سمجھتا ہے اور کسی کو ماں نہیں بتا سکتا، پھر اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی کو ماں بتاوے تو اس کو سب لوگ بُرا کہیں گے اور جو وہ جواب دے کہ مجھے تو اپنا پیدا ہونا کچھ یاد نہیں کہ میں اس کو اپنی ماں جانوں تو سب لوگ اس کو احمق کہیں گے اور بڑا بے ادب تو جب عوام الناس کے کہنے سے آدمی کو بہت

باتوں کا یقین آ جاتا ہے پھر پیغمبروں کی تو بڑی شان ہے ان کے خبر دینے سے کیوں کر نہ یقین آوے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل توحید کا حکم اور شرک کا منع اللہ صاحب نے ہر کسی سے عالم ارواح میں کہہ دیا ہے اور سارے پیغمبر اسی کی تاکید کو آئے ہیں اور ساری کتابیں اسی کے بیان میں اتریں سوایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا فرمانا اور ایک سو چار کتاب آسمانی کا علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ توحید خوب درست کیجئے اور شرک سے بہت دور بھاگئے نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھئے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کر سکتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھیرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اُس کے پاس لے جائے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبلؓ نے نقل کیا کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے نہ شریک ٹھیرا اللہ کا کسی کو گو کہ مارا جاوے تو اور جلایا جاوے تو۔

ف: یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر کہ شاید کوئی جن یا بھوت کچھ ایذا پہنچاوے سوجیسا مسلمان کو ظاہر کی بلاؤں پر صبر کرنا چاہیے اور ان کے ڈر سے اپنا دین نہ بگاڑنا چاہیے اسی طرح جن اور بھوتوں کی بھی ایذا پر صبر کرنا چاہیے اور ان سے ڈر کر ان کو نہ ماننا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ فی الحقیقت تو ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے مگر وہ بھی کبھی اپنے بندوں کو جانچتا ہے اور بُروں کے ہاتھ سے بھلوں کو ایذا پہنچاتا ہے تاکہ کچوں اور پکوں میں فرق ہو جاوے اور مومن اور منافق جُدا جُدا معلوم ہو جاویں سو جیسے ظاہر میں کبھی متقیوں کو فاسقوں کے ہاتھ سے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادہ سے ایذا پہنچ جاتی ہے اور ان کو وہاں صبر ہی کرنا پڑتا ہے اور دین بگاڑنا نہیں پہنچتا اسی طرح کبھی کبھی نیک آدمی کو جن اور شیاطینوں کے ہاتھ سے اللہ کے ارادہ سے ایذا پہنچ جاتی ہے سو

اس پر صبر کرنا ہی چاہیے اوران کو ہرگز نہ ماننا چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص شرک سے بیزار ہوکر اوروں کا ماننا چھوڑ دے اوران کی نذرو نیاز ماننے کو برا جانے اور غلط غلط رسموں کو مٹانے لگے اوراس میں اس کو کچھ نقصان مال کا یا اولاد کا یا جان کا پہنچ جاوے یا کوئی شیطان کسی پیرو شہید کا نام لے کر ایذا دینے لگے تو اس پر صبر کرے اور اپنی بات پر قائم رہے، اور یہ سمجھے کہ اللہ میرا دین جانچتا ہے اور جیسے اللہ صاحب سب ظالم آدمیوں کو ڈھیل دے کر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو ان کے ہاتھ سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو بھی اپنے وقت پر پکڑے گا اور نیک آدمیوں کو ان کی ایذا سے بچاوے گا۔

وَاَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ اللّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ بخاری ومسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھیرا کر اور حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا۔

ف: یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اس کے اختیار میں ہیں سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر پکارتے ہیں سو کسی اور کو اس طرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہئے کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے اول تو یہ کہ یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت برلانے کی طاقت ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو، دوسری یہ کہ جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ إِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاستغفار میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے بے شک تو جو مجھ سے ملے دنیا بھر گناہ لے کر پھر ملے مجھ سے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسی کو تو بے شک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر۔

ف: یعنی اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے پھر یوں سمجھے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اُتنی ہی اس پر بخشش کرے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں اور یہی حق ہے اس لئے کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوائے کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اس کے تقصیر وار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا سو جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جاوے پھر جتنے گناہ اس سے ہوں گے سو بشریت کی راہ سے ہوں گے یا بھول چوک کر اور ان گناہوں کا ڈر اس کے دل پر گھر رہا ہوگا اور ان سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا، اور بے

شک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے سو جوں جوں اس سے گناہ ہوں گے اسی کے موافق
اس کی یہ حالت بڑھے گی اور جس قدر کہ یہ حالت بڑھے گی اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی
سو یہ جان لینا چاہیے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت
وہ کام نہیں کر سکتی فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے، جیسے رعیتی تقصیروار ہزار درجہ
بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور۔

الفصل الثانی

فِیْ ذِکْرِ رَدِّ الْاِشْرَاکِ فِی الْعِلْمِ

ترجمہ: فصل دوسری بیان میں برائی اشراک فی العلم کے

ف: یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ انعام میں کہ اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ان کو مگر وہی۔

ف: یعنی جس طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دی ہیں جیسے آنکھ دیکھنے کو کان سننے کو ناک سونگھنے کو زبان چکھنے کو ہاتھ ٹٹولنے کو عقل سمجھنے کو اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں جیسے جب کچھ دیکھنے کو دل چاہا تو آنکھ کھول دی نہ چاہا تو بند کر لی جس چیز کا مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہوا منہ میں ڈال لیا نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا سو گویا کہ ان چیزوں کے دریافت کرنے کیلئے کنجیاں ان کو دی ہیں جیسے جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے، جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ

اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتا دی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں منافقوں میں حضرت عائشہؓ پر تہمت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کی پر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہؓ پاک ہیں۔ سو یقین یوں رکھنا چاہیے کہ غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جس کو جتنا چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب میں چاہوں اس سے غیب کی بات معلوم کرلوں اور آئندہ باتوں کو معلوم کر لینا میرے قابو میں ہے سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ دعویٰ خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی ولی کو یا جن وفرشتہ کو امام و امام زادے کو یا پیر و شہید کو یا نجومی و رمال یا جفار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن راشٹی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے یا اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس آیت سے منکر، اور یہ جو وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگونی کچھ کہہ دیتا ہے تو وہ اسی طرح ہو جاتا ہے تو اس سے ان کی غیب دانی ثابت ہوتی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ بہت باتیں ان کی غلط بھی ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے اختیار میں نہیں ان کی اٹکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط اور یہی حال ہے استخارہ اور کشف کا اور قرآن مجید کی فال کا لیکن پیغمبروں کی وحی میں کبھی غلطی نہیں پڑتی سو وہ ان کے قابو میں نہیں اللہ صاحب جو آپ چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ

ترجمہ: کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نمل میں کہ کہہ دو نہیں جانتے جتنے لوگ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ.

اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جاویں گے۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے پیغمبر ﷺ کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دیں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی (اور) چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اور اس کی دلیل یہ کہ اچھے لوگ سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آوے گی اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جو ان کے اختیار میں ہوتا یہ بھی معلوم کر لیتے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَاتَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ.

ترجمہ: اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ لقمان میں کہ بے شک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ کہ مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کرے گا کل اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمیں میں مرے گا بے شک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار۔

ف: یعنی غیب کی باتوں کی سب خبریں اللہ ہی کو ہیں اور ان کا جان لینا کسی کے قابو میں نہیں چنانچہ قیامت کی خبر کہ اس کا آنا بہت مشہور ہے، اور نہایت یقینی، اس کے بھی آنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں پھر اور چیزوں کے ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے جیسے کسی کی فتح کسی کی شکست کسی کا بیمار ہونا کسی کا تندرست ہونا کہ یہ باتیں تو نہ قیامت کے برابر مشہور ہیں نہ ویسی یقینی اور اسی طرح مینہ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں حالانکہ اس کا موسم بھی بندھا ہوا اور اکثر ان موسموں پر برستا بھی ہے اور سارے نبی اور ولی اور پادشاہ اور حکیم اس کی خواہش بھی رکھتے ہیں سو اگر اس کے وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ

پالیتا پھر جو چیزیں کہ نہ انکا کچھ موسم بندھا ہوا ہے نہ سب لوگ مل کر ان کی خواہش رکھتے ہیں جیسے کسی شخص کا مرنا جینا اولاد ہونی یا غنی وفقیر ہونا یا فتح وشکست ہونی سو ایسی چیزوں کی خبر کی راہ کیوں کر پا سکیں اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جان سکتا کہ ایک ہے یا دو نر ہے یا مادہ کامل ہے یا ناقص خوبصورت ہے یا بدصورت حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزیوں کے اسباب لکھتے ہیں پر کسی کا حال بالخصوص نہیں جانتے تو اور چیزیں کہ آدمی میں چھپی ہوتی ہیں جیسے خیالات اور ارادے اور نیتیں اور ایمان اور نفاق وہ تو کیوں کر جان سکیں اور اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرے گا تو اور کسی کا کیوں کر جان سکے اور جب اپنے ہی مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو اور کسی کے مرنے کی جگہ یا وقت کیوں کر جان سکے غرض کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعوی کرتے ہیں کوئی کشف کا دعوی رکھتا ہے کوئی استخارہ کا عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فال نامہ لیے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہیے لیکن جو شخص آپ دعوئ غیب دانی کا نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنی اختیار میں نہ کہتا بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ بات کبھی اللہ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہو جاتی ہے سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہوں تو معلوم کرلوں یا جب میں چاہوں تو دریافت کرلوں یہ بات ہوسکتی ہے شاید وہ سچا ہو یا مکار۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ.

ترجمہ: اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ احقاف میں اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن [1] تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں

---

[1] یعنی اگر قیامت تک ان کی پوجا کریں تو وہ ہرگز جواب نہ دیویں۔ شاہ عبدالقادر۔

ف: یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں کہ اول تو وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے کہ اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک نہیں ثابت ہوتا ہے لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی ان کو اس طرح سے پکارا حالانکہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ

ترجمہ: اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں کہہ کہ نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور جانتا میں غیب تو بے شک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور خوش خبری سنانے والا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں۔

ف: یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا ﷺ تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تو اس لئے انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے آگے صاف بیان کر دیں تا کہ سب لوگوں کا حال معلوم ہو جاوے سو انہوں نے بیان

کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اور اگر برا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا غرض کہ کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں اور کچھ خدائی کا دعویٰ نہیں رکھتا فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈر دیوے اور بھلے کام پر خوش خبری سنا دیوے سو یہ بھی انہیں کو فائدہ کرتی ہے کہ جن کے دل میں یقین ہے اور دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں وہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں اور اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں یا اولاد دیویں یا مشکل کھول دیویں یا مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیوں یا غنی اور فقیر کر دیویں یا کسی کو پادشاہ کر دیویں یا کسی کو امیر وزیر یا کسی سے پادشاہت یا امارت چھین لیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں یا کسی کا ایمان چھین لیں یا کسی بیمار کو تندرست کر دیویں یا کسی سے تندرستی چھین لیویں کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار اور اسی طرح کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ فلانے کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان سو جیسے سب لوگ کبھی کچھ بات عقل سے یا قرینہ سے کہہ دیتے ہیں پھر کبھی ان کی بات کے موافق پڑ جاتی ہے کبھی اس میں چوک پڑ جاتی ہے اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی

جو بات عقل اور قرینہ سے کہتے ہیں سو اس میں کبھی درست ہو جاتی ہے کبھی چوک ہاں مگر جو اللہ کی طرف سے وحی یا الہام ہے سو اس کی بات نرالی ہے مگر وہ ان کے اختیار میں نہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَافِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب اعلان النکاح میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری بچھ بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس سو وہیں شروع کیا کچھ چھوکریوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔

ف: یعنی ربیع ایک بی بی تھی انصار میں سے ان کی شادی میں پیغمبر خدا ﷺ تشریف لائے اور ان کے پاس آ کر بیٹھے سو ان لوگوں کی کئی چھوکریاں کچھ گانے لگیں کہ اس میں پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات کہی کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ باتیں جانتے ہیں سو اس کو پیغمبر خدا ﷺ نے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات مت کہہ اور جو کچھ پہلے گاتی تھیں وہی گائے جاؤ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیاء و اولیاء یا امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر ﷺ کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا ﷺ کی تعریف میں یا اور انبیاء و اولیاء کی یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں

میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا جیسے اوصاف انکی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب بات غلط ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو بھی گانے نہ دیا چہ جائے کہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ اَخْبَرَکَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْیَةَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب رؤیۃ اللہ عز وجل میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جوکوئی خبر دے تجھ کو کہ حضرت پیغمبر ﷺ خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بے شک بڑا طوفان باندھا۔

ف: یعنی وہ پانچوں باتیں کہ سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں اور ان کی تفصیل اس فصل کے شروع میں گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انہیں پانچ میں داخل ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبرؐ خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے تو وہ بڑا جھوٹا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبرؐ خدا یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ کہا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں اور پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے۔

ف: یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا بُرا سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔

4

الفصلُ الثالث

فِیْ ذِکْرِ رَدِّ الْاِشْرَاکِ فِی التَّصَرُّفِ

ترجمہ: فصل تیسری اشراک فی التصرف کی برائی کے بیان میں۔

ف: یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی التصرف کی برائی ثابت ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مومنون میں، کہہ کون ہے وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہے قابو ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی نہیں حمایت کرتا جو جانتے ہو، وہیں کہہ دیں گے کہ اللہ ہی ہے کہہ پھر کہاں سے خبط میں پڑ جاتے ہو۔

ف: یعنی جس سے پوچھے کہ ایسی شان کس کی ہے کہ ہر چیز اس کے قابو میں ہے جو چاہے کر ڈالے اس کا ہاتھ کوئی پکڑ نہ سکے اور اس کی حمایت میں کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے اور اس کے تقصیر وار کو کہیں پناہ نہ مل سکے اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہ چل سکے سو ہر کوئی یہی جواب دے گا کہ ایسی شان اللہ کی ہے سو سمجھنا چاہیے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے، سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں متصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے

گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ جن میں کہہ کہ بے شک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارے کچھ نقصان کا نہ فائدہ کا۔ کہہ کے بے شک مجھ کو ہرگز نہ بچاوے گا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤں گا ورے اس کے کہیں [1]بچاؤ۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں تمہارے نفع ونقصان کا کچھ مالک نہیں اور تم جو مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے سو اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچا لے گا کیونکہ یہ بات محض غلط ہے اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کہیں بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیروں شہیدوں کی حمایت پر بھروسا کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اس کے احکام کی تعظیم نہیں کرتے محض گمراہ ہیں کہ سب پیروں کے پیر پیغمبر خدا ﷺ رات دن اللہ سے ڈرتے تھے اس کی رحمت کے سوائے کسی طرح اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے پھر اور کسی کا تو کیا ذکر ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَھُمْ رِزْقًا مِّنَ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نحل میں اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسوں کو

---

[1] یعنی اگر میں تمہارا کہنا مانوں اور خدا تعالیٰ کی بندگی چھوڑ دوں پھر خدا تعالیٰ اگر مجھے عذاب میں گرفتار کرلے تو کوئی ایسا نہیں ہے جو مجھے اس کے عذاب سے بچا سکے۔ شاہ عبدالقادر۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ.

کہ نہیں اختیار رکھتے ان کی روزی کا آسمانوں سے اور نہ زمیں سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے۔

ف: یعنی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں ایسے لوگوں کی کہ ان کا کچھ اختیار نہیں اور ان کی روزی پہنچانے میں کچھ دخل نہیں رکھتے نہ آسمان سے مینہ برساویں نہ زمین سے کچھ اگاویں اور ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء کو یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں اور اس کے ادب سے دم نہیں مارتے اگر چاہیں تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں لیکن شرع کی تعظیم کر کے چپ بیٹھے ہیں سو یہ بات سب غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یونس میں اور مت پکار ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہ فائدہ دیویں تجھ کو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہ تو بے شک تو بے انصاف ہے۔

ف: یعنی اللہ زبردست کے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کا ثابت کیجئے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ

ترجمہ: کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ سبا میں کہ کہہ بھلا پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو ورے اللہ سے سو وہ تو نہیں

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ.

اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو اور نہیں کام آتی سفارش اس کے روبرو مگر جس کو پروانگی دے یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا رب تمہارے نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا۔

ف: یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور مشکل کے وقت پکارتا ہے اور وہ اس کی حاجت روا کر دیتا ہے سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے کہ یا تو خود وہ مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اس کا دباؤ ہو جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے کیونکہ وہ اس کے بازو ہیں اور اس کی سلطنت کے رکن ان کے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے، یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ نخواہ قبول کر لے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے پادشاہ زادی یا بیگمات کہ پادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا سو چار و ناچار ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے سو جن کو اللہ کے سوائے یہ لوگ پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو نہ تو وہ مالک ہیں آسمان اور زمین میں ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ ان کا ساجھا ہے اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ اس کے بازو کہ ان سے دب کر ان کی بات مان لے اور نہ بغیر پروانگی سفارش کر سکتے ہیں کہ خواہ نخواہ اس سے دلوا دیں بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے یہ سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے پھر بات الٹنے کا

تو کیا ذکر اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت اس جگہ ایک بات بڑے کام کی ہے اس کو کان رکھ کر سن لینا چاہیے کہ اکثر لوگ انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر بہت بھول رہے ہیں اور اس کے معنی غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں، سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے، سو سننا چاہیے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر و وزیر اس کو اپنی سفارش سے بچا لیوے تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصے کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اس نے خدا کے معنے کچھ بھی نہ سمجھے اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے اگر چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے[1] اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک ہی عالم اس جگہ قائم کرے کہ اس کے تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو

---

[1] ایک تو ہے اللہ تعالیٰ کا اپنی چاہت کے پورا کرنے اور اپنے ارادے کو کر گزرنے پر قادر ہونا، دوسرے کسی کام کا ہونا اور کرنا۔ تو مولانا شہید فرماتے ہیں کہ اگر وہ چاہے تو ہر چیز پر قادر ہے قرآن کریم میں ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو بنانے کے لئے صرف یہی فرما دینا کہ "ہو جا" کافی ہے تو اگر وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے قرآن کریم میں ہے اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ جس کام کا جس چیز کا ارادہ کرتا ہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا اسی وقت ہو جاتی ہے قرآن کریم میں ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

جاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق بڑھ نہ جاوے گی اور جو سب لوگ مل کر شیطان اور دجال ہی سے ہو جاویں تو اس کی کچھ رونق گھٹنے کی نہیں وہ ہر صورت سے بڑوں کا بڑا ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ اس کا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے نہ کچھ سنوار سکے دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دیوے اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ وجیہ کا خطاب بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس روح الامین فرماوے مگر پھر مالک مالک ہے اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں

(بقیہ حاشیہ) اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ یعنی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا کیا انسانوں جیسے اور پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ بے شک وہ تو بڑا ہی خالق ہے اور بہت ہی جاننے والا ہے اس سے ثابت ہوا کہ انسانوں جیسے اور انسان بھی خدا اگر چاہے تو پیدا کر سکتا ہے قرآن کریم میں ہے وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا، اگر ہم چاہیں تو ہر گاؤں اور شہر میں پیغمبر بھیج دیں پس خدا کی کوئی چاہت ایسی نہیں جس کے پورا کرنے پر وہ قادر نہ ہو کوئی ارادہ ایسا نہیں جس سے مراد جدا ہو اس کی قدرت میں تو سب کچھ ہے گو قدرت میں تو سب کچھ ہے لیکن ایسا کرے گا نہیں کیونکہ اس کے فرمان کتنے نہیں ہو آنحضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ فرماتا ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ الآیۃ یعنی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

بڑھ سکتا جیسا اس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھلکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہے۔ تیسری یہ صورت ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھیرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے آپکو تقصیروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماوے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا تو آپ بھی چور ہو جاتا اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی وولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے سو اس کے معنی یہی ہیں سو ہر بندے کو چاہیے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور اسی سے ڈرتا رہے اور اس کی التجا کرتا رہے اور اسی کے روبرو اپنے گناہوں کا قائل رہے اور اسی کو اپنا مالک بھی سمجھے اور حمایتی بھی اور جہاں تک خیال دوڑاوے اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسا نہ کرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا اور سب گناہ اپنی رحمت سے بخش دے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بناوے گا غرض جیسے ہر حاجت اپنی اسی کو سونپتا ہے اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا کیجئے اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکاریئے اور اس کو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول

جایئے اور اس کے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجئے اور اسی اپنے حمایتی ٹھہرا لیے ہوئے کی راہ ورسم کو مقدم سمجھئے کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے اور سارے نبی اور ولی اس سے بیزار ہیں وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے بلکہ غصہ ہو جاتے ہیں اور الٹے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں کیوں کہ ان کی تو بزرگی یہی تھی کہ اللہ کی خاطر کو سب جورو بیٹے مرید شاگرد نوکر غلام یار آشنا کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کی خلاف مرضی ہوتے تھے تو وہ بھی ان کے دشمن ہو جاتے تھے تو پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کیا ہیں کہ وہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اس کی خلاف مرضی ان کی طرف سے اس کے حضور میں جھگڑنے بیٹھیں گے بلکہ بات تو یوں ہے کہ اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰهِ ان کی شان ہے جس کے حق میں اللہ کی خوشی یوں ہی ٹھیری کہ اس کو دوزخ ہی میں بھیجے تو وہ اور دو چار دھکے دینے کو تیار ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ یَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْئٍ لَّمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب التوکل والصبر میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عباسؓ نے کہ تھا میں پیچھے پیغمبرؐ خدا کے ایک دن سو فرمایا اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو کہ وہ یاد رکھے گا تجھ کو یاد رکھ اللہ کو کہ پاوے گا تو اس کو اپنے روبرو اور جب مانگے تو کچھ مانگ اللہ ہی سے اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجھ لے کہ بے شک سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ کچھ فائدہ پہنچاویں تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچا سکیں گے مگر جتنا کہ لکھ دیا اللہ نے تیرے حق میں اور

لَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰٓی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَّمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ۔

جو اکٹھے ہوویں اس پر کہ نقصان پہنچاویں تجھ کو کچھ تو نہ نقصان پہنچا سکیں گے مگر وہی کہ لکھ دیا ہے تجھ پر اللہ نے اٹھائی گئی قلم اور سوکھ گیا کاغذ۔

ف: یعنی اللہ صاحب گو کہ سب پادشاہوں کا پادشاہ ہے پر اور پادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی رعیتی بہتیرا ہی التجا کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے اس لئے رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں اور ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں تا کہ انہیں کی خاطر سے التجا قبول کرلیں بلکہ وہ بڑا کریم ورحیم ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں جو اس کو یاد رکھے وہ آپ ہی اس کو یاد رکھتا ہے کوئی سفارش کرے یا نہ کرے اور اسی طرح وہ گو کہ سب چیز سے پاک ہے اور سب سے بلند مگر اور بادشاہوں کا سا دربار نہیں کہ کوئی رعیتی لوگ وہاں پہنچ نہ سکیں اور امیر وزیر ہی رعیت پر حکم چلاویں اور رعیت کے لوگوں کو انہیں کا ماننا ضرور پڑے اور انہیں کا دربار کرنا پڑے بلکہ اپنے بندوں سے بہت نزدیک ہے جو ادنیٰ بندہ اپنے دل سے اس کی طرف متوجہ ہووے تو وہیں اس کو اپنے منہ ہی کے آگے پاوے وہاں اپنی غفلت ہی کے سوا اور کچھ پردہ نہیں جو کوئی کچھ اس سے دور ہے سو اپنی غفلت کے سبب سے دور ہے اور وہ سب سے نزدیک پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو پکارتا ہے کہ وہ اس کو اللہ سے نزدیک کردیویں سو یہ نہیں سمجھتا ہے کہ پیر و پیغمبر تو اس سے دور ہیں اور اللہ نہایت نزدیک، سو یہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک رعیتی آدمی اپنے پادشاہ کے پاس اکیلا بیٹھا ہے اور وہ پادشاہ اسی کی عرض سننے کو متوجہ ہے پھر وہ رعیتی کسی امیر وزیر کو کہیں دور سے پکارے کہ تو میری طرف سے فلانی بات پادشاہ کے حضور میں عرض کردے سو وہ اندھا ہے یا دیوانہ، اور فرمایا کہ ہر مراد اللہ ہی سے مانگے اور ہر مشکل میں اسی کی مدد چاہے اور یہ یقین سمجھ لیجئے کہ قلم تقدیر ہرگز نہیں پھرتا اور لکھا ہرگز نہیں مٹتا پھر اگر سارے جہان کے بڑے اور چھوٹے مل کر چاہیں کہ کسی کو کچھ نفع و نقصان پہنچاویں اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ

جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء کو اللہ نے یہ طاقت بخشی ہے کہ تقدیر کو بدل ڈالیں جس کی تقدیر میں اولاد نہیں اس کو اولاد دے دیویں جس کی عمر تمام ہو چکی ہو اس کی عمر بڑھا دیویں سو یہ بات کچھ صحیح نہیں بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ اللہ اپنے ہر بندہ کی کبھی دعا قبول بھی کر لیتا ہے اور انبیاء و اولیاء کی اکثر ، مگر دعا کی توفیق دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے اور قبول کر لینا بھی اور دعا بھی کرنی اور مراد بھی ملنی دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہیں تقدیر سے باہر کوئی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا اور کچھ کام کرنے کی کسی کو کچھ قدرت نہیں ہر بندہ بڑا ہو یا چھوٹا نبی ہو یا ولی سوائے اس کے کہ اللہ سے مانگے اور اس کی جناب میں دعا کرے کچھ اور طاقت نہیں رکھتا پھر وہ مالک مختار ہے چاہے وہ اپنی مہربانی کی راہ سے قبول کر لے چاہے اپنی حکمت کی راہ سے قبول نہ کرے۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃٌ فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَہُ الشُّعَبَ کُلَّھَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ بِاَیِّ وَادٍ اَھْلَکَہُ وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ الشُّعَبَ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب التوکل والصبر میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ عمرو بن العاصؓ نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بے شک آدمی کے دل کی ہر میدان کیطرف راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہوں کے تو کچھ پروا نہیں رکھتا اللہ کہ کسی جنگل میں تباہ کر دے اس کو اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو وہ کفایت کرتا ہے اس کو سب راہوں کی۔

ف: یعنی جب آدمی کو کسی چیز کی طلب ہوتی ہے یا کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو اس کے دل میں ہر طرف خیال دوڑتے ہیں کہ فلانے پیغمبر کو پکاریے فلانے امام کی مدد چاہیے فلانے پیر و شہید کی منت مانیے فلانی پری کو مانیے فلانے نجومی یا رمال سے پوچھیے فلانے ملا سے فال کھلوائیے پھر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے پڑتا ہے تو اللہ اس سے اپنی قبولیت

کی نگاہ پھیر لیتا ہے اور اس کو اپنے سچے بندوں میں نہیں گنتا اور اللہ کی تربیت اور ہدایت کی راہ اس کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اور اسی طرح ان خیالات کے پیچھے دوڑتا ہی دوڑتا تباہ ہو جاتا ہے کوئی دہریہ ہو جاتا ہے کوئی ملحد کوئی مشرک ہو جاتا ہے کوئی سب سے منکر اور جو کوئی اللہ ہی پر بھروسا کرتا ہے کسی خیال کے پیچھے نہیں پڑتا سو اللہ اس کو اپنے مقبول لوگوں میں گن لیتا ہے اور اس پر ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو چین اور آرام ایسا بخش دیتا ہے کہ خیالات باندھنے والوں کو ہرگز میسر نہیں ہوتا اور جو کچھ جس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ اس کو مل ہی رہتا ہے مگر خیالات باندھنے والا مفت رنج کھینچتا ہے اور توکل کرنے والا چین و آرام سے پالیتا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَسْاَلْ اَحَدُکُمْ رَبَّہٗ حَاجَتَہٗ کُلَّھَا حَتّٰی یَسْاَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰی یَسْاَلَہٗ شِسْعَ نَعْلِہٖ اِذَا انْقَطَعَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الدعوات میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر کسی کو چاہیے اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ جب ٹوٹ جاوے وہ بھی اسی سے مانگے۔

ف: یعنی اللہ صاحب کو دنیا کے پادشاہوں کی طرح نہ سمجھے کہ بڑے بڑے کام تو آپ کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام اور نوکروں چاکروں کے حوالہ کر دیتے ہیں سو لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں ان کی التجا کرنی ضرور پڑتی ہے سو اللہ کے ہاں کارخانہ یوں نہیں بلکہ وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ آپ ہی ایک آن میں کروڑوں کام چھوٹے اور بڑے درست کر سکتا ہے اور اس کی سلطنت میں کسی کی قدرت نہیں سو چھوٹی چیز بھی اسی سے مانگنا چاہیے کیونکہ اور کوئی چھوٹی چیز دے سکتا ہے نہ بڑی۔

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَابَتَهٗ فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا اَوْ قَالَ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ عَبْدِشَمْسٍ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَیَابَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ وَیَابَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْٓا اَنْفُسَکُمْ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الانذار والتحذیر میں لکھا ہے کہ بخاری ومسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہؓ نے کہ جب اتری یہ آیت کہ ڈراوے تو اپنی برادری کو جو اپنا تارکھتے ہیں تو پکارا پیغمبر خدا نے اپنے ناتے والوں کو پھر اکٹھا کرکے پکارا اور جدا جدا بھی سو فرمایا اے اولاد کعب بن لوئی کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بے شک میں نہیں اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے ہاں کچھ یا یوں فرمایا کہ بے شک میں نہیں کام آنے کا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ۔ اور اے اولاد مرہ بن کعب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بے شک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ۔ اور اے اولاد عبد شمس کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بے شک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے اولاد عبد مناف کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ۔ اور اے اولاد ہاشم کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ میں نہ کام

۱؎ جب یہ آیت اتری تو حضرت علیہ ﷺ نے سارے قریش کو پکار کر سنا دی اور اپنی پھوپی تک اور بیٹی تک اور چچا تک کو کہہ سنایا کہ اللہ کے ہاں اپنا فکر کرو، خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کرسکتا۔ شاہ عبد القادر۔

مِّنَ النَّارِ فَاِنِّی لَآ اُغْنِی عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْـئًا وَیَا فَاطِمَۃُ اَنْقِذِی نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ سَلِیْنِی مَاشِئْتِ مِنْ مَّالِی فَاِنِّی لَآ اُغْنِی عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا.

آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ۔ اور اے اولاد عبدالمطلب کی بچاؤ تم اپنی جانوں کو آگ سے کیونکہ بے شک میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ۔ اور اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔

ف: یعنی جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں ان کو اس کی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو اس لئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبرؐ کو فرمایا کہ وہ اپنے قرابتیوں کو ڈرادیوے سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کھول کر سنادیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہوسکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی، جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تب تک کام نہیں نکلتا۔

الفصل الرابع

ذِكرِ رَدِّ الْاِشْرَاكِ فِي الْعِبَادَتِ

ترجمہ: فصل چوتھی اشراک فی العبادت کی برائی کے بیان میں۔

ف: یعنی عبادت کہتے ہیں ان کاموں کو کہ اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے واسطے اپنے بندوں کو بتلائے ہیں، سو اس فصل میں یہ مذکور ہے کہ قرآن وحدیث میں اللہ کی تعظیم کے لوگوں کو کون سے کام بتائے ہیں تاکہ اور کسی کے لئے وہ کام نہ کیجئے کہ شرک لازم آوے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ ہود میں کہ بے شک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف یہ بات کہنے کو کہ بے شک میں تم کو ڈرانے والا ہوں صاف یہ کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر دکھ کے دن کی مار سے۔

ف: یعنی مسلمان اور کافروں میں مقابلہ حضرت نوح ہی کے وقت سے شروع ہوا ہے سو جب ہی سے اس بات پر مقابلہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے یہی کہتے آتے ہیں کہ اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی نہ چاہیے اور جو کام اس کی تعظیم کے ہیں وہ اوروں کے واسطے نہ کیجئے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

ترجمہ: اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فصلت (حم السجدۃ) میں کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو کہ

الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. جس نے پیدا کیا ان کو جو تم اسی کے بندے بننا چاہتے ہو۔

ف: یعنی جو آدمی چاہے کہ اللہ ہی کا بندہ بنے تو سجدہ اسی کو کرے اور کسی چاند سورج کو نہ کرے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے دین میں یوں ہی فرمایا ہے کہ سجدہ کرنا حق خالق کا ہے سو کسی مخلوق کو نہ کرنا چاہیے کہ مخلوق ہونے میں چاند اور سورج اور نبی اور ولی برابر ہیں سو جو کوئی یہ بات کہے اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو کیا اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسف کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کرلیں تو کچھ مضائقہ نہیں سو یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کرلیتے تھے چاہیے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کرلیں اور اصل بات یہی ہے کہ بندے کو اللہ کا حکم ماننا چاہیے جب اس نے جو حکم فرمایا اس کو جان و دل سے قبول کرلینا چاہیے اور حجت نہ نکالے کہ اگلے لوگوں پر تو یہ حکم نہ تھا ہم پر کیوں ہوا کہ ایسی حجتیں لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اس کی مثال یہ کہ ایک پادشاہ نے اپنے ملک میں ایک مدت تک ایک حکم جاری رکھا پھر بعد اس کے ایک اور حکم جاری کیا پھر جو کوئی یہ کہنے لگے کہ ہم پہلے ہی حکم پر چلے جاویں گے پچھلا حکم نہیں مانتے تو وہ باغی ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا.

ترجمہ: اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ جن میں اور بے شک سجدہ اللہ کو ہیں سو نہ پکارو ساتھ اللہ کے کسی کو اور یہ کہ جب کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا کہ پکارے اس کو تو لوگ قریب ہیں کہ ہو جاویں اس پر ٹھٹ کہہ کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں شریک سمجھتا اس کا کسی کو۔

ف: یعنی جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک دل سے اس کو پکارتا ہے تو بے وقوف لوگ یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ تو بڑا بزرگ ہوگیا یہ جس کو چاہے سو دیوے جس سے جو چاہے سو چھین لے سو اس بات کی امید کر کے اس پر ہجوم کرتے ہیں سو اس بندے کو چاہیے کہ سچی بات بیان کر دے کہ مشکل کے وقت پکارنا اللہ ہی کا حق ہے اور نفع ونقصان کی امید رکھنی اسی سے چاہیے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے اور شریک اور شرک سے میں بیزار ہوں سو جو کوئی یہ چاہے کہ یہ معاملہ مجھ سے کرے اور میں اس سے راضی ہوں یہ ہرگز ممکن نہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا اور اس کو پکارنا اور اس کا نام لینا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھیرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ.

ترجمہ: اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ حج میں کہ خبر کر دے لوگوں میں حج کی کہ چلے آویں گے تیرے پاس پیادے اور دبلے دبلے اونٹوں پر کہ چلے آتے ہیں دور دور کے رستے سے کہ آ پہنچیں اپنے فائدوں کی جگہوں میں اور یاد کریں اللہ کا نام کئی مقرر دنوں میں اس چیز پر کہ دیا ہے اس نے مواشی چوپایوں میں سے سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ بد حال محتاج کو پھر چاہیے کہ تمام کریں میل کچیل اپنا اور پوری کریں منتیں[1] اپنی اور طواف کریں اس قدیم گھر کا

---

[1] اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں۔ شاہ عبدالقادر۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے اپنی تعظیم کے لیے بعضے بعضے مکان ٹھیرائے ہیں جیسے کعبہ اور عرفات اور مزدلفہ اور منیٰ اور صفا اور مروہ اور مقام ابراہیم اور ساری مسجد الحرام بلکہ سارا مکہ معظمہ بلکہ سارا حرم اور لوگوں کے دل میں وہاں کے جانے کا شوق ڈال دیا ہے کہ ہر طرح سے خواہ سوار خواہ پیادہ دور دور سے قصد کرتے ہیں اور رنج اور تکلیف سفر کی اٹھا کے میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچتے ہیں اور اس کے نام پر وہاں جانور ذبح کرتے ہیں اور اپنی منتیں ادا کرتے ہیں اور پھر میل کچیل دور کرتے ہیں اور نہا دھو کے کپڑے لیتے ہیں، پہن کے اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں اور اپنے مالک کی تعظیم جو دل میں بھر رہی ہے وہاں جا کر خوب نکالتے ہیں کوئی چوکھٹ کو چومتا ہے کوئی دروازے کے سامنے دعا کر رہا ہے کوئی غلاف پکڑے ہوئے التجا کر رہا ہے کوئی اس کے پاس اعتکاف کی نیت سے بیٹھ کر رات دن اللہ کی یاد میں مشغول ہے کوئی ادب سے کھڑا ہوا اس کو دیکھ ہی رہا ہے غرض اس قسم کے کام اللہ کی تعظیم کے کرتے ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے اور ان کو دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ سو اس قسم کے کام کسی اور کی تعظیم کے لئے نہ کرنے چاہئیں اور کسی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا اور اس قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں ان سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ معاملہ خالق ہی سے کرنا چاہیے کسی مخلوق کی یہ شان نہیں کہ اس سے یہ معاملہ کیا جائے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ انعام میں یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کی کر کے۔

ف: یعنی جیسا سور اور لہو (دم مسفوح) اور مردار ناپاک و حرام ہے ایسا ہی وہ

جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کا ٹھیرا لیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام کا ٹھیرانا بہت برا ہے وہ جانور حرام ہے اور ناپاک، اس آیت میں کچھ اس بات کا ذکر نہیں کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیا جائے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گاؤ سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے سو وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کر دیجئے ولی کا یا نبی کا باپ کا یا دادے کا بھوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور ناپاک اور کرنے والے پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ: اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یوسف میں کہ حضرت یوسف نے قید خانہ میں قیدیوں سے کہا اے رفیقو قید خانہ کے کیا کئی مالک جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ ایک زبردست نہیں مانتے ہو تو ورے اس کے مگر کئی ناموں کو کہ ٹھیرائے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کچھ سند نہیں حکم کسی کو سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اس کے سوائے مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ف: یعنی اول تو غلام کے حق میں کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہیے کہ سب مرادیں اس کی پوری کر دے اور سب کاروبار اس کے بناوے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانا اگانا کسی

اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان کے نام ٹھیرا لیتے ہیں فلانے کام کے مختار کا نام یہ اور فلانے کا یہ پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہو جاتی ہے اور لوگوں کا خیال باپ دادوں سے سنتے سنتے زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات میں ہیں کچھ ان کی حقیقت نہیں وہاں اللہ کے سوائے کوئی نہیں ہے اور نہ کسی کا یہ نام اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں، سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے ''محمد'' یا ''علی'' نہیں اور جس کا نام ''محمد'' یا ''علی'' ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اس کا نام ''محمد'' یا ''علی'' ہو اور اس کے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسے خیالات باندھنے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار کیا جائے یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلیئے اور کسی کا حکم اس کے مقابل ہرگز نہ مانیے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھیرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث و قطب کے یا مولوی و مشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی پادشاہ و وزیر کے یا پادری و پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت و حدیث کے مقابل میں اپنے پیر و استاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اور پیغمبر خبر دینے والا ہے پھر جو کسی کی بات اس کی خبر کے موافق ہو تو مانیے اور جو موافق نہ ہو تو نہ مانیے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا معاویہؓ نے کہ فرمایا پیغمبرؐ خدا نے کہ جس شخص کو خوشی آوے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اس کے روبرو سو لیوے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں۔

ف: یعنی جو شخص چاہے کہ اس کے روبرو لوگ ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے رہیں نہ ہلیں نہ جلیں نہ بولیں نہ ادھر ادھر دیکھیں بلکہ تصویر کی طرح بن جاویں سو وہ شخص دوزخی ہے کیونکہ وہ شخص گویا خدائی دعویٰ رکھتا ہے جو تعظیم کہ اللہ کی خاص ہے کہ اس کے بندے اس کے روبرو نماز میں ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے ہوتے ہیں سو یہ اپنے لئے چاہتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھیرائے ہیں سو اور کسی کے لئے نہ کرنا چاہیے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِی الْاَوْثَانَ.

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الفتن میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ نقل کیا ثوبان نے کہ فرمایا پیغمبرؐ خدا نے کہ نہیں آئے گی قیامت یہاں تک کہ مل جاویں کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں گی کئی قومیں میری امت میں سے تھانوں کو۔

ف: یعنی شرک دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے

اس کو عربی زبان میں صنم کہتے ہیں اور دوسرے یہ کہ کسی تھان کو ماننے یعنی کسی کے مکان کو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسی کے نام ٹھیرا کر پوجے اس کو عربی زبان میں وثن کہتے ہیں اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدّہ اور امام قاسم کی اور پیر دست گیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور بزرگوں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جا کر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح شہید کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں اور اس کی قسم کھاتے ہیں اور اسی طرح بعضے مکان مرضوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسے سیتلا کا تھان یا مسانی کا یا بھوانی کا یا کالی کا یا کالکا کا۔

غرض کہ یہ سب وثن ہیں سو پیغمبرؐ خدا نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے نزدیک مشرک ہو جائیں گے ان کا شرک اسی قسم کا ہوگا کہ ایسی چیزوں کو مانیں گے برخلاف اور مشرکوں کے کہ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہیں یعنی مورتوں کو مانتے ہیں سو دونوں مشرک ہیں اللہ سے پھرے ہوئے اور رسول کے دشمن۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْرَجَ صَحِیْفَۃً فِیْھَا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابو الطفیل نے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک کتاب نکالی کہ اس میں یوں لکھا تھا کہ لعنت کی اللہ نے اس شخص کو کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے۔

ف: یعنی جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور کے نام کا کوئی جانور کرے سو وہ ملعون ہے حضرت علیؓ نے ایک کتاب میں کئی حدیثیں پیغمبرؐ خدا کی لکھ رکھی تھیں سو انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے نام کے جانور کرنا یہ بھی انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے خاص ٹھیرائے ہیں اسی کے نام پر کرنا چاہیے اور

کسی کے نام پر کرنا شرک ہے۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ أَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ إِنَّهُ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتُوَفّٰى كُلُّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَّا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ إِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے نہیں تمام ہوئے گا رات اور دن یعنی قیامت نہ آوے گی یہاں تک کہ پوجیں لات وعزیٰ کو سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا میں جانتی تھی جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی الخ کہ بے شک یوں ہی رہے گا آخر تک فرمایا کہ بے شک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔

ف: یعنی اللہ صاحب نے فرمایا ہے سورۂ براءۃ میں کہ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہت ہی برا مانیں سو حضرت عائشہؓ نے اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت تک رہے گا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ آپ ہی ایک ایسی باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو

گا مر جائیں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں یعنی نہ اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے سو اسی طرح سے شرک میں بڑھ جائیں گے کیوں کہ پرانے باپ دادے اکثر جاہل گذرے ہیں جو کوئی ان کی راہ و رسم کی سند پکڑے آپ ہی مشرک ہو جائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک ہی رائج ہوگا، سو پیغمبرؐ خدا کے زمانے کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام و شہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافروں کے بتوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چلتے ہیں جیسا برہمن سے پوچھنا شگون لینا ساعت ماننا سیتلا مسانی پوجنا ہنومان لونا چماری کلوا پیر کی دہائی دینی ہولی دوالی کا تہوار کرنا نوروز و مہرجان کی خوشی کرنی قمر در عقرب تحت الشعاع کا اعتبار کرنا کہ یہ سب رسمیں ہنود و مجوس کی ہیں کہ مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کی راہ اسی طرح کھلے گی کہ قرآن و حدیث چھوڑ کر باپ دادوں کی رسموں کے پیچھے پڑیں گے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَیَبْعَثُ اللّٰہُ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَیَطْلُبُہٗ فَیُھْلِکُہٗ ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰہُ رِیْحًا بَارِدَۃً مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ فَیَبْقٰی شِرَارُ النَّاسِ فِیْ خِفَّۃِ الطَّیْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا یَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الناس میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دے گا اس کو، پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کی طرف سے سو باقی نہ رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا مگر مار ڈالے گی اس کو باقی رہ جائیں گے بُرے بُرے لوگ بے وقوفی میں جیسے جانور پھاڑ کھانے کے فکر میں نہ

وَّلَا یُنْکِرُوْنَ مُنْکَرًا فَیَتَمَثَّلُ لَھُمُ الشَّیْطَانُ فَیَقُوْلُ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَیَاْمُرُھُمْ بِعِبَادَۃِ الْاَوْثَانِ وَھُمْ فِیْ ذٰلِکَ دَآرٌّ رِزْقُھُمْ حَسَنٌ عَیْشُھُمْ.

اچھی سمجھیں کسی کی اچھی بات کو نہ بُری سمجھیں گے کسی بُری بات کو پھر بھیس بدل کر آئے گا ان کے پاس شیطان سو کہے گا کیا تم کو کچھ شرم نہیں آتی سو کہیں گے تو کیا بتاتا ہے ہم کو سو بتائے گا ان کو پوجنا تھانوں کا اور ان کی اس میں چلی آئے گی روزی اچھی طرح گزرے گی زندگی۔

ف: یعنی آخر زمانہ میں ایمان دار لوگ مر جائیں گے اور محض بے وقوف لوگ رہ جائیں گے کہ رات دن پرائے مال کھا جانے کے فکر میں ہیں نہ بھلا سمجھیں نہ بُرا پھر شیطان بتائے گا کہ محض بے دین ہو جانا بڑے شرم کی بات ہے سو دین کا شوق ہوگا مگر اللہ و رسول کے کلام پر نہ چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دین کی راہیں نکالیں گے سو شرک میں پڑ جائیں گے اور اس حالت میں بھی ان کو روزی کی کشایش اور زندگی کا آرام مل جائے گا وہ اس سبب سے اور زیادہ شرک میں پڑیں گے جوں جوں ہم ان کو مانتے ہیں ووں ووں مرادیں ملتی ہیں سو اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیے کہ بعضے وقت بندہ شرک میں پڑا ہوتا ہے اور اس کے غیر سے مرادیں مانگتا ہے اور اللہ اس کے بہلانے کو اس کی مرادیں پوری کرتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں سو مراد ملنے نہ ملنے کا کچھ اعتبار نہیں اور سچا دین توحید کا اس لیے نہ چھوڑئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی گناہوں میں دب جائے اور محض بے حیا بن جائے اور پرایا کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے کیونکہ شیطان وہ باتیں چھڑا کر یہی بات سکھاتا ہے۔

وَاَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الاعلیٰ شرار الناس میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اُلْیَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَۃِ.

نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابو ہریرہؓ نے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا نہیں آئے گی قیامت یہاں تک ہلیں سرین دوس کی عورتوں کے گرد ذی خلصہ کے۔

ف: یعنی دوس نام ہے عرب کی ایک قوم کا ان میں ایک بت تھا اس کا نام ذی خلصہ تھا وہ پیغمبرؐ خدا کے وقت میں برباد ہو گیا تھا سو فرمایا کہ قیامت کے نزدیک اس کو پھر لوگ ماننے لگیں گے اور عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی سو ان کی سُرین ہلتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے گھر کے سوائے اور کسی کا طواف کرنا شرک کی بات ہے اور کافروں کی رسم ہے یہ ہرگز نہ کرنا چاہیے، طواف کرنا خاص کعبے کا ہے اللہ نے یہ خاص اپنی تعظیم سکھائی۔

الفصل الخامس

فی ذکر رد الاشراک فی العادات

ترجمہ: فصل پانچویں اشراک فی العادات کی برائی کے بیان میں۔

ف: یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدمی اپنے دنیا کے کاموں میں جیسا معاملہ اللہ سے رکھتا ہے کہ اس کی تعظیم طرح طرح سے کرتا رہتا ہے ویسا ہی معاملہ اور کسی سے نہ کرے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖۤ اِلَّآ اِنٰثًا ج وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا o یَعِدُھُمْ وَیُمَنِّیْھِمْ وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا o اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْھَا مَحِیْصًا o

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نساء میں کہ نہیں پکارتے ورے اللہ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت کی اس کو اللہ نے اور اس نے کہا کہ بے شک میں الگ نکال لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک حصہ اور بے شک بے راہ کر دوں گا ان کو اور خیالات میں ڈال دوں گا ان کو سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بے شک سکھاؤں گا میں ان کو سو بدل ڈالیں گے صورت بنائی ہوئی اللہ کی اور جس نے ٹھیرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چھوڑ کر سو بے شک صریح ٹوٹے میں پڑا کہ وعدہ دیتا ہے ان کو اور خیالات میں ڈالتا ہے ان کو اور وعدہ جو دیتا ہے ان کو شیطان سو محض دغا ہے ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاویں گے اس سے چھٹکارا

ف: یعنی اللہ کے سوا جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور کرتے ہیں پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھیرالیتا ہے کوئی بی بی آسیہ کا کوئی بی بی اُتاوَلی کا کوئی لال پری کا کوئی سیاہ پری کا کوئی سیتلا مسانی کا کوئی کالی کا غرض کہ ایسے ہی خیالات باندھ لیتے ہیں اور وہاں حقیقت میں نہ کوئی عورت ہے نہ کوئی مرد محض بنا خیال ہے اور شیطان کا وسواس اور یہ جو کبھی سر پر چڑھ کر بولتا ہے اور کبھی کوئی کرشمہ دکھا دیتا ہے سو وہ شیطان ہے سو سب نذر و نیازیں اسی کو پہنچتی ہیں سو اپنے خیال میں تو عورتوں کو دیتے ہیں اور حقیقت میں شیطان لے لیتا ہے اور ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں نہ دین کا نہ دنیا کا کیونکہ شیطان اللہ کی درگاہ سے راندہ ہوا ہے سو اس سے دین کا تو کیا فائدہ ہوتا ہے اور انسان کا دشمن ان کا کب بھلا چاہتا ہے بلکہ وہ تو اللہ کے روبرو کہہ چکا ہے کہ بہت سارے تیرے بندوں کو اپنا بندہ بناؤں گا اور ان کو گمراہ کروں گا کہ اپنے خیالات کو مانیں گے اور جانور میرے نام کے ٹھیرئیں گے اور ان پر میری نیاز کا نشان کریں گے جیسے جانور کا کان چیرنا یا کان کاٹنا یا اس کے گلے میں ناڑا ڈالنا ماتھے پر مہندی لگانی منہ پر سہرا باندھنا منہ کے اندر پیسا رکھنا غرض کہ جو کچھ کسی جانور پر نشان کر دیجئے اس بات کا کہ یہ فلانے کی نیاز ہے وہ سب اس میں داخل ہے اور یہ بھی شیطان نے کہا ہے کہ ان کو میں سکھاؤں گا کہ اللہ کی صورت بنائی ہوئی کو بدلیں گے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی صورت بنائی ہے اس کو بدل ڈالیں گے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھے گا کوئی کسی کے نام پر ناک کان چھیدے گا کوئی ڈاڑھی مونڈ کر خوبصورتی دکھائے گا کوئی چار ابرو کی صفائی دے کر فقیری جتائے گا یہ سب شیطان کے وسواس ہیں اور اللہ و رسول کے خلاف سو جس نے اللہ جیسے کریم کو چھوڑ کر شیطان جیسے دشمن کی راہ پکڑی سو صریح غبن کھایا کیونکہ شیطان اول تو دشمن، دوسرے سوائے وسواس ڈالنے کے کچھ قدرت بھی نہیں رکھتا سو وہ یہی کرتا ہے کہ کچھ جھوٹے وعدے دیتا ہے کہ فلانے کو مانو گے تو یہ ہوگا اور فلانے کو مانو گے تو یوں ہوگا اور دور دور کی آرزوئیں جتاتا ہے کہ اتنے روپے ہوں تو ایسا باغ بنے اور محل تیار ہو سو وہ تو ہاتھ نہیں لگتے سو آدمی گھبرا کر اللہ کی راہ بھول جاتا ہے اوروں کی طرف دوڑنے لگتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا

ہے یہ کسی کے ماننے نہ ماننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ یہ سب شیطان کا وسواس ہے اور اس کی دغابازی اور آخر انجام ان باتوں کا یہی ہے کہ آدمی اللہ سے پھر جاتا ہے اور شرک میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اصل دوزخی بن جاتا ہے اور ایسا شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے کہ جس قدر بھی چاہے کہ چھوٹ جائے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

ترجمہ: اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں کہ اللہ وہ ہے کہ جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور بنایا اسی سے جوڑا اس کا کہ چین پاوے اس سے پھر جب اس نے ڈھانپ لیا اس کو پیٹ رہ گیا اس کا ہلکا سا پھر گذر گئی اسی طرح پھر جب بوجھل ہوئی تو دونوں پکارنے لگے اپنے مالک اللہ کو کہ جو بخشدے تو اچھا بچہ تو بے شک ہوویں ہم حق ماننے والے پھر جب اس نے دیا ان کو اچھا بچہ ٹھیرانے لگے اس کے شریک اسی چیز میں کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بتانے سے۔

ف: یعنی اول ہی انسان کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے جورو بھی دی اور خاوند جورو میں الفت دی اور جب اولاد کی امید ہوتی ہے تو اسی کو پکارتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں جو اولاد اچھی بھلی ہووے تو اللہ کا بہت حق مانیں پھر جب وہ اولاد بخشتا ہے تو اوروں کو ماننے لگتے ہیں اور ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے کوئی کسی کے تھان پر کوئی کسی کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کی بدھی پہناتا ہے کوئی کسی کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کا فقیر بناتا ہے کوئی نام رکھتا ہے ''نبی بخش'' کوئی ''علی بخش'' کوئی ''امام بخش'' کوئی

''پیر بخش'' کوئی ''سیتلا بخش'' کوئی ''گنگا بخش'' سو اللہ تو کچھ ان کی نذر و نیاز کی پروا نہیں رکھتا وہ تو بہت بڑا بے پروا ہے مگر وہ آپ ہی مردود ہو جاتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا فَمَا کَانَ لِشُرَکَآئِھِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ وَمَا کَانَ لِلّٰہِ فَھُوَ یَصِلُ اِلٰی شُرَکَآئِھِمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ○

ترجمہ: اور کہا اللہ نے یعنی سورۂ انعام میں کہ لوگ ٹھیراتے ہیں اللہ کا اس چیز میں سے کہ اس نے پیدا کیا ہے کھیتی اور مواشی میں سے ایک حصہ سے کہتے ہیں اپنے خیال میں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا سو جو ٹھیرا ان شریکوں کا وہ نہ مل جاوے اللہ کی طرف اور جو ٹھیرا اللہ کا وہ مل جاوے اور شریکوں کی طرف بہت برا حکم کرتے ہیں۔

ف: یعنی سب کھیتی اور مواشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہیں پیدا کی پھر اس میں سے جس طرح اس کی نیاز نکالتے ہیں اسی طرح اوروں کی بھی نیاز کرتے ہیں بلکہ اوروں کی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہیں اللہ کی نیاز کی اتنی نہیں کرتے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالُوْا ھٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِھِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُھُوْرُھَا وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا افْتِرَآءً عَلَیْہِ سَیَجْزِیْھِمْ بِمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○

ترجمہ: اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی اچھوتی ہے کہ نہ کھاوے اس کو مگر وہی کہ چاہیں ہم اس کو محض اپنے خیال سے اور بعضے مواشی ہیں کہ منع ہے سواری اس کی اور بعضے ہیں کہ نہیں ذکر کرتے اللہ کا نام اس پر یہ سب جھوٹ باندھ لیا ہے اس پر سو وہ سزا دیوے گا ان کو بدلے جھوٹ باندھنے کے

ف: یعنی یہ لوگ محض اپنے خیال سے ٹھیرا لیتے ہیں کہ فلانی چیز اچھوتی ہے اس کو فلانا کھائے (اور فلانا نہ کھائے) اور بعضے جانوروں پر لادنے اور سواری سے منع کرتے ہیں کہ یہ فلانے کی نیاز کا ہے اس کا ادب کرنا چاہیے اور بعضے جانوروں کو اللہ کے نام کا نہیں ٹھیراتے بلکہ اور کسی کے نام کا بتاتے ہیں اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ان باتوں سے اللہ خوش ہوتا ہے (اور مرادیں دیتا ہے) سو یہ سب جھوٹ ہے اس کی سزا پائیں گے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ: اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مائدہ میں نہیں ٹھیرایا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن کافر لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور اکثر وہ سمجھ نہیں رکھتے۔

ف: یعنی جو جانور کسی کے نام کا کرتے تھے اس کا کان پھاڑ دیتے تھے اس کو بحیرہ کہتے تھے اور جو سانڈھ کرتے تھے اس کو سائبہ کہتے تھے اور جو کسی کی منت مانتے کہ فلانے جانور کا بچہ اگر نر پیدا ہو تو ہم اس کی نیاز کر دیں پھر جو اکٹھا نر و مادہ ہوتا تو نر کو بھی نیاز نہ چڑھاتے کہ مادہ کے ساتھ مل کر وہ بھی نیاز نہ ٹھیرا اس مادہ کو وصیلہ کہتے تھے اور جس جانور کی پشت سے دس بچے ہو جاتے اس پر لادنا اور چڑھنا موقوف کر دیتے اس کو حامی کہتے تھے سو فرمایا کہ یہ سب باتیں اللہ نے نہیں فرمائیں یہ انہوں نے بے وقوفی سے رسمیں باندھ لی ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی جانور کسی کے نام کا ٹھیرانا اور اس کا نشان اس پر لگا دینا اور یہ معین کرنا کہ فلانے کی نیاز گائے ہی ہے اور فلانے کی بکری اور فلانے کی مرغی یہ سب رسمیں بے وقوفی کی ہیں اور اللہ کے حکم کے خلاف ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلَالٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ○

ترجمہ: اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نحل میں کہ نہ کہو جھوٹی باتیں کہ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں کہ یہ کرنا چاہیے اور یہ نہ کرنا چاہیے کہ باندھتے ہو اللہ پر جھوٹ بے شک جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ مراد نہیں پاتے۔

ف: یعنی اپنی طرف سے جھوٹ مت ٹھیرالو کہ فلانا کام کیجئے اور فلانا کام نہ کیجئے کہ کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے سو اس میں اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ خیال باندھنا کہ فلانے کام کو یوں کیجئے تو مرادیں ملتی ہیں اور نہیں تو کچھ خلل ہو جاتا ہے سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے کبھی مراد نہیں ملتی، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا چاہیے لال کپڑا نہ پہنئے حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں اور رجب ان کی نیاز کیجئے تو اس میں بالضرور فلانی ترکاریاں ہوں اور مہندی اور مسی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھائے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہے وہ بھی نہ کھائے اور جو نیچ قوم میں ہو یا بدکار وہ بھی نہ کھائے اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے اور اس کو احتیاط سے بنایئے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہے اور بوعلی قلندر کی سہ منی اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی اور بیاہ میں فلانی فلانی رسمیں ضرور ہیں اور موت میں فلانی فلانی اور موت کے بعد نہ آپ شادی کیجئے نہ کسی شادی میں آپ بیٹھئے نہ اچار ڈالئے اور فلانے لوگ نیلا کپڑا نہ پہنیں اور فلانے لال سوسی نہ پہنیں اور فلانی نئی چوڑی نہ پہنے سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار اور اللہ کی حکومت کی شان میں اپنا دخل کرتے ہیں کہ ایک شرع اپنی جدا قائم کرتے ہیں۔

وَاَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ.

ترجمہ: اور مشکوٰۃ کے باب الکہانت میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ زیدؓ بن خالد نے نقل کیا کہ نماز پڑھوائی ہم کو پیغمبر خدا نے نماز فجر کی حدیبیہ میں پیچھے مینہ کے کہ رات کو برسا تھا پھر جب پڑھ کے بیٹھے منہ کیا لوگوں کی طرف پھر فرمایا کہ جانتے ہو تم کیا فرمایا تمہارے رب نے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ و رسول ہی خوب جانتا ہے۔ کہا کہ فرمایا کہ آج فجر کو ہو گئے بعضے بندے میرے مومن اور بعضے کافر سو جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے سو وہ مجھ پر یقین لایا اور ستاروں کا منکر ہوا۔ اور جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا فلانے فلانے نچھتر سے سو وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر یقین لایا۔

ف: یعنی جو کوئی عالم کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھتا ہے سو اس کو اللہ صاحب اپنے منکروں میں کہتا ہے اور ستارہ پوجنے والوں میں شمار کرتا ہے اور جو کوئی ان سب کاروبار کا کارخانہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے اس کو اللہ اپنے مقبول بندوں میں گن لیتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعت کا ماننا اور اچھی بری تاریخ اور دن کا اور نجومی کے کہے پر یقین کرنا شرک کی باتیں ہیں کہ یہ سب نجوم سے علاقہ رکھتی ہیں اور نجوم کو ماننا ستارہ پرستوں کا کام ہے۔

أَخْرَجَ رَزِيْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِّنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَاذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ وَالْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ وَّالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَّالسَّاحِرُ كَافِرٌ ○

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الکہانت میں لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سیکھی کوئی بات علم نجوم کی سوائے اس کے کہ بیان کی ہے اللہ نے تو سیکھی اس نے ایک راہ جادو کی نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر اور جادوگر کافر ہے۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ستاروں کا بھی ذکر کیا ہے کہ ان میں اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے اور اس کی حکمت اور ان سے آسمانوں کی خوبصورتی ہے اور شیطانوں کو انہیں سے مار مار کر بھگاتے ہیں یہ بات نہیں کہی کہ کچھ جہان کے کارخانہ میں ان کو بھی دخل ہے اور دنیا میں کچھ بھلائی برائی ان کی تاثیر سے ہوتی ہے سو جو کوئی وہ پہلی بات چھوڑ کر اس دوسری بات کی تحقیق کے پیچھے پڑے اور اس سے معلوم کر کے بتایا کرے سو جیسا برہمن جنوں سے پوچھ پوچھ کر غیب کی باتیں بتلاتا ہے کہ جس کو عربی میں کاہن کہتے ہیں یہ بھی اسی طرح نجوم سے معلوم کر کے غیب کی باتیں بتلاتا ہے تو گویا نجومی اور کاہن کی ایک ہی راہ ہے اور کاہن تو جادوگروں کی طرح جنوں سے دوستی کرتا ہے اور ان سے دوستی اسی طرح پیدا ہوتی ہے کہ ان کو مانئے اور پکارئے اور بھوگ دیجئے سو یہ کفر کی بات ہے سو نجومی اور کاہن اور ساحر کفر کی راہ چلتے ہیں۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الکہانت میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جاوے کسی خبریں بتانے والے کے

صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً.

پاس پھر پوچھے اس سے کچھ تو نہیں قبول ہوتی اس کی نماز چالیس دن (رات)۔

ف: یعنی جو کوئی غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ رکھتا ہے اس کے پاس جو کوئی جا کر کچھ پوچھے تو اس کی عبادت چالیس دن تک مقبول نہیں ہوتی کیونکہ انہوں نے شرک کی بات کی اور شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمال اور جفار اور فال دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ قَبِیْصَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِیَافَۃُ وَالطَّرْقُ وَالطِّیَرَۃُ مِنَ الْجِبْتِ○

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قبیصہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ شگون لینے کے لئے جانور اڑانے اور فال نکالنے کے لئے کچھ ڈالنا اور کسی طرح کا شگون لینا کفر کی رسموں سے ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ.

ترجمہ: مشکوہ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے۔

ف: یعنی عرب کے لوگوں میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور اس کا بڑا اعتقاد تھا اس پر حضرت ﷺ نے کئی کئی بار فرمایا کہ شگون لینا شرک ہے، تا کہ لوگ اس بری عادت کو چھوڑ دیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا ھَامَّۃَ وَلَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَاِنْ تَکُنِ الطِّیَرَۃُ فِیْ شَیْئٍ فَفِی الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَۃِ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الفال والطیرۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ سعد بن مالکؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے ہامہ اور نہ کسی کا کسی کو مرض لگتا ہے اور نہ کسی چیز میں نامبارکی ہے اور اگر ہو کچھ نامبارکی کسی چیز میں تو گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت میں ہے۔

ف: یعنی عرب کے جاہلوں میں مشہور تھا کہ جو کوئی مارا جائے اور اس کا کوئی بدلہ نہ لیوے تو اس کی کھوپری میں سے ایک اُلّو نکل کر فریاد کرتا پھرتا ہے اس کو ہامہ کہتے ہیں سو پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ کہے کہ آدمی (مرکر) کسی جانور کی صورت میں آتا ہے سو وہ جھوٹا ہے، اور یہ بھی انہیں میں مشہور تھا کہ بعضے مرض جیسے خارش یا جذام ایک سے دوسرے کو لگ جاتا ہے سو فرمایا کہ یہ بھی غلط ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں دستور ہے کہ جس لڑکے کو چیچک نکلے اس سے پرہیز کرتے ہیں اور لڑکوں کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے کہ کہیں اس کو بھی نہ نکل آئے سو یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہ ماننا چاہیے اور یہ بھی انہیں میں مشہور تھا کہ فلانا فلانے کو نامبارک ہوا اور اس کو راست نہ آیا سو فرمایا یہ بھی غلط ہے اور اگر اس بات کا اثر ہے تو تین ہی چیزوں میں ہے یعنی گھر اور گھوڑا اور عورت (میں)، اس سے معلوم ہوا کہ یہ چیزیں کبھی نامبارک بھی ہوتی ہیں مگر اس کے معلوم کر لینے کی راہ نہیں بتائی کہ کیوں کر جان لیجئے کہ یہ مبارک ہے اور یہ نامبارک سو یہ جو (لوگ کہا کرتے ہیں کہ جو گھر شیر وہان اور گھوڑا استارہ پیشانی اور عورت کالجبھی ہو تو) نامبارک ہوتی ہے سو اس کی کچھ سند نہیں بلکہ مسلمان لوگوں کو یوں چاہیے کہ ان باتوں کا کچھ خیال نہ کریں اور جب نیا مکان لیویں یا گھوڑا لیویں یا بیاہ کریں یا لونڈی مول خریدیں تو اللہ سے اس کی بھلائی اور اسی سے اس کی برائی سے پناہ چاہیں اور باقی اور چیزوں میں اس

قسم کے خیالات نہ دوڑاویں کہ فلانا کام مجھے راست آیا اور فلانا نہ آیا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاعَدْوٰى وَلَاهَامَةَ وَلَا صَفَرَ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہ کسی کا مرض لگے اور نہ کسی مردہ کی کھوپڑی میں سے الّو نکلے اور صفر بھی کچھ نہیں۔

ف: یعنی عرب کے جاہلوں میں یہ بھی مشہور تھا کہ جس کو ایسا مرض ہو جائے کہ کھاتا چلا جائے اور پیٹ نہ بھرے جس کو حکیم و جوع الکلب کہتے ہیں سو اس کے پیٹ میں کوئی بھوت بلا گھس جاتی ہے (کہ وہی کھاتی چلی جاتی ہے اس کو صفر کہتے تھے) سو پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کچھ بھوت بلا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ بعضے مرضوں کے ساتھ کچھ بلا خیال کرتے ہیں اور اس کو مانتے ہیں جیسے سیتلا اور مسانی اور براہی سو یہ سب غلط ہے اور یہ ان میں مشہور تھا کہ مہینہ صفر کا نامبارک ہے اس میں کوئی کام نہ کرنا چاہیے سو یہ بھی غلط ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات کہنی کہ تیرہ دن صفر کے نامبارک ہیں ان میں کچھ بلائیں اترتی ہیں اور اسی لئے ان دنوں کا نام تیرہ تیزی رکھنا کہ ان کی تیزی سے کچھ کام بگڑ جاتا ہے اور اسی طرح کسی مہینے کو یا تاریخ کو یا دن کو نامبارک سمجھنا یہ سب شرک کی رسمیں ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِی الْقَصْعَةِ فَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَیْهِ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الفال والطیرہ میں لکھا ہے کہ ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ رکابی میں رکھ دیا پھر فرمایا کہ کھا اللہ پر اعتماد کر کے اور اس پر بھروسہ کر کے۔

ف: یعنی ہم کو اللہ پر اعتماد ہے اور اسی پر بھروسا، جس کو چاہے بیمار کر دے جس کو چاہے تندرست ہم کسی بیمار کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری کا لگ جانا نہیں مانتے۔

خرج ابو داؤد عن جبیر بن مطعم قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فقال جھدت الانفس وجاع العیال ونھکت الاموال وھلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع بک علی اللہ ونستشفع باللہ علیک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ سبحان اللہ فما زال یسبح حتی عرف ذلک فی وجوہ اصحابہ ثم قال ویحک انہ لا یستشفع باللہ علی احد شان اللہ اعظم من ذلک ویحک اتدری ما اللہ ان عرشہ علی سمٰوٰتہ لھکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب بدء الخلق میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ جبیرؓ نے نقل کیا کہ آیا پیغمبر خدا ﷺ کے پاس گنوار، پس کہا کہ سختی میں پڑ گئیں جانیں اور بھوکے مرتے ہیں کنبے اور مر گئے مواشی سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لئے کیونکہ ہم سفارش چاہتے ہیں تمہاری اللہ کے پاس ور اللہ کی تمہارے پاس سو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ نرالا ہے اللہ نرالا ہے اللہ سو اللہ کی پاکی یہاں تک بولتے رہے کہ اس کا اثر ان کے یاروں کے چہروں میں معلوم ہونے لگا پھر فرمایا کیا بے وقوف ہے تو اللہ کو سفارشی نہیں لاتے کسی کے آگے اللہ کی شان بہت بڑی ہے اس سے کیا بے وقوف ہے تو جانتا ہے تو کیا چیز ہے اللہ بے شک تخت اس کا (اس کے) آسمانوں پر اسی طرح سے ہے اور بتایا اپنی انگلیوں سے کہ قبہ کی طرح اور بے شک وہ چڑ چڑ بولتا ہے اس سے جیسا چڑ چڑ بولے پالان اونٹ کا سوار کے بوجھ سے۔

ف: یعنی ملک عرب میں قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے پیغمبر خدا ﷺ کے روبرو اس کی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس چاہیے اور اللہ کی تمہارے پاس سو یہ بات سن کر پیغمبر خدا ﷺ بہت خوف اور دہشت میں آ گئے اور اللہ کی بڑائی ان کے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگوں کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو جو کسی کے پاس اپنا سفارشی ٹھیرائے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہوا اور سفارش کرنے والے کی خاطر سے وہ کر دے سو جب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبرؐ کے پاس ہم نے ٹھیرایا سو گویا اصل مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی سو یہ بات محض غلط ہے اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاؑء اور اولیاؒء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں کہ سارے آسمان و زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا بلکہ اس کی عظمت سے چڑ چڑ بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اس کی بڑائی کا بیان کر سکے اور اس کی عظمت کے میدان میں اپنا خیال اور وہم دوڑا سکے پھر کسی کام میں دخل کرنے کی اور اس کی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کس کو قدرت ہے وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی امیر وزیر (اور مشیر) کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا ہے وہ کسی کے روبرو سفارش کرے اور کس کا یہ منہ کہ اس کے سامنے کسی کام کا مختار بن کے بیٹھے سبحان اللہ، اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بےحواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہئے ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا سا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو ایک کوڑی کے بدلے مول لے لیا اور کوئی کہتا ہے میں اپنے رب سے دو برس بڑا ہوں اور کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور صورت میں ظاہر ہو تو ہرگز اس کو نہ دیکھوں اور کسی نے یہ بیت کہا ہے۔

دل از مہر محمد ریش دارم   رقابت با خدائے خویش دارم

اور کسی نے یوں کہا ہے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اور کوئی حقیقت محمدی کو حقیقت الوہیت سے افضل بتاتا ہے اللہ پناہ میں رکھے ایسی باتوں سے۔ کیا اچھا کہا ہے کسی شاعر نے:

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یعنی اے شیخ عبدالقادر کچھ دو تم اللہ کے واسطے یہ لفظ نہ کہا جائے ہاں اگر یوں کہے کہ یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے تو بجا ہے غرض کہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے کہ جس سے شرک کی یا بے ادبی کی بو آئے کہ اس کی بہت بڑی شان ہے اور وہ بڑا بے پرواہ بادشاہ ہے کہ ایک نکتہ میں پکڑ لینا، اور ایک نکتہ میں نواز دینا اسی کا کام ہے اور یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولئے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے کہ معما اور پہیلی بولنے کی اور بہت جگہ ہیں کچھ اللہ کی جناب میں کیا ضرور ہے، کوئی شخص بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا اور جگت نہیں بولتا اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور نہ بادشاہ۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ عَبْدُاللّٰہِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سب ناموں میں اچھا نام عبداللہ و عبدالرحمن ہے۔

ف: یعنی عبداللہ کے معنی بندہ اللہ کا اور عبدالرحمن کے معنی بندہ رحمن کا سو اسی میں داخل ہے عبدالقدوس عبدالخالق خدا بخش اللہ دیا اللہ داد غرض جس نام میں اللہ کی طرف

نسبت نکلے خصوصاً اللہ کے ایسے نام کا ذکر کیا ہو کہ اور کسی کیلئے نہیں بولتے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیءٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ یُکَنُّوْنَهٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْهِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکَنّٰی اَبَا الْحَکَمِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ شریح نے نقل کیا اپنے باپ سے کہ وہ جب آیا پیغمبر کے پاس اپنی قوم کے ساتھ تو حضرت ﷺ نے سنا ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں اس کو ابوالحکم یعنی اصل قصہ چکا دینے والا پھر فرمایا اس کو پیغمبر خدا ﷺ نے کہ بے شک اللہ ہی ہے اصل قصہ چکانے والا اور اسی کا ہے حکم پھر تجھ کو کیوں کہتے ہیں ابوالحکم۔

ف: یعنی یہ بات کہ ہر قصہ چکا دے اور ہر جھگڑا مٹا دے یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت میں ظہور کرے گی کہ پہلے پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف کر دے گا اس بات کی کسی مخلوق کو طاقت نہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اور اس میں وہ پایا جاتا ہے وہ اور کسی کو نہ کہے جیسے پادشاہوں کا پادشاہ سارے جہان کا خداوند جو چاہے سو کر ڈالے معبود داتا بے پروا وعلی ہذا القیاس۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَیْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ نے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

ف: یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ

کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائیے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے رسول کو بتا دی ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرماں برداری کا حکم کر دیا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ۔

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمرؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا ﷺ کو فرماتے تھے کہ جس نے قسم کھائی غیر اللہ کی سو بے شک شرک کیا۔

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ وَلَا بِاٰبَائِكُمْ۔

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا عبدالرحمٰنؓ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ نہ قسم کھایا کرو جھوٹے معبودوں کی اور نہ اپنے باپ دادوں کی۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهٰكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ مَنْ

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے

كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

فرمایا کہ اللہ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے جس کو قسم کھانا ہو سو اللہ ہی کی قسم کھاوے یا چپ رہے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الایمان و النذور میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرمایا جو کوئی قسم کھاوے پھر قسم کھا بیٹھے لات اور عزیٰ کی تو چاہیے پھر کہے لا الہ الا اللہ۔

ف: یعنی عرب کے لوگ کفر کی حالت میں بتوں کی قسم کھاتے تھے سو جن مسلمانوں کے منہ سے اس عادت کے موافق قسم نکل جائے تو پھر لا الہ الا اللہ کہہ لیویں، ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے اور اگر منہ سے نکل جائے تو توبہ کیجئے اللہ کے سوائے قسم کھانے کا مشرکوں میں دستور ہے اس غیر کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

أَخْرَجَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب النذور میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ثابتؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے منت مانی پیغمبر خدا ﷺ کے وقت میں کہ ذبح کرے ایک اونٹ ایک مقام میں کہ اس کا نام بوانہ تھا پھر آیا پیغمبر خدا ﷺ کے پاس اور خبر دی ان کو سو فرمایا پیغمبر خدا نے کہ کیا تھا اس میں کوئی تھان کفر کے وقت کا کہ پوجتے ہوں لوگ کہا نہیں پھر

الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِّنْ اَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ

پوچھا کہ وہاں کوئی تہوار ہوتا تھا ان کا۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں، فرمایا کہ تو پوری کر منت اپنی کیونکہ نہ پوری کرنی چاہیے، ایسی منت کو کہ جس میں کچھ اللہ کا گناہ ہو۔

ف: یعنی اللہ کے سوا کسی اور کی منت ماننی گناہ ہے سوایسی منت کو پورا کرنا نہ چاہیے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسی اور کی منت نہ مانیے اور جو مانی ہو تو پورا نہ کیجئے کیونکہ یہ بات خود گناہ ہے پھر اس پر ہٹ کرنا اور زیادہ گناہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ کے سوا اور کسی کے نام پر جانور چڑھاتے ہوں یا پوجا کرتے ہوں یا اور کسی کے نام پر جانور چڑھاتے ہوں یا پوجا کرتے ہوں یا اور کسی طرح کا وہاں جمع ہو کر شرک کرتے ہوں وہاں اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لے جائے اور (کسی طرح) ان میں نہ شریک ہونا چاہیے نہ اچھی نیت سے نہ بری نیت سے کہ ان سے مشابہت کرنی خود بری بات ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ اَصْحَابُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُلَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ مہاجرین و انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا ﷺ کو سو ان کے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا ﷺ تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت پس ہم کو

تَسْجُدَ لَکَ فَقَالَ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ۔

تو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔

ف: یعنی انسان آپس میں (سب) بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کو چاہیے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء امام اور امام زادے پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرماں برداری کا حکم کیا ہے ہم ان سے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضے مزاروں پر شیر حاضر ہوتے اور بعضے پر ہاتھی اور بعضے پر بھیڑیے مگر آدمی کو اس کی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر کوئی شیر رات دن بیٹھا رہتا ہو تو اس کو سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس کرنی نہ چاہیے۔

ے قرآن پاک میں ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ''سب مومن آپس میں بھائی ہیں'' صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اِنَّمَا اَنَا اَخُوْکَ ''میں تو آپ کا بھائی ہوں'' جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا'' اَنْتَ اَخِیْ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَکِتَابِہٖ ''بے شک تم دین اللہ اور کتاب اللہ میں میرے بھائی ہو'' صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا'' وَدِدْتُ لَوْ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا ''مجھے تو یہ بہت پسند ہے کہ کاش میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا۔ اس سے مراد آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ تھے جو آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد آنے والے تھے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اپنی اپنی امت کا بھائی کہا ہے فرمان الٰہی ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا الخ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا الخ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا الخ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ الخ حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا بھائی فرمایا ہے، اسی طرح اگلے پیغمبروں کو بھی اپنا بھائی کہا ہے نیز حضرت عمرؓ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے بھائی کہا ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْ دَاؤدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعدؓ نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا ﷺ زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا ﷺ کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو سو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کرو۔

ف: یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں[1] تو کب سجدے کے لائق ہوں سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ کبھی مرے نہ کبھی گم ہووے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندے کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر کچھ خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی ہے۔

---

[1] آپ ﷺ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے ''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ'' تمام روئے زمین کے جان دار فنا ہونے والے ہیں اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ الخ کیا اگر یہ نبی مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں الخ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰہِ وَکُلُّ نِسَآءِ کُمْ اِمَآءُ اللّٰہِ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلٰکُمُ اللّٰہُ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے نہ بولے کہ میرا بندہ اور میری بندی تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں سب اللہ کی بندی ہیں اور غلام بھی اپنے میاں کو یوں نہ کہے کہ میرا مالک کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آخری بیماری میں آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ پانی کا رکھا ہوا تھا اس میں ہاتھ ڈبو کر منہ پر ملتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں موت میں بڑی بڑی تکلیفیں ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی کہ خدایا مجھے بلند مرتبہ رفیقوں میں پہنچا پھر وفات پائی اور ہاتھ جھک گیا (صحیح بخاری) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میرے سینے پر حضور ﷺ کی موت آئی' حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ بے شک محمد ﷺ مر گئے خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے "لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ" الخ اگر تو میری قبر کے پاس آئے الخ ابن ماجہ میں ہے کہ جب صحابہ حضور ﷺ کی تدفین سے فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یا اَنَسُ کَیْفَ طَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اے انس تمہارے دل اس بات پر کیسے آمادہ ہو گئے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈالی عام مسلمانوں میں ایک مہینہ ہی اس نام سے مشہور ہے یعنی بارہ وفات کا مہینہ قرآن پاک میں ہے "اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ" یقیناً تو بھی مرنے والا ہے اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ حضرت علیؓ نے وصال کے بعد فرمایا لَقَدْ طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا آپ ﷺ زندہ و مردہ پاک صاف ہی ہیں، احادیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کی قبر کی زمین شق ہوگی، مولانا کی مراد مٹی میں ملنے سے قبر میں دفن ہونا ہے یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کا جسم خود مٹی ہو جائے گا، بلکہ احادیث میں ہے کہ انبیاء کے جسم مٹی پر حرام ہیں۔

ف: یعنی میاں اپنے غلام ولونڈی کو اپنا بندہ اور اپنی بندی نہ کہے اور غلام اپنے میاں کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ مالک اللہ ہے اور باقی سب اس کے بندے ہیں نہ ایک دوسرے کا بندہ ہے نہ مالک، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی کا حقیقت میں غلام ہی ہو تو وہ بھی آپس میں یہ گفتگو نہ کریں کہ یہ اس کا بندہ ہے اور وہ (اس کا) مالک پھر جھوٹ موٹ کا بندہ بنا اور عبدالنبی اور بندہ علی اور بندہ حضور اور پرستار خاص اور امرد پرست اور آشنا پرست اور پیر پرست اپنے آپکو کہلوانا اور ہر کسی کو خداوند خدائگان داتا کہہ بیٹھنا تو محض بے جا ہے اور نہایت بے ادبی اور ذرہ سی بات میں کہنا کہ تم ہماری جان و مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس میں ہیں جو چاہو کرو سو یہ جھوٹ ہے اور شرک کی بات۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ و مسلمؒ نے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے مت بڑھاؤ جیسے کہ عیسی بن مریم کو نصاریٰ نے حد سے بڑھایا سو میں تو اس کا بندہ ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

ف: یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مراتب اس سے نیچے ہیں مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے اور بندہ ہی ہونا اس کا فخر ہے کچھ اس میں خدائی کی شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں مل جاتا سو یہ بات کسی بندے کے حق میں نہیں کہنی چاہیے کہ نصاری ایسی ہی باتیں حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ کر کافر ہو گئے اور اللہ کی درگاہ سے راندے گئے سو اسی لئے پیغمبر خدا ﷺ نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہ

نصاریٰ کی طرح مردود ہو جاؤ لیکن افسوس کہ ان کی امت کے لوگوں نے ان کا حکم نہ مانا اور آخر نصاریٰ کی سی باتیں کہنے لگے کیونکہ نصاریٰ بھی حضرت عیسیٰ کو یہی کہتے تھے کہ اللہ ان کے بھیس میں ظاہر ہوا اور وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے بعینہ خدا ہیں یہی بات بعضوں نے حضرت کی شان میں کہہ ڈالی چنانچہ کسی نے یوں کہا **بیت**

فی الجملہ ہمیں بود کہ می آمد و مے رفت ، بہر قرن کہ دیدی در عاقبت آں شکل عرب دار بر آمد، دارائے جہاں شد۔

اور کسی نے یوں کہا **بیت**

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل
سلماء حدوث تو ولیلائے قدم را
تا مجمع امکان و وجودت نہ نوشتند
مورد متعین نشد اطلاق اعم را

بلکہ بعض جھوٹے دغا بازوں نے اس بات کو خود پیغمبر خدا ﷺ کی طرف نسبت کیا ہے کہ انہوں نے خود فرمایا ہے اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیمٍ اور اسی طرح ایک بڑی سی عبارت عربی کی بنا کر اور اس میں ایسی ایسی خرافاتیں جمع کر کے اس کا نام خطبۃ الافتخار رکھا ہے اور اس کو حضرت مرتضیٰ علیؓ کی طرف نسبت کیا ہے سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ اللہ سارے جھوٹوں کا منہ کالا کرے گا اور جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں کہ سارے کاروبار اس جہان کے اور اس جہان کے حضرت عیسیٰ کے اختیار میں ہیں اور جو کوئی ان کو مانے اور ان کی التجا کرے اس کو کچھ بندگی کی حاجت نہیں اور کچھ گناہ اس کو خلل نہیں کرتا اور کچھ حرام وحلال کا اس کے حق میں امتیاز کرنا ضرور نہیں وہ خدا کا سانڈھ بن جاتا ہے جو چاہے سو کرے حضرت عیسیٰ آخرت میں اس کو شفاعت سے بچا لیں گے سو اسی طرح کا عقیدہ جاہل مسلمانوں کو حضرت پیغمبر ﷺ کی جناب میں ہے بلکہ ان سے اتر کر اماموں اور اولیاء کی بلکہ ہر ملا مشائخ کی جناب میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں، اللہ ہدایت کرے۔ (آمین)

7 اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ السَّیِّدُ اللّٰہُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلاً وَّاَعْظَمُنَا طَوْلاً فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَکُمْ اَوْبَعْضَ قَوْلِکُمْ وَلَا یَسْتَجْرِ یَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ابوداوٗدؒ نے ذکر کیا کہ مطرفؓ نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے سوفرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے تخی ہو، سوفرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو یا اس سے بھی تھوڑا کلام کرو اور تم کو کہیں بے ادب نہ کردے شیطان۔

ف: یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے اب سننا چاہیے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں میں اس کے سوا کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا کہ قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے متبعین کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اس طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب ان کے محتاج، ان

معنوں میں ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیے اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سرداران کو نہ جانیے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَآ اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا انہوں نے خریدا ایک غالیچہ کہ اس میں تصویریں تھیں پھر جب اس کو دیکھا پیغمبر خدا ﷺ نے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہ گئے سو پہچانی میں نے ان کے چہرے پر ناخوشی کہا میں نے یا رسول اللہ ﷺ میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اللہ کے رسول کے روبرو کیا گناہ کیا میں نے سو پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ کیسا ہے غالیچہ کہا میں نے کہ تمہارے لئے خریدا ہے میں نے کہ اس پر بیٹھو اور اس کا تکیہ بناؤ سو پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں والے قیامت کے دن عذاب میں پھنسیں گے اور کہا جائے گا ان کو کہ جان ڈالو اس چیز میں کہ بنائی تم نے اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے۔

ف: یعنی اکثر مشرک مورتوں کو پوجتے ہیں سو اس لئے فرشتوں کو تصویروں

سے گھن آتی ہے اور پیغمبروں کو بھی ان سے نفرت ہے اور ان کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا کہ بت پرستی کا اسباب اکٹھا کرتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے جاہل لوگ پیغمبر کی یا اماموں کی یا اولیاؤں کی یا اپنے پیروں کی تصویروں کی تعظیم کرتے ہیں اور اپنے پاس برکت کے لیے رکھتے ہیں سو مردود ہیں اور شرک میں گرفتار ہو رہے ہیں اور پیغمبر اور فرشتے ان سے بیزار ہیں بلکہ سب تصویروں کو ناپاک سمجھ کر گھر سے دور رکھے تب کہ پیغمبر بھی خوش ہوں اور فرشتے بھی اس گھر میں آئیں اور ان کے قدم سے گھر میں برکت پھیل جائے۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بڑا عذاب قیامت کے دن اس شخص کو ہے کہ اس نے کسی نبی کو مارا یا اس کو کسی نبی نے مارا یا اس نے اپنے ماں باپ کو مارا اور تصویر بنانے والوں کو اور اس عالم کو کہ اس کو اس کے علم سے کچھ فائدہ نہ ہو۔

ف: یعنی تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گنہگاروں میں داخل ہے یہاں سے تصویر بنانے کا گناہ سمجھنا چاہیے کہ یزید و شمر نے تو پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو اور امام وقت کو کہ پیغمبر کا نائب تھا اور تصویر بنانے والے کو خود پیغمبر کے قاتل کے ساتھ گنا ہے تو وہ یزید اور شمر سے بھی بدتر ہے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاریؒ و مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ سے سنا میں

وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ فَلْیَخْلُقُوْا ذَرَّۃً اَوْلِیَخْلُقُوْا حَبَّۃً اَوْشَعِیْرَۃً.

نے کہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کون زیادہ بے ادب ہے اس شخص سے کہ ارادہ کرے کہ پیدا کرے جیسے میں پیدا کرتا ہوں سو بھلا ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کرلیں۔

ف: یعنی تصویر بنانے والا پردے میں خدائی کا دعویٰ کرتا رہتا ہے کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں ان کے مثل بنانے کا ارادہ کرتا ہے سو بڑا بے ادب ہے اور یہ (اس کا دعویٰ) صریح جھوٹ ہے کیونکہ ایک دانہ کے بنانے کا بھی مقدور نہیں رکھتا محض نقل کا رکھتا ہے۔

وَاَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَآ اُرِیْدُ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْزَلَنِیْھَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب[1] المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ رزینؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ بے شک میں نہیں چاہتا کہ بڑھاؤ تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو وہی محمد ہوں بیٹا عبداللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول۔

ف: یعنی جیسے اور سردار اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں سو

[1] یہ حدیث ہم کو مشکوٰۃ کے مطبوعہ نسخوں میں نہ ملی، البتہ مسند امام احمد بن حنبل طبع مصر ج ۳ ص ۱۵۳ میں ان مطالب پر مشتمل حضرت انسؓ ہی سے یہ حدیث مروی ہے یا ایھا الناس علیکم بتقواکم ولا یستھوینکم الشیطان، انا محمد بن عبداللہ، ورسولہ و اللہ ماحب ان ترفعونی فوق منزلتی التی انزلنی اللہ عز وجل مصحح

پیغمبر صاحب ویسے نہ تھے کیونکہ اور سرداروں کو کچھ ان مبالغہ کرنے والوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا خواہ درست رہے خواہ بگڑ جائے اور پیغمبر خدا تو اپنی امت کے بڑے مربی (شفیق) تھے اور اس پر بہت مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی کے درست کرنے کا فکر تھا سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی سے بہت محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کیلئے خوش کرنے کا اس کی تعریف میں حد سے بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا اور اس سے بالکل اس کا دین برباد ہو جائے گا اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جائے گا سو اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو یہ مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ ہی سے سیکھنا چاہیے سوائے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزاروں درود و سلام بھیج اور انہوں نے جس طرح ہم جیسے جاہلوں کو دین سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدر دانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور اور جیسا کہ تو نے اپنے ہی فضل سے ہم کو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھائے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے مضمون کی خوب تعلیم دی اور مشرک لوگوں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسی طرح اپنے فضل سے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تعلیم فرما اور بدعتی بدمذہبوں میں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت بنا، آمین یارب العالمین فقط وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ تمت۔

کتاب تذکیر الاخوان

بقیّہ

تقویۃ الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدایا حمد خاص تیری ذات پاک کو کہ تو نے اپنے فضل سے ہمیں ہدایت بخشی اور اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا اور توحید خالص کی راہ پر لگایا اور بدعت کے عقائد سے بچایا اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن معجزہ دے کر ہماری ہدایت کے واسطے رسول بنایا سو اے مالک ہمارے اپنے اس رسول کریم پر اپنے علم کے موافق درود بے انتہا بھیج کہ اس نے خاص تیرے حکم کے بموجب لوگوں کو شرک اور بدعت سے روکا اور تیری سیدھی راہ پر چلایا اور توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیاں مفصل بیان کیں اور سنت پر عمل اور بدعت کے ترک کا تقید کیا اور آل و اصحاب پر کہ انہوں نے سنت کو جاری اور بدعت کو رد کیا۔

بعد اس کے معلوم ہونا چاہیے کہ ایک فاضل جلیل متشرع دیندار نے شرک اور بدعت کی برائی کے بیان میں ایک رسالہ تقویۃ الایمان نامی لکھا اور اس میں صرف آیتیں اور حدیثیں جمع کیں اور اس کے دو باب ٹھیرائے ایک باب میں توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیاں ہندی زبان میں بیان کیں اور دوسرے باب میں اتباع سنت کی خوبیاں اور بدعت کی برائیاں اور تفصیل بعضی بدعات کی آیت و حدیث سے ذکر کی اور ارادہ ہندی (یعنی اردو زبان میں) ترجمہ کا کیا مگر فرصت نہ پائی اور راہ خدا میں جان دی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اب سن بارہ سو پچاس ہجری میں اللہ تعالیٰ نے اس خاکسار گنہگار، ہیچ مدان محمد سلطان کے دل میں ارادہ اس کے ترجمہ کا ڈالا سو اس دوسرے باب کا ترجمہ ہندی (یعنی

اردو) بولی میں شروع کیا اور تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان اس کا نام رکھا اتمام کو پہنچانا اور قبول کرنا اس کے اختیار ہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

سننا چاہیے کہ جو کام یا اعتقاد یا قول ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول علیہ ﷺ نے خود نہ کیا اور نہ کسی کو فرمایا اور نہ کسی کو کرتے دیکھا اور منع نہ کیا اور نہ حضرتؐ کے بعد اصحابوںؓ میں رائج اور جاری ہوا اور کسی اصحابؓ معتبر نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ اصحابوںؓ کے بعد تابعینؒ کے وقت میں بغیر انکار کے رائج اور جاری ہوا اور نہ تابعینؒ کے بعد تبع تابعینؒ کے وقت میں بے انکار کے رائج اور جاری ہوا اور نہ ان چاروں زمانوں میں اس کی نظیر اور مثل پائی گئی اور نہ مجتہدوں نے اپنے اجتہاد کی راہ سے اس کو ثابت کیا بلکہ حضرتؐ کے اور اصحابوںؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے بعد اپنی طرف سے لوگوں نے کام یا عقیدہ یا بات نئی ایجاد کی اور اس کے کرنے میں ثواب جانا سو وہ کام اور عقیدہ اور بات بدعت اور گمراہی ہے پھر خواہ وہ کام یا عقیدہ یا بات بالکل خودنئی ہو یا وہ خودنئی نہ ہو مگر جو کام یا عقیدہ یا بات ان چاروں زمانوں میں تو رائج ہوا یا مجتہدوں نے اجتہاد کی راہ سے ثابت کیا اس میں کوئی نئی بات اپنی طرف سے لوگوں نے نکالی وہ بھی بدعت ہے اور وہ کام اور عقیدہ اور بات بھی بدعت میں شامل ہے جس کو لوگ شرعی کام کی طرح اہتمام اور تقید سے مصروف ہو کر کریں اور موجب ننگ و نام اور تعریف اور مدح جانیں اگرچہ اس میں ثواب نہ جانیں اور جو کام یا عقیدہ یا بات حضرتؐ نے خود کیا یا کسی کو کرتے دیکھا اور پسند کیا یا اکثر معتبر اصحابوںؓ نے کیا وہ سنت ہے یا تابعینؒ اور تبع تابعینؒ میں رائج اور جاری ہوا اور کسی معتبر نے انکار نہ کیا یا مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا وہ بھی سنت میں داخل ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ایک بدعت حسنہ ہے اور ایک بدعت سیئہ ہے بدعت حسنہ وہ ہے جو پیغمبر ﷺ کے بعد نکلے قواعد شریعت کی رو سے اور بدعت سیئہ وہ ہے جو شریعت کے قواعد کلیہ کی رو سے بالخصوص اس کے جواز کا حکم نہیں معلوم ہوتا بلکہ ایک نوع کی برائی اس میں پائی جاتی ہے سو اس تقریر میں اور اس تقریر میں جو اول مذکور ہوئی صرف نزاع لفظی ہے انجام دونوں تقریروں کا ایک ہی ہے کہ جو چیز اس تقریر کی رو سے بدعت حسنہ ثابت ہوتی ہے اس پہلی تقریر کی رو سے وہ

ہی چیز سنت میں شامل ہوتی ہے پھر سنت کا لفظ چھوڑ کر اصحابوںؓ کی اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ اور مجتہدوں کی بات کو بدعت کیوں کہیئے اور جو چیز اس تقریر کی رو سے بدعت سیئہ معلوم ہوتی ہے اس پہلی تقریر سے بھی وہی چیز بدعت معلوم ہوتی ہے فرق اتنا ہی ہے کہ اس تقریر سے اصحاب کبارؓ اور تابعین ابرارؒ کے نکالے ہوئے مسائل کو رواج اور رسوم کو بدعت کہنا لازم آتا ہے اور '' کلیہ کل بدعت ضلالۃ '' تاویل کرنا پڑتا ہے تو مسلمان کو لازم ہے کہ نزاع لفظی کو چھوڑ کر اصل مطلب کو دریافت کرے۔

الفصلُ الاوّلُ

فِی الْاِعْتِصَامِ بِالسّنہ وَالْاِجْتِنَابُ عَنِ البدعۃِ

ترجمہ: فصل پہلی سنت کو مضبوط پکڑنے میں اور بدعت سے بچنے میں۔

ف: یعنی اس فصل میں مجمل سنت کی خوبیوں کا اور بدعت کی برائیوں کا ذکر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا۔

ترجمہ: یعنی فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہوگئے اس کے فضل سے بھائی۔

ف: یعنی اللہ کا بڑا فضل ہے کہ تم کو ایک نبی کے تابع کیا اور ایک کتاب دی کہ اس پر عمل کرو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی اپنی طرف سے ایک مذہب نکالے اور دوسرا اس کے مقابلہ میں اپنی عقل کی تیزی جتانے کو دوسرا رہ یہ پھیلاوے اور جب نئی نئی راہیں نکلیں تو پھوٹ پڑے اور ایکا نہ رہے سو فرمایا کہ اس قرآن کو اللہ کی طرف سے رسی سمجھو جیسے کوئی شخص کسی گڑھے میں پڑے ہوئے شخص کو رسی لٹکا کر نکالتا ہے سو اللہ نے یہ قرآن اتارا تم سب اس کو مضبوط پکڑو جیسے نکلنے والا رسی کو پکڑتا ہے اور جو رسی نہ پکڑے وہ نیچے پڑا رہتا ہے یا سستی سے پکڑے تو گر پڑتا ہے سو تم سب مل کر اس قرآن کو مضبوط پکڑو اور اسی پر عمل کرو اور نئی نئی باتیں نکال کر دین میں پھوٹ نہ ڈالو اور اہل سنت کی جماعت سے ٹوٹ کر نہ رہو اس سے معلوم ہوا کہ گمراہی کی اصل یہی ہے کہ دین میں قرآن کو چھوڑ کر

بدعتیں اور نئی نئی باتیں نکالیے اور نئی نئی باتیں نکالنے سے اور نئی رسموں کے رائج ہونے سے قرآن چھوٹتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ اور مت ہو ان کی طرح جو علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو صاف حکم اور ان کے واسطے بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہوں گے بعضے منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ سو وے جو سیاہ ہوئے ان کے منہ کیا تم کافر ہو گئے ایمان میں آ کر اب چکھو عذاب بدلا اس کفر کرنے کا۔

ف: یعنی اگلی امتوں کو صاف حکم پہنچ چکے تھے پھر بھی (وہ لوگ) آپس میں اختلاف کر کے بہت فرقے ہو گئے چنانچہ یہود اور نصاریٰ بہت سے [illegible] فرقے ہو گئے کہ ان کو عذاب ہوتا ہے سو تم ان کی طرح مت ہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو قرآن اور حدیث میں صاف صاف حکم آ چکے ہیں تم اپنے دین میں نئی نئی رسم اور سنت کے خلاف اور طریقے نہ نکالو اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہوئے کوئی خارجی بنے اور کوئی رافضی کوئی ناصبی کوئی جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجئی کہلائے اور کوئی سر پر بال رکھ کر اور چار ابرو کا صفایا کر کے فقیری جتائے پھر ان میں کوئی قادری کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود اور نصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہو جاؤ اور نئی نئی باتیں نکال کر تفرقہ اور پھوٹ مت ڈالو

[illegible] ہیں جو مسلمانوں میں فرقے ہیں یعنی منہ سے کلمہ اسلام کہتے ہیں [illegible] عقیدہ خلاف [illegible] سب فرقے [illegible] حکم رکھتے ہیں۔ شاہ عبدالقادر۔

اس واسطے کہ قیامت کے دن بعضے لوگ سرخ رو اور بعضے روسیاہ ہوں گے تو ان روسیاہوں سے کہا جائے گا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ کی کتاب قرآن کے ماننے کا تم نے اقرار کیا پھر دین میں نئی نئی باتیں رسمیں نکالیں اور بدعات کفریہ جاری کیں تو اس سے اللہ کی کتاب کے موافق عمل کرنا چھوٹ گیا پھر ان نئی رسموں کے جاری ہونے سے ان کی محبت دل میں پڑ گئی اور چھوٹنا ان کا مشکل پڑ گیا تو قرآن میں جو اس کے خلاف حکم پایا اس حکم سے دل میں انکار آ گیا اس انکار کا مزہ چکھو، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص نئی نئی باتیں بدعتیں نکالے اور بدعت کے کام کرے تو اللہ صاحب کے نزدیک قرآن کا منکر ٹھیر جاتا ہے اور روز قیامت کو روسیاہ اٹھے گا پھر اس پر عذاب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا کہ مزہ چکھ ان بدعتوں کا۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے کئی فرقے تجھ کو ان سے کام نہیں ان کا کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتاوے گا ان کو جیسا کچھ کرتے تھے۔

ف: یعنی جن لوگوں نے دین میں کئی کئی راہیں نکالیں اور جدا جدا فرقے متفرق ہو گئے پھر سمجھانے سے مانتے نہیں اور ایک راہ اللہ کی بتائی ہوئی رسول کے کہنے کے موافق سب مل کر نہیں چلتے اے پیغمبر ﷺ تجھے ان سے کچھ کام نہیں وہ تجھ سے الگ ہیں وہ اللہ کے حوالہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کرے گا تب وہ جانیں گے کہ وہ ہمارے بدعات کے کام ایسے برے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ جب لوگ اللہ و رسول کے حکم کے موافق عمل نہیں کرتے اور نئی نئی راہیں نکالتے ہیں اور سمجھانے اور منع کرنے سے باز نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت اور مہر ان کے اوپر سے اٹھا لیتا ہے سو وہ گمراہی میں پڑے رہتے ہیں کہ قیامت کے روز ان و عذاب ہوگا سو اب دنیا میں اللہ کی طرف سے ہدایت کے واسطے قرآن آ چکا اور رسول بتا چکے پھر اب اگر کوئی نہ مانے تو اللہ تعالیٰ خود آپ آ کر بتانے کا نہیں مگر ہاں

قیامت کوعذاب البتہ کرے گا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا ؕ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ۝

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ روم میں نہ ہو ان میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے بہت گروہ ہر فرقہ جو اپنے پاس ہے اس پر خوش ہو رہا۔

ف: یعنی جو کام شریعت میں یا عقل کے نزدیک صریح بد ہے اس کو ہر کوئی بد جانتا ہے اور جو کام برا کہ آدمی اپنی عقل سے یا اور کسی سے سیکھ کر نیا ایجاد کرتا ہے تو اس کی برائی صریح قرآن و حدیث میں نہیں پاتا سو اس کام کو نیک جانتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے اور بہت شخص جو ایسی نئی نئی باتیں نکالتے ہیں تو خوش ہو کر یا اس کو پسند کر کے اختیار کرتے ہیں اور ہر فرقے کی جدا جدا نئی نئی بدعتیں علیحدہ علیحدہ وضع کی ہوتی ہیں تو گروہ گروہ جدا جدا ہو جاتے ہیں اور دین میں ایکا نہیں رہتا اور پھوٹ پڑ جاتی ہے مثلاً ایک فرقہ نے علی مرتضیٰؓ کو اور سب اصحابوںؓ سے افضل اور بہتر جانا اور اپنا لقب تفضیلیہ رکھا اور ایک فرقہ نے ان سے بڑھ کر علی مرتضیٰؓ کو افضل باقی اور اصحابوں کو برا جانا اور محرم میں محفلیں تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی اور سیہ پوشی اور چقچقی اور بھس اڑانے کی ایجاد کیں اور ایک عید غدیر اور عید بابا شجاع ٹھیرائی اور نوروز کیا اور روزے نماز اذان وضو میں کمی بیشی کر لی اور اپنا لقب شیعہ اور محب اہل بیت رکھا اور ایک فرقہ نے ان کے مقابلہ میں علیؓ کو برا کہا اور اپنا لقب خارجی پسند کیا اور ایک فرقہ نے علی مرتضیٰؓ کی اولاد کی دشمنی اور عداوت اختیار کی اور ناصبی خطاب اپنے واسطے گوارا کیا اور ایک فرقہ نے شفاعت اور دیدار الٰہی کا انکار کیا اور گناہ کبیرہ کو اسلام سے خروج کا باعث جانا اور معتزلی کہلائے اور ایک فرقہ نے گوشہ نشینی اور ترک امر بالمعروف و نہی عن المنکر اختیار کر کے شغل برزخ اور نماز معکوس اور ختم اور توشے اور طرح طرح کے نئے نئے ورد اور وظیفے اور فال نامے اور گنڈے تعویذ اور اتارے اور حاضراتیں

اور عرس اور قبروں پر مراقبہ اور باجا راگ سننا اور حال لانا ایجاد کیا اور مشائخ اور پیر کہلائے پھر کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا کسی نے قادری کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی ٹھیرالیا اور کوئی سر پر بڑے بڑے بال رکھ کر یا چارابرو کا صفایا کر کے اور بڑی بڑی ٹوپیاں اور تاج دھر کر اور کفنی اور سیلیاں گلے میں ڈال کر مداریہ یا جلالیہ مشہور ہوا اور کسی نے دو چار زٹلیں منطق اور ریاضی اور ہندسے کی یاد کر لیں اور آپ کو ملا اور مولوی اور عالم مشہور کرنا چاہا سو اس کے اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں طرح کی راہیں نکالیں اور ہر ایک فرقہ خوش ہوا کہ ہم ہی خوب ہیں اور ہماری ہی راہ اچھی ہے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو بلکہ ایک ملت اور دین اختیار کرو جو اللہ نے فرما دیا اور سابق میں بھی یہود اور نصاریٰ نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی گروہ ہو گئے سو تم ویسے نہ ہو اور اپنے دین میں پھوٹ اور تفرقہ نہ ڈالو ایک قرآن حدیث پر عمل کرو اور اپنے پیغمبرؐ ہی کے تابع ہو تا کہ دین میں پھوٹ نہ پڑے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہیے کہ اپنے ہی مذہب اور رویہ اور طریقے رسوم عادت کو اچھا جان کر اس پر خاطر جمع کر کے بے فکر ہو کر بیٹھا نہ رہے بلکہ حق بات کی تلاش میں رہے اور اپنے مذہب اور رویہ اور طریقے رسوم کا قرآن و حدیث سے مقابلہ کرے جو اس کے موافق ہو وہ اختیار کرے اور جو اس سے مخالف ہو وہ ترک کرے بنا گمراہی کی یہی ہے کہ آدمی اپنے رویہ طریقے پر اڑا رہے اور بے فکر ہو کر بیٹھا رہے بہت خلقت اسی سے گمراہی میں پڑی ہے کہ اللہ اور رسول کا حکم دریافت اور تحقیق نہیں کرتے اپنے بزرگوں کی راہ پر خاطر جمع سے مطمئن ہو کر بیٹھے رہے اور جانا کہ یہی حق ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ یہ راہ میری سیدھی ہے سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھیر دیں گے اس کی راہ سے یہ کہہ دیا ہے تم کو تا کہ تم بچتے رہو۔

ف: یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا یہ قرآن جو میں نے تمہارے واسطے بھیجا جو رویہ

اور طریقہ اس میں تمہارے کرنے کے لیے فرمایا یہی راہ میری رضا مندی اور میری طرف پہنچنے کی سیدھی ہے اس راہ پر چلو اور سوا اس کے اور راہیں باپ دادے کی اور پیر استاد کی رسم اور رواج ملک کے بادشاہوں کی نہ چلو اور اگر ان راہوں پر چلو گے تو وہ راہیں تم کو میری راہ سے بہکا دیں گی یہ میں نے تم کو سمجھا دیا کہ تم خبر دار ہو جاؤ اور راہوں سے بچتے رہو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بادشاہ نے کسی کو دور سے اپنے حضور میں بلایا اور فرمان قاصد شتر سوار کے ہاتھ بھیجا اور اس میں لکھ دیا کہ فلانی شاہ راہ پر ہو کر سیدھے آئیو اور اس شاہ راہ کی سب نشانیاں لکھ دیں اور یہ بھی لکھ دیا کہ فلانا ہمارا قاصد جو یہ فرمان لے کر پہنچتا ہے اس کے ساتھ جس طرح یہ راہ پر لائے حضور میں آئیو اور اس راہ میں اور بھی بہت راہیں ملی ہیں کہ وہ اور طرف گئی ہیں ان راہوں کے چلنے والے بھی راستہ میں ملیں گے اور اپنی طرف بلائیں گے ان کی طرف نہ جائیو اور نہیں تو بہک جاؤ گے اور حضور تک نہ پہنچو گے پھر وہ شخص تھوڑی دور چل کر اور راہوں پر لگ جائے اور اس قاصد کے کہنے کے موافق نہ چلے اور فرمان کو نہ دیکھے اور اس کے مطلب کو دریافت نہ کرے اور راہوں کے چلنے والوں کے پیچھے چلے اور پھر جانے کہ میں سیدھی راہ پر پادشاہ کے حکم بموجب چلتا ہوں تو وہ شخص ہرگز پادشاہ تک نہ پہنچے گا تو اب اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ جیسے ہر زمانہ میں لوگ دنیا کے کاموں میں نئی نئی وضعیں اور طرحداریاں نکالتے ہیں ویسی ہی دین کے کاموں میں ہر زمانہ کے لوگ نئی نئی باتیں اور جدا جدا راہیں نکالا کرتے ہیں چنانچہ اس سبب سے اگلے دین والے لوگ یہود اور نصاریٰ کئی فرقہ ہو گئے، اور مسلمانوں میں بھی لوگ ہزاروں فرقے بن گئے سو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اپنا قاصد بنا کر اور فرمان اپنا دے کر لوگوں کے واسطے بھیجا اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا اور قرآن میں سب پتے اپنی طرف پہنچنے کے صاف صاف بتا دیئے اور حضرت ﷺ نے بھی سب روئے، طریقے صاف صاف بیان کر دیئے اور اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قرآن سیدھی راہ ہے اس کے موافق راہ چلو تو اللہ تک پہنچو پھر اگر یہود کی یا نصاریٰ یا مجوس کی راہ چلو گے یا اور راہیں نئی ایجاد کرو گے تو نہ پہنچو گے بلکہ بہک جاؤ گے جو مسافر کئی راہیں چلے وہ منزل مقصود کو نہیں پہنچے اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کے موافق عمل کرنا اور قرآن

کی راہ کو اختیار کرنا یہی راہ مضبوط سیدھی ہے کہ اس راہ پر آدمی بے خطر اللہ کی طرف پہنچتا ہے اور جو شخص اور راہوں پر چلے وہ گمراہ ہے اللہ کی راہوں سے علیحدہ پھر وہ اور راہیں کسی کی ہوں خواہ اگلے کافروں کی خواہ اب کے کافروں کی خواہ جاہلوں کی خواہ بدعتیوں کی چنانچہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے یہی رویہ اختیار کیا کہ ایک راہ قرآن و حدیث کی چھوڑ کر بہت سے فرقوں کی راہیں اختیار کیں نماز روزہ حج وزکوۃ وغیرہ عبادت نہ کرنا دہریوں اور سوفسطائیوں کی راہ یا نماز میں سستی اور جو عبادت اپنی مرضی موافق ہو کرنا اور جو اپنی مرضی کے خلاف ہو اس سے دل چرانا بعضے حکم شریعت کا ماننا بعضے نہ ماننا ظاہر میں اور دل میں اور منافقوں کی راہ اور قبروں پر مسجدیں اور مقبرے اور قبریں اونچی بنانا اور اپنے بزرگوں کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ خدائے تعالیٰ سے مل کر ایک ہو گئے تھے یا خدا ان میں سما گیا تھا نصاریٰ کی اور ہندوؤں کی راہ اور مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار قریش کی راہ اور اپنے باپ دادے کی راہ اور رویہ کو خلاف خدا اور رسول کے اختیار کرنا اور ان کی رسم و رسوم کو مقدم سمجھنا اگلے کافروں کی اور ہندوؤں کی راہ اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور موت میں پیٹنا چلانا ماتم کرنا اگلے کافروں کی راہ اور تکلفات اور تعظیم مفرط اور ظاہر داری بہت کرنا عجمیوں کی راہ اور بیوہ عورت کو دوسرا نکاح عیب جاننا یا شادی میں سہرا اور مقنعا باندھنا ڈاڑھی منڈانا اور عید میں بغل گیر ہو کر ملنا اور شب برات میں روشنی کرنا اور گدھے اور خچر اور اونٹ کی سواری کو معیوب سمجھنا شگون لینا اور تاریخ اور دن اور ساعت وغیرہ کی نحوست سعادت ماننا بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کرنا تیجا دسواں چالیسواں برسی مردوں کی کرنا اور چیچک کی بیماری میں سیتلا بھوانی کا ماننا اور چھوت وغیرہ کا لحاظ کرنا اور بت پرستی جیسے تعزیہ جھنڈے نشان قدم رسول وغیرہ کی تعظیمیں کرنا یہ سب ہندوؤں کی راہ اور اپنے عالموں اور مولویوں اور درویشوں کی نکالی ہوئی ایجادی بات کو خدا اور رسول کے فرمودے کے برابر سمجھنا اور اس کی تحقیق نہ کرنا یہود و نصاریٰ کی راہ لوگوں نے اختیار کی اور بہت باتیں اپنی طرف سے نئی نکالیں جیسے پیغمبر خدا ﷺ کے اصحابؓ کو برا کہنا اور ہزاروں باتیں اور رسمیں اپنے یہاں جاری کر لیں اور ایک راہ قرآن و حدیث کی چھوڑ دی اور گمراہی میں پڑ گئے اگر قرآن کی راہ

اختیار کرتے تو اپنا اچھا دین ہوتے ہوئے اور بد دینوں کافروں کی راہیں کیوں چلتے اور طرفہ یہ کہ پھٹے منہ زبان سے پھر بھی دعویٰ کئے جاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ف: یعنی ہر دین اور مذہب کے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں سو اسی کی محبت سے کرتے ہیں تاکہ وہ ہم سے خوش ہو اور ہم کو چاہے پھر اگر ہم سے کچھ گناہ بھی ہو جائے تو وہ بخش دے گا اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو اور تم کو اللہ سے محبت ہے تو اللہ نے مجھ کو اپنا رسول بنا کے تمہارے پاس بھیجا کہ تم میرے کہنے کے بموجب اس کی بندگی کرو اس کی محبت کے جو کام بتلاؤں سو کرو سو تم میری راہ چلو تاکہ معلوم ہو کہ تم کو اللہ سے محبت سچی ہے تو وہ تمہارے گناہ بھی بخشے کہ ایسے شخصوں کے واسطے وہ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے پھر جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ نہ چلے بلکہ اپنی طرف سے نئی نئی راہیں نکالے پھر دعویٰ کرے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے سو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار اور پیغمبر علیہ السلام کی طرف سے اس پر پھٹکار اس واسطے کہ وہ شخص اگرچہ ظاہر میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر حقیقت میں گویا دعویٰ پیغمبری کا رکھتا ہے کہ اپنی ایک شرع نئی جدا ہی قائم

یعنی کوئی کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اس طرح محبت کرے جس طرح محبوب چاہے نہ کہ جس طرح اپنا جی چاہے اور اسی طرح چاہے تو محبوب اس کو چاہے اور اللہ بندوں کو چاہے تو یہی کہ ان پر مہربان ہو اور گناہ پر نہ پکڑے اور خیالات عبث ہیں۔ شاہ عبدالقادر۔

کرتا ہے وہ پیغمبر کا تابعدار کا ہے کو ہے بلکہ دوسرا بھائی جیسے باغی خوشامدی محبت یوں ہی ہوتی ہے کہ محبوب کے کہنے موافق کام کیجئے نہ جس طرح اپنا جی چاہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضرت ﷺ کی سنت کی پیری نہ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے اور جو سنت کے موافق کام کرے اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے سچی ہے اور وہ اللہ صاحب کا محبوب ہے اللہ تعالیٰ اس کو چاہتا ہے اس کے گناہ معاف ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر بخشش اور مہربانی ہوگی۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نساء میں کہ قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے آپس میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی یعنی فیصلہ سے اور قبول رکھیں مان کر۔

ف: یعنی جب کسی عبادت یا دنیا کے معاملہ میں یا رسم اور عادت کی بابت لوگوں کے آپس میں جھگڑا اٹھے ایک کہتا ہو یوں کرنا چاہیے دوسرا کہتا ہو یوں نہیں یوں کرنا چاہیے ایک دعویٰ کرے میرا ہے دوسرا کہے میرا ہے کوئی کہے یہ کام یا رسم و عادت بد ہے کوئی کہے نیک ہے تو ایسے وقت میں چاہیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو منصف بدیں (چنیں) اور حاکم ٹھیراویں پھر جو حکم حضرت فرماویں یا حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو خواہ خلاف جان و دل سے خوش ہو کر قبول کریں اور مان لیں تب مسلمانی کا دعویٰ سچا معلوم ہو اور جو شخص پیغمبر خدا ﷺ کو منصف اور حاکم نہ بدھے (تسلیم کرلے) یا حضرتؐ کے حکم سے دل میں ناخوش ہو اور حکم کو نہ مانے اور چون و چرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کافر و منافق ہے ظاہر میں آپ کو پیغمبر خدا ﷺ کی امت میں کہتا ہے پھر حضرت کے فیصلہ سے اور حکم سے راضی نہیں ہوتا اور دل میں خفگی اور تنگی لاتا ہے اس مقام پر انصاف

سے پوچھنا چاہیے کہ اس زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسم و رسوم جو رائج ہیں اور ایک جہان اس میں گرفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا اور بندوقیں چھوڑنا اور زچا کی چارپائی پر تیر اور کلام اللہ رکھنا چھٹی کرنا اور نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا اور اگرچہ خون زچا کا چالیس روز سے کم میں بند ہو جائے مگر پورے چالیس دن تک اس کو ناپاک سمجھنا بسم اللہ کے واسطے چار برس اور چار مہینے کی قید کرنا اور بسم اللہ کی شادی کی محفل کرنا اور ختنہ میں شادی اور محفل اور رسم و رسوم کرنا اس مختون کو معاذ اللہ قبروں یا نشان یا جھنڈے کے سلام کو لے جانا اس کے ہاتھ میں بال کا کنگنا باندھنا اور اس کے ہاتھ میں لوہا رکھنا اور رسوم منگنی کی کرنا بیڑے وغیرہ بانٹنا اور شادی نکاح میں موتی باندھنا اور دروازوں پر نیل یا چونے کے ٹیکے دینا سا چق اور آتش بازی اور پھول کٹھولی اور روشنی کی سیدھیاں اور ٹٹیاں اور ناچ اور زرد نارنجی یا سرخ کپڑے پہننا کنگنا باندھنا مرد کو مہندی لگانا سہرا باندھنا اور ٹونے گانا اور حلوہ کرنا اور شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا اور چوتھی کھیلنا محرم میں عورت کی صحبت اور عورت کو زینت ترک کرنا چارپائی پر نہ سونا تعزیہ بنانا، شدے نکالنا محرم کی محفلیں کرنا علم چڑھانا مہدی بنانا اور صفر کے مہینے کو بالخصوص تیرہ دن نامبارک سمجھنا اور آخری چارشنبہ کو سیر کو جانا اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کا آئے کھڑے ہو جانا اور یہ جاننا کہ روح حضرت ﷺ کی یہاں آتی ہے اور ربیع الثانی کی گیارھویں کرنا اور جمادی الاول میں مکن پور کو بدیع الدین شاہ مدار کے چلے کیلئے عرس میں جانا اور شعبان میں آتش بازی چھوڑنا اور حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا اور رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور قضاء عمری پڑھنا شوال میں عید کے روز سویاں پکانا اور بعد نماز عید کے بغل گیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا اور ذی قعدہ کے مہینے میں نکاح نہ کرنا وعلیٰ ہذا القیاس کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بھی ضرور بنانا اور نعش کی چارپائی منحوس سمجھنا اور حضرت عزرائیل کے نام کو یا سورۂ یٰسین کو معاذ اللہ بد جاننا اور کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا اور قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا اور تیجا دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عرس مُردوں کے کرنا اور (حیلۂ) اسقاط مروجہ کرنا

حافظوں کو قبروں پر بٹھلانا قبروں پر چادریں ڈالنا مقبرے بنانا قبروں پر تاریخ لکھنا وہاں چراغ جلانا موت کے ذکر کو برا جاننا بعد تین روز کے ماتم پرسی کرنا اور دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا اور توشے اور سہ منیاں کرنا اور ماں باپ کے ترکہ سے بیٹیوں کا حصہ نہ دینا اور بیماریوں میں ٹوٹکے کرنا حاضراتیں کرنا منگل بدھ سنیچر کے دن کو نامبارک سمجھنا اور بعضی تاریخوں کو نحس جاننا گھوڑے حویلی عورت میں مبارکی نحوست کی علامتیں مقرر کرنا اور ورد نادعلی اور ختم بزرگوں کے نام کے یا قرآن کی آیتوں کو معکوس پڑھنا اور چراغ جلتے وقت ایک دعا ایجادی پڑھنا اور شغل برزخ وغیرہ طریقہ ایجاد کرنا اور اس کو عمل میں لانا اور مغرب کی نماز کے بعد یازدہ قدمی پڑھنا اور ہولی دوالی وغیرہ کفار کی رسموں کو ماننا اور اونٹ اور گدھے اور خچر کی سواری کو معیوب سمجھنا اور عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے سلام علیک کرنا معیوب سمجھنا اور اسی طرح خوردوں کا بزرگوں سے اور بزرگوں کا خوردوں سے سلام علیک کرنا ادب کے خلاف جاننا اور خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بیٹھ کر خطبہ پڑھنا اور علاوہ اس کے سلف کے عقائد سے انحراف کرنا وحدت وجود اور وحدت شہود یا جبر وقدر کے مسئلہ میں گفتگو کرنا اس کے اسرار کی بہت سی تحقیق میں مشغول ہونا اور معاذ اللہ تقدیر کا انکار کرنا اور حضرت علی مرتضیٰؓ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل جاننا اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنا اور اہل بیتؓ یا اصحابؓ کے حق میں بداعتقادی کرنا ان پر طعن کرنا اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا راگ باجا سننے کو بہتر جاننا اپنی ذات پات نسب کی بڑائیاں کرنا آپس میں ایک دوسرے کی گفتگو اور حرکات وسکنات تحریر میں تعظیم زیادہ کرنا مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا اور شادیوں میں خرچ بے جا کرنا بیوہ کا دوسرا نکاح معیوب سمجھنا مصیبت میں چلانا پیٹنا زیادہ سوگ میں بیٹھنا اپنے جسم اور مکان اور سواری وغیرہ کی زینت بہت سی کرنا غرض کہ یہ باتیں اور سوا اس کے ہزاروں رسمیں جو رائج ہیں کہ ہزاروں آدمی یہ رسمیں کرتے ہیں اور بہت آدمی منع بھی کرتے ہیں قطع نظر اور دلیلوں سے جب مسلمانوں میں اختلاف پڑا اور اس بات پر جھگڑا اٹھا تو ایسے وقت میں حضرت محمد رسول ﷺ کو منصف اور حاکم بدا (تسلیم کرنا) چاہیے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے وقت

میں بھی لڑکے پیدا ہوتے تھے عورتیں زچا ہوتی تھیں اور لڑکوں کے ختنے بھی ہوتے تھے اور قرآن پڑھنا ان کو شروع (کروایا جاتا) تھا اور لوگوں کے نکاح ہوتے تھے اور لوگوں کو بیماریاں ہوتی تھیں اور لوگ مرتے تھے اور قبریں بنتی تھیں اور چاہ اور برس روز گذرتا تھا اور محرم اور صفر وغیرہ مہینے آتے تھے تو ایسے وقت میں حضرت ؐ کیا کرتے تھے اور کیا فرماتے تھے اور حضرت ﷺ کے اصحابؓ کس طرح عمل میں لاتے تھے پھر اگر ان کاموں کو برا ہونا حضرت ﷺ کے قول اور فعل اور تقریر سے ثابت ہو تو چاہیے مسلمان خوش ہو کر دل سے قبول کرے اور ویسا ہی حضرت ؐ کے مرضی موافق عمل میں لائے اور جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے حکم کے بموجب مسلمان نہیں اور یہ بے شبہ بات ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحابوںؓ کے اور تابعینؒ بلکہ تبع تابعینؒ کے بعد یہ رسمیں رائج ہوئیں تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ حضرت ﷺ نے نئی نئی رسموں اور ایجادی کاموں کے حق میں کیا فرمایا سو سننا چاہیے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْٓ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ جس نے نئی چیز نکالی ہمارے اس دین میں جو چیز اس میں سے نہیں تو وہ چیز باطل اور رد ہے۔

ف: یعنی جس نے ایسی چیز دین میں نکالی کہ جس کی دین میں اصل بھی نہ ہو سو وہ چیز باطل اور رد ہے، نئے کام دو طرح کے ہیں ایک وہ کہ حضرت ﷺ کے اصحابوںؓ کے یا تابعینؒ یا تبع تابعینؒ کے وقت میں ایسا واقع نہ ہو کہ اس نئے کام کی حاجت ہوئی بعد اس زمانہ کے ایسا واقع ہوا کہ اس نئے کام کی حاجت ہوئی مثلاً حضرت ؐ کے وقت سے صحابہؓ کے وقت یا تابعینؒ کے وقت تک کسی کو صرف ونحو پڑھنے کی یا قرآن میں زیر زبر بنانے کی یا فقہ کی کتاب تصنیف کرنے کی حاجت نہ ہوئی اس واسطے کہ سب مسلمان عرب تھے کلام اللہ کو

(بغیر) صرف ونحو کے سمجھتے تھے اور (بغیر) زیر زبر کے صحیح پڑھتے تھے اور اکثر لوگ مسائل کے عالم تھے اور اختلاف کم تھا سو ان کو احتیاج ہی نہ ہوئی کہ فقہ کی کتاب اور فتاویٰ بناتے بعد اس زمانہ کے جب اسلام توران اور ہندوستان وغیرہ کی طرف پہنچا تب، احتیاج ان چیزوں کی ہوئی اور بموجب اشارے آیات واحادیث کے یہ چیزیں بنائی گئیں تو یہ چیزیں کہ وسیلہ علم کا ہیں جیسے صرف ونحو اور علم قرات اور اصول اور فقہ اور کتابیں تصنیف کرنا اور اجتہاد وغیرہ چیزیں ان لوگوں کے حق میں بدعت نہیں اور دوسری طرح کے نئے کام وہ ہیں کہ وہ واقع بھی ہوئے مگر حضرتؐ کے یا اصحابؓ یا تابعینؒ یا تبع تابعینؒ کے وقت میں وہ نئی چیزیں (بغیر) انکار کے جاری نہ ہوئیں تو وہ چیزیں بدعت اور باطل اور مردود ہیں مثلاً اس وقت میں لوگ مرتے تھے اور دفن ہوتے تھے مگر کوئی تیجا دسواں چالیسواں نہیں کرتا تھا اور اسی طرح سے فاتحہ نہیں دیتا تھا اور یہ رسوم لوازمات میت سے کوئی نہیں سمجھتا تھا یا مثلاً اس وقت میں لوگوں کے نکاح ہوتے تھے پر کوئی ساچق اور آتشبازی وغیرہ اور مصحف آرسی نہیں کرتا تھا تو ایسے سب کام باطل اور مردود ہیں اس واسطے کہ دین کا کام وہ ہوتا ہے جس کے کرنے میں خوبی اور بہتری اور ثواب ہو اور نہ کرنے میں ثواب جائے یا الزام آئے اور برائی ٹھیرے اور عذاب ہو سو دین کے کام دو طرح کے ہیں ایک وہ کام جو دل سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے نیت اور اعتقاد اور فکر و دھیان محبت عداوت وغیرہ دوسرے وہ کام جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہیں سو وہ کام یا عبادت ہیں یا معاملات ہیں یا رسوم وعادت ہیں تو ان دونوں طرح کے کاموں کا مقرر کرنا اور ٹھیرانا اور بتلانا اور ان کاموں میں وقت اور جگہ اور وضع اور گنتی مقرر کرنا حضرت پیغمبر خدا ﷺ کا کام تھا اور اسی واسطے حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (بنا کر) بھیجا سو حضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے کوئی عقیدہ یا کوئی عبادت یا کوئی رسم نئی نکالی اور اس کی مثل اور نظیر بھی دین میں نہ تھی سو وہ عقیدہ اور عبادت اور رسم یا جو دین کے عقیدے اور عبادت اور رسم میں وقت یا جگہ یا وضع یا ہیئت یا گنتی کی قید اپنی طرف سے مقرر کی سو وہ بدعت اور باطل اور مردود ہے اور معلوم رہے کہ مثل اور نظیر کا دریافت کرنا ہر شخص کا کام نہیں یہ مجتہد کا کام ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرُ الْھُدٰی ھُدٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اچھی باتوں سے اچھی بات اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور بہتر راہوں میں سے بہتر راہ محمد ﷺ کی ہے اور سب بُرے کاموں سے بُرا کام وہ ہے جو نیا ہے اور ہر نئی چیز گمراہی ہے یعنی سبب گمراہی کا ہے۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ آدمی پر باپ سے زیادہ مہربان ہے کہ اس نے اگلے دین سب منسوخ کر کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے کتاب قرآن مجید بھیجا اور اس میں جو باتیں دنیا اور آخرت میں آدمی کے کام کی تھیں بیان کر دیں سو وہ سب نئی باتوں سے اچھی ہے اس پر عمل کرو اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا انہوں نے قرآن کا سب مطلب صاف صاف بیان کر دیا اور عمل کر کے دکھلا دیا کوئی بات باقی نہ رہی جس کی نئی ایجاد کرنے کی دین میں ضرورت ہو پھر باوجود اس کے جو دین میں کوئی نئی بات نکلے وہ سب برائیوں سے زیادہ بُری ہے کہ دین میں نئی بات نکالنا گویا اپنی ایک شرع جدا قائم کرنا ہے یا قرآن میں اور حضرت ﷺ کے رویہ اور کام میں نقصان بتانا ہے گویا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ یہ بات خدائے تعالیٰ نے قرآن میں نہ کہی اور نہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی جو کہہ جاتے سو اب ہم نے نکالی اور جو بات ایسی ہو کہ جس میں ایسی بُری بات نکلتی ہو وہ صریح گمراہی ہے اسی واسطے بدعت کا کام سب بد کاموں سے زیادہ بد ہے کہ بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی اس سبب سے کہ وہ بدعت کو نیک کام جان کر کرتا ہے تو اس کو کبھی توبہ کرنے کا خیال بھی نہیں گزرتا اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب بدعتیں گمراہی ہیں۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبٌ دَمَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ غضب اللہ کا سب آدمیوں سے تین پر ہے ایک گناہ کرنے والا حرم میں دوسرے چاہنے والا اسلام میں اگلے کافروں کی عادت کے کام تیسرے چاہنے والا مرد مسلمان کا خون ناحق صرف اس واسطے کہ بہاوے اس کا خونؒ۔

ف: یعنی جو شخص گناہ کرتا ہے تو اللہ صاحب اس پر ناخوش ہوتا ہے اور اس کی طرف غضب الٰہی متوجہ ہوتا ہے جتنے آدمی دنیا میں گناہ کرتے ہیں جس قدر غضب الٰہی ان سب لوگوں کی طرف ہوتا ہے ان سب سے زیادہ غضب الٰہی اس پر ہوتا ہے جو کعبہ شریف کے حرم میں گناہ کرے اور جو شخص کافروں کی رسم مسلمانوں میں جاری کرنا چاہے اور جو ناحق کسی مسلمان کا خون کرنا چاہے اس واسطے کہ وہ شخص گویا اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے کہ کعبہ شریف کو اللہ صاحب نے اپنا گھر ٹھیرایا اور وہاں کے ادب کا اور وہاں کی عبادت کا حکم دیا پھر جس نے وہاں کا ادب نہ کیا اور وہاں گناہ کیا تو اس نے نہایت بے ادبی کی بلا تشبیہ جیسے کسی نے باوجود پادشاہ کے منع کرنے کے پادشاہ کے روبرو دیوان خاص میں قصور اور بے ادبی پادشاہ کی کی اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیا اس کی آنکھ ناک کان اعضا درست بنائے اس کو بڑھایا دنیا میں جگہ دی پھر ایمان اس کو دیا پھر جس نے اس کو مار ڈالنا چاہا تو گویا اللہ کا مقابلہ کیا کہ جس کو اللہ تعالیٰ رکھنا چاہے اس کو یہ مٹانا چاہے اور اگلے لوگوں نے کچھ اپنی عقل سے رسم رویہ نکال لئے تھے کہ ان کو وہ نیک جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صاحب کو پیغمبر بنا کر قرآن دے کر بھیجا اور حکم کیا کہ اگلے کافروں کی رسم و رسوم کو مٹا دیں اور لوگوں کو اس کے

کرنے سے باز رکھیں پھر جو شخص وہ رسم و رسوم اگلے کافروں کی پھر جاری کرے اور چاہے کہ مسلمانوں میں وہ رسمیں جاری ہو جائیں تو اس نے گویا شریعت کے مٹانے کی بنیاد ڈالی اور کفر کے جاری ہونے کی تدبیر کی تو یہ شخص گویا خدائے تعالیٰ کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے کہ جس کو خدا مٹانا چاہے یہ جاری کرنا چاہتا ہے اور خدائے تعالیٰ کا دشمن ٹھیر جاتا ہے اور اگلے کافروں کی بھی رسمیں اور عادتیں تھیں کہ اپنے مولویوں درویشوں کی بات کو عین خدا ہی کا حکم سمجھنا اور باوجود مخالفت فرمودۂ خدا اور رسول کی اس بات کو غلط نہ جاننا اور نہ چھوڑنا اور خدا اور رسول کے کلام کے مقابلہ میں اس بات کی سند پکڑنا اپنے باپ دادے کی رسم رویہ کو مقدم جاننا مسئلہ کے مقابلہ میں اس کی دلیل اور سند پکڑنا دنیا کی طمع یا لوگوں کے بُرا ماننے کے خوف سے یا نفسانیت کی راہ سے سچا مسئلہ بیان نہ کرنا کلام اللہ اور کلام الرسول میں تحریف کمی بیشی کرنا اپنی خواہش کے موافق مسئلہ تاویلی تراش لینا صلح کل کا رویہ اختیار کرنا اپنی ذات نسب خاندان پر فخر کرنا اس میں دون کی لینا مُردوں کے بیان کر کے چلا کر رونا پیٹنا غم میں سیاہ کپڑے پہننا قبریں بلندی کی بنانا قبروں پر یا مقبرے میں اس کی تاریخ وغیرہ لکھنا بنانا قبروں پر مسجدیں بنانا وہاں کھانا چڑھانا باجے راگ کو عبادت سمجھنا نوروز کو ماننا صفر کے مہینے کے تیرہ دن کو نامبارک سمجھنا سعادت نحوست ستاروں کی اور دنوں کی ماننا جن پریوں کو ماننا شگون لینا بزرگوں کی منتیں ماننا بزرگوں کی نیاز اچھوتی ٹھیرانا، تصویروں کی تعظیم کرنا اور جس شخص سے کچھ معجزہ کرامت نہ ہو اس کو پیغمبر اور ولی نہ سمجھنا وغیرہ یہ ہزاروں رسمیں اور عادتیں سب یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور منافقوں کی اور مکہ والے اگلے مشرکوں کی ہیں اور سوائے اس کے اور ہزاروں رسمیں ہندوؤں کی ہیں کہ لوگوں نے اپنے یہاں رائج کرلیں کہ پیغمبر خدا ﷺ ایسی ہی باتوں کو مٹانے کو اور ایسی ہی رسموں کے دفع کرنے کے لیے آئے اور قرآن نازل ہوا پھر جو شخص ایسی رسمیں اور عادتیں اختیار کرے اور مسلمانوں میں جاری کرے تو وہ شخص اس حدیث کے بموجب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغضوب ہے راندہ گیا خدا کے غضب میں گرفتار اور خدا کے دشمنوں میں شمار' اس مقام پر معلوم رکھنا چاہیے کہ ایک قسم کی بدعت یہ بھی ہے اگلے کافروں کی رسوم اور عادات اسلام میں جاری کرنا گویا وہ رسم اسلام میں نئی نکلی بعضے شخص جو شبہ کرتے ہیں کہ جس کام کی

صریح برائی قرآن وحدیث میں نہیں آئی اس کو ہم کیوں برا جانیں سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ جس کام کی ہم کو خدا اور رسول کی طرف سے اجازت نہ ہو وہ کام ہم کو منع ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّتِہٖ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّہَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِہِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِیَدِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ جَاھَدَھُمْ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ جَاھَدَھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نبی کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس کی امت کے پاس مجھ سے پہلے تو ہوتے تھے اس کی امت میں کچھ لوگ صاف دل اس کے مددگار اور یار کہ اختیار کرتے تھے اس نبی کا رویہ اور عمل کرتے تھے اس کے حکم کے موافق پھر یوں ہوتا کہ پیدا ہوتے ان کے بعد بدرویہ لوگ کہ وہ لوگوں کو کہتے جو خود نہ کرتے اور کرتے ایسے کام جس کا حکم نہ ہوتا تو جس نے جہاد کیا ان پر اپنے ہاتھ سے سو وہ مسلمان کامل ہے اور جو جہاد کرے ان پر اپنی زبان سے وہ بھی مسلمان ہے اور جو جہاد کرے ان پر اپنے دل سے وہ بھی مسلمان ہے اور نہیں ہے بعد اس کے ایمان رائی کے دانہ برابر۔

ف: حضرت ﷺ نے اپنی امت کے خبردار کرنے کو اگلے پیغمبروں کی امتوں کا حال بیان کیا سو حضرتؐ کی امت کا بھی یہی حال ہوا کہ حضرتؐ کے اصحابؓ صاف دل پاک باطن لوگ تھے کہ حضرت ﷺ کے مددگار رہتے تھے اور حضرتؐ کے حکم کے موافق عمل

کرتے تھے بعد ایک مدت کے ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ لوگوں کو اور کچھ بتلاتے اور آپ اور کچھ کرتے خود را فضیحت بدیگراں نصیحت اور ایسے کام کرتے جس کا حکم نہیں ہوا یعنی نئے نئے ایجاد کے کام بدعت کے سو حضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی ان پر ہاتھ سے جہاد کرے کہ ان کو مارے اور ان کا وہ بدعت کا کام متغیر کر دے اور توڑ ڈالے اور اس کا کارخانہ برہم کر دے سو وہ کامل مسلمان ہے اول درجہ کا اور جو کوئی صرف زبان سے منع کرے بدعت سے اور اس کی برائی بیان کرے اور بدعتی کو نصیحت اور بدعت کی فضیحت بیان کرے وہ بھی مسلمان ہے دوسرے درجہ کا اور جو شخص اس بدعت کے کام کو دل سے برا جانے اور فکر اور تدبیر اس کے دور ہونے کی کرے اور بدعتی سے دل نہ ملائے وہ بھی مسلمان ہے تیسرے درجہ کا ضعیف الایمان اور جو اتنا بھی نہ ہو اس میں رائی برابر بھی ایمان نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو خود بدعتی موجد بدعات ہو اس کے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان سے جس قدر ہو سکے اس قدر بدعت کے موقوف ہونے کے واسطے کوشش کرے اور بدعت کے کام کو توڑے اور زبان سے بدعتیوں کو نصیحت کرے اور بدعت کے عیب بیان کرے اور دل سے بدعت کو برا جانے اور بدعتیوں سے دوستی اور اتحاد نہ رکھے اور رکھے تو ایمان میں نقصان ہے او جس قدر بدعت سے بچے اور بدعت کو موقوف کرے اتنا ہی ایمان کامل ہو اور یہ بھی دریافت ہوا کہ جس کام کا حکم نہ ہوا اگرچہ منائی اور ممانعت بھی نہ ہوئی اس کام کو کرنا بدعت ہے اور ممنوع مثلاً کہنیوں تک دونوں ہاتھ وضو میں دھونا فرض ہے اور بغلوں تک دھونا صریح منع بھی نہیں ہے اور حکم بھی نہیں تو اب اگر کوئی شخص وضو میں بغلوں تک ہاتھ دھوئے اور جانے کہ میں اچھا کرتا ہوں تو اس کو منع کریں گے کہ وضو میں اس طرح دونوں ہاتھ دھونے کا حکم نہیں ہوا یا مثلاً اذان میں اول چار دفعہ اللہ اکبر کہنا چاہیے پھر کوئی شخص پانچ دفعہ اگر کہے اور دلیل لائے کہ پانچ دفعہ اذان میں اللہ اکبر کہنا منع نہیں آیا تو اس کو رد کریں گے اور یہی کہیں گے کہ چار مرتبہ سے زیادہ کہنے کا حکم نہیں آیا یا مثلاً اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے ساتھ یوں کہے اشہد ان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو اس کو منع کریں گے یا مثلاً فجر کی دو سنت مقرر ہیں کوئی تین یا چار رکعت سنتیں فجر کو پڑھے تو اسی طرح اس کو بھی منع

کریں گے اور یہی کہیں گے کہ اس طرح سے کچھ نہیں ہوا منع کرنے کا صرف یہی دلیل کافی ہے کہ اس کام کی شریعت میں سے اصلاً یا اشارۃً یا عبارۃً نہیں آئی مگر ہاں کام کرنے کے واسطے البتہ دلیل چاہیے اور حکم بتلانا چاہیے خواہ آیت ہو یا حدیث ہو یا حضرت ﷺ کے اصحابوں کا اور تابعین کا عمل اتفاق ہو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَآ اَتٰی عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَاِنَّہٗ سَیَخْرُجُ فِیْٓ اُمَّتِیْٓ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمْ تِلْکَ الْاَھْوَآءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلْبُ بِصَاحِبِہٖ لَا یَبْقٰی مِنْہُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَہٗ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ضرور آئے گا ایک ایسا وقت میری امت پر جیسا آیا بنی اسرائیل پر جیسے ایک جوتی برابر دوسری کے یہاں تک کہ اگر ہو ان میں کوئی ایسا کہ اس نے برا کام کیا اپنی ماں سے علانیہ تو البتہ ہو گا میری امت میں بھی ایسا شخص کہ کرے گا ایسا اور بنی اسرائیل پھوٹ کر ہو گئے بہتر ۷۲ فرقے اور پھوٹ کر ہو جائے گی میری امت تہتر ۷۳ فرقے کہ سب وہ دوزخی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے اصحابوںؓ نے عرض کیا کون ہے وہ ایک فرقہ یارسول اللہ فرمایا وہ لوگ جو اس طریقہ پر ہیں جس پر میں ہوں اور میرے یار اور یوں ہوگا کہ نکلیں گے میری امت سے ایسے گروہ کہ جاری ہوں گی ان میں بدعتیں جیسے جاری ہوتی ہیں ہڑک کتے کے کاٹے ہوئے کو کہ نہیں باقی رہتی اس کی کوئی رگ اور نہ کوئی جوڑ مگر پیٹھ جاتی ہے اس میں۔

ف: یعنی جیسے کتے کاٹے کی بیماری آدمی کے بالکل رگ وریشہ میں گوشت و پوست جوڑ بند میں بیٹھ جاتی ہے ویسے ہی ایک زمانہ میری امت پر ایسا آئے گا کہ لوگوں میں بدعتیں جاری ہو جائیں گی عقیدے اور عبادتیں اور وظیفے اور روزے نماز صدقہ خیرات مراقبہ نئی نئی طرح کے نکلیں گے اور مسلمانوں کے دین میں یہود اور نصاریٰ سے بھی زیادہ پھوٹ پڑے گی کہ وہ تو بہتر ۷۲ فرقے ہو گئے یہ تہتر ۷۳ فرقہ ہو جائیں گے سو ویسا ہی ہوا کوئی خارجی ہوا کوئی رافضی کوئی جبری کوئی قدری کوئی معتزلی کوئی آزاد کوئی ستراشاہی کوئی سنی سو حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ میرے اور میرے اصحابوں کے عقیدے اور طریقے اور رسم و عادت یعنی سنت کے موافق عمل کرنے والا جو فرقہ ہو وہ تو بہشتی اور جنتی ہے باقی سب فرقے جو بدعت کی نئی نئی باتیں نکال کر گروہ گروہ متفرق ہو گئے وہ سب دوزخی ہوں گے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پیغمبر خدا ﷺ کے اور حضرتؐ کے یاروں کے عقیدوں اور رسم و عادت اور عبادت کے موافق اپنا عقیدہ اور عبادت اور رسم اور عادت درست رکھے تو وہ جنتی اور سچا سنی مسلمان سنت کے موافق ہے اور جو شخص ان کے عقیدے اور عبادت اور رسم اور عادت کے سوا اور طریقے نکالے یا ان کے طریقے میں کچھ کمی بیشی کرے سو وہ اپنے واسطے دوزخ کی راہ صاف کرتا ہے ان کے طریقے میں کیا نقصان پایا جو آدمی اور طریقہ نکالے اور پھر مسلمانی کا دعویٰ کرے جھوٹے نام سے کام نہیں چلتا بلکہ الزام آتا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِیْ قَلْبِکَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذٰلِکَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ترمذی نے کہ انسؓ نے نقل کیا کہ مجھ کو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اے بچے اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو صبح اور شام کرے اور تیرے دل میں کسی کی طرف سے کدورت اور میل یعنی کینہ عداوت نہ ہو تو کر پھر فرمایا اے بچے یہ میری سنت ہے اور جس نے دوست رکھا میری سنت کو

كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ تو اس نے مجھی کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو چاہا اور دوست رکھا تو وہ ہوگا میرے ساتھ بہشت میں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی دوستی یہی ہے کہ سنت کے موافق عمل کیجئے اور یہ بھی دریافت ہوا کہ جو شخص سنت کے موافق عمل کرے وہ بڑے مرتبے کا بہشتی ہے کہ بہشت میں پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ ہوگا تو ہر مسلمان طالب بہشت کو چاہیے کہ جس قدر ہو سکے اس قدر سنت کو اختیار کرے اور بدعت کو ترک کرے اور بدعت سے بیزار رہے اور ایک سنت یہ بھی ہے کہ شام سے صبح تک اور صبح سے شام تک یعنی مدام کسی کی عداوت اور کسی سے بغض اور کینہ دل میں نہ رہے۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چنگل مارا یعنی عمل کیا میری سنت پر میری امت کے فساد کے وقت تو اس کو ثواب سو ۱۰۰ شہید کا ہے۔

ف: یعنی جب امت کے لوگ طرح طرح کی بدعتیں ایجاد کریں گے اور ہر ایک اپنی بدعت کو نیک جان کر ذوق وشوق سے عمل میں لائے گا اور ہزار ہا بدعتیں ہوں گی پھر بعضی بدعت کو کوئی فرض جانے گا اور بعضی کو کوئی واجب بتائے گا اور بعضی کو کوئی سنت ٹھیرائے گا اور کوئی مصلحت وقتی اور دنیاوی قرار دے گا اور کوئی رسم اپنے بزرگوں کی جان کر اور کوئی عوام کے طعن کے خوف سے عمل میں لائے گا اور ہر ایک اپنی بات پر اڑا رہے گا تو ایسے وقت میں جو شخص سنت پر عمل کرے گا اور اس بدعت سے کنارہ کرے گا اور حضرت کے

طریق کو نہایت مضبوط پکڑے گا اور کسی حال میں نہ چھوڑے گا تو اس کو سو۱۰۰ شہید کے موافق ثواب ملے گا اس واسطے کہ ہزاروں بدعتی اس کے دشمن ہوں گے اور اس کو برا کہیں گے بلکہ اس کی جان اور آبرو کھونے کے فکر میں رہیں گے اور وہ موافق سنت کے خود صبر کرے گا، اس لئے اس کو سو۱۰۰ شہید کے برابر ثواب ملے گا سواب اسی اختلاف اور بدعات کا وقت ہے کہ ہر شخص اپنی ہی گاتا ہے اور جو جس کے جی میں آتا ہے بے دھڑک عمل میں لاتا ہے پھر کوئی آپ ہی نئی نئی باتیں ایجاد کرتا ہے اور کوئی غیر مذہبوں اور بد دینوں سے رسوم اور بدعات یاد کرتا ہے یہ سب خرابیاں اسی سے پڑ گئیں کہ لوگوں نے قرآن حدیث پڑھنا اور اس کے معنے دریافت کرنا چھوڑ دیا اس علم شریف میں سستی کی اور علموں میں لگ پڑے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيثَ مِنْ يَهُودَ تُعْجِبُنَا فَتَرٰى أَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ أَمُتَهَوِّكُونَ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا امام احمدؒ اور بیہقیؒ نے کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ نبی ﷺ کے پاس جب آئے عمرؓ اور کہا کہ ہم سنتے ہیں باتیں یہودیوں سے سو اچھی معلوم ہوتی ہیں سو بھلا تم اجازت دیتے ہو ہم کو کہ ہم لکھ لیں کچھ اس میں سے تو فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ کیا تم بھی حیران ہو جیسے حیران ہوئے یہود اور نصاریٰ سو بے شبہ میں تو لایا ہوں تمہارے پاس شریعت روشن اور صاف اگر زندہ ہوتے موسیٰؑ تو نہ بن آتی ان کو کچھ سوا میری پیروی کے۔

ف: یعنی جس دین میں نقصان ہوتا ہے اور سب احکام نہیں کھلتے تو اس دین کے علماء اور لوگ حیران ہوتے ہیں کہ فلانے کام میں کیا حکم کیجئے اور کیسا فتویٰ دیجئے اور

فلانے کام کو کیوں کرے (کس لئے کریں) تو وہ لوگ اور دین والے لوگوں سے سیکھ کر ویسا ہی کرتے ہیں جیسے یہود اور نصاریٰ کہ جب انہوں نے اپنے دین میں سب احکام نہ پائے یا دین کے احکام ان کی سمجھ میں نہ آئے تو اور دین والوں کی باتیں حیران ہو کر انہوں نے سیکھ لیں سو اس دین اسلام میں اللہ تعالیٰ نے سب احکام بیان کئے اور اس کی تفصیل پیغمبر خدا ﷺ سے بخوبی معلوم ہوئی اور کسی بات میں دھوکا اور اشتباہ نہ رہا اور اس شریعت میں کسی اور دین کی حاجت نہ رہی اور سب اگلے دین منسوخ ہو گئے اس وقت میں یہودیوں کے پیغمبر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو اس شریعت پر چلتے سو یہود اور نصاریٰ کس گنتی اور شمار میں ہیں اور کیا چیز ہیں جو ہم ان سے باتیں سیکھیں پھر اگر ہم ان سے دین کی باتیں سیکھیں تو گویا اپنے دین کو ناقص اور ان کے دین کو کامل اور پورا جانیں اور اس بات سے ایمان میں نقصان آتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور دینوں کے علم پڑھنا اور دین والوں سے باتیں سیکھنا اور اختیار کرنا نہ چاہیے مگر ہاں جو کوئی اور دین والوں کی باتیں اس سے پرہیز کرنے اور بچنے کے لئے یا رد کرنے کے واسطے دریافت کرے تو یہ جدا بات ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ پہلے آپ مسلمانی کے دین میں پکا اور مضبوط اور عالم ہو۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ اسی سبب سے گمراہی میں پڑ گئے کہ اپنے دین کی تو خبر نہ رکھی اور کچھ رسم و رواج یہود کے اور کچھ نصاریٰ کے اور کچھ ہنود کے سیکھ لئے اور کرنے لگے اور پھر اس کو اپنے دین کی بات جانتے ہیں چنانچہ اکثر جاہل جب نصاریٰ کی پکی قبریں اور ان پر اونچے مقبرے قبے بنے ہوئے اور ان پر تاریخیں اور نام مُردوں کے لکھے ہوئے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایسی باتیں ہمارے دین میں بھی ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اس دین کے نادانوں نے انہیں لوگوں سے یہ باتیں سیکھ لیں اور آپ کو ان کے مشابہ کر لیا اور پھر اگر کوئی نصیحت کرے تو اس سے رد و بدل کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاضَلَّ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام والسنۃ میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابو امامہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ گمراہ نہ ہوئی کوئی قوم ہدایت پانے

قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ.

کے بعد جس ہدایت پر تھی مگر اس سبب سے کہ ملا ان کو جھگڑا پھر پڑھی پیغمبرؐ خدا نے یہ آیت کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تجھ سے بحث نہیں کرتے کافر مگر جھگڑے سے بلکہ یہ لوگ نرے جھگڑالو ہیں۔

ف: یعنی جھگڑا اس کو کہتے ہیں کہ آپ ناحق پر ہو اور حق والے کو ٹکرانا چاہے سو فرمایا کہ دین کے کام میں جب تک اگلے لوگ حق بات کو مانتے رہے تب تک نیک راہ اور ہدایت پر رہے اور جب ناحق بات کو رائج اور جاری کرنے لگے اور حق بات میں چون و چرا کی اور اس کو ٹکرانے لگے تو گمراہ ہو گئے سو مسلمان کو چاہیے کہ بدعت کے کام پر جھگڑے نہیں اور حق بات کی جو قرآن و حدیث میں لکھی ہو پیروی کرے اور جو شخص بدعت کے لئے جھگڑے اور بدعت جاری کرے انجام اس کا گمراہی ہے پیغمبر خدا ﷺ کے وقت میں اکثر کافر حق بات کو حق جانتے تھے اور پھر جھگڑتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں فرمایا کہ یہ لوگ نرے جھگڑالو ہیں اور بحث اور گفتگو حق کی تحقیق کے واسطے نہیں کرتے مگر اس واسطے کرتے ہیں کہ حق بات کو ٹکرا لیں سبحان اللہ ایک مسلمان قرآن و حدیث سے ثابت کرتا ہے یہ کام بدعت ہے اور کرنا نہ چاہیے دوسرا اس کے مقابلہ میں کہتا ہے کہ یہ کام ہمارے باپ دادے یا ہمارے پیر یا ہمارے شہر کے لوگ کرتے ہیں سو ہم بھی کریں گے اور نہ چھوڑیں گے خدا اور رسول کے حکم کو اور بزرگوں کی نکالی ہوئی بدعت سے کم تر اور حقیر جانا اور آسان اور سہل کام شریعت کے چھوڑ کر ناحق کی سختی اور تکلیف شاق دنیا اور آخرت کی اپنے واسطے گوارا کی اور گمراہی میں پڑ گئے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے

9

لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَیُشَدِّدَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ فَشَدَّدَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ فَتِلْکَ بَقَایَا ھُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَالدِّیَارِ رَھْبَانِیَّۃَنِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ

تھے کہ سختی نہ اختیار کرو اپنی جانوں پر کہ سختی رکھے گا اللہ تم پر جس قوم نے سختی اختیار کی اپنے اوپر تو سختی رکھی اللہ نے ان پر سو وہی باقی ہیں انہیں میں سے گرجوں میں دیروں میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ درویشی جو ایجاد کی ہے اور بدعت نکالی ہے انہوں نے سو ہم نے تو فرض نہ کی تھی ان پر۔

ف: یعنی بعضے لوگ یہود اور نصاریٰ میں درویش ہوتے تھے کہ آبادی چھوڑ کر جنگلوں میں رہتے تھے اور ٹاٹ پہنتے تھے اور زنجیریں گلوں میں ڈالتے تھے اور اپنے آپ کو خوجا کر ڈالتے تھے تاکہ زنانہ ہو جائے اور جانتے تھے کہ ہم اچھا کرتے ہیں سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فقیری اور درویشی جو انہوں نے ایجاد کی سو اس کا ہم نے ان کو حکم نہیں دیا سو ہمارے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو فرمایا کہ جب آدمی مشکل کام اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اسی مشکل اور سخت کاموں میں پڑا رہتا ہے اور اس کی برائی اس کی سمجھ میں نہیں آتی سو تم ایسے سخت کام ایجاد نہ کرنا کہ تم کو اللہ نے شریعت میں بہت آسان کام بتلائے ہیں ان کے سوا اپنی طرف سے بغیر حکم خدا اور رسول کے سخت اور مشکل کام اپنے اوپر اختیار نہ کرو جیسے وسواس کے مارے کسی مسلمان کا برتن اور پانی اور بدن اور کپڑا ناپاک سمجھنا اور وضو اور غسل وغیرہ میں بہت سا پانی خرچ کرنا اور نیت نماز کی زبان سے بار بار کہنا اور ہر عمل کے واسطے بے سبب ہندوؤں کی طرح نہانا اور لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا اور فلانے فلانے ورد وظیفے معمولی خلاف سنت ضرور پڑھنا مثلاً جب بدھ کا روز آئے تو آپ کو ناپاک سمجھ کر نہا کر کپڑے بدل کر ایک ورد ایجادی خواہ مخواہ پڑھنا یا جب فقیر بن کر گدی پر بیٹھے پھر اپنے مکان سے باہر نجانا اور اپنی طرف سے طرح طرح کے وظیفے ورد ایجاد کرنا یا اور کے ایجاد کے موافق قیود اور شروط سے پڑھنا اور نماز معکوس پڑھنا اور ہفتہ میں

ایک روز گوشت ترک کرنا یا اچھا کپڑا مباح نہ پہننا یا اچھے کھانے کو جو حلال وطیب ہو نہ کھانا یا ایک ترکاری کا ترک کر دینا یا کسی مہینے یا کسی روز مخصوص میں کوئی چیز مخصوص ترک کرنا یا شادی موت کی رسوم کو لوازمات نکاح اور موت کے سمجھ کر خواہ مخواہ بجالانا اور جب تک وہ رسوم اپنی معمولی نہ ہوں تب تک اس نکاح شادی موت کو اچھا نہ سمجھنا اور جب تک وہ لوازمات جمع نہ ہو جائیں تب تک ختنہ اور شادی میں دیر کرنا یا مثلاً اپنی وضع اور لباس معمولی خاندانی کے سوا اور وضع اور لباس اور القاب کو اگرچہ مباح اور جائز ہو اپنے واسطے مکروہ سمجھنا یا سال کے بعد ضرور سمجھ کر فلانے بزرگ کا عرس کرنا یا سال کے بعد فلانی فلانی قبر کی زیارت کو خواہ مخواہ جانا اور سوا اس کے ہزاروں باتیں ہیں پھر ایسے ایسے کاموں کو عبادت اور ثواب جاننا حالانکہ یہ سب بدعات ہیں لوگوں کے ایجادی کہ اگلی امتوں کے لوگ ایسے ہی کام کر کے سختی میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مہران سے اٹھالی اور ان کو اسی سختی اور مشکلوں میں چھوڑ دیا سو انہیں میں سے کچھ لوگ بعضی خانقاہوں اور چلہ گاہوں اور درگاہوں اور دیروں اور گرجوں میں باقی موجود ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنی طرف سے اپنے اوپر کوئی بات نہ ٹھیرالے جو کام خدا اور رسول نے عبادت کے بتلائے انکو عبادت جانے اور بجا لائے اور جو چیز حلال ومباح ہے اس کو کھائے اور عمل میں لائے مگر ہاں بعض امر حلال مباح سے اگر کسی بڑی عمدہ عبادت نامور میں خلل پڑتا ہو یا اس مباح اور حلال سے آدمی گناہ میں گرفتار ہوتا ہو تو ایسی جگہ اس مباح اور حلال کو اتنے ہی مطلب تک ترک کر دے مگر حلال اور مباح جانتا رہے جیسے بیمار مرض کے خوف سے اچھا ہونے کے لئے طبیب کی صلاح موافق روٹی گوشت وغیرہ ترک کرے پھر جب صحت ہو جائے تب کھائے اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس کام کا جس قدر حکم ہوا اُتنا ہی اور ویسا ہی بجالائے اپنی طرف سے احتیاط نام رکھ کر کچھ اور قیدیں نہ بڑھائے۔

اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام والسنۃ میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے ذکر کیا کہ مالک بن انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ

وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ.

نے فرمایا کہ چھوڑیں میں نے تم میں دو چیزیں کہ ہرگز گمراہ نہ ہو گے جب تک مضبوط پکڑے رہو گے ان دونوں کو ایک کتاب اللہ کی اور دوسری سنت رسول اللہ کی۔

ف: یعنی آدمی کشمکش میں گرفتار ہے دنیا اپنی طرف بتلاتی ہے شیطان اپنی طرف کھینچتا ہے باپ ماں اپنے رویہ پر چلایا چاہتے ہیں اور پادشاہ امیر اپنے رویہ پر اور استاد پیر اپنے طریقہ پر اور دوست آشنا اپنی وضع پر اور جورو اولاد اپنی مرضی موافق آدمی کو چاہتے ہیں اور آدمی کو ان سب سے حاجتیں درپیش، سو اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ میں اور حدیث میں رسول اللہؐ نے دنیا کمانے کے اور شیطان دفع کرنے کے حیلے اور اسباب اور ماں باپ کی تابعداری کی طرح اور پادشاہ و امیر کی فرماں برداری کی وضع اور استاد کی اور پیر کی پیروی کا طریق اور دوست آشنا کی دوستی نبھانے کے انواع اور جورو لڑکوں کے حقوق سب مفصل بیان کئے تو جب تک آدمی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن اور پیغمبر خدا ﷺ کے رویہ اور طریق کو مضبوط پکڑے رہے اور کسی حال میں نہ چھوڑے تب تک ہرگز گمراہ نہ ہو اور اگر قرآن کو اور پیغمبر خدا ﷺ کو چھوڑ دے تو دنیاداری کے سبب یا ماں باپ کے رویہ اور رسوم پر چل کر یا پادشاہ امیروں کی فرماں برداری کر کے یا استاد پیر کے بہکانے سے یا دوست آشنا کے اغوا سے یا جورو کی تابعداری سے گمراہ ہو جائے اور جو قرآن و سنت کو مضبوط اختیار کرے تو ان سب کا کہنا اسی بات میں مانے جو کتاب اللہ اور سنت کے موافق ہو اور نہیں تو ہرگز نہ مانے بڑی کم بختی اس کی جو عیسیٰؑ کو چھوڑ کر دجال کے پیچھے جائے اور زیادہ تر بدنصیبی اس کی جو اللہ ہادی مطلق اور محمد رسول اللہ رہنمائے برحق کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا پیشوا بناوے۔

اَخْرَجَ رَزِيْنٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْمَاتَ فَاِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ اُولٰئِكَ اَصْحٰبُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْآ اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَبَرَّهَا قُلُوْبًا وَاَعْمَقَهَا عِلْمًا وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَلِاِ قَامَةِ دِيْنِهٖ فَاَعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوْا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ رزین نے نقل کیا کہ فرمایا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہ جس کو اچھا رویہ اختیار کرنا اور سیدھی راہ چلنا ہوتو چاہیے کہ وہ راہ چلے اور پیروی کرے ان کی جو مر گئے اس لئے کہ زندوں پر فتنہ کی امن نہیں سو وہ لوگ اصحاب محمد ﷺ کے تھے کہ وہ افضل تھے اس امت میں اور نیک تر تھے دلوں سے اور نہایت دور اندیش تھے ازروئے علم کے اور ازبس کم تھے تکلف میں کہ اختیار کیا تھا ان کو اللہ نے اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کے قائم کرنے کے واسطے سو دریافت کرو ان کی بزرگیاں اور پیچھے چلو انہیں کے قدم پر قدم اور جس قدر ہو سکے مضبوط پکڑو ان کی خوئیں اور عادتیں اس واسطے کہ وہ تھے سیدھی راہ پر۔

ف: یعنی نئی نئی راہیں اور رویہ نہ نکالو اور جس کو نیک راہ چلنا ہوتو پیغمبر خدا ﷺ کے یاروں کے قدم بہ قدم چلے اور انہیں کی رسوم اور عادتیں خوب مضبوط ہو کر اختیار کرے اس واسطے کہ وہ لوگ نہایت صاف دل پاک باطن تھے اور ان کو علم میں نہایت فہم تھا اور فراست اور سمجھ تھی کہ دور کی بات سوجھتی تھی اور تکلف ان میں نہایت کم تھا اور ظاہرداری کم کرتے تھے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کا ان کو مصاحب بنایا تھا کہ ان سے دین قائم

ہوئے سوان کی بزرگیاں اور خوبیاں دریافت کرواور وہ سب صراط مستقیم پر تھے بعد ان کے جوں جوں پیغمبر صاحب کا زمانہ دور ہوتا گیا پچھلے لوگ جو پیدا ہوتے گئے ان کے کاموں میں شیطان دخل کرتا گیا اور ان میں نفسانیتیں پیدا ہوئیں اور اختلاف بہت سا پڑا سو مسلمان کو ایسے وقت میں یوں ہی مناسب ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحابوںؓ کی راہ کو جو سب سے افضل اور پاک باطن اور بے تکلف اور سب کے سب اصل جاری کرنے والے دین کے تھے اختیار کرے اور نئی نئی باتیں نہ نکالے اور ان کی نکالی ہوئی پر چلے اور نہیں تو موت اور قیامت نزدیک ہے مرنے کے بعد اور قیامت کو حال معلوم ہوگا۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِّنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الحوض والشفاعت میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ سہل بن سعدؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سب سے آگے جاؤں گا حوض کوثر پر سامان درست کرنے کو جو شخص ہو نکلے گا میری طرف پئے گا اور جو پئے گا ہرگز کبھی پیاسا نہ ہوگا البتہ مجھ پر وارد ہوں گے کئی فرقے کہ میں پہچانتا ہوں گا ان کو اور وہ پہچانتے ہوں گے مجھ کو پھر ایک پردہ ہو جائے گا میرے اور ان کے بیچ تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ہیں تو کہا جائے گا تو نہیں جانتا کہ کیا نئی نئی باتیں نکالی تھیں انہوں نے تیرے بعد تب میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری اس کو جس نے متغیر کیا میرے بعد دین کو۔

ف: یعنی روز قیامت کو جب آفتاب میل برابر نزدیک ہوگا اور دوزخ سامنے آئے گی تو نہایت گرمی کی شدت ہوگی اور لوگوں کو پیاس لگے گی اور وہاں ایک حوض ہوگا کہ

جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سرد ہوگا اس حوض پر ہمارے حضرت پیغمبر خدا ﷺ آگے سے جا کر ٹھیریں گے اور جو پیاسا ادھر جائے گا حضرت ﷺ اس کو وہ پانی پلاویں گے تو وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا اس اثنا میں بدعتی لوگ بھی جنہوں نے دین کے کام میں نئی نئی باتیں اور رسمیں نکالی تھیں اور سنت اٹھا کر بدعت ایجاد کی تھی حوض کوثر پر جاویں گے تو بسبب اس کے کہ وہ کلمے کو پڑھتے تھے اور نماز روزہ ادا کرتے تھے نشانیوں سے پیغمبر صاحب ﷺ ان کو پہچانیں گے کہ یہ میری امت میں ہیں اور وہ لوگ بھی حضرت کو پہچانیں گے کہ یہ ہمارے پیغمبرؐ ہیں اس عرصہ میں فرشتے ایک پردہ ان بدعتیوں کے اور حضرت ﷺ کے درمیان میں آڑ کر دیں گے اور حوض پر حضرتؐ کے پاس ان کو نہ جانے دیں گے تو حضرت صاحب رحمۃ للعالمینؐ یہ حال دیکھ کر فرشتوں سے کہیں گے کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں ان کو کیوں روکتے ہو وہ فرشتے عرض کریں گے کہ حضرتؐ آپ کے بعد ان لوگوں نے دین میں نئی نئی باتیں نکالی تھیں کہ وہ آپ کو معلوم نہیں تو حضرتؐ یہ بات سن کر ایسے ناراض اور بیزار ان سے ہو جائیں گے کہ باوجود اس خلق عظیم کے ان لوگوں کے حق میں فرشتوں سے ایسی آفت کے وقت میں کہ یہ پیاسے محتاج ہوں گے قیامت کے میدان میں فرماویں گے کہ دور کرو ان کو دور کرو کہ انہوں نے میرے بعد دین میں نئی نئی باتیں نکال کر دین کی صورت بدل دی گویا دین ہی اور کر دیا بلکہ اصل دین میں خلل آ گیا اور جس واسطے اللہ تعالیٰ نے پیغمبرؐ صاحب کو رسول بنا کر بھیجا تھا کہ بدعت کو اٹھاویں (ختم کریں) سو انہوں نے اور بدعتیں ایجاد کیں، یہاں پر ایک بات اور بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیغمبرؐ صاحب کی معرفت بھیجا اور دین دنیا کی سب باتیں مجمل اور مفصل بیان قرآن میں کر دیں اور پیغمبر صاحب ﷺ نے اس کے بموجب عمل کر کے دکھایا اور مجمل بات کو مفصل کر کے بتا دیا جب قرآن تمام ہوا اور حضرتؐ کے دنیا سے جانے کے دن قریب ہوئے اللہ صاحب نے فرمایا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

ترجمہ: یعنی آج کے دن کامل اور پورا کر چکا میں تمہارے لئے تمہارا دین اور تمام

کر چکا میں تم پر اپنی نعمت اور فضل اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین یعنی قرآن میں سب باتیں تمہارے کام کی صاف صاف کہہ دیں اور دین پورا اور کامل ہو چکا اور نعمت اللہ کی جو قرآن کا نازل ہونا تھا سو پوری ہو چکی اس کے بعد اگر کوئی کچھ بات بڑھائے اور نئی نکالے سو وہ بات قرآن سے باہر ہے اور اللہ کے فضل سے دور اور دین اسلام سے بعید اور یا کوئی قرآن کے حکموں میں سے کوئی بات گھٹائے اور کم کر دے تو دین میں جس کو اللہ نے پورا اور کامل کیا تھا نقصان کیا اور اللہ کا فضل کم کر دیا، القصہ جب حضرت پیغمبر خدا ﷺ اور اصحابؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ دنیا سے تشریف لے گئے اور قرآن کا علم کم ہوتا گیا اور نئے لوگ پیدا ہوتے گئے اور دین میں نئی بات نکالتے گئے پھر ان کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے ان نئی باتوں کو اپنے بزرگوں کی راہ و رسم جان کر اس دین کی بات میں ان رسموں کو ملا کر کرتے گئے پھر اب ایسا ہو گیا کہ وہ رسم و رسوم اور دین کی بات مل کر ایک ہی بات ٹھیر گئی اور احمق لوگ اس بالکل مجموعہ کو دین کی بات اور مسلمانی کے کام سمجھنے لگے تو دین جیسا اس وقت میں حضرتؐ اور اصحابوںؓ کے سامنے تھا جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی ویسا نہ رہا مثلاً ختنہ کرنا سنت ہے اور اس میں کچھ اور اسباب اور سامان نہیں چاہیے اور حضرتؐ اور اصحابوںؓ کے وقت میں اس طرح بے تکلف لوگوں کے ختنے ہوا کرتے تھے پھر پچھلے لوگوں نے نئی نئی اُپچیں نکالیں اور چبڑ کے کپڑے اور سہرا اور باجا اور راگ ایجاد کیا پھر اب کے لوگ جاہل ان سب کاموں کو ختنے کے لوازمات سے سمجھتے ہیں اور سنت میں بدعت کو ملا کر سنت اور بدعت کو ایک کر دیا، علیٰ ہٰذا القیاس نکاح وغیرہ میں بدعتیں ایجاد کر کے نیک کام اور بد کو ملا کر ایک ہی ٹھیرا لیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ جو نیک بخت موافق سنت حضرتؐ کے اور اصحابوںؓ کے رویہ کے موافق کرے اور کچھ رسم و رسوم نہ کرے تو لوگوں کے نزدیک اس کام کا اعتبار نہ ہو اور کم بخت بدعتی اور جاہل اس پر ہنسیں اور طعن کریں اللہ سب مسلمانوں کو بدعات سے بچا کر سنت کے موافق کرے آمین یارب العالمین۔ اور بعضی بدعتیں بلکہ اکثر بدعتوں کو لوگ ایمان کے کاموں میں جانتے ہیں تو اب دریافت کیا چاہیے کہ ایمان کس کا نام ہے اور ایمان کا کیا کام ہے۔

الفصلُ الثانی

فی ذکرِ حقیقۃِ الایمانؔ

فصل دوسری ایمان کی حقیقت کے ذکر میں۔

ف: اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان کی حقیقت یہ ہے اور اصل ایمان کے یہ کام ہیں پھر جب یہ بات ثابت ہو جائے تو عقل مند آدمی آپ ہی بوجھ لے کہ برخلاف اس کے جو کام ہیں وہ بے ایمانی کے کام ہیں یا ایمان کے کام ہیں جاننا چاہیے کہ ایمان کے کام اللہ رسول کے بتانے سے معلوم ہوتے ہیں اور اپنی عقل سے نہیں بوجھے جاتے اگر صرف عقل سے معلوم ہوتے تو بڑے کامل مسلمان بقراط اور ارسطاطالیس ہی ہوتے عقل کو شرع کے تابع کرنا چاہیے اور شرع عقل کے تابع نہیں تو اب دریافت کیا چاہیے کہ اللہ و رسول نے کون کون سے کام ایمان کے فرمائے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مؤمنون میں کہ کام نکال گئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے وال ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو ان پر نہیں الزام پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوسوے ہیں حد

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ ھُمْ	سے بڑھنے والے اور جو اپنی امانتوں سے
لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ	اور اپنے قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی
ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِکَ	نمازوں سے خبردار ہیں وہی ہیں میراث
ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ	لینے والے جو میراث پاویں گے بہشت
الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ.	میں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف: یعنی جو مسلمان کہ نماز میں اخلاص سے اللہ کی طرف دل لگائے ہوئے اللہ کے خوف سے دبے جاتے ہیں اور خیال اور وہم کو اور طرف نہیں جانے دیتے اور جو لغو نکمی بات پر کہ جس سے دنیا و دین کا کچھ فائدہ نہیں چنانچہ راگ باجا کھیل تماشے پر دھیان نہیں کرتے اور جو اپنے مال سے زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو روکتے ہیں اور سوائے اپنی نکاحی عورت کے یا لونڈی کنیز کے اور کسی سے صحبت نہیں کرتے پھر جو شخص سوائے اپنی نکاحی بی بی اور سوائے اپنی باندی کے اور کہیں اپنی شہوت خرچ کرے جیسے متعہ کرے یا کسی عورت کو اجرت دے کر اس سے زنا کرے یا صرف دوستی ہی سے زنا کرے یا زبردستی کسی عورت سے صحبت کرے یا غیر کی عورت سے کرے یا کسی کی باندی عاریت لے کر اس سے صحبت کرے یا مرد سے ایسی حرکت کرے یا جلق و سحاق کرے تو وہی حد سے بڑھنے والا ہے زانی حرام کار اور جو لوگ امانت بجنسہ ادا کرتے ہیں اور اپنا قول و عہد نباہتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی خبر گیری رکھتے ہیں کہ وقت پر ادا کرتے ہیں اور کسی حال میں نماز سے غفلت نہیں کرتے ہیں سو ایسے لوگ مراد کو پہنچتے ہیں اور انہیں کا کام نکلا (یعنی کامیاب ہوئے) کہ حضرت آدم کے وارث ہوں گے اور بہشت کو میراث میں پاویں گے اور وہاں ہمیشہ رہیں گے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان نماز اپنے حضور دل سے عجز و انکسار کے ساتھ وقت پر ادا کرے اور مال ہو تو زکوٰۃ دے اور امانت داری کرے اور قول و قرار نباہے اور لغو بیہودہ نکمے کام نہ کرے اور سوائے اپنی عورت اور باندی کے اور کسی سے صحبت نہ

کرے اور اپنی شہوت کی جگہ کو روکے رکھے تو کچھ اس کا کام نکلے اور اصل مراد کو پہنچے اور بہشت پائے کہ یہ کام ایمانداری اور مسلمانی کے ہیں انہیں سے فلاح اور نجات ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انفال میں کہ ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا ڈر جاویں ان کے دل اور جب پڑھے جاویں ان کے پاس اس کے کلام زیادہ ہووے ان کا ایمان اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے رہتے ہیں جو قائم رکھتے ہیں نماز اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں سچے ایمان والے ہیں ان کے واسطے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور روزی آبرو کی۔

ف: یعنی ایمان کی نشانیاں اور پتے یہ ہیں کہ جب آدمی کے سامنے اللہ کا ذکر آئے تو ڈر جائے اور دل اس کا مارے ہیبت کے کانپ اٹھے اور جب اللہ کا کلام اس کے سامنے پڑھا جائے تو شوق سے دل لگا کر سنے اور ہر حکم کو مانے اور ہر بات کو سچا جانے اور اس پر یقین لائے تو ہر بار سننے سے اس کا ایمان مضبوط ہو اور اللہ پر یقین صادق زیادہ ہو اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھے اور کسی کی پرواہ نہ رکھے اور نماز کو اچھی طرح سیدھی درست ادا کرے اور خدا نے جو مال و متاع دیا سو اس کی راہ پر اس میں سے اس کے حکم کے بموجب خرچ کرے تو وہی مسلمان ہے سچا ایمان دار تو جوں جوں اس کی یہ باتیں زیادہ ہوتی جائیں اتنا ہی اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ بڑھتا جائے پھر ایسے شخص سے اگر کچھ گناہ بھی ہو تو اللہ معاف کر دے اور اس کو بہشت میں عزت و آبرو کی روزی دے اس بات سے معلوم ہوا کہ جس میں یہ باتیں نہ ہوں پھر وہ مسلمانی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے دعویٰ اس کا تب سچا ہو

جب اس کے پاس یہ گواہ ہوں جو مذکور ہوئے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انفال میں کہ اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی ہیں مسلمان ٹھیک ان کو بخشش ہے اور روزی عزت کی۔

ف: یعنی جن لوگوں نے مسلمانی کا دین قبول کیا پھر بموجب حکم خدا کے کافروں کے ملک سے اپنا گھر چھوڑ کر نکل گئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور لڑے اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے ملک میں اور اپنے بیچ میں ان کو جگہ دی اور ان کی مدد کی سو ایسے ہی لوگ ہیں ٹھیک مسلمان سچے کہ ان کی بخشش ہوگی اور بہشت میں عزت کی روزی ملے گی اس سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمانی کے یہ کام ہیں کہ کافروں کے ملک سے نکل جانا اور جہاد کرنا اور مجاہدوں کو اپنے بیچ میں جگہ دینا اور ان کی مدد کرنا پھر جو شخص یہ کام نہ کرے وہ ٹھیک مسلمان نہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حجرات میں کہ ایمان والے وہی ہیں کہ جو یقین لائے اللہ اور رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے۔

ف: یقین لانا اللہ پر یہ ہے کہ اللہ ہی کو اپنا خالق مالک حاجت روا مشکل کشا روزی رزق دینے والا سمجھے اور جتنی خوبیاں اور وصف کمال کے ہیں سب اس میں جانے اور

جتنے نقصان ہیں سب سے اس کو پاک سمجھے پھر اس کے حکم کو جان و دل سے قبول کرے اسی کی طرف ہر حال میں نظر رکھے آسانی او آرام میں اسی کا شکر کرے اور رنج و مصیب مشکل میں اسی کی طرف رجوع لائے اس کے کام کو سب سے مقدم رکھے اپنی مرضی نامرضی اس کے حکم کے تابع کر دے اپنے آپ کو اس کے روبرو ناچیز سے ناچیز جانے پھر ان باتوں میں کبھی شبہ نہ لائے اور اللہ کے رسول پر یقین لانا یہ ہے کہ اس رسول کو اللہ کا بندہ مقبول سب مخلوق سے کمالات اور خوبیوں میں افضل جانے اور جو بات رسول فرمائے اس کے بجالانے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی سمجھے اور رسول کے حکم کو سب مخلوق کے حکم سے مقدم رکھے اور اس میں اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دے اور اس کے حکم کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہ مانے اور اس کے فرمودے کو برحق جانے پھر اس بات میں ایسا مضبوط ہو جائے کہ کبھی شبہ نہ آئے سو جو شخص کہ ایسا ہو اور اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑے اور جان و مال اپنا اس کے حکم پر نثار کرے وہی سچا مسلمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانی کے کام یہی ہیں کہ اللہ اور رسول پر یقین لانا اور شبہ میں نہ پڑنا اور جان و مال سے جہاد کرنا۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نساء میں کہ سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھی کو منصف نہ جانیں اس میں جو جھگڑا اٹھے آپس میں، پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیرے فیصلہ سے اور قبول رکھیں مان کر۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی علامت اور دست آویز یہی ہے کہ دنیا و دین کے جس کام بابت آپس میں تنازع و جھگڑا اٹھے اس کے فیصلہ کے واسطے محمد رسول اللہ ﷺ کو منصف ٹھیراوے پھر جو حکم حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اس میں چون و چرا نہ کرے اور اس سے ناخوش اور دل میں بھی تنگی نہ ہو لائے اور بسر و چشم اس حکم کو تسلیم کرلیے

اور مان لے تو تو ایمان ہے اور نہیں تو نہیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ہے بخاریؒ اور مسلمؒ نے کہ نقل کیا ہے ابن عمرؓ نے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ بنایا گیا اسلام پانچ چیزوں پر گواہی دینا اس بات پر کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے خدا کے اور یہ کہ محمدؐ بندہ اس کا اور رسول اس کا ہے اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوٰۃ اور حج کرنا اور روزے رمضان کے۔

ف: یعنی ہر چیز کی ایک بنیاد اور جڑ ہوتی ہے کہ جس پر وہ چیز قائم ہوتی ہے اگر وہ بنیاد اور جڑ نہ ہو تو وہ چیز بھی قائم نہ رہے جیسے مکان کی بنیاد زمین پر اور چھت کی بنیاد دیواروں پر یا ستونوں پر ویسے ہی دین اسلام کی بنیاد اور جڑ یہ پانچ چیزیں ہیں گویا اسلام انہیں پر قائم ہے اور دین کے اصل الاصول یہی ہیں سو اول اور افضل ان میں گواہی دینا ہے اس بات پر کہ خدائے تعالیٰ کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ بندہ اس کا اور رسول اس کا ہے اور یہ بات دل اور زبان سے علاقہ رکھتی ہے دوسری بنیاد اسلام کی نماز ہے کہ وہ تمام بدن اور روح سے علاقہ رکھتی ہے تیسری بنیاد اسلام کی زکوٰۃ دینا ہے مال دار پر کہ وہ عبادت مالی ہے اور چوتھی بنیاد اسلام کی رمضان کے مہینہ بھر روزے رکھنا کہ وہ بھی عبادت بدنی باطنی ہے پانچویں بنیاد اسلام کی حج کرنا کعبہ شریف کا کہ وہ عبادت مرکب بدنی اور مالی ہے لیکن اس مقام پر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کے معنے اور مطلب دریافت کیا چاہیے کہ اکثر لوگ اس کے مضمون اور مطلب سے غافل ہیں بلکہ بر خلاف اس کے عقیدہ رکھتے ہیں اور پھر دعویٰ اسلام کا کئے جاتے ہیں سو سننا چاہیے کہ شہادت کہتے ہیں گواہی کو اور گواہی وہ ہوتی ہے جو بات آدمی کے نزدیک یقین کامل سے بے شک و

شبہ ثابت ہو اس کو خبر دے تو وہ گواہ سچا ہے اور اگر اس کے نزدیک وہ بات یقین کامل سے ثابت نہ ہو اور خبر دے تو وہ گواہ جھوٹا ہے اگر چہ وہ بات حقیقت میں سچی ہی ہو جیسے حضرتؐ کے وقت میں منافق حضرتؐ سے کہتے تھے نشہد انک رسول اللہ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں البتہ تم پیغمبر بے شک ہو خدا کے اور دل سے اس بات پر یقین نہیں لاتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کو فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ اے پیغمبر تو اس کا پیغمبر ہے وَاللّٰہُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ یعنی اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق البتہ جھوٹے ہیں اس لیے کہ صرف زبان سے یہ بات کہتے ہیں اور یقین کامل اس کا ان کو نہیں اس واسطے یہاں فرمایا کہ جب آدمی کے نزدیک یقین کامل سے ثابت ہو جائے اس کے بموجب زبان سے کہے کہ خدا ہی بندگی کے لائق ہے اور کوئی نہیں اور محمد ﷺ بندہ اس کا ہے اور رسول ہے تب اس کا زبان سے کہنا سچا ہوا اور وہ کہنے والا مسلمان ٹھہرے اور نہیں تو نہیں پھر اگر زبان سے کہا اور دل میں اس کے یہ بات نہیں تو بھی مسلمان نہیں بلکہ منافق ہے اور اگر دل سے اس بات کو سچا جانا اور زبان سے نہ کہا تو بھی مسلمان نہیں ہاں اگر گونگا ہو تو لاچاری ہے یا دل میں یقین آنے کے بعد فوراً مر گیا اور زبان سے کہنے نہ پایا تو اس کا کچھ قصور نہیں پھر جو شخص دل سے یقین لایا اور زبان سے اقرار کیا تو اس نے گویا یہ بات کہی کہ میں مشرک اور بت پرست اور ستارہ پرست اور پیر پرست نہیں ہوں اور مجوس اور صائبین اور ثنویہ اور ہنود وغیرہ سب دینوں سے دست بردار ہوا اس واسطے کہ اس نے اقرار کیا کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں اور سوائے اس کے میں کسی کی عبادت نہیں کروں گا سو اس کی تقریر یہ ہے کہ آپ کو نہایت ذلیل کرنا اوروں کی نہایت تعظیم کے واسطے اس کا نام عبادت اور بندگی اور پرستش اور پوجا ہے جیسے سجدہ یا رکوع کرنا ہاتھ باندھ کر اس کے روبرو کھڑا ہونا اس کے مکان کا طواف کرنا اس کے نام پر مال خرچ کرنا اس کے نام کا روزہ رکھنا اس کی نذر منت بدنا اس سے مراد مانگنا اٹھتے بیٹھتے مشکل آسانی کے وقت اس کا نام مدد کے واسطے لینا اس کے نام کا ورد اور وظیفہ کرنا اس کی عبادت کرنے والوں کے منکروں سے لڑنا وغیرہ کام عبادت ہیں تو جب آدمی نے یہ گواہی دی کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے اللہ کے سو اس کا مطلب یہ ٹھہرا

میرے نزدیک یقین کامل سے ثابت ہو چکا کہ کوئی اس لائق نہیں کہ اس کو سجدہ یا رکوع کریں یا اس کے نام کا روزہ رکھیں یا اس کے نام پر مال خرچ کریں یا اس کے نام کا ورد وظیفہ کریں یا مشکل کے وقت اس کو پکاریں اس سے مدد مانگیں آسانی کے حال میں اس کی شکر گذاری میں اس کی حمد کریں سوائے اللہ کے کوئی اس لائق نہیں نا کوئی بزرگ نہ کوئی خورد نہ کسی کا جسم نہ کسی کی روح نہ کوئی امیر وفقیر نہ کوئی جن وفرشتہ نہ کوئی بھوت و پری نہ کسی کا مکان نہ کسی کا چلہ نہ کسی کا جھنڈا اور تھان نہ کسی کا پنجہ اور قدم نہ کسی کی مورت اور تصویر نہ کسی کی قبر کہ اس کے واسطے یہ کام عبادت ہوں اور عبادت کے لائق اللہ ہی ہے کہ اسی کی عبادت کیجئے اس لیے کہ عبادت اس کی کرنا چاہیے جو خود مستغنی اور بے پروا ہو اور اس کے سب محتاج ہوں اس واسطے کہ اگر سب اس کے محتاج نہ ہوں تو خود مستغنی اور بے پرواہ ہوں پھر بے پرواہ ہو کر کیوں کسی کی عبادت کریں اور جس کی عبادت کریں اگر وہ مستغنی نہ ہوگا تو محتاج ہوگا پھر محتاج محتاج برابر ٹھیرے ایک محتاج دوسرے محتاج کی کیوں عبادت کرے پھر جو مستغنی بے پرواہ ہوگا تو وہ خود بخود ہوا ہوگا اس کو کسی نے پیدا نہ کیا ہوگا اور قدیم ہوگا اور ہمیشہ رہے گا اور سب عیبوں سے پاک ہوگا اور سنتا بھی ہوگا اور دیکھتا بھی ہوگا اور بولتا بھی ہوگا اور اپنے کاموں سے کچھ اس کو اپنی غرض نہ ہوگی اور کوئی کام اس پر واجب نہ ہوگا اور جس کے سب مخلوق محتاج ہوں گے وہ سب کی قدرت بھی رکھتا ہوگا اور ہر کام اپنے ارادے سے کرے گا اور غیب کا عالم ہوگا کہ سب کا حال اس کو مفصل معلوم ہوگا اور وہ زندہ ہوگا اور ایک ہوگا تو سب کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہوگا تو جب آدمی نے لا الٰہ الا اللہ کہا تو اس سے مراد یہ نکلی کہ کوئی ایسا نہیں جو خود مستغنی اور بے پراوہ ہو کسی چیز کی اس کو پروا نہ ہو اور سب اسی کی طرف محتاج ہوں مگر اللہ ہی ایسا ہے کہ خود مستغنی اور بے پرواہ ہے اور سب اسی کے محتاج ہیں تو جو کچھ وہم اور خیال میں آئے عرش سے فرش تک بزرگ خورد جسم روح مردے زندے جن بھوت پری یا کوئی درخت یا کوئی پتھر یا کسی کا جھنڈا یا نشان یا کسی کا چلہ یا مکان یا کسی کی قبر یا کسی کی تصویر یا کسی کا پنجہ یا کسی کی مورت یا کسی کا تھان غرض سوائے خدا کے جو کچھ ہے کوئی چیز اس لائق نہیں کہ اس کے واسطے نماز پڑھیں یا روزہ رکھیں یا اس کے نام پر مال خرچ کریں یا اس کے مکان

کا طواف کریں یا اس کے واسطے کوئی عبادت قلبی یا بدنی یا مالی یا مرکب بجالائیں اس واسطے کہ سوائے خدا کے کوئی مستغنی اور بے پرواہ نہیں سب مخلوق اسی کی طرف محتاج ہے کہ خدا ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئی ہے اور حادث ہے قدیم نہیں اور نیست و نابود ہونے والی ہے اور سوائے خدا کے سب نقصانوں سے کوئی پاک نہیں اور سوائے خدا کے سب کو کچھ کچھ غرض لگی ہے اور سب محکوم ہیں اور سوائے خدا کے کسی کو سب کاموں کی قدرت نہیں اور سوائے خدا کے کسی چیز میں مستقل تاثیر نہیں کوئی عالم غیب کا نہیں تو جو شخص کلمہ کہے اور لا الٰہ الا اللہ کے یہ معنی نہ جانے یا ان باتوں میں سے کسی بات پر اعتقاد نہ لائے یا شک لائے اس کا ایمان نہیں اور جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا اعتقاد لائے اور اقرار کرے مگر محمداً عبدہٗ ورسولہ کا مطلب نہ سمجھے یا سمجھے اور انکار کرے وہ بھی مسلمان نہیں تو اب اس کا مطلب دریافت کیا چاہیے سو وہ یہ ہے کہ یقین کامل سے بے شک بے شبہ جانے اور زبان سے اقرار کرے کہ محمد ﷺ بندہ اللہ کا ہے اور بھیجا ہوا اس کا ہے پیغام پہنچانے کے واسطے اس مقام پر جو حضرت کا نام لیا کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول تھے تو اس سے سمجھا گیا کہ پیغمبر بھی آدمی اور خدا کے بندے ہی ہوتے ہیں اس لئے کہ اگر اللہ کے بندے نہ ہوتے تو معاذ اللہ خود خدا ہوتے اور اگر ایسا ہوتا تو پیغام کس کی طرف سے لاتے پھر جب وہ بندے ٹھیرے تو بندگی بھی خدا کی ان پر لازم ٹھیری اور وہ آدمی تھے اور سب مخلوق سے چن کر جو انہیں کو پیغمبر بنایا تو اس سے معلوم ہوا کہ ان میں اوصاف ایسے جمع ہوئے تھے کہ جو آدمی کے حق میں اس سے زیادہ کمال نہیں اور وہ اوصاف یہی ہیں جیسے عقل مندی ہشیاری حلم بردباری عاقبت اندیشی خوش خلقی بے نفسانیت ہونا اور مطیع رہنا اور قناعت اور زہد اور مروت اور سخاوت اور شجاعت رحمت تقویٰ، پرہیزگاری اور کسی کا غلام نہ ہونا اور سوائے اس کے جتنے اوصاف کمال کے اعلیٰ درجہ پر ہیں سب ان میں تھے پھر جب لوگوں کی ہدایت کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ آدمی سارے مکلّف ہیں کہ ان کو خدا کے حکم کے بموجب کام کرنا چاہیے خود مختار نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے کام کے کسب کا اختیار دیا ہے اگر محض مجبور اور بالکل بے اختیار ہوتا تو امر نہی کیوں ہوتا اور یہ معلوم رہے

10

کہ جب کوئی دعویٰ کرے کہ میں خدا کی طرف سے پیغمبر ہوں تو اس سے اگر معجزہ ظاہر نہ ہوتو وہ پیغمبر نہ معلوم ہوا اور اس میں اور دوسرے آدمیوں میں فرق نہ ٹھیرے تو پیغمبر کے واسطے معجزہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے ایسا کام کروادے جو خلاف عادت ہو، تاکہ لوگ اس کو سچا جانیں اور منکر اس کی بات پر یقین لاویں اور اس کا کہنا خدا کا حکم سمجھیں پھر رسول میں تین باتیں اور بھی ضرور ہیں ایک یہ کہ وہ شخص سچا ہو جھوٹ کبھی نہ بولتا ہو دوسرے یہ کہ معصوم ہو کوئی اس سے گناہ نہ ہوتا ہو تیسرے یہ کہ خدا کا حکم لوگوں کو پہنچاوے چپ چاپ نہ بیٹھا رہے تو سچا ہونا اس لئے کہ اگر جھوٹ بھی بولا ہو تو اس کی اور سچی بات کا بھی اعتبار نہ رہے اور جب پیغمبری اس کی خدا نے معجزہ سے ثابت کروادی تاکہ لوگ اس کو سب بات میں سچا جانیں اور اس کا کہا مانیں پھر وہ جھوٹ بولے تو گویا اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو سچا کرایا اور جھوٹے کی بات ماننے کا حکم دیا اور یہ بات اللہ تعالیٰ سے محال اور غیر ممکن ہے اور معصوم ہونا اس واسطے پیغمبر خدا کا ضروری ہے کہ اگر معاذ اللہ پیغمبر معصوم نہ ہو تو اس سے حرام اور مکروہ صادر ہو تو وہ گنہگار ٹھیرا اور سب لوگوں کو اس کی پیروی کا حکم ہے پھر جو کوئی اس کی پیروی کرے وہ بھی گنہگار رہے تو ایسا جو پیغمبر ہو تو لوگ ہدایت نہ پاویں بلکہ لوگ گمراہ ہو جائیں اور رسول سمجھنے سے جو غرض ہے لوگوں کی ہدایت سو حاصل نہ ہو بلکہ ضلالت حاصل ہو تو رسول کا معصوم ہونا بھی ضروری ہے اور پیغمبر کو خدا کا حکم پہنچانا اس واسطے ضروری ہے کہ اگر وہ حکم خدا کا چھپائے تو اس کے رسول بنانے سے جو غرض تھی وہ حاصل نہ ہوئی اور اس کا رسول ہونا لغو ہوا اور خدائے تعالیٰ سے لغو کام ہونا غیر ممکن ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ جو باتیں بشریت آدمیت سے تعلق رکھتی ہیں جیسے کھانا پینا سونا جاگنا جائے ضرورت پیشاب نکاح کرنا پیغمبر کے حق میں نقصان نہیں اگر یہ باتیں اس میں نہ ہوں تو وہ آدمی نہ ٹھیرے' اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جس نے یہ بات کہی اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ تو اس نے یہ اقرار کیا کہ میں یقین کامل سے بے شک وشبہ جانتا ہوں اور زبان سے اقرار کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندے اللہ کے تھے خدا کی عبادت ان پر بھی واجب تھی اور سب مخلوق سے افضل تھے عقل مند ہوشیار حلیم رحیم عاقبت اندیش خوش خلق بے طمع قانع صاحب مروت سخی شجاع غرض کہ جو کچھ آدمی

کے حق میں اوصاف کمال کے ہیں ان میں سب سے زیادہ تھے اور وہ سچے تھے اور سب گناہوں سے معصوم اور خدا کا حکم سب بعینہ انہوں نے پہنچایا اور جو کچھ انہوں نے فرمایا وہ حکم خدا کا تھا اور ان کے کام سب خدا کی مرضی کے موافق تھے سو ان کے فرمودے کو میں نے سچا جانا اور انہیں کے راہ رویہ کو میں نے اختیار کیا اور اوروں کے راہ رویہ سے میں نے انکار کیا اس واسطے کہ ہمارے واسطے اور کوئی رسول نہیں اور جو رسول نہیں وہ معصوم بھی نہیں تو اس سے گناہ ہونا بھی ممکن ہے تو جب گناہ ہونا اس سے ممکن ہوا تو اس کے راہ رویہ کا اعتبار بھی نہیں اور اس کی اطاعت ہم پر واجب نہیں مگر ہاں جس کے راہ رویہ کو خود رسول فرمادے کہ وہ اختیار کرو اور فلانے کی اطاعت کرو تو یہ رسول کے فرمودے کے بموجب عمل ٹھیرا پھر جو شخص بغیر حکم محمد ﷺ کے کسی اور کی راہ رویہ اور اطاعت اختیار کرے یا اور راہ نئی نکالے تو اس نے گویا محمد رسول اللہ کا انکار کیا اور یہ جو گواہی دیتا ہے کہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ سو اس کی یہ گواہی جھوٹی ہے یا اگر پیغمبر کی طرف معاذ اللہ جھوٹ بولنے کی یا وحی نہ پہنچانے کی یا گناہ کرنے کی یا بدخلقی یا طمع نفسانی یا حب جاہ یا رذالت کی نسبت کی تو بھی وہ مسلمان نہ رہا اور اس کا یہ کلمہ کہنا سچا نہ رہا اور جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعتقاد رکھے اور حکم شریعت کا نہ مانے تو وہ بھی مسلمان نہیں سو سب حکم شریعت کے دو طرح کے ہیں ایک اس طرح پر کہ فلانا کام نہ کرو دوسرا اس طرح کہ فلانا کام کرو سو یہ جس کے کرنے کا حکم ہے اول اس میں سے یہ تھا کہ اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمدا عبدہٗ ورسولہ کا دل سے یقین لانا اور زبان سے کہنا اور دوسرے اس میں سے نماز ادا کرنا ہے اور وہ سترہ رکعت ہیں ایک دن اور ایک رات کے عرصہ میں پانچ وقت اس کے معین ہیں کمی بیشی کا اس میں کسی کو اختیار نہیں اس کی مثال ایسی ہی سمجھنا چاہیے کہ جیسے ایک پادشاہ عظیم الشان نے سب اپنی رعایا سے چن کر ایک خاص چیلہ کو دربارداری کا پنج وقت حکم دیا اور نہ حاضر ہونے پر سخت عذاب کا وعدہ دیا پھر اگر وہ دربارداری اور حاضر باشی میں قصور کرے تو پادشاہ کی طرف سے سخت عذاب پائے اور مار کھائے اور سب رعیت کے نزدیک نمک حرام ٹھیرے اور اس کا اعتبار جائے اور اگر پادشاہ کے حکم کے بموجب غسل کرکے خوشبو لگا کر سب کام اپنے چھوڑ کر اول وقت دربار کو نہایت شوق سے اور خوف سے جا کر دربار میں

حاضر ہو آداب مجرا بجالائے اور پادشاہ کی ثنا وصف کرے اور پادشاہ کے احسان بیان کرکے اور شکر ادا کرے اور اپنی حاجتیں جو منظور ہوں سو پادشاہ سے عرض کرے پھر پادشاہ کا جو حکم ہو اس کو جان و دل سے قبول کرے اور اپنا فخر اور عزت سمجھے اور اپنے اوپر پادشاہ کی عنایتیں دیکھ کر اس کو آداب مجرا بجالائے پھر جب حکم ہو تب رخصت ہوتا ہو تو ایسے چیلہ کا سب رعیت کے نزدیک بڑا مرتبہ ثابت ہو اور ہر بار دربار میں عنایتیں پادشاہ کی اس کے حال پر متوجہ ہوں اور اس کو سب رعیت پر فخر ہو اب اسی طرح نماز کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے چن کر آدمی کو اپنا خاص چیلہ بنایا اور اس کو پانچ وقت اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا پھر اگر یہ پنج وقتہ نماز ادا نہ کرے تو ساری مخلوق کے نزدیک نہایت ناچیز اور نمک حرام ٹھیرے اور غضب الٰہی اس کی طرف متوجہ ہو اور دوزخ میں پڑ کر سخت عذاب پائے اور اگر بموجب حکم حضرت شاہنشاہ عالی جاہ خدائے تعالیٰ کے یہ بندہ نجاست ظاہری سے اپنے بدن کا غسل کر کے یا وضو سے پاک کر کے اور باطن اپنا نجاست باطنی شرک اور بدعت و گناہ سے ظاہر کر کے اچھی پوشاک اس دربار کے دستور موافق پہن کر دربار میں جا کر مصلے پر حاضر ہو اور کعبہ شریف کو اس کی تخت گاہ جلال خیال کر کے اس کی طرف منہ کرے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے سب سے دست بردار ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہے اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے بڑی شان والا کہ میں نے دونوں جہان میں اسی کو بزرگ تر جانا پھر یہ جانے کہ خدا کے دربار میں خدا کے روبرو کھڑا ہوں تو کہے اے اللہ تو بہت پاک ہے اور سب خوبیاں تجھ میں ہیں اور تیرا نام نہایت برکت والا ہے اور تیری شان بہت بڑی اور سوا تیرے اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں کسی کی عبادت نہیں کرتا شیطان جو تیری درگاہ سے راندا گیا ہے اس سے تو مجھ کو بچا اور اس کو مجھ سے دفع کر، تاکہ میری عرض معروض میں خلل نہ ڈالے اب میں اپنی عرض یہ رکھتا ہوں اور تیرا ہی نام لے کر شروع کرتا ہوں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو سارے جہان کی پرورش کرنے والا بہت مہربان نہایت رحم والا ہے قیامت کے دن کا وہی مالک ہے جس کو چاہے بخشے جس کو چاہے سزا دے سو میں تیری ہی عبادت اور بندگی کرتا ہوں اور تجھ سے مدد چاہتا

ہوں تیرے سوا اور کی طرف رجوع نہیں کرتا سو تو ہی دکھا دے مجھ کو سیدھی راہ کہ میں تیری مرضی کے موافق کام کروں نبیوں ولیوں کی راہ پر مجھ کو چلا اور جو لوگ ان کی راہ چلنے کا جھوٹھ موٹھ دعویٰ کرتے ہیں وہ تیرے غضب میں گرفتار ہیں اور جو راہ سے بے راہ ہیں ان کی راہ پر مجھ کو نہ چلا اور یہ میری عرض اور دعا قبول کر پھر رکوع میں جائے تو یہ خیال کرے کہ میں نے اپنی پیٹھ تیرے سامنے جھکا دی جو حکم تو ہم پر رکھ دے وہ ہمیں قبول ہے اور زبان سے کہے کہ بہت پاک ہے میرا پروردگار بڑی شان والا پھر سر اٹھا کر کھڑا ہو کہ میں اس بات پر سیدھا اور مضبوط ہوں اور زبان سے کہے کہ جو اللہ کی تعریف کرے اس کی اللہ سنتا ہے اور اے اللہ تو ہمارا پروردگار ہے اور تیری ہی سب خوبیاں ہیں پھر سجدہ کرے اور جانے کہ میں اس کے روبرو نہایت ناچیز ہوں خاک کے برابر کہ اپنا اشرف اعضاء جو سر تھا سو میں نے اس کے سامنے خاک میں ملا دیا اور وہ بہت ہی بڑا ہے اور کہے کہ بہت پاک ہے میرا رب بڑے مرتبہ کا پھر سر اٹھائے اور بیٹھے اس کی شکر گذاری میں کہ مجھ کو اس مرتبہ پر پہنچایا کہ اس کے دربار میں حاضر ہوا اور اپنی عرض معروض کرتا ہوں اور دوسرا سجدہ کرے پھر بیٹھے اور یہ جانے کہ گویا اس نے یہ میری بندگی قبول کی اور اپنے روبرو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیا تو خالی بیٹھنا بھی بے ادبی ہے تو وہاں بیٹھ کر یہی کہے سب عبادتیں زبان کی اور سب بندگیاں بدن کی اور سب عبادتیں پاک مال کی اللہ ہی کے واسطے ہیں اور سلام تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور مہربانیاں اللہ کی کہ اس وسیلہ سے میں اس دربار تک پہنچا اور ہم سب اس بارگاہ کے چیلوں پر اور اس درگاہ کے بندوں پر اور جتنے اللہ کے اچھے بندے ہیں سب پر سلام کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی سوائے اللہ کے بندگی کے لائق نہیں اور محمد اس کا بندہ ہے اور اس کی طرف سے رسول پھر دربار سے رخصت ہو اور کہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ یعنی ادھر ادھر وہاں کے درباری وغیرہ جو ہیں ان کے واسطے یہ سلام ہوا پھر جب یہ اس طرح سے آداب مجرائے حاضری اور درباری کے بجالائے تو سب مخلوق کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ٹھیرے اور ہر وقت اس پر عنایت الٰہی نازل رہے جب حقیقت نماز کی معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہیے، کہ تیسری بات زکوٰۃ ہے تو اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ جیسے بادشاہوں کی طرف سے رعایا پر کچھ کچھ حقوق

پادشاہی بندھے ہوتے ہیں جیسے کھیتی والوں پر محصول اور چماروں پر بیگار اور سپاہیوں پر لڑائی کہ اگر وہ لوگ حقوق بادشاہی نہ ادا کریں تو سزا پاویں اور ان کی کھیتی اور ملک معاش ضبط ہو جائے اور خالصہ میں لگ جائے یا کسی اور کے حوالہ ہو جائے اور اگر حقوق پادشاہی ادا کریں تو بادشاہ کی حمایت میں رہیں اور کوئی ان پر دست اندازی نہ کرنے پائے ایسا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو مال و متاع حاجت اصلی سے زیادہ دیا اس کے اوپر حق اپنا مقرر کیا کہ سال بعد اس قدر ہماری نذر ادا کرے اور محتاج لوگ اپنی طرف سے اس کے لینے کو مقرر کیے گویا ان محتاجوں کی تنخواہیں مال داروں کے ذمہ ٹھیرا دی پھر جو کوئی زکوۃ حق اللہ نہ ادا کرے تو آخرت میں سزا پائے اور دنیا میں بھی اس کا مال و متاع ضبط ہو جائے اور کسی حق گذار کے حوالہ ہو فرق اتنا ہے کہ دنیا کے پادشاہ فوراً ملک و معاش ضبط کرے لیتے ہیں اور اللہ تحمل والا ہے تھوڑی دیر کے بعد کرتا ہے اور اگر زکوۃ حق اللہ ادا کرے بے قصور تو اللہ کی طرف سے اس پر رحمت ہو اور اس کا مال متاع محفوظ رہے اور روز بروز جس طور پر اس کے حق میں بہتر ہو زیادہ ہووے، اور چوتھی بات حج ہے تو اس کو یوں معلوم کیا چاہیے کہ جیسے پادشاہوں کا تخت گاہ مقرر رہوتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی پادشاہ کی طرف سے کسی خدمت اور منصب پر سرفراز ہووے وہ پایہ تخت میں حاضر ہو کر نذر گذارنے اور آداب مجرے بجالاوے اور سند پادشاہی پائے اور اگر کوئی پیشتر سے پھرا ہوا باغی ہو اور پھر اپنے قصور معاف کرانے کو آپ سے پایہ تخت میں جا کر حضور میں حاضر ہو تو پچھلی خطائیں اور قصور اس کے معاف ہوں ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ وہ زبان اور مکان سے پاک ہے دنیا میں کعبہ شریف کو بمنزلہ اپنے تخت گاہ اور پایہ تخت کے ٹھیرایا اور حکم کیا کہ جس کو ہم نے یہ منصب دیا کہ سواری پر سوار ہو کر اپنے پاس سے کھاتا جائے اور کھاتا آئے اور اپنے گھر والوں کو جن کا کھانا کپڑا اس پر واجب ہے اس قدر دے جاوے کہ اس کے آنے تک ان کو کسی سے مانگنے کی احتیاج نہ ہو تو وہ شخص کعبہ شریف میں ایک مرتبہ حاضر ہو اور دربار عام کے روز نذر گذارنے اور آداب مجرا بجالائے اور دست مبارک کو بوسہ دے، پھر اس سے اگر کوئی قصور بھی ہو گیا ہو تو وہ معاف ہو جائے گا اور ہمارے حضوریوں میں وہ گنا جائے گا یہ بڑی بدنصیبی اس کی جو دنیا

کے پادشاہوں کے بلکہ ادنیٰ ادنیٰ امیروں کے دربار میں حاضر ہونا اپنا فخر جانے اور خدائی دربار حج سے باوجود قدرت کے دل چُرائے۔ پھر پانچویں بات رمضان میں مہینے بھر تک روزے رکھنا ہے تو اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ جیسے صاحب ملک صاحب ارادہ پادشاہ دشمنوں سے لڑائی کے واسطے اور ملک فتح کرنے کے لیے جاڑے کے ایام میں کوچ وسفر مقرر کرتے ہیں کہ ان روزوں میں دشمن زیر کیے جاتے ہیں اور اپنی فوج کو مہارت اور مشق سفر اور لڑائی کی حاصل ہوتی ہے تو شیطان اور نفس یہ نیک راہ کے دشمن ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگوں پر ہماری بھی حکومت رہے سو اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ اس واسطے مقرر کیا کہ سال بھر میں ایک مہینہ بھر شیطان اور نفس سے بخوبی لوگ لڑیں اور نفس کی خواہشوں سے یعنی کھانے پینے جماع سے دن بھر اس کو روکیں اور اس کے مخالف کام کریں اور عبادت خدا کی اور دنوں سے زیادہ اس مہینے میں بجالائیں تو قرآن کا ختم اور تراویح اور اعتکاف اور ذکر اور شغل تاکہ شیطان کو شکست ہو اور آئندہ کو بھی مسلمانوں کو خدا کی راہ میں محنت اور مشقت کرنا سہل ہو جائے اور پھر جس چیز کا خدا نے کہنا اور کرنا منع کیا جب سامنے آئے یا ایسی چیز کو یا غیر مشروع کام کو جب جی چاہے اور شیطان اور نفس چاہیں کہ یہ شخص کام کرے تو یہ شخص جانے کہ اس کام سے میرا روزہ نہ رہے گا اور جیسے روزہ میں کھانے پینے سے صبر ہوتا ہے اور باوجود حاجت اور خواہش کے کھاتے پیتے نہیں ویسے ہی اس غیر مشروع کام سے بھی اپنے آپ کو روکیں غرض کہ یہ پانچ کام ہیں خدا اور رسول کو برحق سمجھنا اور زبان سے اقرار کرنا اور نماز پڑھنا اور مال ہو تو زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے مہینے بھر روزے رکھنا۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ایمان ستر اور کئی شاخیں ہیں افضل ان شاخوں میں سے کہنا لا الہ الا اللہ کا ہے اور ادنیٰ شاخ ایمان کی دور کرنا تکلیف کا

اَلْاِیْمَانِ. راہ سے اور شرم ڈالی ہے ایمان کی۔

ف: یعنی جیسے درخت میں بہت سی شاخیں ہوتی ہیں کہ اس میں سبز پتے اور رنگ برنگ کے پھول اور طرح طرح کے میوے مزے دار لگتے ہیں ویسے ہی ایمان کو سمجھنا چاہیے اس کی بھی بہت شاخیں ستر سے بھی زیادہ اور سب سے بڑی شاخ کلمہ کہنا ہے گویا یہ شاخ جڑ ہے اور چھوٹی ٹہنی ایمان کی یہ ہے کہ راہ سے کانٹا اینٹ پتھر دور کر دے اور اگر گڑھا ہو مقدور ہو تو بند کر دے تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور ایک شاخ ایمان کی حیا و شرم بھی ہے یعنی کلمہ پڑھنا اور حیا و شرم کرنا اور مخلوق کی ایذا کے روادار نہ ہونا ایمان کا مقتضا ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان نہیں ہوتا کوئی تم میں سے مگر جب کہ ہوں میں دوست اس کے نزدیک اس کے باپ سے زیادہ اور بیٹے سے زیادہ اور سب لوگوں سے زیادہ۔

ف: یعنی آدمی جب پیغمبر خدا ﷺ کو اپنے ماں باپ سے اور اولاد سے اور تمام مخلوقات سے زیادہ دوست جانے اور سب کی دوستی سے زیادہ ان کی محبت دل میں رکھے اور سب کی مرضی سے زیادہ ان کی مرضی کے کام مقدم کرے اور حضرتؐ کی حدیث کو سب کے قول سے زیادہ مقدم جانے اور حضرتؐ کے فرمودے موافق سب کے حکم سے زیادہ عمل کرے تب مسلمان ٹھیرے اور نہیں تو نہیں اور محبت اسی کا نام ہے کہ محبوب کی مرضی کے موافق کام کیجئے اس کا نام محبت نہیں کہ صرف زبان سے کہہ لیا کہ ہم کو محبت ہے اور محبوب کا کہا نہ مانے یا محبوب کی مرضی کے خلاف کام کرے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اگر کسی پیر

فقیر درویش عالم مولوی ماں باپ امیر پادشاہ کا کام یا قول خلاف حدیث کے معلوم ہو تو اس کو رد کرے پھر کوئی اس کو مانے اور حدیث کو نہ مانے تو وہ مسلمان نہیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَبِہِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَ مَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں جس میں ہوں اس نے ایمان کا مزہ پایا جس کے نزدیک اللہ اور اللہ کا رسول سب سے زیادہ دوست ہوں اور جو دوست رکھے کسی بندے کو کہ نہ دوست رکھتا ہو اس کو مگر اللہ کے واسطے اور جس کو برا لگے یہ کہ پھر جائے کفر میں بعد اس کے کہ صاف کیا اس کو اللہ نے جیسا برا لگتا ہے آگ میں پڑنا۔

ف: یعنی جس میں تین خصلتیں ہوں کہ سب سے زیادہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھے دوسرے یہ کہ للہ فی اللہ اللہ کے بندے سے محبت رکھے تیسرے یہ کہ جب اللہ نے کفر سے بچا کر مسلمان کیا پھر کفر میں جانے کو یعنی کفر کے کام کو ایسا برا جانے جیسے آگ میں گھسنے کو برا جانتا ہے تو اس شخص نے ایمان کا مزا پایا یعنی تب اس پر ایمان کی خوبیاں کھلیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عبدالمطلب کے بیٹے عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مزا ایمان کا اس نے چکھا کہ جو

اَلْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔

خوش ہوا اللہ کے اپنا رب ہونے پر اور اسلام اپنا دین ہونے پر اور محمد ﷺ اپنا پیغمبر ہونے پر۔

ف: یعنی جو شخص یہ بات سمجھ کر مطمئن اور خوش ہوا کہ اللہ میرا رب ہے اور دین میرا اسلام ہے اور محمد ﷺ میرا پیغمبر ہے تو اس نے ایمان کا مزہ پایا اور مزا تب ہی ملتا ہے جب دل میں یہ بات خوب مضبوطی سے سما جائے اور جس کے دل میں یہ بات سمائی اس کو اطمینان ہوگیا اس بات پر کہ اللہ ہی میرا پروردگار ہے تو ہرگز اور کی طرف اس کے بغیر حکم رجوع نہ کرے گا اور جس کے دل میں یہ بات سمائی اور اس کو اطمینان ہوگیا اس بات پر کہ میرا دین اسلام ہی ہے تو اور دینوں کی بات پر ہرگز نہ چلے گا اور جس کے دل میں یہ بات سمائی اور اطمینان ہوگیا کہ پیغمبر میرے محمد ﷺ ہیں تو پھر وہ ان کے سوا اور کسی کی راہ روِیہ اور رسم پر ہرگز نہ چلے گا اور کسی کا حکم ان کے خلاف نہ مانے گا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَ ذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بخاریؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز ادا کی ہماری طرح اور متوجہ ہوا ہمارے قبلہ کی طرف اور کھایا اس نے ہمارا ذبح کیا ہوا تو وہ مسلمان ہے کہ خدا کی امان میں ہے اور اس کے رسولؐ کی امان میں ہے سو عہد شکنی نہ کرو اللہ کی امان میں۔

ف: نماز ایمان کی نشانی ہے گویا اسلام کی وردی ہے کہ اس کے بدون آدمی مسلمان نہیں معلوم ہوتا اور یہودیوں کے ہاں نماز میں رکوع نہ تھا اور نصاریٰ کی نماز میں سجدہ

نہیں اور یہود نصاریٰ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں سو فرمایا کہ جس نے ہماری طرح نماز کے رکوع اور سجدے کیے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص دین محمدی میں ہے اور جب اس نے مسلمانوں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا حلال جانور کھایا تو معلوم ہوا کہ یہ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی جانتا ہے تو اس کو بھی مسلمان جانو کہ اس کو اللہ و رسول نے امان دی ہے اس کا ناحق مارنا اور اس کا مال لینا حرام ہے سو اس کو امان دو اور اس کا خون مت کرو اور اس کا مال مت چھین لو کہ یہ اللہ کی دی ہوئی امان میں رخنہ اور بدقولی ہے اس سے۔ معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو جان و مال کی ایذا نہ دینا علامت اسلام کی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے ہاتھ کا حلال جانور ذبح کیا ہوا کھانا بھی علامت اور نشانی اسلام کی ہے پھر جو شخص ایسا کرے اس کو مسلمان کہنا چاہیے اور ایمان دار جاننا چاہیے پھر اس کے دل کا عالم اللہ ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابوامامہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو دوست رکھا اللہ کے واسطے اور دشمن رکھا اللہ کے واسطے اور دیا اللہ کے واسطے اور نہ دیا اللہ کے واسطے تو البتہ پورا کر لیا اپنا ایمان۔

ف: یعنی جو کوئی کسی سے دوستی محبت رکھتا ہے تو کچھ سبب سے رکھتا ہے مثلاً ماں باپ سے اس واسطے کہ انہوں نے پرورش کیا اور پیر استاد کی اس لئے کہ انہوں نے نیک راہ بتائی اور حاکم اور بادشاہ کی اس واسطے کہ ان کی حمایت اور رعایت میں یہ شخص رہتا ہے اور کسی سے اس واسطے کہ وہ سخی ہے اور کسی سے اس واسطے کہ اس کی صورت اور وضع اچھی معلوم ہوتی ہے آدمی محبت رکھتا ہے اور کسی سے اس لئے محبت ہوتی ہے کہ وہ دوست کا دوست ہے

یا دوست کے دشمن کا دشمن ہے پھر اسی طرح حال بغض عداوت دشمنی کا بھی ہے کہ کسی کی دشمنی اور بغض کچھ سبب سے رکھتا ہے پھر اسی طرح جو کوئی کسی کو کچھ دیتا ہے یا نہیں دیتا ہے تو بھی کچھ سبب ہوتا ہے پھر بعضے شخص ایسے ہیں جن سے محبت دوستی رکھنے کو خدا نے حکم دیا ہے جیسے پیغمبر اور اولیاء اللہ اور شہید اور عالم اور درویش اور کل مسلمان اور فرشتے اور بعضے وہ ہیں جن سے بغض وعداوت رکھنے کا حکم دیا ہے یا وہ خدا کی درگاہ سے راندے گئے ہیں جیسے شیطان اور کافر آدمی اور کافر جن تو جو شخص ایسا ہو کہ جس سے اللہ نے دوستی محبت کا حکم دیا اس سے محبت رکھے اللہ کا مقبول سمجھ کر یا کسی کی عداوت دشمنی رکھنی ہو تو بھی اسی سبب سے کہ یہ خدا کے خلاف مرضی کام کرتا ہے یا سبب ضلالت کا ہے اگر دیوے تو ایسی ہی جگہ دیوے جہاں خدا نے دینے کا حکم دیا اور نہ دیوے تو اسی سبب سے نہ دیوے کہ خدا نے اس جگہ دینا منع کیا ہے اس شخص کا ایمان کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حب اور بغض اور سخاوت اور بخل کو خدا کی مرضی کے تابع کر دینا موجب کمال ایمان کا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ.

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ اور نسائیؒ اور بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کامل وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان سلامت بچے رہیں اور مومن کامل وہ ہے جس کو امانت دار جانیں لوگ اپنے خونوں پر یعنی جانوں پر اور اپنے مالوں پر۔

ف: یعنی جس مسلمان کی زبان سے اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچے مثلاً کسی مسلمان کی اپنی زبان سے غیبت نہ کرے چغلی نہ کھاوے ٹھٹھا چھل نہ کرے کسی مسلمان کو لعنت نہ کہے گالی نہ دے طعنہ نہ دے کسی مسلمان سے جھگڑا نہ کرے کسی مسلمان کا چھپا

بھید نہ کھولے سخت گوئی درشتی نہ کرے کسی مسلمان کو بددعا نہ دے کسی مسلمان کا برا نام نہ ٹھیراوے کسی کو ڈراوے نہیں مسلمان کی بات نہ کاٹ دیوے کسی مسلمان کو راستہ نہ بہکاوے کسی مسلمان کے حق میں جھوٹی گواہی نہ دے اور ہاتھ سے مثلاً کسی مسلمان کو ناحق قتل نہ کرے زخمی نہ کرے مارے نہیں مال نہ لے مسلمان کے گھر میں آگ نہ لگاوے تو وہ کامل مسلمان ہے اور جس سے لوگوں کو اپنی جان اور مال کا خوف نہ ہو بلکہ لوگ اس کو اپنی جان اور مال کا امین نگہبان جانیں وہ مومن کامل ہے۔

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّ مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں ذکر کیا کہ انسؓ نے کہا کہ کم ایسا ہوا کہ خطبہ پڑھا ہمارے واسطے پیغمبر خدا ﷺ نے مگر یہی فرمایا کہ جس کو امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا قول عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔

ف: یعنی جو امانت دار نہیں اور جس کو اپنے قول وقرار نباہنے کا لحاظ نہیں اس کا ایمان اور دین بھی نہیں یعنی ایمان و دین میں اس کے نقصان ہے کامل نہیں اس سے معلوم ہوا کہ امانت داری اور قول وقرار نباہنا علامت کمال ایمان کی ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَّاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ دو واجب کرنے والیاں ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا دو واجب کرنے والیاں ہیں فرمایا جو مرا کہ وہ شریک کرتا تھا اللہ کے

مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

ساتھ کسی چیز کو وہ گیا دوزخ میں اور جو مرا کہ نہیں شریک کرتا تھا ساتھ اللہ کے کسی چیز کو داخل ہوا بہشت میں۔

ف: یعنی شریک کرنے سے دوزخ واجب ہوتی ہے اور توحید بہشت واجب کرتی ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَاءَتْکَ سَیِّئَتُکَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابوامامہؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا رسولؐ خدا سے کہ کیا چیز ہے ایمان فرمایا جب اچھی لگے تجھ کو اپنی نیکی اور بری لگے تجھ کو اپنی بدی تو تو مومن ہے۔

ف: یعنی جب اچھی بات اچھی لگے اور برا کام برا معلوم ہو تو ایمان ہے اور جب اچھی بری بات میں تمیز نہ رہے تو ایمان نہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ مَّعَکَ عَلٰی ھٰذَا الْاَمْرِ قَالَ حُرٌّ وَّعَبْدٌ قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ طِیْبُ الْکَلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ قُلْتُ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَۃُ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ عبسہؓ کے بیٹے عمروؓ نے نقل کیا کہ میں آیا پیغمبر خدا ﷺ کے پاس پھر عرض کیا میں نے یا رسول اللہ کون تمہارے ساتھ ہے اس کام پر فرمایا، میاں اور غلام میں نے کہا اسلام کیا چیز ہے فرمایا اچھی بات بولنا اور کھانا کھلانا میں نے کہا ایمان کیا چیز ہے فرمایا صبر کرنا اور جوانمردی۔

ف: یعنی تین باتیں پوچھیں حضرتؑ سے۔ ایک یہ کہ تم کس پر پیغمبر ہو اور تمہارے حکم میں کون کون ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ خواہ میاں ہو خواہ غلام سب پر میں پیغمبر ہوں اور سب میرے ساتھ ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام کیا چیز ہے فرمایا کہ ہر شخص سے اچھی بات بولنا نرمی ملائمت خوش خلقی سے نصیحت کر دینا اور سلام علیکم کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا۔ تیسرے یہ کہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا صبر کرنا اور دلیر مردانگی کرنا سو اس میں بہت باتیں آگئیں جیسے مشکل عبادت سے دل نہ چرانا اور مصیبت میں نہ گھبرانا اور دینداری نہ چھوڑنا اور زنا لواطت سے بچنا اور مکروہات سے اور شبہات سے پرہیز کرنا اور کافروں کی لڑائی سے نہ بھاگنا غصہ تھامنا بڑے بڑے کاموں میں تنگ دل نہ ہونا لوگوں کے بھید نہ کھولنا امانت داری کرنا دنیا کی لذت میں مشغول نہ ہونا یہ سب صبر اور دلیری سے متعلق ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ساریہ کے بیٹے عرباضؓ نے نقل کیا کہ پڑھوائی ہم کو یعنی امامت کی رسول خدا ﷺ نے ایک دن پھر متوجہ ہوئے ہماری طرف اپنا منہ کر کے تو نصیحت کی ہم کو خوب نصیحت کہ روئیں اس سے آنکھیں اور ڈر گئے اس کے سبب دل سو کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ گویا یہ نصیحت رخصت کرنے والے کی ہے تو وصیت کرو ہم کو تو فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی اور حاکموں کے حکم قبول کرنے کی اور فرمانبرداری کرنے کی اگرچہ غلام حبشی حاکم ہو پھر جو کوئی جیتا رہا

بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

بعد میرے تم میں سے تو آخر کو دیکھے گا اختلاف بہت تو لازم پکڑنا اپنے اوپر میرے رویہ کو اور میرے خلیفوں کے رویہ کو کہ وہ خوبیوں والے نیک راہ پائے ہوئے ہیں مضبوط پکڑنا اس رویہ کو اور زور سے پکڑنا اس کو دانتوں سے اور بچنا نئے کاموں سے اس واسطے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ف: یعنی خدا کا خوف رکھنا کہ بُرے کام نہ ہوویں اور اگر بُرا کام ہو بھی جائے تو بسبب خوف خدا کے توبہ نصیب ہو اور اگر خدا کا خوف ہو تو نیک کام بھی ہوں اور وقت کے حاکم کے حکم ماننا بغاوت مت کرنا حاکم کے کم ذات ہونے کا لحاظ نہ کرنا اگرچہ غلام حبشی حاکم ہو تو بھی اس کی فرمانبرداری واطاعت کرنا مگر اسی امر میں جو خدا کی مرضی کے خلاف نہ ہو اور اخیر زمانے میں لوگوں میں اختلاف بہت پڑے گا تم میرا رویہ اور میرے اصحابوں کا رویہ جو میرے نائب ہوں گے خوبیوں والے نیک راہ پر خوب مضبوط اختیار کرنا جیسے کوئی دانتوں سے چیز مضبوط زور سے پکڑتا ہے ویسے ہی میرے رویہ کو اور میرے یاروں کے رویہ کو اختیار کرنا کہ کسی طرح نہ چھوڑنا اور نئے نئے کاموں سے نہایت بچنا اور پرہیز کرنا اس واسطے کہ نئے کام کا نام بدعت ہے اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے تو نئے کاموں کے سبب گمراہی میں پڑ جاؤ گے بدعت کا حال اور نئے کاموں کی تفصیل کچھ پہلے معلوم ہو چکی اس مقام پر اتنا معلوم رہے کہ اسلام کا یہ تمغہ ہے کہ خدا خوف رہے اور حاکم مسلمان سے بغاوت نہ کرے اور حضرت ؐ کے اصحابوں ؓ کے رویہ پر چلیے اور نئے نئے یعنی بدعت کے کاموں سے پرہیز کیجئے اور جو پرہیز نہ کرے وہ ایک راہ گمراہی کی چلتا ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَّدْعُوْ إِلَيْهِ وَقَرَأَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ الآيَة.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور نسائیؒ اور دارمیؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے نقل کیا کہ ایک لکیر کھینچی ہمارے سمجھانے کیلئے پیغمبر خدا ﷺ نے پھر فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے پھر اور لکیریں بنائیں اس کے دائیں بائیں طرف اور فرمایا کہ یہ کئی راہیں ہیں کہ ہر ایک راہ پر ایک ایک شیطان ہے کہ اپنی طرف بلاتا ہے اور پڑھی حضرت ﷺ نے یہ آیت وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ اخیر آیت تک۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے اس پر چلو اور کئی راہیں نہ چلو کہ وہ راہیں تم کو میری راہ سے بہکاویں گی سو حضرتؐ نے اس کی مثال بنا کر سمجھایا کہ شریعت کی راہ خدا کی طرف سیدھی گئی ہے اور اس راہ کے آس پاس لوگوں نے بدعت کی راہیں نکال کر اس راہ میں ملادی ہیں سو ان راہوں پر ایک ایک شیطان بیٹھا ہے اور اپنی طرف بلاتا ہے اور اس بدعت کی خوبیاں اور توجیھیں اور حیلے سمجھاتا ہے سو تم ان راہوں پر نہ چلو صرف اللہ کی بتائی ہوئی شریعت کی سیدھی راہ چلو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی سیدھی راہ فرمایا اور جو اور راہیں چلو گے اور دین میں نئی نئی راہیں رسمیں نکالو گے اور جاری کرو گے تو سیدھی شریعت خدا کی راہ سے بھٹک جاؤ گے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا مقتضا یہی ہے کہ قرآن وحدیث ہی کی سیدھی راہ شریعت کی اختیار کرے اور دوسری راہیں نہ چلے اور جو کوئی کئی راہیں چلے یا شریعت میں کوئی نئی نئی راہ نکالے تو وہ شیطان کی راہ پڑ جاتا ہے۔

1 اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَّمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃَ ضَلَالَۃٍ لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ بلال بن حارث المزنیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے جلایا یعنی پھر جاری کیا میری سنتوں میں سے کسی سنت کو کہ وہ سنت میرے بعد مٹادی گئی ہوتو اس کو ثواب ہوگا اس قدر کہ جس قدر ثواب ہوگا اس سنت پر عمل کرنے والے کو بغیر اس کے کہ کم کیا جائے عمل کرنے والوں کے ثوابوں سے کچھ اور جس نے نئی نکالی بدعت گمراہی کی کہ راضی نہیں اس سے اللہ اور رسول اس پر گناہ ہوگا عمل کرنے والوں کے گناہ برابر وہ کم نہ کرے گا ان کے گناہوں سے کچھ۔

ف: یعنی جب دنیا میں کسی جگہ لوگ نیک سنی زیادہ ہوجاتے ہیں تو بُری باتیں بدعت کی مٹی جاتی ہیں گویا مرجاتی ہیں اور جب لوگ بدعتی زیادہ ہوجاتے ہیں تو سنت ٹوٹ جاتی ہے گویا مرجاتی ہے پھر جو شخص سنت کو پھر جلاوے زندہ کرے یعنی رائج اور جاری کرے اور لوگ اس سنت پر عمل کریں تو جتنا ثواب عمل کرنے والے کو ہوگا اسی قدر اس سنت کے جاری کرنے والے کو ہوگا اور عمل کرنے والے کا ثواب کم نہ ہوگا بلکہ خود اللہ تعالیٰ علیحدہ علیحدہ ثواب دے گا پھر جب تک جس قدر لوگ عمل کرتے جاویں گے اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ہوتا جائیگا ایسا ہی جو شخص مٹی ہوئی بدعت کو پھر جاری کردے اور لوگ اس کے موافق عمل کریں تو جس قدر اس بدعت کرنے والے کو گناہ ہوگا اسی قدر اس جاری کرنے والے کو گناہ

ہو جائے پھر جس قدر لوگ اس بدعت پر عمل کرتے جائیں اسی قدر اس رائج کرنے والے پر گناہ ہوتا جائے مثلاً جس قدر تراویح نماز پڑھنے والے کو ثواب ہوتا ہے اسی قدر اسکے حضرت عمرؓ کو ہوتا جاتا ہے اس واسطے کہ انہوں نے اس سنت کو جاری کیا ہے اور اب بھی بہت رائج سنتیں ہندوستان میں مٹ گئی ہیں جیسے بیوہ عورت کا نکاح ثانی اور ولیمہ کا کھانا، اور اونٹ یا گدھے خچر وغیرہ کی سواری تو جو کوئی اب ان سنتوں کو جاری کرے تو جس قدر ان عمل کرنے والوں کو ثواب ہوگا اسی قدر اس جاری کرنے والے کو ہوتا جائے گا، مثلاً جس قدر تعزیہ داروں کو ہر سال ہمیشہ گناہ بڑھتا جاتا ہے اسی قدر اس پر گناہ چڑھتا جاتا ہے جس نے پہلے تعزیہ داری محرم کی ایجاد کی۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّيْنَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْاُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ اِنَّ الدِّيْنَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عمرو بن عوفؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ دین گھسے گا مکے کے ملک کی طرف جیسے سانپ گھستا ہے اپنے بل کی طرف اور پناہ پکڑے گا دین مکے کے ملک سے جیسے پہاڑی ریوڑ پناہ پکڑے پہاڑ کی چوٹی سے بے شک دین ظاہر ہوا مسافر اور اب ہو جائے گا جیسے پہلے ظاہر ہوا تھا سو کیا اچھا حال ہے مسافروں کا اور وہ وہ لوگ ہیں جو سنوارتے ہیں جو بگاڑا لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں۔

ف: یعنی آخر زمانے میں اصل اسلام اور دین کی باتیں ایسی ہو جائیں گی جیسے مسافر ہوتا ہے کہ اس کو کوئی نہیں پہچانتا اور لوگ اس کو بیگانہ جانتے ہیں اور ابتدا میں بھی

اسلام کو کوئی نہیں جانتا تھا اور عرب کے کافر مسلمانوں کو انگشت نما کرتے تھے ویسے ہی اخیر زمانے میں دین اسلام کی اصل باتوں کو کوئی نہ پہچانے گا اور مسلمانوں کو لوگ انگشت نما کریں گے تو کیا اچھا حال ہوگا ان لوگوں کا جو بدعت کو مٹا دیں اور سنت کو جاری کریں، جو سنت جاری نہ رہی اور بدعتیوں نے جو اسلام میں نئی نئی باتیں نکال کر دین کو بگاڑ دیا اس کو سنوار کر درست کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اخیر زمانہ میں دین ملک عرب میں رہے گا اور اطراف سے جاتا رہے گا غرض کہ جو لوگ سنت کو جاری کریں اور بدعت کو رد کریں ان کا بڑا مرتبہ ہے اور یہ بات دین داری کی ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ معاذ بنؓ جبل نے نقل کیا کہ میں نے پوچھا پیغمبر خدا ﷺ سے کہ افضل ایمان کیا ہے فرمایا یہ ہے کہ تو دوستی رکھے اللہ کے واسطے اور بغض رکھے اللہ کے واسطے اور جاری رکھے زبان کو اللہ کے ذکر میں عرض کیا معاذؓ نے کہ یہ کیا ہے اے رسولؐ خدا؟ فرمایا کہ اچھا جانے تو لوگوں کے لئے جو اچھا جانے اپنی جان کے لیے اور برا جانے لوگوں کے واسطے جو برا جانے اپنے لئے۔

ف: یعنی جس کی دوستی کو اللہ نے فرمایا اس سے دوستی رکھے اور جس سے بغض رکھنے کو فرمایا اس سے بغض رکھے اور اللہ کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہو اور جو چیز اپنے حق میں اچھی جانے وہی چیز اور لوگوں کے حق میں اچھی جانے اور جو اپنے حق میں بری سمجھے وہ اوروں کے حق میں بھی بری سمجھے ان آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دین مسلمانی کے یہ

کام ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ہر صفت میں واحد سمجھنا اس جیسے اوصاف کسی اور میں نہ جاننا محمد ﷺ کو اس کا رسول مقبول جاننا اور سوا ان کے اور کسی کا رویہ نہ اختیار کرنا اور نماز دل لگا کر وقت پر پڑھنا زکوٰۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا لغو بیہودہ کام نہ کرنا زنا سے بچنا امانت داری کرنا قول وقرار نباہنا جب اللہ کا ذکر آئے ڈر جانا اور خدا کا خوف دل میں رکھنا اور اس کے کلام کو شوق سے سننا اور اس پر یقین لانا لوگوں کو کھانا کھلانا خیرات کرنا کافروں کے ملک سے نکل جانا جہاد کرنا مہاجروں کی خاطر داری کرنا اپنے پاس ان کو رکھنا ان کی مدد کرنا جہاد کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا سب کام اپنے پیغمبر خدا ﷺ کی حدیث کے موافق کرنا راستہ سے تکلیف کی چیز دور کرنا شرم رکھنا پیغمبر خدا ﷺ کو ماں باپ اولاد وغیرہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب رکھنا خدا کے محبوبوں سے محبت رکھنا کفر کے کام سے بیزار رہنا خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا دین اسلام میں شک نہ لانا مسلمان کے نقصان کا روادار نہ ہونا حب اور بغض اور سخاوت اور بخل اپنا سب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع رکھنا زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچانا نیک کام سے خوش ہونا بُرے کام سے ناخوش ہونا لوگوں سے اچھی بات کہنا سلام علیک کرنا صبر اور مردانگی اختیار کرنا حاکم مسلمان کی تابع داری کرنا حضرتؐ کے اور حضرتؐ کے اصحابوںؓ کے رویہ کو خوب مضبوط پکڑنا اور بدعت سے بچنا سنت کو کوشش کر کے جاری کرنا بدعت کو کوشش کر کے مٹانا سب آدمیوں کی خیر خواہی کرنا کہ یہ باتیں اصل دین داری کی ہیں ان باتوں سے اور ہزاروں باتیں نکلتی ہیں پھر اس کے جو باتیں برخلاف ہیں وہ باتیں بددینی کی ہیں ان سے دین جاتا ہے اور کفر آتا ہے خدا محفوظ رکھے۔

الفصل الثالث

فی ذکر الایمان بالقدر

ترجمہ: تیسری فصل ایمان بالقدر کے ذکر میں۔

ف: یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تقدیر پر یوں یقین رکھنا چاہیے اور یوں نہ رکھنا چاہیے۔

سو جاننا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کے حکم کرنے کو اور اندازہ کرنے کو قضا وقدر کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر مخلوق کے حق اس کا حال ٹھیرا دیا اور اندازہ کر دیا گویا حکم کر دیا کہ یہ چیز ایسی ہوگی اور فلانے فلانے کام کرے گی اور ابتدا اور انجام اس کا یوں ہوگا اور ہر چیز بے جان اور جان دار کو اللہ نے پیدا کیا اور جان دار چیز سے جو کام ہوتے ہیں اور جو ارادہ دل میں پڑتا ہے وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اس بات کو ماننے اور اس بات پر یقین لانے کا نام ایمان بالقدر ہے پھر جو شخص اس کے برخلاف جانے کہ بندہ اپنے کام آپ پیدا کرتا ہے اور جو کچھ وہ بندہ کرتا ہے وہ خود کرتا ہے یا بعضے بعضے کام اللہ کے ارادے کے خلاف کرتا ہے یا فلانی بات جو دنیا میں ہوئی اس کا حال آگے سے اللہ کو معلوم نہ تھا ایسے شخص کو قدریہ کہتے ہیں یعنی تقدیر کا منکر کہ وہ بندوں میں صفت خالقیت کی ثابت کرتا ہے اور جو شخص یہ بات جانے کہ آدمی کو مطلق اپنے کام میں کچھ ذرا بھی اختیار نہیں جو کچھ اس سے ہوتا ہے نیک و بد سب اللہ ہی کرتا ہے اور آدمی اور ہر جانور محض مجبور بے اختیار محض ہیں حتی کہ کفر اور گناہ بھی اللہ ہی کراتا ہے ایسے شخص کو جبریہ کہتے ہیں یعنی جبر کا اعتقاد رکھتا ہے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے اس واسطے کہ یہ بات بے شک ہے کہ آدمی میں کچھ فی الجملہ ارادہ اور اختیار بھی ہے کہ اسی کے سبب بعض کام کرنا اور بعض کام نہ کرنا اس سے ظاہر ہوتا ہے آدمی کے چلنے میں اور پتھر کے کھڑکنے میں فرق ہے کہ آدمی خود چل سکتا ہے اور ٹھیر سکتا ہے اور پتھر نہ خود چل سکتا ہے نہ خود ٹھیر سکتا ہے اور آپ ہاتھ ہلانے والے میں اور رعشہ

والے کے ہاتھ میں تفاوت ہے کہ رعشہ والا اپنے ہاتھ ملنے سے تھام نہیں سکتا ہے اور وہ تھام سکتا ہے سو اسی اختیار اور اسی قدر ارادے کے سبب اللہ تعالیٰ نے نیک کام کا حکم دیا اور بد کام سے منع کیا پھر جو کوئی بد کام کرے سزا پاوے اور جو نیک کام کرے جزا پاوے اگر اس قدر بھی بندے کو اختیار نہ ہوتا تو دنیا میں حاکم اور عدالت اور چور اور خونی کو سزا کیوں مقرر ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر کیوں آتے اور قرآن و شریعت کس واسطے اترتے اگر چہ نیک اور بد کام پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے مگر بد کام سے راضی نہیں اور بندے کے نصیب میں پہلے سے ہر کام کا لکھ دینا اور بات ہے اس لکھ دینے سے یہ نہ جانے کہ وہ بد کام سے بھی راضی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے بلاتشبیہ ایک نجومی نے ایک لڑکے کا جنم پترہ لکھ دیا کہ یہ لڑکا فلانے فلانے وقت میں فلانے فلانے کام کرے گا اور چوری میں پکڑا جائے گا اور قید ہوگا پھر بعد اس کے ایسا ہی ہوا تو اس چوری میں نجومی کا کچھ قصور نہیں اس نے تو اپنے علم کے موافق ایک بات لکھ دی تھی ایسے ہی سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نصیب میں ہر ایک کے ہے جو اس سے ہونا تھا سو لکھ دیا پھر نیکی بدی الگ الگ بتادی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور بدی سے منع کیا چنانچہ بکری کھانے کی اجازت دی اور سور کھانے سے منع کیا پھر اگر کوئی سور کھائے تو اس سے اللہ تعالیٰ پر کچھ الزام نہیں اگر چہ اسے اختیار کھانے کا دیا تھا اس کھانے والے کا قصور ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بچنے کا بھی اختیار دیا تھا گو کہ نصیب میں اس کے یہی لکھ دیا تھا کہ یہ شخص سور کھائے گا مگر اجازت نہیں دی تھی بلکہ منع کیا تھا مگر ہاں وہ شخص سوتا ہو اور اس کے منہ میں کوئی حرام چیز ڈال دے تو البتہ وہ مجبور اور بے قصور ہے اللہ تعالیٰ نے بھی مکروہ اور بے ہوش اور سوتے دیوانے پر حکم جاری نہ کیا پھر اگر کسی کو یہ شبہ آئے کہ اللہ تعالیٰ نے فلانے فلانے کو کم بخت کافر بدکار روز ازل میں کیوں ٹھیرایا اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا بھید دریافت ہونا آدمیوں کی عقل کی سمجھ سے زیادہ ہے جیسے کہ آدمی کی جان کی حقیقت یا قبر کے عذاب کی حقیقت آدمی کی عقل کی سمجھ سے زیادہ ہے سمجھ میں نہیں آتی ویسے ہی یہ بات بھی ہے اور شریعت میں بھی ہم کو اس کے دریافت کرنے کا حکم نہیں ہوا سو اس بات کے بھید کا دریافت ہونا ممکن نہیں اور بالفرض اگر دریافت بھی ہو گیا تو دنیا و دین

کا اس سے کچھ فائدہ نہ نکلا بہشت کا ملنا دوزخ سے بچنا اس کے دریافت پر موقوف نہیں بلکہ شریعت میں ہم کو اس بات میں گفتگو کرنے سے منع آیا ہے پھر اس میں گفتگو اور جھگڑا کرنا نادانی اور حماقت ہے بلکہ جہالت اور ضلالت اور ایمان جاتا ہے مگر جس قدر کہ قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ہے اس پر ایمان لائے اور چون و چرا نہ کرے سو سننا چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ. ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ قمر میں کہ ہم نے ہر چیز بنائی ٹھیرا کر۔

ف: یعنی جو چیز ہے ظاہر اور چھپی عرش کرسی اور لوح اور قلم اور فرشتے اور بہشت اور دوزخ اور آسمان اور تارے اور آسمانوں کی گردش اور زمین اور جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے آدمی اور جانور اور پہاڑ اور دریا اور ہوا اور درخت اور آگ اور جو کچھ ان چیزوں سے مل کر بنتا ہے اور سوائے اس کے جو وہم خیال میں آئے یا جو ہم کو معلوم ہو سو سب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بنایا اور اس کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے نزدیک ٹھیرالیا اور اندازہ کرلیا کہ یہ چیز ایسی ہوگی اور فلانے فلانے کام اس سے ہوں گے اور فلانی فلانی برائیاں اور فلانی فلانی نیکیاں اس سے فلانے فلانے وقت میں ہوں گی اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اور دانا اور علیم اور حکیم تب کام کرتا ہے جب پہلے اس کام کا انجام سوچ لیتا ہے اور اول اپنے ذہن میں ٹھیرالیتا ہے کہ اس کام کا انجام یوں ہوگا سو اللہ تعالیٰ تو سب حکیموں کا حکیم اور سب داناؤں کا دانا ہے اس نے جو چیز پیدا کی اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی اس کا سب اندازہ ٹھیرادیا سو اس کے موافق اس چیز سے ظہور میں آتا ہے تو اب آدمی کو مناسب ہے کہ اگر کسی سے کچھ ضرر اور نقصان پہنچے تو اس کا شکوہ نہ کرے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ بات مقدر کی تھی اور اسی میں کچھ حکمت تھی کہ وہ ہمارے خیال میں نہیں آتی اور اگر کسی سے کچھ فائدہ پہنچے تو شکر اللہ تعالیٰ کا کرے کہ اس نے ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہمارے واسطے یہ فائدہ مقدر کیا تھا اور جس کے ہاتھ سے وہ فائدہ پہنچے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب ظاہر سمجھ کر اس کا بھی احسان مانے اور شکر تب ہی بجا لائے اور کسی کی اگر

بری صورت دیکھے یا صورت میں کچھ نقصان دیکھے تو اس پر ہنسے نہیں اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی طرح پیدا کیا اس میں کچھ حکمت تھی اس شخص کا کچھ قصور نہیں تو اس پر ہنسنا اور طعن کرنا بھی اپنی طرف سے نادانی ہے پھر ایسے مقام پر یوں کہنا کہ ہم سے ہنسواتا بھی وہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں سخت بے ادبی ہے اور جہالت اس واسطے کہ اس نے جیسے ہنسنے کا فی الجملہ اختیار دیا ہے ویسے ہی نہ ہنسنے کا بھی اختیار دیا ہے مگر ہاں اصل خالق سب چیز کا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۃ والصفت میں کہ اللہ ہی نے بنایا تم کو اور جو تم کرتے ہو۔

ف: یعنی تم کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا اور بنایا اور جو تم کرتے ہو کام وہ کام بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے اگر وہ پیدا نہ کرے اور روک لے تو تم سے ہرگز نہ ہو سکے چنانچہ بہت کام آدمی کرنا چاہتا ہے اور نہیں ہو سکتے اور بعضے کام نہیں کرنا چاہتا ہے اور بے اختیاری میں ہو جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ کام بھی جو آدمی کے ہاتھ سے ہوتے ہیں اس کا پیدا کرنے والا بھی اللہ ہی ہے تو جو کام اپنے ہاتھ سے اچھا بن پڑے یا اور کسی سے اپنے حق میں کچھ سلوک ہو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے کہ باوجودیکہ وہی کام کا پیدا کرنے والا ہے اور پھر ہم کو جزائے نیک کا وعدہ دیا تو اس کا نہایت احسان ہے اور جب یہ معلوم ہو چکا کہ ہمارے سب کے کام بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے پھر اور کسی کی حرکات اور سکنات پر ہنسنا اور عیب پکڑنا ہرگز نہ چاہیے مگر ہاں جس پر اللہ تعالیٰ ہی نے حکم دیا وہ بات جدا ہے اپنی طرف سے نہ کہنی چاہیے اور یہ بھی دریافت رہے کہ پیدا کرنا کام کا اور بات ہے اور کام کے کسب کا فی الجملہ اختیار دینا اور بات ہے اگر کام کے کسب کا اختیار نہ ہو تو امر و نہی بے فائدہ ہو جائے اور بہشت اور دوزخ بنانا اور دنیا میں پیغمبروں کا بھیجنا اور بادشاہ اور حاکم مقرر کرنا لغو ٹھیرے سو کام کے کسب کا تو البتہ آدمی کو اختیار ہے مگر بالکل اختیار بھی نہیں دے دیا اگر ایسا ہو تو بندہ مختار ٹھیر جائے اور

اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بے کار رہ جائے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انفال میں کہ جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو۔

ف: ہر کام کا ارادہ پہلے آدمی کے دل میں پڑتا ہے بعد اس کے وہ کام آدمی کے ہاتھ پاؤں سے ظہور میں آتا ہے پھر جس کام کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا اس کام سے آدمی کے دل کو روک لیتا ہے اور کرنے نہیں دیتا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہزاروں کام آدمی کرنا چاہتا ہے یا بات کہنا چاہتا ہے مگر اس سے نہیں ہوسکتا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی روک لیتا ہے اور کرنے نہیں دیتا اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک جانور کے گلے میں ایک رسی باندھی اور سرا اس رسی کا اپنے ہاتھ میں رکھا اور جانور کو دو کھیتوں کے بیچ میں چھوڑ دیا اور اس کو بتا دیا کہ اس کھیت میں سے کھانا اور دوسرے میں منہ نہ ڈالنا تو وہ جانور باوجودیکہ چھوٹا ہوا ہے مگر پھر بھی اس شخص کے اختیار میں ہے جہاں سے چاہے کھانے دے جہاں سے چاہے رسی کھینچ لے اور نہ کھانے دے ایسے ہی آدمی کا حال سمجھنا چاہیے اس سبب سے آدمی کا چاہنا اللہ کے چاہنے کے مقابل نہیں چلتا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ کورت میں کہ اور تم جب ہی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا صاحب۔

ف: یعنی تمہارے دل میں کام کا ارادہ ڈالنا بھی اللہ ہی کا کام ہے جب وہ چاہے تو تمہارے بھی دل میں وہ ارادہ ڈال دے پھر تم اس کام کو کرنے لگو اور اگر وہ نہ چاہے تم ہزار چاہو کہ ہم فلانا کام کریں مگر تمہارے دل میں اس کام کا ارادہ بھی مضبوط بیٹھے پھر جب ساری مخلوق اسی طرح پر ٹھیری تو خدا ہی پر توکل اور بھروسہ مضبوط رکھنا چاہیے کہ سوائے

اس کے نہ کوئی کسی کا کچھ بگاڑ سکے نہ بنا سکے پھر غیروں کی طرف رجوع لے جانا اور غیروں کی خوشامد میں اپنے آپ کو ذلیل کرنا محض بے فائدہ ہے جب وہ چاہے گا لوگوں کے دل میں ارادہ ڈال دے گا اسکے بغیر چاہے کچھ نہیں ہوتا اس نے پہلے سب چیز کا اندازہ اپنے نزدیک ٹھیرالیا پھر اسی طرح پر پیدا کیا اور جو کام بندوں سے ہوتے ہیں وہ کام بھی وہی پیدا کرتا ہے اور جس کام سے چاہتا ہے وہی باز بھی رکھتا ہے اور جس کام کو چاہتا ہے وہی ارادہ بھی آدمی کے دل میں ڈال دیتا ہے سو اس پر اسی طرح یقین رکھنا چاہیے اور کچھ اپنی عقل ناقص کو دخل نہ دینا چاہیے اور نہیں تو ایمان جاتا رہے گا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ مومن نہیں ہوتا کوئی بندہ جب تک ایمان نہ لائے چار چیزوں پر گواہی دیوے یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں نبی بنا مجھ کو برحق اور یقین لائے موت پر اور یقین لائے کہ زندہ ہونا ہے بعد مرنے کے اور یقین لائے تقدیر کا۔

ف: جیسے اللہ تعالیٰ کو واحد اور رسول کو نبی برحق اور موت اور قیامت کو بے شک جاننا چاہیے ویسے ہی اس بات پر بھی یقین صادق لانا چاہیے کہ تقدیر بھی برحق ہے جو ہونا تھا سو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا حال پیدا کرنے سے پہلے مقدر کر دیا اور ٹھیرا دیا اور جو شخص اس پر یقین نہ لائے وہ مومن نہیں کافر ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ اَلْمُرْجِئَۃُ وَالْقَدَرِیَّۃُ۔

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں میری امت میں کہ ان کو اسلام میں کچھ نصیب نہیں مرجیہ اور قدریہ۔

ف: یعنی جو شخص جانے کہ ہم کو کچھ مطلق اختیار نہیں ہے بالکل ہم محض مجبور اور بے اختیار ہیں اور جو کام ہم سے ہوتے ہیں اللہ ہی کراتا ہے سو ہم سے آخرت میں پرسش نہ ہوگی اگر حشر بھی ہو تو ہم بخشے جائیں گے سو ایسے شخص کو جبری اور مرجی کہتے ہیں کہ وہ یہ بات جانتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ ہم پر جبر کی راہ سے کام کراتا ہے ہمارا کچھ قصور نہیں تو اس عقیدے سے یہ بات نکلتی ہے کہ گناہ بھی ہم سے اللہ ہی کراتا ہے پھر ہم کو گناہ سے بچنے کا حکم کیوں کیا تو اس بات سے شریعت کا انکار نکلتا ہے، اور جو شخص جانے کہ بالکل ہم مختار ہیں اور جو کرتے ہیں ہم خود کرتے ہیں اور جو کام ہم کرتے ہیں ان کاموں کو ہم ہی پیدا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس میں کچھ دخل نہیں اور آگے سے اس نے کچھ ٹھہرا نہیں دیا ایسے شخص کو قدریہ کہتے ہیں یعنی قدر کا منکر وہ گویا اپنے آپ کو بھی ایک خالق افعال کا اور مختار جانتا ہے سو اس دونوں طرح کے عقیدے والے لوگ مسلمان نہیں ہیں اور ان کو اسلام سے کچھ حصہ نہیں ہے اور نصیبہ اسلام سے بے نصیب ہیں اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور پیغمبر خدا کی امت میں شمار کریں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ فِیْ

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ابوداؤد اور ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ سے میں نے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہوگا میری

اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَّذٰلِکَ فِی الْمُکَذِّبِیْنَ بِالْقَدَرِ۔

امت میں لوگوں کا زمین میں دھس جانا اور صورتیں جانوروں کی سی ہو جانی اور یہ ان میں ہوگا جو جھٹلاتے ہیں تقدیر کو۔

ف: اور حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں لوگ زمین میں نہ دھس جائیں گے جیسے اگلی امتوں میں قارون وغیرہ دھس گئے اور نہ میری امت کی صورتیں جانوروں کی سی ہوں گی جیسی اگلی امتوں میں یہود اور نصاریٰ کی بندروں سوروں کی سی شکلیں ہو گئی تھیں سو اس حدیث میں فرمایا کہ جو لوگ میری امت کے یعنی کلمہ گو کہ آپ کو مسلمان جانتے ہوں گے مگر تقدیر کے منکر ہوں گے سو اخیر وقت میں ان کی صورتیں بھی بعضوں کی جانوروں کی سی ہو جائیں گی اور بعضے زمین میں دھس جائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کا اس عقیدے والوں پر ایسا غضب ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی ان کو عذاب شدید ہوگا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قدریہ اسی کا نام ہے جو تقدیر کا انکار کرے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَدَرِیَّۃُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِنْ مَّرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِنْ مَّاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ قدری مجوس اس امت کے ہیں اگر بیمار پڑیں تو مت پوچھو ان کو اور اگر مریں تو نماز نہ پڑھو ان پر۔

ف: یعنی مجوس وہ ہوتا ہے کہ جو سورج اور آگ کو پوجے اور پچھتروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھے اور جب آدمی تقدیر کا شاکر نہیں رہتا اور اللہ ہی پر بھروسہ نہیں رکھتا تو اس کا دل ہر طرف بٹتا ہے اور ہر چیز کو پوجنے لگتا ہے، کبھی بھوانی کو مانتا ہے کبھی قبروں کو پوجتا ہے کبھی

کسی درگاہ کے چراغ کو پوجتا ہے کبھی دن رات کی نحوست سعادت کے پیچھے پر حالانکہ کچھ ہوتا نہیں ہوتا وہی ہے جو اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا سو ایسا شخص مسلمان نہیں رہتا ہے مجوسی جیسا ہو جاتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور پھر تقدیر کا منکر ہو تو وہ اس امت میں گویا مجوسی ہے تو ایسا شخص اگر بیمار پڑے تو اس کا حال نہ پوچھو اور اگر مر جائے تو جنازے کی نماز نہ پڑھو اس واسطے کہ یہ معاملہ مسلمانوں کے ساتھ کرنا چاہیے کافر کے ساتھ ایسا معاملہ ملاپ اور دوستی اور ان کی مغفرت کی دعا مانگنا نہ چاہیے اس واسطے کہ اور لوگ یہ عقیدہ اختیار نہ کریں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) احمدؒ اور ابوداوٗدؒ نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھ مت بٹھلاؤ اہل قدر کو اور نہ اول بات کہو ان سے۔

ف: یعنی جو شخص تقدیر کا منکر ہو اس شخص سے محبت اور ملاقات نہ رکھو بلکہ اپنے ساتھ برابر نہ بٹھلاؤ اور نہ تم اس کے پاس بیٹھو اور اپنی طرف سے پہلے اس سے بات بھی نہ کہو ہاں اگر وہ پوچھے تو بقدر ضرورت اس کا جواب دینا مضائقہ نہیں گویا وہ شخص آدمیت سے خارج ہے سو کفار کی طرح پر اس سے معاملہ کرو بلکہ کافروں سے بھی وہ بدتر ہے اس واسطے کہ کافر کو ہر مسلمان کافر جانتا ہے اور اس کی بات نہیں مانتا اور یہ قدری تو آپ کو مسلمان کہے گا اور بعض آیتیں اور بعض حدیثیں اور کچھ قول اور اشعار کے معنی اپنے طور پر لگا کر جاہلوں کو گمراہ کرے گا تو ایسے شخص سے ترک محبت کرنا اور علیحدہ رہنا بہتر ہے تا کہ لوگوں کو گمراہ نہ کرے اور شاید عقیدے کو برا سمجھ کر ترک کر دے۔

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ وَرَزِیْنٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰہُ وَکُلُّ نَبِیٍّ یُجَابُ الزَّائِدُ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ وَالْمُکَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰہِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِیُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰہُ وَیُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰہُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرَمِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ وَالتَّارِکُ لِسُنَّتِیْ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ذکر کیا بیہقیؒ اور رزینؒ نے کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ 6 چھے شخص پر لعنت کی میں نے اور لعنت کی اللہ نے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے بڑھانے والا اللہ کی کتاب میں اور جھٹلانے والا اللہ کی تقدیر کا اور زبردستی سے حاکم بن جانے والا اس واسطے کہ عزت دیوے جس کو ذلیل کیا اللہ نے اور ذلیل کرے جس کو عزت دی اللہ نے اور حلال کرنے والا اللہ کے حرام کا اور حلال کرنے والا میرے رشتہ داروں سے وہ چیز جو حرام کی اللہ نے اور چھوڑ دینے والا میری سنت کا۔

ف: یعنی جو شخص حضرت ﷺ کی سنت کو بغیر عذر شرعی ترک کرے اور چھوڑ دے تو اس کو حضرتؐ پر ایمان نہیں اور جو سید ہو حضرتؐ کی آل میں اور اللہ کے حرام کیے ہوئے کاموں کو حلال کرے یعنی گناہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کا لحاظ نہ رکھے تو اس نے بڑا قصور کیا جیسے بلا تشبیہ وزیر کا بیٹا پادشاہ کی چوری کرے اور پادشاہ کے آئین کی قدر نہ رکھے اور برخلاف آئین کے کرے تو اس کو دیکھ کر اور رعیتی بہکیں تو اس کی سزا بھی زیادہ چاہیے جس پر عنایت اور مہربانی زیادہ اس کو تقصیر پر عتاب بھی زیادہ اور جو شخص اللہ کے کعبہ کے حرم کی تعظیم نہ رکھے اور جو کام وہاں کرنے حرام ہیں سو وہاں کرے تو اس نے گویا ایسا کیا کہ خود پادشاہ کے مکان پر دربار میں بےادبی کی اور حکم عدولی کی اور جو شخص لوگوں پر زبردستی

حاکم بن جائے تا کہ اشرافوں کو ذلیل کرے اور کمینوں کو زبردست کرے اور جو شخص تقدیر کے برحق ہونے کو مکر اوے اور تقدیر کے قائل کو جھٹلاوے اور جو شخص قرآن میں کچھ اپنی طرف سے بڑھائے کوئی لفظ یا کوئی حرف یا کوئی مطلب یا کوئی سورت سوا ایسے شخص چھے کی چھ قسم کے ملعون ہیں کہ اللہ نے ان کو پھٹکار دی اور رسولؐ خدا نے انکو یہ دعا دی کہ اللہ نے اپنی مہران سے اٹھالی سو حضرت کی یہ دعا قبول ہوئی اس واسطے کہ حضرت نبی تھے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قدری تقدیر کے منکر پر اللہ اور رسول کی طرف سے لعنت اور پھٹکار پڑتی ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ اَهْلَ سَمٰوٰتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُه خَيْرًا لَّهُمْ مِنْ اَعْمَالِهِمْ وَ لَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَ تَعْلَمَ اِنَّمَآ اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِاَكَ وَاَنَّ مَآ اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَ خَلْتَ النَّارَ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ زید بن ثابتؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو کہ اللہ عذاب کرے اپنے آسمان والوں پر اور اپنی زمین والوں پر تو عذاب کرے اور وہ ظالم نہ ٹھیرے ان کے حق میں اور اگر مہر کرے ان پر ہووے مہر اس کی بہتر ان کے لیے ان کے کاموں سے اور اگر تو خرچ کرے احد برابر سونا اللہ کی راہ میں قبول نہ کرے اللہ تجھ سے مگر جب تو ایمان لائے تقدیر پر اور جان لے یہ کہ جو تجھ کو پہنچا تجھ سے چوکنے والا نہ تھا اور جو تجھ سے چوکا وہ تجھ کو پہنچنے والا نہ تھا اور اگر تو مرے اس کے برخلاف اور عقیدے پر تو ضرور داخل ہوگا تو دوزخ میں۔

ف: یعنی جو کچھ اللہ نے قسمت میں لکھ دیا اور مقدر کر دیا وہ ضرور پہنچے گا ممکن نہیں کہ چوک جائے اور نہ پہنچے سو جو کچھ آدمی کو رنج اور تکلیف اور بیماری اور راحت اور خوشی اور صحت اور فتح اور شکست اور مفلسی اور امیری پہنچتی ہے یہ سب تقدیر کے لکھے کے موافق پہنچتی ہے اور کسی سبب سے نہیں ٹلتی پھر اگر سب مخلوق چاہے کہ نہ پہنچے تو ممکن نہیں کہ نہ پہنچے اور تقدیر خطا کرے اور جو آدمی کہ نہ پہنچا مثلاً چاہا کہ میں تندرست ہو جاؤں اور نہ ہوا یا چاہا کہ امیر ہو جاؤں اور نہ ہوا یا چاہا کہ میری اس پر فتح ہو اور نہ ہوئی یا سانپ ہاتھ پر چڑھا اور نہ کاٹا اور نہ مرا تو تقدیر ہی میں یوں لکھا تھا ممکن نہ تھا کہ اس کے برخلاف ہو اگرچہ ساری مخلوق مل کر چاہے کہ اس کے برخلاف ہو مگر ہونا ممکن نہیں پھر اب اس کے سوا اور طرح پر جو شخص سمجھے کہ فلانے سبب سے تقدیر لوٹ گئی اور تقدیر کا لکھا مٹ گیا اور تدبیر چل گئی پھر وہ شخص بغیر توبہ کے مر جائے تو دوزخی ہے اور صدقہ خیرات نیکی اس کی کچھ قبول نہیں ہوتی اگرچہ پہاڑ برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کیا ہو تو بھی قبول نہ ہوگا اس واسطے کہ اس نے اللہ کی تقدیر کا انکار کیا اور اللہ کے بنائے ہوئے کے خلاف نہیں ہو سکتا وہ مالک الملک شہنشاہ بے پرواہ ہے جیسا کہ اس نے چاہا ویسا ہی ہر ایک کی قسمت میں لکھ دیا وہ بہر صورت سے مالک ہے اگر سب فرشتوں اور آدمیوں کو دوزخ میں ڈال دے تو بھی وہ ظالم نہ ٹھیرے اس واسطے کہ ساری مخلوق اس کی ہے اور کسی کی نہیں اور اگر وہ خلق پر مہربانی کرے تو مہربانی اس کی خلق کے حق میں بہتر ہے مگر اس پر کچھ بندے کا حق نہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتّٰى كَاَنَّمَا فُقِئَ فِيْ وَجْنَتَيْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابی ہریرہؓ نے نقل کیا کہ باہر آئے ہم پر پیغمبر خدا ﷺ اور جھگڑ رہے تھے ہم قدر کے مسئلہ میں سو غصے ہوئے ایسا کہ سرخ ہو گیا چہرہ ان کا، گویا توڑے گئے ان کے چہرے پر انار کے دانے پھر فرمایا کہ کیا اس

12

اَبِهٰذَآ اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَآ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ اِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حِیْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ عَزَمْتُ عَلَیْکُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِیْهِ.

بات کا تم کو حکم ہوا کیا اس واسطے میں بھیجا گیا تمہاری طرف تب ہی ہلاک ہوئے وہ جو تم سے پہلے تھے جب جھگڑا کیا انہوں نے اس بات میں تقید کرتا ہوں میں تم پر تقید کرتا ہوں میں تم پر کہ نہ جھگڑو اس میں۔

ف: جو باتیں کہ بندوں کے حق میں فائدہ کی تھیں سو اللہ تعالیٰ نے بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا سمجھو اور رسول کو یوں جانو کہ بندگی اللہ کی اس طرح کرو اور دنیا کے کام یوں چلاؤ اور جو بات بندوں کے کام کی نہ تھی کہ جس سے کچھ دنیا اور دین کا فائدہ نہ تھا اس کا مفصل بیان نہ کیا یا وہ بات جو آدمیوں کی سمجھ اور بوجھ سے زیادہ تھی اس کا بھی بیان نہ کیا تاکہ آدمی لایعنی باتوں میں مشغول نہ ہو جائیں مثلاً یہ نہ بیان کیا کہ چاند اور سورج فلانی چیز سے بنے اور عرش فلانی چیز سے اور زمین اور پانی اور آگ فلانی فلانی چیز سے اور سورج کی حقیقت یہ ہے اس واسطے کہ ان باتوں کے دریافت ہونے نہ ہونے سے کچھ فائدہ نقصان نہیں یا مثلاً شریعت میں وحدت وجود اور شہود اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور متشابہات آیتوں کی تاویلیں اور ہر عبادت کی وضع مخصوص کے مامور ہونے کا بھید دریافت کرنے کا حکم نہ ہوا اس واسطے کہ یہ باتیں اکثر آدمیوں کی عقل کی سمجھ بوجھ سے زیادہ ہیں کہ اکثر لوگ اس کی حقیقت کو دریافت نہ کر سکیں گے بعضے مطلق انکار کریں گے اور بعضے اس میں زیادتی کریں گے تو دونوں گمراہ ہوں گے چنانچہ اگلی امتوں کے لوگ اسی سبب سے گمراہ ہوئے ویسا ہی جبر اور اختیار اور تقدیر کا مسئلہ ہے کہ اس میں گفتگو اور بحث کرنا اور اس کی حقیقت کے دریافت کی فکر میں نہ رہنا چاہیے اس واسطے کہ آدمی کی عقل کی سمجھ بوجھ سے یہ بات زیادہ ہے پھر بہت آدمی جاہل گمراہ ہو جائیں گے چنانچہ ویسا ہی ہوا اس واسطے پیغمبر خدا ﷺ نے

جب دیکھا کہ حضرت ابوہریرہ وغیرہ اصحابؓ بیٹھے ہوئے اس جبر اور تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرتے ہیں تو نہایت ناخوش ہوئے اس قدر کہ چہرہ آپ کا انار کے دانے کی طرح سرخ ہو گیا اور پھر فرمایا کہ کیا تم کو اللہ اور رسول نے اس مسئلہ میں گفتگو کرنے کا حکم کیا ہے یا میں اس مسئلہ میں جھگڑا ڈالنے کیلئے آیا ہوں رسول ہو کر سو یوں تو نہیں ہے جو تم کو عبادت کا حکم ہوا ہے سو کرتے جاؤ کچھ چون و چرا مت کرو اور اگلی امتوں کے لوگ اسی طرح مشکل مسئلوں میں بحث کر کے گمراہ ہو گئے کہ اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا سو میں تم کو تقید کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز گفتگو نہ کرنا۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْئَلْ عَنْهُ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ جس نے کلام کیا کسی چیز میں قدر کے مسئلہ سے تو پوچھا جائے گا اس سے وہ کلام قیامت کے دن اور جس نے نہ کلام کیا اس میں اس سے پرسش نہ ہوگی اس کی۔

ف: یعنی قیامت کے دن اس بات کا بھی حساب ہوگا تو جو شخص اس مسئلہ میں گفتگو کرے گا قیامت کے دن اس سے محاسبہ لیا جائے گا کہ تو نے اس میں کیوں گفتگو کی اور بحث کی اور جو شخص اس میں گفتگو اور بحث ہی نہ کرے گا اس سے پوچھا بھی نہ جائے گا، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اس مسئلہ میں گفتگو ہی نہ کرنا چاہیے اس قدر سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے جو روز ازل سے تقدیر میں لکھ دیا وہ ضرور ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے بندوں کو فی الجملہ کام کرنے کا اختیار دیا ہے اور کام کا پیدا کرنا اور دل میں ارادہ ڈالنا یہ اللہ کا کام ہے جس قدر قرآن و حدیث میں مذکور ہے اس پر ایمان لائے اور یقین رکھے زیادہ دم نہ مارے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَہٗ اُکْتُبْ فَقَالَ مَا اَکْتُبُ قَالَ اُکْتُبِ الْقَدَرَ فَکَتَبَ مَا کَانَ وَمَاھُوَ کَائِنٌ اِلَی الْاَبَدِ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ذکر کیا کہ ترمذیؒ نے کہ عبادہ صامتؓ کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے پیدا کیا اللہ نے قلم کو تو فرمایا اس کو کہ لکھ وہ بولی کیا لکھوں فرمایا لکھ تقدیر سو اس نے لکھا جو ہوا اور ہونے والا ہے ہمیشہ تک۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اللّٰہُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ وَّ کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھی تقدیریں خلائق کی آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے حالانکہ اس کا عرش پانی پر تھا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قَبْضَۃٍ قَبَضَھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَرْضِ فَجَآءَ بَنُوْاٰدَمَ عَلٰی قَدْرِ الْاَرْضِ مِنْھُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْیَضُ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابوموسیٰؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدمؑ کو ایک مٹھی خاک سے کہ وہ لی تھی سب زمین سے سو ہوئی اولاد آدم کی اندازہ پر زمین کے کوئی سرخ کوئی سفید

وَالْاَسْوَدُ وَبَیْنَ ذٰلِکَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ۔ کوئی کالی کوئی درمیان میں اس کے کوئی نرم کوئی کڑی کوئی ناپاک کوئی ستھری۔

ف: یعنی یہ جو آدمیوں میں تفاوت ہے کہ بعضے سرخ وسفید ہوتے ہیں اور بعضے سیاہ رنگ ہوتے ہیں اور ایسے ہی کسی کی خو نرم ہوتی ہے کوئی سخت ہوتا ہے اور کوئی نیک بخت پاک صاف ہے اور کوئی ناپاک خبیث کافر ہے سو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے ان کی اصل ایسی پیدا کی کہ حضرت آدم کو سارے جہان کی طرح طرح کی زمینوں میں سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر اس سے بنایا کہ بعضی جگہ کی مٹی سرخ اور بعضی جگہ کی سفید اور کہیں کی سیاہ اور کہیں کی ملی ہوئی اور کہیں کی نرم اور کہیں کی سخت تھی تو یہ سب باتیں حضرت آدم میں جمع تھیں ویسا ہی اس کا ظہور ان کی اولاد میں ہوا اس واسطے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی تقدیر میں یوں ٹھہرا دیا تھا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ خَلْقَهُ فِیْ ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰی عَلَیْهِمْ مِنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِکَ النُّوْرِ اهْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ فَلِذٰلِکَ اَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے نقل کیا میں نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا خلق کو اندھیرے میں پھر ڈالا ان پر اپنا کچھ نور پس جس کو پہنچا اس نور میں سے اس نے سیدھی راہ پائی اور جس کو نہ پہنچا وہ نور وہ گمراہ ہوا تو اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ سوکھ گئی قلم اللہ کے علم پر۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے موافق لکھنے کا قلم کو حکم دیا اس نے لکھ دیا پھر وہ خشک ہوگئی کہ اب نہیں وہ لکھتی اور اسلام جو ہے سو اللہ تعالیٰ کے نور کے سبب سے ہے

جس پر اللہ تعالیٰ کا نور روز ازل میں پڑا وہ ٹھیک راہ پر مسلمان ہوا اور جس پر وہ نور نہ پڑا وہ گمراہ ہوا کافر۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَرَغَ اِلٰی کُلِّ عَبْدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ مِنْ خَمْسٍ مِّنْ اَجَلِہٖ وَعَمَلِہٖ وَمَضْجَعِہٖ وَاَثَرِہٖ وَرِزْقِہٖ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابودرداءؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکا اپنی مخلوق میں ہر بندے کی پانچ چیز سے اس کی اجل سے اور اس کے عمل سے اور اس کے رہنے کی جگہ سے اور اس کی چال سے اور اس کی روزی سے۔

ف: یعنی ہر مخلوق کے حق میں یہ باتیں کہ یہ فلانے وقت پر فلانے روز فلانی جگہ اس طور پر مرے گا اور زندگی میں فلانے فلانے عمل کرے گا اور فلانی فلانی جگہ رہے گا اور فلانی فلانی چال اور رویہ اختیار کرے گا اور فلانی فلانی وضع، اس کو اس قدر روزی رزق ملے گا اور یہ کھائے گا اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیں اور ٹھیرا دیں ویسا ہی ہوتا ہے اس سے کم و بیش نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہیے کہ توکل ہی پر رہے اسباب پر بہت بھروسہ نہ کرے اور دنیاداری کے امور میں بہت کوشش اور سر دردی نہ کرے جو قسمت میں لکھا ہے وہ آگے ہی مقرر ہو چکا اس میں کمی بیشی نہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ حِیْنَ خَلَقَہٗ فَضَرَبَ کَتِفَہُ الْیُمْنٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّۃً بَیْضَآءَ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابی الدرداءؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدمؑ کو ان کی پیدائش کے وقت پھر مارا ان کا داہنا مونڈھا

كَأَنَّهُمُ الذَّرُّ وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَآءَ كَأَنَّهُمُ الْحُمَمُ فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَمِيْنِهٖ إِلَى الْجَنَّةِ وَلَآ أُبَالِيْ وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى إِلَى النَّارِ وَلَآ أُبَالِيْ.

سونکالی ان کی اولاد سفید جیسے چیونٹیاں اور مارا ان کا بایاں مونڈھا سونکالی ان کی اولاد کالی جیسے کوئلے پھر فرمایا ان کو جو داہنی طرف میں تھے طرف بہشت کے اور کچھ پروا نہیں مجھ کو اور فرمایا جوان کے بائیں مونڈھے میں تھے طرف دوزخ کے اور کچھ پرواہ نہیں مجھ کو۔

ف: یعنی خلقت کے پیدا ہونے سے پہلے ہی حضرت آدم کو پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے حکم کر دیا اور ٹھیرا دیا کچھ لوگوں کے حق میں کہ بہشتی ہیں اور کچھ لوگوں کے حق میں کہ یہ دوزخی ہیں اور فرمایا کہ مجھ کو کچھ پرواہ نہیں جو چاہوں سو کروں میں مالک ہوں۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ.

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جنت کی لیاقت والوں کو بنایا ان کو بہشت کے واسطے اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں تھے اور پیدا کیا دوزخ کے سزاوار لوگوں کو بنایا ان کو دوزخ کے واسطے اور وہ اپنے باپوں کی پیٹھ میں تھے۔

ف: یعنی دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو جس لائق وہ

شخص تھا ویسا ٹھیرادیا سواسی کے موافق دنیا میں اس شخص سے کام ہوتے ہیں بہشتی سے اچھے کام اور دوزخی سے بُرے کام۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتٰبُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ حدیث فرمائی ہم سے پیغمبر خدا ﷺ نے اور وہ سچے سچائی تھے فرمایا کہ پیدائش ہر کسی کی اکٹھی کی جاتی ہے اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ پھر ہوتا ہے خون چالیس دن تک پھر ہوتا ہے لوتھڑا چالیس دن تک پھر بھیجتا ہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ چار باتوں کے لئے سو وہ لکھ دیتا ہے اس کا عمل اور اس کی اجل اور اس کی روزی اور بد بخت یا نیک بخت پھر پھونکتا ہے اس میں روح تو قسم ہے اس کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اس کے کہ بے شک کوئی تم میں سے کرتا جاتا ہے کام بہشتیوں کے، یہاں تک کہ نہیں رہتا اس کے اور بہشت کے درمیان میں فرق سوا ایک ہاتھ بھر کے پھر بڑھ نکلتی ہے اس پر لکھت تو کرنے لگتا ہے کام دوزخیوں کے تو داخل ہوتا ہے دوزخ میں اور بعضا شخص تم میں سے کرتا جاتا ہے کام دوزخیوں کے اس قدر کہ نہیں رہتا اس کے اور دوزخ

الْكِتٰبُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا: کے درمیان فرق سوا ایک ہاتھ بھر کے پھر بڑھ نکلتی ہے اس پر لکھت تو کرنے لگتا ہے کام بہشتیوں کے تو داخل ہوتا ہے بہشت میں۔

ف: یعنی حضرت رسول خدا خود بھی سچے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو سچا کہا تھا سو انہوں نے یوں حدیث فرمائی کہ ہر ایک بچہ ایک سو بیس دن میں آدمی کی صورت بن کر ماں کے پیٹ میں درست ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ فرشتہ اس کے حق میں لکھ دیتا ہے کہ یہ شخص فلانے فلانے کام کرے گا اور فلانے سال اور سن میں فلانے وقت فلانے دن فلانی جگہ مرے گا اور زندگانی میں فلانی فلانی چیز اس قدر کھائے گا اور بد بخت ہوگا یا نیک بخت ہوگا، بعد اس کے اس میں جان ڈالتا ہے سو اس کے لکھے کے موافق اس کا کام اور انجام دنیا میں ہوتا ہے پھر اگر اس کی قسمت میں انجام دوزخ لکھا ہوتا ہے تو دنیا میں اگرچہ پہلے وہ کام بہشتیوں کے کرتا ہے اس قدر کہ بہشت سے نزدیک ہو جاتا ہے ہاتھ بھر پھر یکا یک تقدیر کا لکھا زور مارتا ہے تو وہ شخص آخر کو کام دوزخیوں کے کرنے لگتا ہے تو دوزخ کو جاتا ہے، اسی طرح جس کی تقدیر میں بہشت لکھی ہے تو وہ اگرچہ کام دوزخیوں والے کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ سے نزدیک ہو جاتا ہے ہاتھ بھر پر پھر اس کی تقدیر کا لکھا زور مارتا ہے تو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے تو آخر بہشت کو جاتا ہے، المقصود آدمی اپنی عقل پر مغرور نہ ہو اور اعتماد نہ رکھے اللہ ہی کے کرم اور فضل کا بھروسہ رکھے اور اسی سے امیدوار رہے اور خاتمہ سے ڈرتا رہے اگر خاتمہ اچھا ہوا تو اچھا ہے اور برا ہوا تو برا ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰؓ نے نقل کیا کہ کھڑے ہوئے ہمارے بیچ

وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَىٰ إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ.

میں رسول خدا ﷺ خطبہ پڑھا پانچ باتوں کا سو فرمایا کہ بے شک اللہ نہیں سوتا اور لائق نہیں اس کو کہ سوئے جھکا دیتا ہے پلڑا اور اونچا کر دیتا ہے اس کو عرض کیا جاتا ہے اس پر رات کا کام دن کے کام سے پہلے اور دن کا کام رات کے کام سے پہلے پردہ اس کا نور ہے اگر کھول دے اس کو تو جلا دے اس کا نور ہر چیز کو خلق میں سے جہاں تک ہو پہنچے اس کی نگاہ۔

ف: نبی صاحبؐ نے خطبہ میں پانچ باتیں فرمائیں اور لوگوں کو سمجھایا کہ یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آتی، اس واسطے کہ سونا غفلت ہے اور غفلت نقصان ہے، اور اللہ تعالیٰ نقصان سے بری ہے تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ سوئے اور تیسرے یہ سمجھ لو کہ مقبول کرنا اور مردود کرنا اور روزی کی کشائش اور تنگی اللہ ہی کے اختیار میں ہے کہ ترازو اس کے پاس ہے جس کے لئے چاہتا ہے پلڑا جھکا دیتا ہے اور جس کے واسطے چاہتا ہے پلڑا اونچا کر دیتا ہے اور چوتھے یہ بات جان رکھو کہ جو کام بندے دن کو کریں گے اس کام کی خبر اس کو رات کے کام سے پہلے رہتی ہے اور جو کام بندے رات کو کریں گے اس کی خبر دن کے کام سے پہلے اس کو پہنچتی ہے آگے سے اور پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے اور دبدبہ اس کا بڑا ہے ایسا کہ پردہ اس کا نور ہے اگر وہ پردہ اٹھائے تو ساری مخلوق جل جائے کسی کو طاقت اس کی برداشت کی نہ ہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے جو کیا سو ہوا اور ہوگا اور جو ہوتا ہے سب پہلے تقدیر میں لکھ دیا پھر بھی اللہ تعالیٰ غافل نہیں اس کو اب بھی اختیار ہے جو چاہے سو کرے قسمت کی ترازو اس کے ہاتھ میں ہے جس کا چاہتا ہے پلڑا اونچا کرتا ہے جس کا چاہتا ہے نیچا کرتا ہے اور ہر ایک کام کی خبر رکھتا ہے

آگے سے یعنی آگے سے ہر ایک کے واسطے اس نے مقرر کر دیا ہے ویسا ہی اس سے ہوتا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ فَقُلْتُ یَانَبِیَّ اللّٰہِ اٰمَنَّابِکَ وَبِمَا جِئْتَ بِہٖ فَھَلْ تَخَافُ عَلَیْنَا قَالَ نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰہِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَآءُ

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ اکثر کہا کرتے تھے کہ اے پھیرنے والے دلوں کے ثابت رکھ میرا دل اپنے دین پر تو کہا میں نے کہ اے نبی اللہ کے ہم نے مانا تم کو اور جو کچھ تم لائے سو کیا تم ڈرتے ہو ہم پر فرمایا ہاں اس واسطے کہ دل اللہ کی دو انگلیوں میں ہے انگلیوں میں سے پھیر دیتا ہے دلوں کو جیسے چاہتا ہے۔

ف: یعنی یہ ثابت ہے کہ سب پیغمبر بہشتی ہیں اور پیغمبروں سے پیغمبری جاتی نہیں اور سب پیغمبر دنیا سے ایمان کے ساتھ جاتے ہیں پیغمبروں کو اپنے ایمان کے جاتے رہنے کا خوف نہیں حضرتؐ کی زبان سے جو یہ دعا اکثر نکلتی تھی کہ اے میرے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ تو حضرت انسؓ سمجھے کہ اس دعا سے حضرتؐ کا مطلب یہ ہے کہ میری امت کا دل ایمان پر ثابت رکھ سو عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے کیا تم کو ہم پر خوف ہے اس بات کا کہ ہم دین اسلام سے پھر نہ جاویں سو تم یہ دعا مانگتے ہو تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں البتہ مجھ کو خوف ہے اس واسطے کہ آدمی کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے اللہ کے قابو میں ہے جدھر چاہے پھیر دے اس سے معلوم ہوا کہ نیک راہ اور بد راہ پر لگا دینا اللہ ہی کا کام ہے جس دل کو جدھر چاہے پھیر دے جس کے دل میں چاہے ارادہ نیکی اور سلوک کا ڈال دے اور جس سے چاہے برا کرواوے آدمی کو چاہیے کہ اپنے دل پر اعتماد نہ رکھے ہر

وقت اللہ کی درگاہ سے یہی التجا کرے کہ نیکی کے رویہ پر دل کو ثابت رکھے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ یَدَیْہِ کِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاھٰذَانِ الْکِتَابَانِ قُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّآ اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ یَدِہِ الْیُمْنٰی ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اَسْمَآءُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَسْمَآءُ اٰبَآئِھِمْ وَقَبَآئِلِھِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِھِمْ فَلَا یُزَادُ فِیْھِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْھُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِیْ فِیْ شِمَالِہٖ ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اَسْمَآءُ اَھْلِ النَّارِ وَاَسْمَآءُ اٰبَآئِھِمْ وَقَبَآئِلِھِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِھِمْ فَلَا یُزَادُ فِیْھِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْھُمْ اَبَدًا فَقَالَ اَصْحَابُہٗ فَفِیْمَ الْعَمَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ کَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْہُ فَقَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے نقل کیا کہ باہر آئے رسول خدا ﷺ اور ان کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں سو فرمایا کہ بھلا تم جانتے ہو کیا ہیں یہ دونوں کتابیں ہم نے عرض کیا ہم نہیں جانتے یا رسول اللہ مگر تم بتلاؤ ہم کو۔ تو بتلا دیا اس کے بارے میں جو داہنے ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے آئی ہے اس میں نام لکھے ہیں بہشتیوں کے اور نام ان کے باپوں کے اور نام ان کے کنبوں کے پھر جملہ کیا ہوا ہے ان کے آخر پر سو زیادہ نہیں ہوتا ان میں اور نہ کم ہوتا ہے ان سے کبھی پھر فرمایا اس کے بارے میں جو بائیں ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے اس میں دوزخیوں کے نام ہیں اور نام ان کے باپوں کے اور ان کے کنبوں کے پھر جملہ کیا ہوا ہے ان کے آخر پر تو بڑھتا نہیں ان میں اور نہ ان سے کم ہوتا ہے کبھی پھر عرض کیا ان کے یاروں نے کہ تو کس واسطے ہے عمل یا رسول اللہ اگر ایسی بات ہے کہ اس سے فراغت ہو

صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَىَّ عَمَلٍ وَّاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَىَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَدْ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِّنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ.

چکی تو فرمایا کہ سیدھی راہ چلو اور بندگی کرو اس واسطے کہ بہشتی کے واسطے خاتمہ کیا جاتا ہے بہشتیوں کے کام پر اگرچہ وہ کچھ کام کرے اور دوزخی کے واسطے خاتمہ ہوتا ہے دوزخیوں کے کام پر اگرچہ وہ کچھ کام کرے اور پھر اشارہ کیا پیغمبر خدا ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی طرف اور پھینک دیا ان دونوں کتابوں کو اپنے پیچھے پھر فرمایا فارغ ہو گیا تمہارا رب بندوں سے ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔

ف: یعنی جب حضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں اور بہشتیوں کے نام معہ ولدیت ذات پات کے نشان سمیت الگ الگ لکھ دیئے ہیں پھر ان ناموں کے آخر میں میزان دے کر جملہ کر دیا ہے کہ اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے آگے ہی سے ہر ایک شخص کے حق میں بہشتی ہونا یا دوزخی ہونا ٹھیرا دیا ہے یہ بات سن کر یاروںؓ نے عرض کیا اگر ایسا ہے کہ دوزخ یا بہشت پہلے ہی سے ہر ایک کے ٹھیر گئی اور اب اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی تو پھر اب عمل نیک کرنا اور محنت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے جس کی قسمت میں جو لکھا ہے وہی آخر کو ہو رہے گا اس کے جواب میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی قسمت میں بہشت ہے اس سے مرنے کے قریب بہشتیوں والے کام ہونے لگتے ہیں اور اس کا خاتمہ بخیر ہوتا ہے اگرچہ پہلے بُرے کام کرتا رہا ہو اور جس کی قسمت میں دوزخ لکھا ہے اس سے مرنے کے قریب بُرے کام ہونے لگتے ہیں اور اس کا خاتمہ بُرے کاموں پر ہوتا ہے اگرچہ وہ پہلے نیک کام کرتا رہا ہو سو تم نیک کام کیے جاؤ اور اپنی طرف سے بد کام کا

ارادہ نہ کرو پھر آگے قسمت ہے اور اللہ کو جو کرنا تھا کہ ایک گروہ کے واسطے بہشت اور ایک فریق کے لیے دوزخ سو وہ کر چکا ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ خِزَامَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْھَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقَاۃً نَتَّقِیْھَا ھَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئًا قَالَ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور ترمذیؒ نے اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ ابوخزامہؓ نے نقل کیا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بتلاؤ حال دم کرنے کا کہ ہم دم کرتے ہیں اور حال دوا کا کہ ہم علاج کرتے ہیں اس سے اور حال بچاؤ کا کہ ہم پناہ پکڑتے ہیں اس سے کیا لوٹا دیتی ہیں یہ چیزیں اللہ کی تقدیر بھی کچھ فرمایا کہ یہ چیزیں بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔

ف: یعنی اس بات کے سننے سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر میں لکھا وہی ہوگا یہ خیال میں آتا ہے کہ بیمار پر کچھ پڑھ کر دم کر دینا یا علاج کرنا یا دعا صدقہ خیرات کرنا لاحاصل بے فائدہ ہے اس سے کچھ نہیں ہوتا سو یہی بات خزامہ کے باپؓ نے حضرتؐ سے پوچھی کہ اگر تقدیر ہی کا لکھا ہوتا ہے تو پھر ہم لوگ بیماریوں کے واسطے کچھ پڑھ کر دم کرتے ہیں اور دوا سے علاج کرتے ہیں اور مشکل میں دعا صدقہ وغیرہ خیرات کرتے ہیں اور لوگوں کو ظاہر میں فائدہ بھی معلوم ہوتا ہے تو کیا یہ چیزیں اللہ کی تقدیر لکھی ہوئی کو پھیر دیتی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں سمجھو فائدہ جو ہوتا ہے سو یہ بھی تقدیر ہی میں لکھا ہے کہ یہ شخص یوں کرے گا تو یوں فائدہ ہوگا سو ویسا ہی ہوتا ہے یہ تقدیر کے خلاف نہیں بلکہ اس مقام پر معلوم کرنا چاہیے کہ عالموں نے لکھا ہے کہ تقدیر دو قسم پر ہے ایک وہ ہے کہ جیسا مقرر کر دیا ویسا ہی ہوا اس کو مبرم کہتے ہیں اور ایک تقدیر معلق ہے کہ اگر فلانا شخص یوں کرے تو ایسا ہوا اور یوں نہ کرے تو

ایسا ہو یعنی مثلاً دعا مانگے تو بیمار اچھا ہو اور نہ مانگے تو نہ ہو تو یہ دعا تعویذ صدقہ خیرات دوا علاج کا اثر اسی تقدیر معلق کے سبب ہوتا ہے اگرچہ یہ اثر ہونا بھی اس کی تقدیر میں لکھا ہے مگر اصل یہ ہے کہ آدمی اس مقام پر تردد نہ کرے اور اپنی عقل ناقص کو منہ زور گھوڑے کی طرح اس میدان میں نہ دوڑائے جس طرح فرمایا اس طرح یقین لائے چون و چرا نہ کرے بڑے آدمیوں کے حکموں اور کاموں کے بھید دیہاتی گنواروں کو معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے ان کی سمجھ میں نہیں آتا چہ جائے اللہ تعالیٰ کے حکموں اور کاموں کا بھید بندوں کو عقل سے دریافت ہونا۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ کُتِبَ مَقْعَدُہٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا نَتَّکِلُ عَلٰی کِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ اَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ فَسَیُیَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَۃِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ فَسَیُیَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَۃِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی الآیۃ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص کی تم میں سے لکھی گئی ہے جگہ دوزخ میں اور جگہ بہشت میں اصحابؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بھلا پھر ہم بھروسہ نہ کر لیں اپنے لکھے ہوئے پر اور چھوڑ دیں عمل فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کے واسطے میسر ہو جاتی ہے وہی چیز جس کے واسطے وہ پیدا ہوا سو جو شخص ہو نیک بختوں میں تو موجود کیا جاتا ہے اس کو نیک بختی کا کام اور جو ہوا بد بختوں میں تو میسر ہوتا ہے اس کو کام بدبختی کا پھر پڑھی حضرت نے یہ آیت کہ جس نے بخشش کی اور پرہیزگار ہوا اور سچا جانا قرآن کو تو اب ہم آسان کر دیں گے اس کو آسانی کی راہ اور جس نے بخل کیا اپنے آپ کو بے پروا جانا اور جھوٹ بتایا قرآن کو تو اب ہم آسان کریں گے اس کو سختی کی راہ۔

ف: یعنی نیک بخت کے واسطے اسباب بھی ویسے ہی نیکی کے جمع ہو جاتے ہیں اور بد کے لیے اسباب بھی ویسے ہی بدی کے موجود ہو جاتے ہیں اور نیک کو نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور بد کو بدی کرنا سہل ہو جاتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب اس سے نیکی ہونے لگے اور نیکی کے اسباب جمع ہو جائیں تو شکر کرے اور نیکی ہی کرتا رہے اور جب معاذ اللہ بدی کے اسباب جمع ہو جائیں اور بدی ہونے لگے اور بدی میں مزا ملے تو خوف کرے اور جلدی سے اسے ترک کرے اور اس بات پر بھروسہ نہ کرے کہ بہشت اور دوزخ جو ہماری قسمت میں لکھا ہے ویسا ہی ہوگا ہم بندگی کیوں کریں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ النَّارِ وَاِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ سعدؓ کے بیٹے سہل نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کام کرتا ہے کام دوزخیوں والے حالانکہ وہ ہوتا ہے بہشتیوں میں سے اور کرتا ہے کام بہشتیوں کے حالانکہ وہ ہوتا ہے دوزخیوں میں سے اور اعتبار کاموں کا ہے خاتمہ پر۔

ف: یہ حدیث اور جتنی حدیثیں اوپر اسی فصل میں گذریں سب مشکوٰۃ کے باب الایمان بالقدر میں لکھی ہیں سو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بعضا آدمی حقیقت میں تقدیر کے بموجب بہشتی ہوتا ہے مگر پہلے کام اس سے دوزخیوں کے سے ہوتے ہیں پھر آخر کو اس سے کام بہشتیوں کے سے ہونے لگتے ہیں تو وہ بہشت ہی کو جاتا ہے اور بعضا شخص تقدیر کے بموجب دوزخی ہوتا ہے مگر وہ بہشتیوں کی طرح کام کرتا ہے پھر آخر کو اس سے کام دوزخیوں والے ہونے لگتے ہیں تو وہ دوزخ پاتا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اعتبار کاموں کے انجام کا ہے آخر کو مرنے کے نزدیک جیسے کام ہوں ویسا وہ شخص ہے تو کسی شخص کو جب تک وہ

جیتا رہے بہشتی یا دوزخی نہ کہنا چاہیے ہاں اگر نیک کام کرتے کرتے اسی نیکی کی حالت میں مر جائے تو یہ جاننا چاہیے کہ ظن غالب یہ ہے کہ یہ بہشتی تھا اور معاذ اللہ اگر کفر کے کاموں کی حالت میں مرجائے تو جاننا چاہیے ظاہر میں اس کے کام دوزخیوں والے تھے انجام اللہ کو معلوم اور جس کا کفر پر مرنا یقینی معلوم ہوا اس کو دوزخی جاننا یا کہنا مضائقہ نہیں غرض کہ تقدیر پر ایمان رکھنا فرض ہے اور اس میں چون و چرا کرنا برا ہے اور جس کو اللہ نے نیک بتلا دیا وہ نیک ہے اور جس کو بد فرما دیا وہ بد ہے اور خاتمہ کا اعتبار ہے اللہ تعالیٰ خاتمہ سب کا بخیر کرے اور اپنے نیک بندوں کی راہ پر لگائے اور نیکیوں کی محبت دے۔

الفصل الرابع

فِی ذِکرِ الصَّحَابَۃِ وَاَھلِ البَیتِ رضِیَ اللہ عنھم

ترجمہ: چوتھی فصل حضرت پیغمبر ﷺ کے یاروںؓ کے اور حضرت کے اہل بیتؓ کا ذکر میں۔

ف: یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جس سے حضرتؐ کے یاروںؓ اور اہل بیتؓ کی بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

تو جاننا چاہیے کہ اصحاب اس کو کہتے ہیں جس نے حضرتؐ سے ملاقات کی اور وہ مسلمان تھا پھر جب فوت ہوا تب بھی مسلمان تھا پھر اگر بہت عرصہ صحبت میں رہا تو زیادہ افضل ہے ان سے جو کم صحبت میں رہے۔ اور اہل بیت کہتے ہیں گھر والوں کو جیسے بیبیاں اور لڑکے اور لڑکیاں اور بسبب لڑکیوں کے داماد اور ناتے اور ناتین سب اہل بیت میں داخل ہیں بالخصوص اور باندی اور غلام اور جس کو بیٹا کر کے پالا بلکہ سارا کنبہ جو ان کے طریق پر ہو اور ان کی اولاد بھی مطلق اہل بیت میں شامل ہے چنانچہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن اور سعد اور سعید اور ابوعبیدہ اور ابوہریرہ اور انس اور بلال اور معاویہؓ اور سوا ان کے سب مہاجر مکہ کے اور انصار مدینہ کے اور جہاد کرنے والے حضرتؐ کے ساتھ مل کر جو احد اور بدر اور حدیبیہ اور خیبر وغیرہ لڑائیوں میں حضرتؐ کے ساتھ شریک تھے بالخصوص اور جس مسلمان نے حضرتؐ سے ملاقات کی اور اسی مسلمانی کے عقیدے پر وفات پائی وہ سب اصحاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان کی ثنا اور صفت اور خوبیاں قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں ان سے محبت رکھنا اور ان کی راہ پر چلنا ایمان کی علامت اور نشانی ہے پھر جو کوئی ان کو برا جانے یا ان کو نہ مانے تو اس نے گویا قرآن وحدیث کا انکار کیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بی بی خدیجہ اور بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ اور بی بی زینب اور بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ اور بی بی جویریہ اور بی بی میمونہ اور بی بی ریحانہ زید کی بیٹی اور

بی بی ریحانہ شمعون کی بیٹی ماریہ قبطیہ وغیرہ یہ سب حضرتؐ کی بیاں اور فاطمہ زہرا اور بی بی ام کلثوم اور بی بی رقیہ اور بی بی زینب حضرت کی بیٹیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین اور علی مرتضیٰؓ اور حضرت عثمانؓ باحیا حضرت کے داماد اور عمر فاروقؓ حضرت کے نواسے داماد اور حسن اور حسین حضرتؐ کے نواسے اور امامہ اور ام کلثوم وغیرہ حضرت کی نواسیاں اور زید جن کو بیٹا کر کے پالا تھا حضرتؐ نے اور اسامہ ان کا بیٹا وغیرہ ان کی اولاد یہ سب رضی اللہ عنہم اجمعین حضرتؐ کے اہل بیت اور عترت میں داخل ہیں ان کی محبت رکھنا اور ان کی راہ اور رویہ کو اختیار کرنا اسلام اور ایمان کی علامت کامل ہے پھر جو شخص ان سے محبت نہ رکھے یا ان پر طعن کرے اس کے ایمان میں نقصان ہے اس واسطے کہ ان کی تعریف اور مدح خصوصاً اور عموماً قرآن اور حدیث سے ثابت ہے تو جو شخص معاذ اللہ ان کو برا جانے اس نے گویا قرآن اور حدیث کا انکار کیا، پھر اس کا سوائے دوزخ کے کہاں ٹھکانا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کا مالک خالق ہے اس کی محبت رکھنا اور اس کے حکم پر چلنا فرض ہے اور اس کا حکم ہے کہ میرے محبوب رسول مقبول کی محبت رکھو اور اس کے کہنے پر چلو تو حضرت رسول خدا ﷺ کی محبت اور اطاعت فرض عین ہوئی سو قطع نظر اور دلیلوں سے جس کو پیغمبر ﷺ سے سچی محبت ہوگی تو وہی شخص ان سے بھی محبت رکھے گا جن سے پیغمبر خدا ﷺ نے محبت رکھی تھی اور یہ بے شک وشبہ یقینی بات ہے کہ جو مسلمان حضرتؐ کے ساتھ رہتے تھے اور صلاح اور مشوروں میں شریک ہوتے تھے اور دین مسلمانی کا انہیں کی کوشش سے جاری ہوا حضرتؐ کے وقت میں اور بعد حضرتؐ کے گویا وہ لوگ پیغمبر کے پیغمبری کے کام میں مددگار تھے اور جو شخص حضرتؐ کے گھر کے تھے بی بیاں اور اولاد اور نواسے وغیرہ جن کا اوپر ذکر ہوا ان سب سے حضرتؐ کو محبت تھی بلکہ سارے مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت تھی تو جس کو حضرت سے محبت ہوتی وہ ان سب کی بھی محبت رکھے گا پھر ان اصحابؓ اور اہل بیتؓ کی تعظیم کرے گا اور راہ اور رویہ ان کا اختیار کرے گا پھر جس قدر اس کو حضرتؐ سے محبت زیادہ ہوگی اسی قدر ان سب سے بھی اس کو محبت زیادہ ہوگی اور جاننا چاہیے کہ حضرتؐ کے اصحابؓ یا اہل بیت اگر برے ٹھیریں تو مسلمانی کا دین بھی جھوٹا ٹھیرے اس واسطے کہ قرآن وحدیث مسلمانی کی

یعنی حضرت علی وفاطمہ کے داماد۔

بنیاد انہیں کے واسطے سے پچھلے لوگوں کو پہنچا پھر اگر وہ بُرے تھے تو ان کے بتائے ہوئے قرآن وحدیث کا کیا اعتبار اور جب قرآن اور حدیث بے اعتبار ہو گیا تو دین مسلمانی سب جھوٹ ٹھیرا تو جو شخص ان کو بُرا جانے وہ گویا اپنے آپ کو مسلمان نہیں جانتا اور اپنے ایمان کا انکار کرتا ہے بلکہ دین اسلام کا انکار کرتا ہے اور اصحابؓ اور اہل بیتؓ کی خوبیاں اور بزرگیاں قرآن وحدیث میں بہت مذکور ہیں اس مقام پر کئی آیتیں اور حدیثیں مذکور ہوتی ہیں سچے مسلمان کو عقیدہ درست کرنے کے لیے اس قدر بھی کافی ہیں سننا چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ اعراف میں کہ میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھ دوں گا ان کو جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری باتیں یقین کرتے ہیں جو تابع ہوتے ہیں اس رسول کے جو نبی ہے امی جس کو پاتے ہیں اپنے پاس لکھا ہوا توریت اور انجیل میں بتاتا ہے ان کو نیک کام اور منع کرتا ہے بُرے کاموں سے اور حلال کرتا ہے ان کے واسطے سب پاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے بوجھ ان کے اور پھانسیاں جو ان پر تھیں سو جو اس پر یقین لائے اور اس کی رفاقت کی اور مدد کی اور تابعدار ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پہنچتے ہیں مراد کو۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چند میری رحمت سب چیز کو شامل ہے مگر

خاص کر کے ان لوگوں کے واسطے وہ رحمت لکھ دوں گا جو لوگ نبی امی پر یقین لائے یعنی محمد ﷺ پر اور ان کی رفاقت کی کہ ہجرت میں ان کا ساتھ دیا کہ مکہ سے گھر چھوڑ کر حضرت کے ساتھ مدینہ کو گئے اور وہ لوگ جنہوں نے مدینہ میں پیغمبر کو جگہ دی اور مدد کی اور قرآن نورانی جو پیغمبر کے ساتھ نازل ہوا اس کے تابع ہوئے اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے حکم پر یقین کرتے ہیں اور اپنے نبی کا حال توریت اور انجیل میں دیکھ کر نبی پر ایمان لائے کہ وہ نبی ان کو نیک کام بتاتا ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاک چیزیں حلال بتاتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کہتا ہے اور گناہوں کے بوجھ جو ان پر لدے ہوئے تھے اور باپ دادا کی رسوم کی پھانسیاں جو ان کے گلے میں تھیں سوا تارتا ہے سو وہ لوگ مراد کو پہنچے کہ جنتی ہوئے پیغمبر خدا ﷺ کے یاروں کا حال ہے کہ وہ سب لوگ خصوصاً چار یارؓ ہمیشہ پیغمبر خدا ﷺ کے رفیق رہتے تھے اور مدد کرتے تھے اور دین اسلام ان سے جاری ہوا اور وہ خود اللہ سے ڈرتے تھے اور متقی پرہیزگار تھے اور زکوٰۃ دیتے تھے اور ہر کام میں خدا کا حکم مانتے تھے اور قرآن کی پیروی کرتے تھے سو وہ اصحاب ایمان دار تھے اور اللہ نے اپنی خاص رحمت ان کے واسطے لکھ دی اور وہ مراد کو پہنچے کہ بے شک جنتی ہوئے پھر اب جو کوئی ان کو بُرا کہے اور ان پر طعن کرے تو گویا اللہ کی رحمت پر طعن کرتا ہے اور اس آیت کا منکر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انبیاء میں کہ اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے بعد کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔

ف: یہ آیت بھی حضرتؐ کے اصحابوں کے حق میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے ہم نے توریت حضرت موسیٰ پر نازل کی اس کے بعد زبور حضرت داؤدؑ پر اتری سو پہلے توریت میں اور اس کے بعد زبور میں ہم نے لکھ دیا تھا آگے سے کہ ہمارے اچھے بندے

زمین کے وارث مالک ہو جائیں گے سو جب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ بنے تب یہ وعدہ سچا اور پورا ہوا کہ پورب (مشرق) سے پچھان (مغرب) تک انہیں کا حکم ساری زمین کے لوگوں پر ظاہر اور باطن جاری ہوا اور آخر وقت میں حضرت امام محمد مہدی کا بھی یہی دور ہونا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ خلیفے اللہ کے خاص بندے صالح تھے پھر جو کوئی ان کو فاسق اور منافق جانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حج میں کہ وہی لوگ ہیں اگر ہم ان کو مقدور دیں ملک میں تو وہ قائم کریں نماز اور دیں زکوۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے کام سے اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے انجام ہر کام کا۔

ف: اس آیت سے پہلی آیت قرآن میں اللہ صاحب نے اصحابوںؓ کا ذکر کیا صرف ایمان کے سبب سے ان کو کافروں نے مکے سے نکالا سو ان اصحابوں کی اللہ نے مدد کی پھر اس آیت میں ان کی تعریف کی کہ وہ ایسے لوگ ہیں اگر وہ زمین پر حاکم ہوں تو نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں یعنی نماز اور زکوۃ کو رائج کر دیں اور بھلے کام کا لوگوں کو حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں پھر ان کی نیکی کا دنیا میں جاری رہنا یا نہ رہنا یہ انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے یار مہاجرینؓ خصوصاً چاروں خلیفے جو کام کرتے تھے اور جو لوگوں کو کہتے تھے وہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول تھے اور یہ جو وعدہ کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا تھا سو پورا کیا کہ زمین پر ان کو حاکم کیا اور پیغمبر ﷺ کا خلیفہ بنایا پھر انہوں نے جو کام کرنے کیلئے کہا وہ کام نیک تھا اور جس کام سے منع کیا وہ کام برا تھا پھر اب جو کوئی ان کے کاموں کو اور حکم کو برا جانے وہ اس آیت کا انکار کرتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فتح میں کہ محمد ﷺ رسول اللہ کا ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع اور سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی نشانی ان کی منہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ مثال ہے ان کی تورایت میں اور مثال ہے انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا کہ جلاوے ان سے جی کافروں کا وعدہ دیا ہے اللہ نے ان میں سے جو ایمان لائے اور کئے بھلے کام مغفرت کے اور بڑے ثواب کا۔

ف: یہ آیت اللہ صاحب نے حضرت ﷺ کی شان میں نازل کی اور اس میں حضرتؐ کے یاروںؓ کے ظاہر و باطن کی خوبیاں بیان کیں تا کہ مخالفوں پر حجت ہو کہ ایسے

؎ جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ ان کا پتا یعنی تہجد کی نمازوں سے، صاف نیت سے چہرے پر ان کے نور ہے، حضرت ﷺ کے اصحاب اور لوگوں میں پہچانے جاتے ہیں چہرے کے نور سے اور کھیتی کی کہاوت یہ کہ اول ایک آدمی تھا اس دین پر پھر دو ہوئے پھر قوت بڑھتی گئی حضرت ﷺ کے وقت اور خلیفوں کے اور یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان لائے اور بھلے کام کرتے ہیں حضرت ﷺ کے اصحاب سب ایسے ہی تھے، مگر خاتمہ کا اندیشہ رکھا، حق تعالیٰ بندوں کو ایسی خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جائیں مالک سے اتنی شاباشی بھی غنیمت ہے۔ شاہ عبد القادرؒ۔

لوگ خدا پرست پیغمبر کے رفیق ہیں اور جس کے رفیق و ہم صلاح یار ایسے ہوں کہ وہ شخص خود اعلیٰ درجہ کا خدا پرست اور نیکو کار ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کی صحبت ایسی خوب ہے کہ اس کے سبب لوگ ایسے نیک ہو گئے سو اس آیت میں حضرت کے اصحابؓ کی خوبیاں ظاہر کیں کہ وہ حضرتؐ کے رفیق ہیں اور ساتھ موجود رہتے ہیں اور کافروں پر زور آور سخت ہیں اور آپس میں مسلمانوں پر نرم دل اور رحیم اور ہمیشہ نماز میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے چہروں پر اللہ کا نور ہے سجدے کے سبب سے کہ ہزاروں میں پہچانے جاتے ہیں اور باطن کی خوبی یہ ہے کہ یہ سب صرف اللہ کی رضا مندی کے واسطے ہے اور اللہ کا فضل چاہتے ہیں ملک و دولت و دنیا نہیں چاہتے یعنی نیت ان کی للہ ہے ریا کار اور تقیہ شعار نہیں ہیں اور نفاق نہیں رکھتے اور پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ نے توریت میں اور انجیل میں ان کی مثال لکھی ہے کہ جیسے بیج بویا جاتا ہے جب اس سے کھیتی جمتی ہے اور درخت اس کے موٹے اور بڑے ہوتے ہیں تو کھیتی والے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کے دشمن ناخوش ہوتے ہیں اور اسی طرح پر پہلے ایک دو مسلمان تھے پھر زیادہ ہوتے گئے اور اسلام کی اصحابوں سے قوت بڑھتی گئی پھر جب اسلام کی قوت بڑھی اور اللہ اور رسول خوش ہوئے اور کافر ناخوش ہوئے اور غصہ میں آئے سو یہ حضرتؐ کے اصحاب اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے ایسی ظاہر و باطن کی خوبیوں والے بنائے تاکہ ان کو دیکھ کر کافروں کا جی جلے اور اگر ان اصحابوںؓ سے کچھ گناہ بھی ہوئے تو وہ گناہ آخرت میں معاف ہو کر ثواب عظیم ان کو ملے گا تو وہاں اور بھی زیادہ کافروں کا جی جلے گا جو ان کے دشمن تھے اصحابوںؓ کو انعام و اکرام ہوگا اور خود وہ کافر دوزخ میں جلتے ہوں گے ہر چند اس آیت میں سب اصحابوں کی تعریف ہے مگر یہ چار باتیں جو بیان کیں اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ پیغمبر کے ساتھ رہنا اور اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ یعنی کافر پر سخت اور زبردست اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنی آپس میں رحم دل اور تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یعنی نماز میں مشغول رہنا سو یہ چاروں باتیں چاروں خلیفوں میں بالخصوص بھی مخصوص تھیں چنانچہ حضرت ابوبکرؓ ابتداء عمر سے حضرت ﷺ کے ساتھ رہے خصوصاً غار میں ساتھ دیا اور ہجرت میں رفاقت کی اور بعد مرنے کے حضرت کے پاس ایک جگہ پر دفن ہوئے تو اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ کی حقیقت ان پر خوب

ثابت ہوئی اور کافروں پر سخت ہونا حضرت عمرؓ کا مشہور و معروف ہے جس روز یہ مسلمان ہوئے اس روز جماعت سے سب مسلمانوں نے باہر نکل کر نماز پڑھی اس سے پہلے کافروں کے خوف سے نماز چھپ کر مسلمان پڑھتے تھے ان کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو قوت ہوئی اور کافر ڈر گئے اور ان کی خلافت میں کافروں کے ہزار شہروں میں مسلمانوں کا عمل ہوا اور دین اسلام جاری ہو گیا تو اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کا مطلب حضرت عمرؓ میں خوب پایا گیا اور مسلمانوں پر رحم دلی حضرت عثمانؓ کی ظاہر ہے کہ جب ان پر لوگوں نے بلوا (حملہ) کیا تو اس وقت کم و بیش دو ہزار غلام مسلح حضرت عثمانؓ کے موجود تھے حضرت عثمانؓ نے اسی وقت ان کو آزاد کیا اور فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ مسلمانوں پر کوئی میرے سبب سے تلوار کھینچے اگرچہ میں جان سے مارا جاؤں چنانچہ وہ سب غلام چلے گئے اور بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا اور حضرت عثمانؓ نے ان سے مقابلہ نہ کیا تو رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کا وصف ان میں خوب ظاہر ہوا اور نماز میں مشغول رہنا حضرت علیؓ کا کمال کے درجے کو پہنچا کہ عین سجدے کی حالت میں شہید ہوئے تو تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا کا بیان ان پر خوب مطابق ہوا پھر اگر غور کیجئے تو ہر ایک میں یہ چاروں صفتیں بخوبی تھیں اور نیت سب کی للہ فی اللہ تھی غرض کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے اصحابؓ کا ظاہر اور باطن دونوں نیک تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیشہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل متوجہ تھا کہ توریت اور انجیل میں بھی ان کی خوبیاں اور ان کا ذکر بیان ہو گیا تھا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اصحابؓ کو ایسی خوبیوں والا بنایا اس واسطے کہ ان کے سبب سے کافروں کا جی جلے اور کافر غصہ میں آویں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضرتؐ کے اصحابؓ کی خوبیاں اور نیکیاں اور تعریفیں سن کر ناخوش ہو وہ کافر ہے یعنی درگاہ سے راندہ گیا مردود سبحان اللہ جو شیطان اللہ کے پیغمبر محبوب کے دوستوں یاروں سے دشمنی کرے وہ کیوں نہ اللہ کی درگاہ سے راندہ جائے اور یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی اصحابیؓ سے کچھ گناہ کا کام بھی ہو گیا تو وہ معاف ہے کاس واسطے کہ خدا نے تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے معاف کرنے کا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَاناً وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ قف وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حشر میں کہ غنیمت کا مال ہے واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور مالوں سے اور ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور اللہ کی مدد کرنے کے لئے اور اس کے رسول کی وہ لوگ وہی ہیں سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر مدینہ میں ایمان میں ان سے آگے سے محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ آوے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اس چیز سے جو ان کو ملا اور مقدم رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اگر چہ ہوان کو حاجت اور جو شخص بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے۔

ف: حضرت رسول خدا ﷺ کے اصحابؓ ایک وہ لوگ تھے مہاجر جو مکے سے اپنے گھر چھوڑ کر اور مال اور دنیا داری ترک کر کے صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے فضل خدا کے طالب حضرتؐ کے ساتھ مدینہ کی طرف چلے آئے تھے کہ جہاد کریں گے اور رسولؐ خدا کے مددگار رہیں گے سو ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ سچے مسلمان ہیں اور ایک اصحابؓ حضرت ﷺ کے انصار تھے یعنی وہ لوگ جو مدینہ میں رہتے تھے آگے ہو کر جب حضرتؐ اور حضرت کے یار مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف گئے تو انہوں نے سب کو اپنے گھروں میں رکھا اور کھانا کپڑا دیا اور نہایت خاطر کی اور کمال محبت یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی ان کو مقدم رکھا

کہ آپ بھوکے رہتے اور ان کو کھلاتے اور اپنی حاجت بند کرتے اور ان کو ہر چیز دیتے اور اگر وہ مہاجر مکے والے کہیں سے کچھ پیدا کر لاتے تو یہ انصار مدینہ کے خوش ہوتے اور لالچ نہ کرتے چنانچہ بنونضیر کے یہودیوں کے غنیمت کا مال جب حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرتؐ نے مدینہ والے انصار سے فرمایا کہ اگر چاہو تو تم یہ مال لو اور خرچ کرو اور یہ مکہ کے مہاجرینؓ جو چار برس سے تمہارے گھروں میں رہتے ہیں اور تمہارے پاس سے کھاتے ہیں ان کو اسی طرح اپنے پاس رہنے دو اور کھلاؤ اور یا صلاح ہو تو میں یہ مال ان مہاجروں کو دوں کہ یہ تم سے الگ اپنے پاس سے کھاویں، اس کے جواب میں ان انصاریوںؓ نے عرض کیا کہ حضرت یہ مال سب انہیں مہاجروں کو دیجئے اور یہ جیسے آگے سے ہمارے پاس رہتے اور کھاتے ہیں ویسے ہی رہا کریں اور ہمارا کھایا کریں سو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں ان مہاجریں اور انصار کی خوبیاں بیان کیں اور تعریف کی اور مہاجروں کے دل کا حال بیان فرمایا کہ وہ لوگ صرف اللہ و رسول کی مدد کرنے کیلئے اپنا گھربار مال و متاع چھوڑ کر رسولؐ کے ساتھ آئے ہیں ان کو اس میں کچھ دنیا کا فائدہ منظور نہیں سو وہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور انصاروںؓ کے ظاہر و باطن دونوں کا ذکر کیا کہ وہ مہاجروں سے محبت کرتے ہیں اور باوجود اپنی حاجت کے اپنا مال و متاع مہاجروںؓ پر خرچ کرتے ہیں اور حسد نہیں کرتے اور ان سے لالچ نہیں رکھتے اور جو شخص ایسا ہو کہ اس کو اللہ نے لالچ سے بچایا ہو کہ اپنی جان کے واسطے لالچ نہ کرے وہ مراد کو پہنچا اور دین و دنیا کی اس نے فلاح پائی اور یہ انصارؓ لالچ سے بچے سو انہوں نے فلاح پائی اور مراد کو پہنچے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حدید میں کہ برابر نہیں تم میں جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑائی کی ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو خرچ کریں اس سے پیچھے اور لڑیں اور سب کو وعدہ دیا ہے

الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

ف: مکہ کے فتح ہونے سے پہلے اکثر مسلمان محتاج اور کمزور تھے اس وقت مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے میں بڑا فائدہ ہوا کہ مسلمانوں کی حاجت روا ہوئی اور کافروں پر دین کا غلبہ ہوا اس واسطے اللہ کے نزدیک ان مال خرچ کرنے والوں کا اور جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا ہے یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے حال مطابق ہے چنانچہ اکثر مفسروں نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کے حق میں نازل ہوئی اور جن لوگوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا وہ کم درجہ والے ہیں ان پہلوں سے اور بہشتی دونوں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خوبی کا دونوں سے وعدہ کیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت کے بعضے اصحاب بعضوں سے افضل ہیں سب کا مرتبہ برابر نہیں مگر بہشتی جنتی ہونے میں سب برابر ہیں اگرچہ بہشت کے اعلیٰ درجہ میں کوئی ہو اور کوئی اس سے نیچے درجے میں جیسے پادشاہ کے وزیر ہوتے ہیں کوئی فقط وزیر کوئی وزیر اعظم مگر مقرب پادشاہ کے دونوں ہوتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ کے برابر کسی اصحاب کا مرتبہ نہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ توبہ میں اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کیے ہیں ان کے واسطے باغ کہ ان کے نیچے

ہر کچھ بچ رہتا ہے یعنی مالک فنا ہوتا اور ملک اللہ کو بچ رہتی ہے اور ہمیشہ اسی کا مال تھا، فتح مکہ سے پہلے جنھوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے درجے لے گئے۔ (شاہ عبدالقادر)۔

اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مرادملنی۔

ف: بدر کی لڑائی تک جولوگ مسلمان ہوئے وہ قدیم ہیں اور جولوگ بدر کی لڑائی کے بعد مسلمان ہوئے وہ ان کے تابع ہیں اور مہاجر وہ اصحاب جو حضرت کے ساتھ مکے سے نکل آئے مدینہ کواور انصار وہ کہ مدینہ کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اپنے ہاں جگہ دی تھی اور خاطر داری کر کے رکھا تھا سواللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قدیمی مہاجراور انصاراور جو پیچھے مسلمان ہوئے اور ان قدیمی اصحابوں کی نیک راہ پر چلے ان سب سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان سب کے واسطے بہشت تیار کررکھی ہے کہ اس کے باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی مرادملنی ہے کہ اللہ راضی ہواور بہشت ملے اس سے زیادہ اور کیا ہو سبحان اللہ کیا بڑا مرتبہ ہے حضرت ﷺ کے یاروں کا کہ اللہ تعالیٰ خودقرآن میں خبر دیتا ہے کہ میں ان سے راضی اور خوش ہوا اور ان کے واسطے پہلے ہی سے بہشت تیار کررکھی ہے پھر عجب خبیث وہ فرقہ ہے کہ جوان مقبول لوگوں سے ناراض اور ناخوش ہواور بغض وعداوت رکھے اور پھر بے حیائی سے دعویٰ کرے کہ قرآن پر ایمان رکھتا ہوں۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ فتح میں کہ اللہ خوش ہوا مسلمانوں سے جب وہ بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے پھر جانا جو ان کے دلوں میں تھا پھر اتارا ان پر چین اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک۔

ف: ایک بار پیغمبر خدا عمرہ کرنے کے واسطے مکہ کی طرف چلے نزدیک پہنچ کر

ایک صحابی کو بھیجا کہ مکہ کے لوگوں سے کہہ دیں کہ ہم لڑنے کیلئے نہیں آئے عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں کافروں نے ان کو مکہ میں نہ جانے دیا تب پیغمبر خدا ﷺ نے عثمانؓ کو بھیجا یہاں خبر اڑی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا تب حضرت ﷺ نے اصحابوں سے کہا کہ اب ان مکہ والوں پر جہاد کرو تو وہاں پر ایک درخت کے نیچے حضرت سے ایک ہزار پانچ سو بیس اصحابوں نے بیعت کی کہ ہم مکہ والوں سے لڑیں گے اگر چہ مارے جائیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے حق میں بھیجی فرمایا کہ ان سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اللہ راضی ہوا اور ان کے دل کا حال صاف معلوم ہو گیا کہ یہ سچے مسلمان ہیں کہ رسول کے حکم کے بموجب جان دینے کو موجود ہو گئے اور اللہ نے ان کو چین اور خاطر جمعی دی کہ ان کو ایمان جانے کا خوف نہ رہا اور ان کو دین میں نہایت مضبوطی ہوئی اور آئندہ کیلئے ان کو اب ایک فتح اور ملی چنانچہ اس وعدہ کے بموجب خیبر فتح ہوا اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان اصحابوں سے اللہ راضی ہوا ان کے باطن کی صفائی کا حال معلوم کر کے ان کے واسطے چین نازل کیا پھر ان کے برابر اور کسی امتی کا مرتبہ کس لئے ہوگا اور ان کے واسطے خود اللہ تعالیٰ کلام اللہ میں فرماتا ہے کہ میں ان سے راضی ہوا اور ان کو چین دیا اور سوا ان کے اور کسی کا حال یقینی معلوم نہیں کہ اللہ ان سے راضی ہے یا نہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نور میں کہ وعدہ دیا اللہ نے ان کو جو ایمان لائے تم میں سے اور کئے ہیں نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے پہلے لوگوں کو اور جماوے گا ان کو دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے ملے گا انکو ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. اور جو کوئی ناشکری کرے اس سے پیچھے سو وہ لوگ ہیں نافرمان۔

ف: یعنی جو لوگ کہ خدا اور رسول پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے روزہ نماز وغیرہ نیک کام کئے تھے اس سورہ کے نازل ہونے تک ان کو اس آیت میں اللہ نے وعدہ کیا کہ آئندہ کیلئے کئی آدمیوں کو ان میں سے خلیفہ کرے گا اور زمین پر حاکم بنائے گا جیسے حضرت داؤد وغیرہ پہلے لوگوں کو بنی اسرائیل میں زمین کا خلیفہ اور حاکم بنایا تھا اور یہ وعدہ کیا کہ ان کا دین جو اللہ کو پسند ہے زمین میں اللہ رائج اور جاری کرے گا اور جما دے گا اور یہ وعدہ کیا کہ اس وقت میں کافروں سے جو خوف تھا اس خوف کے بدلے میں امن امان ان کو ہوگی کہ چین سے اللہ کی بندگی کریں گے بغیر شرک وریا سو یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے حق میں پورا ہوا اور یہ سب باتیں ان میں پائی گئیں کہ یہ لوگ مسلمان تھے جب یہ سورہ نازل ہوئی تو یہ بھی اس وعدہ میں شامل تھے اور یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ کئی شخصوں کو خلیفہ بنائے گا سو ان کو بنایا جیسے، سابق میں نبی حضرت داؤد کو بنی اسرائیل میں بنایا تھا اور انہیں خلیفوں کے رو یہ طریقہ کو رائج اور جاری کیا اور کافروں اور منافقوں کے خوف سے بالکل امن انہیں کے وقت میں ہو۔ اور سب لوگ بے خوف وخطر بغیر شرک وریا اور بغیر کئے خدا کی عبادت کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ان کا رو یہ اور دین اللہ کو پسند اور مرضی کے موافق تھا پھر اس کے بعد اگر کوئی ناشکری کرے کہ ایسے شخصوں کے خلیفہ ہونے سے اللہ کا احسان نہ مانے اور ان کی خلافت کے حق ہونے کا منکر ہو تو وہ فاسق ہے نافرمان کہ خدا کا حکم نہیں مانتا کہ جس کو خدا نے اپنی طرف سے خلیفہ بنایا ان کو خلیفہ برحق نہیں سمجھتا پھر اس مقام پر اگر کوئی فاسق کہے کہ اس آیت سے حضرت امام مہدی کی خلافت مراد ہے اس واسطے کہ وہ ساری زمین پر خلیفہ اور حاکم ہوں گے اور مسلمان ان کے وقت میں بے خوف وخطر اللہ کی عبادت کریں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں حطاب ان سے ہے جو اس آیت کے نازل ہوتے وقت موجود تھے اور حضرت امام مہدی

اس وقت موجود نہ تھے اور سوا اس کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کئی شخص کو خلیفہ کرے گا اور امام مہدی ایک شخص ہیں وہ اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتے پھر اگر کوئی شیعہ کہے کہ اس آیت سے صرف حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت مراد ہے کہ وہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ ایک شخص تھے اور یہاں وعدہ ہے کہ کئی شخص خلیفہ ہوں گے تو صرف حضرت علیؓ اس آیت سے مراد نہیں ہو سکتے اور سوائے اس کے شیعہ کے نزدیک اس آیت سے حضرت علیؓ کی خلافت ہرگز مراد نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنی خلافت کے وقت میں ہمیشہ خارجیوں کے ڈر کے مارے تقیہ کر کے اپنا مذہب چھپاتے رہے اور دین خدا کی مرضی موافق جیسا ان کو منظور تھا ویسا ان کی خلافت میں رائج اور جاری نہ ہوا اور اس آیت میں وعدہ یہ ہے کہ دین خدا کی مرضی موافق ان خلیفوں کے وقت میں جاری ہوگا اور یہ تحقیق ہے کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں تو اس صورت میں حضرت علیؓ کی خلافت مراد نہیں ہو سکتی یا یہ کہ حضرت علیؓ نے جو کام اپنی خلافت میں کیے وہی ان کا مذہب اور دین تھا اور اللہ کو بھی پسند وہی رویہ تھا پھر تقیہ کہاں رہا تو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ تقیہ نہیں کرتے تھے اور علاوہ اس کے حضرت علیؓ کی خلافت میں ہمیشہ مخالفوں کا خوف رہا اور شام اور مصر اور مغرب کے لوگ ان کے منکر تھے ان سے خوف رہا اور اس آیت میں وعدہ ہے امن کا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى وَلَسَوْفَ يَرْضٰى.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ والیل میں کہ اور اب بچاویں گے دوزخ سے اس بڑے پرہیزگار کو جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلا دے مگر چاہ کر رضامندی اپنے رب کی جو سب سے اعلیٰ ہے اور البتہ آیندہ کو وہ راضی ہوگا۔

ف: یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے حق میں اتری اور سبب اس کا یہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ مالدار تھے سوانہوں نے سب اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کر دیا اور فقیر ومحتاج ہو گئے چنانچہ چالیس ہزار درھم انہوں نے ضعیف مسلمانوں کی حاجت براری میں اور مسجد کے واسطے زمین مول لینے میں خرچ کئے اور کافروں کے جو غلام لونڈیاں مسلمان ہوگئی تھیں اور وہ کافر نہایت انکو تکلیف دیتے تھے سوانہوں نے ساٹھ لونڈی غلام مسلمان کافروں سے مول لے کر خدا کی راہ آزاد کر دیئے اور حضرت بلالؓ ایک کافر کے غلام تھے اور یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے وہ مردود ان کو دن بھر دھوپ میں پڑا رکھتا اور آس پاس ان کے آگ جلواتا اور رات بھر ان پر مار پڑتی اور یہ چلا چلا کر روتے اور یہ کہتے جاتے کہ خدا میرا ایک ہے حضرت ابوبکرؓ نے یہ بات سنی اس کافر کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو سمجھایا وہ عذاب کرنے سے باز نہ آیا اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ تمہارا دل اس غلام پر جلتا ہے تو مجھ سے اس کو اپنے غلام قسطاس رومی کے بدلے کہ اس کے پاس دو ہزار اشرفی ہیں مول لے لو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے غلام قسطاس رومی کو اور وہ دو ہزار اشرفیاں اور چالیس اوقیہ اور زیادہ اس کافر کو دے کر حضرت بلال کو مول لیا اور اسی وقت پیغمبر خدا ﷺ کے سامنے لا کر آزاد کیا تب ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شخص یعنی ابوبکر جو بڑا متقی پرہیز گار خدا سے ڈرنے والا ہے سو اپنا مال صرف اللہ کی رضا مندی کے واسطے اپنا دل پاک کرنے کو لوجہ اللہ فی سبیل اللہ دیتا ہے اور کسی مخلوق کے احسان کے بدلے میں اپنا مال نہیں دیتا اس لئے کہ کسی کا اس پر احسان نہیں سو اس شخص کو ہم دوزخ سے بچاویں گے اور آئندہ کیلئے یہ اللہ سے راضی ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کا اللہ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بیان کرتا ہے کہ یہ شخص اپنا مال صرف اللہ کی رضا مندی کے لئے خرچ کرتا ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا ﷺ کے حق میں فرمایا تھا کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی اب دے گا تجھ کو تیرا رب تو راضی ہوگا ویسے ہی حضرت ابوبکرؓ کے حق میں فرمایا وَلَسَوْفَ يَرْضٰى اور اب ہوگا راضی ابوبکر سے اور اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ یعنی بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک تم میں سے وہ ہے

1 جو بڑا پرہیز گار متقی ہو اور اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ اتقی یعنی بڑا پرہیز گار متقی تو ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے اور نہایت مکرم اور بزرگ ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ کے بعد ان کے برابر اور کسی کا یہ مرتبہ نہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِوَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰی فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۃ احزاب میں اور جو کوئی تم میں سے اطاعت کرے اللہ کی اور رسول کی اور کرے کام نیک ہم اس کو دیں اس کا اجر دوبار اور رکھی ہے ہم نے واسطے اس کے روزی عزت کی اے نبی کی عورتو! تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر نہ کہو بات پھر لالچ کرے کوئی جس کے دل میں آزار ہے اور کہو بات معقول اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت میں نادانی کے اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اس گھر والوں سے اور ستھرا کرے تم کو ستھرائی سے اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقل مندی مقرر اللہ ہے بھید جانتا خبردار۔

ف: اللہ صاحب نے نبی صاحب کی بی بیوںؓ کو فرمایا کہ تم میں سے جو اللہ اور

رسول کی تابعداری کرے اور نماز روزہ نیک کام کرے تو اس کو دوگنا ثواب ملے اور ہم نے اس کے واسطے دنیا اور آخرت میں عزت کی روزی رکھی ہے تم کھانے پینے کی فکر نہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے ان بی بیوں کی نہایت بزرگی کی کہ خود ان کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے نبی کی عورتو! اور فرمایا کہ کسی مرد سے اگر بات کہو تو اس طرح سے کہو جیسے ماں بیٹوں کو کہے دب کر نہ کہو منافق اور فاسق لوگ اور کچھ نہ سمجھیں اور بات معقول نصیحت کی کہو اور عزت اور وقار سے اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور سابق کفر کے وقت میں جیسے اپنا آپ عورتیں دکھاتی پھرتی تھیں ویسے ہی تم گھر سے نہ نکلو اور نماز پر مستعد رہو اور زکوۃ دیا کرو اور جو حکم اللہ و رسول کا ہو وہ مانتی رہو اور اللہ کو یہی منظور ہے کہ نبی کے گھر بھر سے یہ باتیں دور ہو جائیں اور تم پاک صاف رہو کوئی عیب ظاہر و باطن کا تم میں نہ رہے اور جو آیتیں قرآن کی تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اور جو حدیثیں بیان ہوتی ہیں سو یاد کرو اور یہ جان لو کہ سب بھید اور چھپی باتیں اللہ کو معلوم ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ کی بی بیوںؓ کے واسطے ہر نیکی کا دوگنا ثواب ہے اور وہ بی بیاں اور عورتیں ہرگز برابر نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ ان میں کوئی عیب کی بات نہ رہے اور ظاہر و باطن ان کا صاف رہے پھر جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہو پھر کیوں نہ انکا ظاہر اور باطن صاف رہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کو ادب سکھانے ترتیب کیلئے کرنے کیلئے متوجہ تھا کہ خود ان بیبیوں کو خطاب کرکے ادب کی باتیں بتائیں اور اس آیت میں یہ لفظ جو فرمایا کہ اے گھر والو تو اس لفظ میں سب گھر کے لوگ بیٹے بیٹیاں ناتے اور ناتیاں اور داماد وغیرہ سب لوگ گھر کے شامل ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ احزاب میں کہ نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں۔

ف: یعنی جو لوگ مومن ہیں وہ اپنی جان سے زیادہ نبی کو دوست رکھتے ہیں اس واسطے کہ نبی اللہ کا نائب ہے اپنی جان اور مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا

تصرف چلتا ہے اپنی جان دھکتی آگ میں ڈالنی درست نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور نبی کی عورتیں حرمت اور پردہ میں سب مؤمنوں کی مائیں ہیں اس سبب سے حضرت ﷺ کی بیبیوں سے نکاح درست نہیں اور ان کا ادب سب سے زیادہ چاہئے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبِیْ بَکْرٍ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابوسعیدؓ خدری نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مقرر زیادہ احسان کرنے والا مجھ پر سب آدمیوں سے ساتھ رہنے میں اور اپنا مال خرچ کرنے میں ابوبکرؓ ہے۔

ف: یعنی سب آدمیوں سے زیادہ احسان ابوبکرؓ کا مجھ پر ہے کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ اور ہر امر میں میرا شریک اور مصاحب رہا اور اس نے سب اپنا مال میرے حکم کے بموجب اور میری مرضی کی جگہ خرچ کر ڈالا تو جب پیغمبر خدا ﷺ سب مسلمانوں کے سردار حضرت ابوبکرؓ کے احسان مند ہوئے تو ان سے زیادہ اور کس کا مرتبہ ہے کہ خود پیغمبران کے شکر گذار تھے تو سب مسلمانوں پر ان کا احسان ہوا سب کو ان کی شکر گذاری کرنی چاہیے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَاخَلَا اَبَابَکْرٍ یُکَافِئُہُ اللّٰہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم پر کسی کا احسان مگر ہم نے بدلا (ادا) کر دیا اس کو سوائے ابوبکر کے کہ بدلا دے گا اس کو اللہ قیامت کے دن نہ فائدہ دیا مجھ کو کسی کے مال نے کبھی جو فائدہ دیا مجھ کو ابوبکرؓ کے مال

اَبِیْ بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔

نے اگر میں اور اختیار کرتا کوئی دوست جانی اپنے رب کے سوا تو البتہ اختیار کرتا میں ابوبکر ہی کو دوست جانی ہاں جان لو کہ رفیق تمہارا دوست جانی اللہ کا ہے۔

ف: یعنی حضرت کی عادت شریف یوں تھی کہ اگر کوئی شخص کچھ احسان کرتا تو اس سے زیادہ اس کا بدلا اس کے ساتھ کر دیتے سو فرمایا کہ ابوبکرؓ نے جو میرے ساتھ احسان کئے اس کا بدلا مجھ سے نہ ہو سکا اس واسطے کہ دنیا میں جتنی نعمتیں ہیں سو سب قلیل اور فانی ہیں مگر ہاں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو بدلا دے گا کہ اس کے پاس کچھ کمی نہیں اور ابوبکرؓ نے احسان بھی ایسا ہی کیا کہ کسی سے ایسا کام نہ ہو سکا کہ اس نے سب مال اپنا دین کے کاموں میں میری مرضی کے موافق خرچ کر ڈالا اور محتاج ہو گیا سو جیسا اس کے مال سے مجھ کو فائدہ ہوا ویسا کسی کے مال سے نہ ہوا اور خلت اس محبت کو کہتے ہیں جو دل کی تہ میں گڑی ہوئی ہو سو فرمایا کہ ایسی محبت مجھ کو اللہ ہی کی ہے کہ اس میں اور کسی کی گنجائش نہ رہی اگر کچھ بھی گنجائش ہوتی تو ایسی محبت میں ابوبکر ہی سے رکھتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی محبت جس قدر حضرت ﷺ کو تھی اتنی کسی کی محبت نہ تھی تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ سوائے اللہ اور رسول کی محبت کے حضرت ابوبکرؓ کی محبت جس قدر رکھے اتنی کسی کی محبت نہ رکھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو روز قیامت کو ثواب بے انتہا نہ ملے گا کہ حضرتؐ نے ان کا احسان اللہ کو سونپا اور اللہ کے ہاں کچھ کمی نہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ترمذیؒ نے کہ نقل کیا عمرؓ نے کہ ابوبکرؓ سردار ہم سب کے اور بہتر ہم سب سے اور ہم سب سے زیادہ دوست ہیں رسول خدا ﷺ کے نزدیک۔

ف: حضرت عمرؓ خود حضرت ابوبکرؓ صدیق کے وقت میں لوگوں کو ترغیب دلانے کیلئے فرماتے تھے کہ پیغمبر خدا جس قدر ابوبکرؓ کو چاہتے ہیں اُتنا کسی کو نہیں چاہتے تو ابوبکرؓ ہم سب کے سردار ہیں اور سب سے بہتر ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ سب امت کے سردار اور سب سے بہتر تھے۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَیْنَا رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجْرِیْ فِیْ لَیْلَةٍ ضَاحِیَةٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ و عمرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا رزینؒ نے کہ نقل کیا بی بی عائشہؓ نے کہ ایسا اتفاق تھا کہ سر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا میری گود میں تھا چاندنی رات میں ناگاہ میں نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھلا ہوویں گی کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کی گنتی کے برابر؟ فرمایا ہاں عمر کی۔ میں نے کہا کہاں گئیں نیکیاں ابوبکر کی؟ فرمایا سب نیکیاں عمر کی (ایسے ہیں) جیسے ایک نیکی ابوبکر کی نیکیوں میں سے ہے

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَا قَبْلَکُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب حضرت عمرؓ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تھے تم میں سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ جن کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور نیک بات ان کے دلوں میں پڑ جاتی سو اگر ہوگا میری امت میں کوئی بھی تو وہ عمر ہے۔

ف: یعنی حضرت عمرؓ کا یہ مرتبہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کے دل میں نیک بات پڑ جاتی ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی پیغمبر تو خطاب کا بیٹا عمر ہی ہوتا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذٰلِکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ کو کہ اے سب سے بہتر بعد رسول خدا ﷺ کے، تو فرمایا ابوبکرؓ نے سن رکھو کہ تم نے تو ایسا کہا پھر البتہ میں نے سنا پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ نہ چمکا سورج کسی آدمی پر جو بہتر ہو عمر سے۔

ف: یعنی حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا سوائے پیغمبر خدا ﷺ کے تم سب سے بہتر ہو تب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو کہا تم مجھ کو سب سے اچھا بتاتے ہو اور میں نے پیغمبر خدا ﷺ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جس آدمی پر سورج چمکتا ہے یعنی جو آدمی دنیا میں پیدا ہوا عمر سے کوئی بہتر نہ ہوا یعنی حضرت عمرؓ تمام دنیا کے لوگوں سے بہتر ہیں سوا پیغمبروں کے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْعِلْمَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ اس حال میں کہ میں سوتا تھا مجھ کو ملا ایک قدح (بڑا پیالہ) دودھ کا، سو میں نے اتنا پیا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ اس کی تازگی نکلتی ہے میرے ناخونوں میں سے پھر میں نے دیا اپنا بچا ہوا خطاب کے بیٹے عمر کو اصحابوں نے عرض کیا تو کیا تعبیر کی اس کی یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ علم۔

ف: یعنی حضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ قدح بھر دودھ تھا کہ اس میں سے حضرت ﷺ نے خوب پیا اور باقی رہا سو عمرؓ کو دیا اصحابوں نے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دودھ جو تھا سو علم تھا کہ مجھ سے جو بچا وہ عمر نے پیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد پیغمبر خدا ﷺ کے جس قدر علم دینی حضرت عمرؓ کو تھا اس قدر کسی کو نہ تھا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مقرر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے حق عمر کی زبان پر اور دل پر۔

ف: یعنی حضرت عمرؓ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ حق ہی ہوتی ہے اور جو بات ان کے دل میں آتی ہے وہ بھی حق ہی ہوتی ہے اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف نہ ان

کی زبان سے نکلے نہ ان کے دل میں پڑے۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَاَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّةِ لَیَتَرَآءَوْنَ اَھْلَ عِلِّیِّیْنَ کَمَا تَرَوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاَنَّ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ مِنْھُمْ وَاَنْعَمَا.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ وعمرؓ میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں اور ابوداوٗدؒ اور ترمذیؒ اور ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ ابوسعید خدریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ بہشت والے لوگ البتہ دیکھیں گے علیین والوں کو جیسے تم دیکھتے ہو نہایت چمکتے موتی سے جھلکتے تارے کو آسمان کے کنارے میں اور مقرر ابوبکر اور عمر علیین والوں میں سے ہیں اور زیادہ ہوئے ہیں۔

ف: یعنی حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کا بہشت میں ایسا مرتبہ ہوگا کہ اور بہشت والے امتی ان کو وہاں ایسا دیکھیں گے جیسے چمکتے روشن تارے کو زمین والے دیکھتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کا مرتبہ بہشت میں ہوگا۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِیٍّ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ابوبکرؓ وعمرؓ میں لکھا ہے کہ ذکر کیا ابن ماجہؒ نے کہ علیؓ نے نقل کیا اور ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ ابوبکر وعمر دونوں سردار ہوں گے عمر رسیدہ بہشتیوں اگلوں اور پچھلوں کے سوا نبیوں اور پیغمبروں کے۔

ف: یعنی جو شخص دنیا میں عمر رسیدہ ہو کر مرا اور وہ بہشتی ہوگا تو بہشت میں ان سب کے سردار حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ہوں گے تو جب عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہوئے تو نوجوانوں کے سردار بدرجہ اولیٰ ہوں گے غرض کہ مطلب یہ ہے کہ سب بہشتیوں کے سردار یہی دونوں ہوں گے سوا پیغمبروں کے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے برابر کسی کا مرتبہ نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَآ اَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ابو بکرؓ و عمرؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کب تک میری زندگی ہے تم میں تو متابعت اور پیروی کرنا ان کی جو میرے بعد ہوں گے ابو بکر اور عمر۔

ف: یہ جو حضرتؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ بعد میرے ابو بکر اور عمر کی راہ پر چلنا اور ان کا کہنا ماننا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ دین کے کام میں اور بندوبست کے مقدمہ میں اور امت کی خیر خواہی اور اصلاح میں اور اللہ کا مقبول بندہ جیسا ان دونوں کو جانتے تھے ویسا اور کسی کو نہیں جانتے تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ وَّرَفِیْقِیْ یَعْنِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمانؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عبید اللہ کے بیٹے طلحہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق یعنی بہشت میں عثمان ہے۔

ف: یعنی ہر پیغمبر کے ساتھ رفیق ہو کرتے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں ساتھ

ہوتے ہیں سوایسا رفیق میرا عثمان ہے کہ جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حَجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمانؓ میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ سمرہ کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ نے نقل کیا کہ لائے عثمانؓ نبی ﷺ کے پاس ہزار اشرفی اپنی آستین میں رکھ کر جب سامان درست کرتے تھے عسرۃ کے لشکر کا سو ڈال دیں وہ اشرفیاں حضرت ﷺ کی گود میں تو دیکھا میں نے نبی ﷺ نیچے اوپر کرتے تھے ان اشرفیوں کو اپنی گود میں اور فرماتے تھے کہ نہ ضرر کرے عثمان کو جو کچھ کرے وہ آج کے بعد اور یہ فرمایا دو بار۔

ف: یعنی عثمانؓ نے ایسا بڑا نیک کام کیا کہ وہ کام اللہ کے نزدیک ایسا مقبول ہوا کہ حضرت عثمانؓ سے اگر آیندہ کوکوئی گناہ بھی ہو جائے تو معاف ہے اس گناہ سے عثمان کو کچھ ضرر نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گناہ بھی حضرت عثمانؓ سے ثابت ہو تو بھی حضرت عثمانؓ پر طعن درست نہیں اور اس واسطے کہ اگر گناہ ہوا ہوگا تو معاف بھی ہوا ہوگا پھر اس پر طعن کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص بیمار ہو کر اچھا ہو گیا پھر کوئی احمق اس کو بیمار کہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ مُرَّةَ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب عثمانؓ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے اور ابن ماجۃؒ نے ذکر کیا کہ کعب کے بیٹے مرۃؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے جب وہ ذکر کرتے تھے فسادوں کا سو نزدیک بتایا ان

ثُوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ.

فسادوں کو پھر نکلا ایک مرد سر پر اوڑھے ہوئے کپڑا تو فرمایا حضرتؐ نے کہ یہ شخص اس دن نیک راہ پر ہوگا سو میں اٹھ گیا اس کی طرف تو معلوم ہوا کہ وہ عثمانؓ بن عفان تھے کہا کہ پھر سامنے کیا میں نے منہ عثمانؓ کا اور پوچھا میں نے کہ یہ شخص ہے فرمایا ہاں۔

ف: یعنی ایک روز پیغمبر خدا اصحابوںؓ کے روبرو آیندہ کا حال بیان کر رہے تھے کہ آیندہ کو امت میں ایسے ایسے فساد ہوں گے اتنے میں حضرت عثمانؓ اس راہ کی طرف نکلے تو حضرت ﷺ نے ان کی طرف بتلا کر فرمایا کہ یہ شخص ان فسادوں کے وقت میں راہ پر یعنی حق پر ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حضرت ﷺ کے جو کچھ قصہ فساد ہوا حضرت عثمانؓ کے وقت تک اس میں جو حضرت عثمان کا رویہ تھا وہی حق تھا خصوصاً جس میں حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اس فساد میں حضرت عثمان حق پر تھے اور بلوے والے ناحق پر کہ عثمانؓ کو شہید کیا۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَّأَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ھٰؤلاء الثلثۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ چڑھے احد پر اور ابوبکر اور عمر اور عثمان سو ہلا وہ پہاڑ ان کے سبب تو مارا اس کو حضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے پھر فرمایا ٹھیرا رہ اے احد تیرے اوپر تو صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ف: شہید اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کا نہایت عاشق ہو اور اللہ کے دیدار کے

شوق میں اور اللہ کی رضا مندی کے واسطے اللہ کی راہ میں اپنا مرنا نہایت سہل جانے بلکہ آرزو رکھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ و عثمانؓ کو شہید فرمایا چنانچہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں ظاہر میں بھی شہید ہوئے اور ابوبکرؓ کو صدیق فرمایا اور صدیق کا مرتبہ بعد پیغمبر کے مرتبہ کے ہے اور صدیق سے اونچا سوائے پیغمبر کے کسی کا مرتبہ نہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَابَکْرٍ نِیْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَنِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا نَوْطُ بَعْضِھِمْ بِبَعْضٍ فَھُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ہولاء الثلٰثۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دکھائی دیا خواب میں آج کی رات ایک نیک آدمی کو گویا ابوبکرؓ لپٹے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لپٹے ہیں عمرؓ ابوبکرؓ کو اور لپٹے ہیں عثمانؓ عمرؓ کو کہا جابرؓ نے پھر جب ہم اٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہم نے کہا کہ نیک آدمی نے جو دیکھا سو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور لپٹنا ایک کا دوسرے کو سو وہ لوگ سربراہ کار ہیں اس کام کے جس واسطے بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان ذوالنورینؓ نبوت کے کام میں سربراہ کار اور منصرم تھے اور دین کے رواج دینے والے تھے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب مناقب علیؓ میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا علیؓ کو کہ تو میرا ایسا ہے جیسے ہارون تھا موسیٰ کا مگر یہی ہے کہ نہیں ہے کوئی پیغمبر بعد میرے۔

ف: یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کا جیسا علاقہ تھا کہ آپس میں بھائی تھے اور عالم کی ہدایت کرنے میں شریک تھے ویسے ہی اے علی تم میرے ہو مگر تم میں اور ہارون میں فرق اتنا ہے کہ حضرت ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور اگر اور بھی کوئی پیغمبر ہوتا تو تم میں اور ہارون میں کچھ فرق نہ تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علیؓ میں استعداد اور لیاقت پیغمبری کی بالقوہ تھی جیسے حضرت عمرؓ میں اس حدیث سے کوئی شخص تقدیم و تاخیر خلافت کا مضمون نہ سمجھے اس واسطے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے تھے، حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں حضرت موسیٰ سے چالیس برس پہلے ان کی وفات ہوئی تھیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَءَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ.

ترجمہ: مسلمؒ نے ذکر کیا کہ زر بن حبیشؒ نے نقل کیا کہ علیؓ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس نے چیر نکالا دانہ اور پیدا کیا خلق کو مقرر مجھ سے قول کیا نبی امی نے کہ مجھ کو دوست وہی رکھے گا جو مسلمان ہوگا اور مجھ کو دشمن وہی رکھے گا جو منافق ہوگا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علیؓ کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور بغض رکھنا ان سے علامت نفاق کی ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ارقم کے بیٹے زیدؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس کا ہوں میں دوست تو علی بھی اس کا دوست ہے۔

ف: یعنی جو شخص مجھ سے دوستی اور محبت رکھے اس کو لازم ہے کہ علیؓ کی بھی دوستی رکھے سبحان اللہ کیا شان ہے کہ جیسے پیغمبر خدا ﷺ کی محبت مسلمان کو رکھنا چاہیے ویسی ہی علیؓ کی بھی محبت رکھنا چاہیے فرق اتنا ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور یہ نہ تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَیْرٌ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ یَاْکُلُ مَعِیَ ھٰذَا الطَّیْرَ فَجَآءَہٗ عَلِیٌّ فَاَکَلَ مَعَہٗ.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ کے پاس ایک چڑیا پکی ہوئی تھی تو دعا کی اے اللہ بھیج میرے پاس جو زیادہ دوست ہو تیرا سب مخلوق سے کہ وہ کھاوے میرے ساتھ اس چڑیا کو سو آئے علیؓ پھر کھائی حضرت ﷺ نے وہ چڑیا ان کے ساتھ۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں ہوں گھر حکمت کا اور علی اس کا دروازہ ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ بی بی ام عطیہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے بھیجا ایک لشکر کہ اس میں علیؓ بھی تھے سو میں نے سنا کہ پیغمبر خدا ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا ہوئے کہتے تھے کہ اے اللہ مجھ کو موت نہ دینا جب تک نہ دیکھائے تو مجھے علی کو۔

ف: یعنی علیؓ کو خیر و عافیت سے پھر لانا کہ میں اس کو صحیح اور سالم دیکھوں ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ کو علیؓ سے کامل محبت تھی اور وہ نہایت اللہ کے مقبول کے تھے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ.

ترجمہ: امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ام سلمہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بُرا کہا علیؓ کو اس نے بُرا کہا مجھی کو۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِّنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ

ترجمہ: امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا مجھ کو کہ تجھ میں مشابہت ہے کچھ عیسیٰؑ کی کہ بغض کیا یہودیوں نے ان سے اس قدر کہ بہتان کیا ان کی ماں پر اور دوستی رکھی ان سے نصاریٰ نے اس قدر کہ پہنچایا ان کو ایسے مرتبہ تک کہ وہ مرتبہ ان کا نہ تھا پھر فرمایا علیؓ نے کہ تباہ

مُحِبٌّ مُّفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَالَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِيْ عَلٰى اَنْ يَّبْهَتَنِيْ.

ہوں گے میرے مقدمہ میں دو شخص دوست رکھنے والا حد سے زیادہ کہ مدح کرے گا میری ایسی کہ وہ بات مجھ میں نہیں اور بغض رکھنے والا کہ باعث ہوگی اس کو عداوت میری اس بات پر کہ بہتان باندھے گا مجھ پر۔

ف: یعنی حضرت عیسیٰؑ کا سچا مرتبہ یہی تھا کہ وہ پیغمبر تھے اور بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے غیبی روح سے پیدا ہوئے مگر ان کو نصاریٰ نے حد سے زیادہ دوست رکھا سو ان کو خدا کا بیٹا کہنے لگے اور ان سے منتیں مرادیں مانگنے لگے اور یہودیوں نے ان سے عداوت رکھی اور ان کی ماں بی بی مریمؑ پر بہتان باندھا اور ان کو جھوٹا بتایا اور ان کی پیغمبری کا انکار کیا سو ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے علیؓ کو فرمایا کہ تمہارا اور عیسیٰ مسیحؑ کا اس مقدمہ میں ایک حال ہے کہ تم سے بھی بعضے لوگ بغض وعداوت رکھیں گے اور تم پر بہتان باندھیں گے اور بعضے لوگ تم سے حد سے زیادہ دوستی رکھیں گے اور ایسا مرتبہ تمہارا بیان کریں گے جیسا ہے نہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک (طبقہ کے) لوگوں نے حضرت علیؓ پر بہتان باندھا کہ یہ مسلمان نہ تھے اور دنیا کے طالب تھے کہ بعد پیغمبر ﷺ کے پیغمبر خدا کی بی بی حضرت عائشہؓ کی ہتک حرمت کی اور انہیں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کروایا اور خلیفہ برحق حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کئی مہینے تک باغی رہے اور ناحق پر مسلمانوں سے فساد کئے اور پنچایت بد کے پنچایت سے پھر گئے اور وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنا مذہب چھپاتے تھے ظاہر میں کچھ اور تھے اور باطن میں کچھ اور، اور ایک (دوسرے طبقہ کے) لوگوں نے حضرت علیؓ سے حد سے زیادہ محبت کی اور ایسا مرتبہ ان کا بیان کیا جو ان میں وہ نہ تھا، مثلاً یوں کہا کہ پیغمبری اللہ کی طرف پہلے حضرت علیؓ ہی کی طرف اتری تھی مگر جبرئیل نے پیغمبر کو وحی پہنچادی بلکہ خود خدائے تعالیٰ علیؓ کے بھیس میں تھا اور علیؓ کا مرتبہ پیغمبر کے برابر ہے اور یا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ ان کا مرتبہ ہے اور روز محشر کو حضرت علیؓ

15

جس کو چاہیں گے بہشت کو بھیجیں گے اور جس کو چاہیں گے دوزخ میں ڈالیں گے اور مشکل کشا ہیں اور جس کو حضرت علیؓ سے محبت ہو وہ کیسے ہی برے کام کرے اس سے حساب کتاب نہ ہوگا وہ قطعاً بہشتی ہے سو خود حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دونوں طرح کے شخص تباہی میں آ گئے اور ان کا ایمان تباہ ہو گیا کہ میرے مرتبہ سے مجھ کو کم و زیادہ جانا اور یہ جو سچا مرتبہ تھا کہ حضرت علیؓ پیغمبر خدا ﷺ کے اصحاب تھے اور اللہ کے مقبول (بندے) تھے اور پیغمبر ﷺ کے محبوب تھے سوا اس مرتبہ سے کمی بیشی کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خارجیوں اور رافضیوں دونوں کا ایمان تباہ ہے اور اہل سنت کا عقیدہ خود حضرت کے فرمودے کے بموجب رو براہ ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ هَنِيْئًا يَا ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ.

ترجمہ: امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ براء بن عازبؓ اور ارقم کے بیٹے زیدؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ جب اترے غدیر خم میں پکڑا ہاتھ علیؓ کا پھر لوگوں سے فرمایا کہ کیا نہیں جانتے ہو تم کہ میں زیادہ دوست ہوں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے بولے سچ ہے پھر فرمایا کیا نہیں جانتے ہو تم کہ میں زیادہ دوست ہوں ہر مومن کا اس کی جان سے بولے ہاں پھر فرمایا کہ خدایا جس کا ہوں میں دوست تو علیؓ بھی اس کا دوست ہے الٰہی دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے اس کو اور دشمن رکھ اس کو جو عداوت رکھے علیؓ سے پھر ملے علیؓ سے عمرؓ بعد اس کے تو کہا روزی (مبارک) ہووے تجھ کو اے ابی طالب کے بیٹے کہ صبح کی تو نے اور شام کی تو نے اس حال میں کہ تو دوست ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا۔

ف: یہ تو حدیثیں اوپر کی مشکوٰۃ کے باب مناقب علیؓ میں لکھی ہیں اور غدیر خم ایک مکان ہے کہ وہاں پیغمبر خدا اصحابوںؓ کے ساتھ اترے بعضے منافقوں نے علیؓ کے حق میں کچھ برائیاں مشہور کیں پیغمبر خدا ﷺ کو خبر پہنچی حضرت ﷺ نے سب کو جمع کر کے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا کہ بموجب آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے کیا سب مسلمانوں کی جان سے زیادہ میں ان کا دوست نہیں ہوں؟ اصحابوں نے عرض کیا کہ ہاں سچ ہے کہ تم سب مسلمانوں کی جان سے زیادہ دوست ہو پھر خاص کر کے فرمایا کہ کیا میں ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ دوست نہیں ہوں؟ اصحابوں نے عرض کیا کہ ہاں سچ ہے جب سب نے اس بات کا اقرار کیا تب حضرت ﷺ نے اللہ سے دعا کی کہ خدایا جیسا میری دوستی کا ہر مسلمانوں کو تو نے حکم کیا ویسا ہی ہر مسلمان علیؓ کو بھی دوست رکھے اور جو علی سے دوستی رکھے اس سے تو بھی دوستی رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اس سے تو بھی دشمنی رکھ بعد اس خطبہ کے عمرؓ جب علیؓ سے ملے تب علیؓ کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ اے علی تیری عجب شان ہے کہ ہمیشہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو خواہ عورت سب پر واجب ہو گیا کہ تیری دوستی رکھیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو جیسے پیغمبر کی دوستی اپنی جان سے زیادہ چاہیے یعنی پیغمبر کے حکم بجالانے کیلئے اپنی جان سے زیادہ مقدم سمجھے ویسے ہی علیؓ کی دوستی اپنی جان سے زیادہ مقدم رکھے اور کبھی اس محبت میں فرق نہ آنے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علیؓ کی سچی تعریف اور مدح سنے تو خوش ہو جیسے عمرؓ خوش ہوئے تھے اور علیؓ کو مبارک باد دی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو علیؓ سے محبت رکھے وہ خدا کا دوست ہے اور جو علیؓ سے عداوت رکھے وہ خدا کا دشمن ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَکَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَکْرٍ	ترجمہ: امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کس کو ہم امیر بنائیں تمہارے بعد؟ فرمایا اگر تم حاکم بناؤ ابوبکرؓ کو پاؤ گے (اور) اس کو امانت دار متوجہ نہ ہونے والا دنیا میں اور رغبت رکھتا ہو

تَجِدُوْهُ اَمِیْنًا زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَا یَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَا اَرٰئکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا یَاْخُذُبِکُمُ الطَّرِیْقَ الْمُسْتَقِیْمَ

آخرت میں اور اگر امیر بناؤ تم عمر کو پاؤ گے تم اس کو زبردست امانت دار کہ نہیں ڈرتا اللہ کے کام میں بُرا کہنے سے کسی بُرا کہنے والے کے اور اگر حاکم کرو علی کو مگر نہیں دیکھتا میں تم کو کہ بناؤ تو پاؤ گے اس کو سیدھی راہ بتانے والا سیدھی راہ پر چلائے تم کو سیدھی راہ مضبوط پر۔

ف: اصحابؓ کو تردد ہوا کہ بعد پیغمبر خدا ﷺ کے کون شخص حضرت کا جانشین ہو کہ مسلمانوں کا بندوبست کرے اور ہر امر میں حکم کرے سو خود حضرتؐ سے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم کس کو امیر بنائیں؟ حضرتؐ نے تین اشخاص کا نام لے کر ہر ایک کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ اگر تم ابوبکر کو میرے بعد اپنا امیر بناؤ تو وہ امانت داری کرے گا کہ لوگوں کے حق واجبی ادا کرے گا، اور محض دین داری کا لحاظ رکھے گا دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوگا اور اپنا کچھ فائدہ سوا ثواب کے اور اللہ کی رضا مندی کے اس کو منظور نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ اپنی خلافت کے وقت میں آپ کپڑا بیچا کرتے تھے اور لوگوں کو انصاف کرتے تھے اور اس خلافت سے ان کو یہی مقصود تھا کہ آخرت میں ثواب زیادہ ملے پھر فرمایا اگر عمر کو تم اپنا امیر بناؤ میرے بعد تو وہ مضبوط اور زبردست اور قوی ہے کہ ہر نیک کام میں مبادرت اور دست اندازی کرے گا اور دل پر اس کے خوف نہ آئے گا اور امانت دار ہے کہ امت کے حقوق واجبی ادا کرے گا اور ایسا دین دار آدمی ہے کہ اللہ کے کام میں کسی کے برا کہنے سے نہیں ڈرتا کوئی کچھ کہتا پھرے وہ اللہ کے کام میں کسی کے برا ماننے کا اور اپنی ہجو مذمت کا لحاظ نہیں کرتا چنانچہ فی الحقیقت ایسا ہی ظاہر ہوا کہ عمرؓ کے وقت میں کسی کا خوف نہ رہا اور سیکڑوں ملک فتح ہوئے اور اسلام رائج ہوا اور حقوق سب مسلمانوں کے واجبی ادا ہوئے پھر فرمایا کہ اگر علیؓ کو تم اپنا امیر بناؤ تو وہ ایسا مرد ہے کہ سیدھی راہ پر ہے اور تم سب کو سیدھی راہ پر

چلائے گا اور سیدھی راہ بتائے گا مگر مجھ کو نہیں معلوم ہوتا کہ تم میرے بعد علی کو امیر اپنا بناؤ شاید یہ اس واسطے فرمایا کہ علیؓ کی عمر بہ نسبت ابوبکرؓ و عمرؓ سے کم تھی اور دستور ہے کہ لوگ زیادہ عمر والے کو اکثر اپنا امیر اور حاکم بناتے ہیں چنانچہ جس روز پیغمبر خدا ﷺ کی وفات ہوئی اس روز علیؓ کی عمر تینتیس ۳۳ برس کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ کی اکسٹھ ۶۱ برس کی اور حضرت عمرؓ کی پچاس ۵۰ برس کی یا حضرت کو وحی سے معلوم ہوا ہو کہ لوگ میرے بعد علیؓ کو حاکم اور امیر اپنا بلا فصل نہ بناویں گے یا یہ سبب ہو کہ علیؓ کو تالیف قلوب کی ہو غرض کہ اس حدیث سے بھی ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ کی مدح اور خوبیاں صاف بخوبی معلوم ہوتی ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَهٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَهُ الْحَقُّ وَمَالَهٗ مِنْ صَدِیْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ یَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِیًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَیْثُ دَارَ۔

ترجمہ: ترمذی نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے ابوبکر پر کہ اس نے نکاح کر دی اپنی بیٹی مجھ کو اور سوار کر کے لے گیا مجھ کو ہجرت کے گھر تک اور ساتھ رہا میرے غار میں اور آزاد کیا بلال کو مول لے کر اپنے مال سے خدا رحمت کرے عمر پر کہ بولتا ہے سچ اگرچہ کڑوا ہے چھوڑا اس کو حق گوئی نے کہ کوئی نہیں اس کا دوست خدا رحمت کرے عثمان پر شرماتے ہیں اس سے فرشتے خدا رحمت کرے علی پر خدایا پھیر تو حق کو اس کے ساتھ جدھر وہ پھرے۔

ف: ابوبکرؓ نے اللہ و رسول کے کاموں میں اپنی آبرو اور جان و مال سے دریغ نہ کیا چنانچہ بی بی عائشہؓ اپنی بیٹی پیغمبر خدا ﷺ کو دی صرف پیغمبری کے لحاظ سے اور مال کا لحاظ نہ کیا اور جب مکہ کے کافروں نے زور باندھا اور حضرت کو اور اصحابوں کو ایذا دینے لگے اللہ

تعالیٰ کے حکم کے بموجب چھپ کر مدینہ کو چلے کچھ دور ابوبکر صدیقؓ نے اپنی پیٹھ پر حضرتؐ کو چڑھایا اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کے بل لے گئے تاکہ پاؤں کا نشان زمین پر نہ پڑے اور پہاڑ کے غار میں پہلے اندھیرے میں آپ جا کر غار کو صاف کیا اس میں ایک سوراخ تھا اس میں اپنا انگوٹھا دیا اور حضرتؐ کو ساتھ لے کر وہاں رہے وہاں ایک سانپ نے اس انگوٹھے میں کاٹا پھر وہاں پر ایک اونٹ موجود (پیش خدمت) کیا اس پر حضرتؐ سوار ہو کر مدینہ کو تشریف لے گئے اور بلالؓ ایک کافر کے غلام تھے ابوبکرؓ نے دو ہزار اشرفیاں اور کچھ زیادہ اور ایک غلام بدلے میں دے کر ان کو اس سے خرید لیا اور آزاد کر دیا کہ وہ حضرتؐ کی خدمت میں رہتے تھے سو حضرتؐ نے ابوبکرؓ کی یہ تعریفیں بیان کیں اور دعا مانگی کہ خدا ان پر رحم کرے پھر فرمایا کہ عمر سچ بولتا ہے باوجودیکہ سچ بولنا اکثر لوگوں کو برا لگتا ہے اور کڑوا معلوم ہوتا ہے مگر وہ اس قدر سچ بولتا ہے کہ سچ کہنے کے سبب لوگوں نے اس کو ترک کر دیا اور کوئی اس کا دوست نہ رہا اس پر بھی اللہ ہی رحم کرے اور عثمان کا یہ حال کہ اس کی شرم کا حال دیکھ کر فرشتے بھی اس سے شرماتے ہیں یعنی اس مقدمہ میں فرشتوں پر بھی ان کو بزرگی ہے چنانچہ کسی نے کبھی حضرت عثمانؓ کا بدن کھلا ہوا نہ دیکھا اور خود انہوں نے اپنا بدن ناف سے نیچے زانو تک شرم سے نہ دیکھا سو حضرتؐ نے فرمایا کہ ان پر بھی خدا رحمت کرے اور علی پر خدا رحم کرے کہ ان کے وقت میں لوگ کئی طرح پر ہوں گے سوائے اللہ جس طرف علی ہو اسی طرح حق واجبی ہوئے اور جدھر وہ متوجہ ہو اسی جانب حق کو متوجہ کر دے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی شَہِیْدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ	ترجمہ: ترمذی نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص دیکھنا چاہے زمین پر چلتے شہید کی طرف تو دیکھے طلحہ بن عبید اللہ کو۔

ف: شہید اس کو کہتے ہیں جو اللہ کا نہایت عاشق و مشتاق ہو اور اپنا آپ اللہ کی راہ میں فدا کردے اور اللہ کی راہ میں جان دینی سہل جانے بلکہ آرزو کرے سو حضرت طلحہؓ کا یہی حال تھا سو حضرت نے فرمایا کہ یہ جیتا شہید ہے یعنی ظاہر میں اگرچہ یہ زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر حقیقت میں یہ اللہ کی راہ میں جان دیے ہوئے ہے سو ایسا ہی ظاہر میں بھی ہوا کہ طلحہؓ شہید ہوئے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ۔

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے صاف باطن محض دوست ہوتے ہیں اور میرا صاف باطن دوست زبیر ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِیْ مِنْ فِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ طَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ جَارَایَ فِی الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ سے میرے کان نے سنا کہ اپنے منہ سے فرمایا تھا کہ طلحہ اور زبیر دونوں میرے ہمسایہ ہوں گے بہشت میں

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ عَلٰی حِرَاءٍ ھُوَ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ وَّ طَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ فَتَحَرَّکَتِ الصَّخْرَۃُ

ترجمہ: مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ تھے حرا پہاڑ پر اور ابوبکر و عمر و عثمان اور علی طلحہ اور زبیر سو ہلا پتھر تو فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ ٹھیرا رہ تجھ پر تو نبی یا صدیق یا شہید ہیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِھْدَءْ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَہِیْدٌ۔

ف: نبی فرمایا اپنے آپکو اور صدیق فرمایا ابوبکر کو اور شہید فرمایا عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر کو۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر امت میں امین ہوتا ہے اور امین اس امت میں ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ وَسُئِلَتْ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَہٗ قَالَتْ اَبُوْبَکْرٍ فَقِیْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِیْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

ترجمہ: مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن ابی ملیکہؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا بی بی عائشہؓ سے جب ان سے لوگوں نے پوچھا کون ایسا تھا کہ اس کو خلیفہ بناتے اپنا رسول خدا ﷺ اگر خلیفہ بناتے تو فرمایا بی بی عائشہؓ نے کہ ابوبکر کو، پھر پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر کے کس کو فرمایا عمر کو پھر پوچھا گیا بعد عمر کے فرمایا ابوعبیدہ بن الجراح کو۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ میں نے نہ سنا کہ رسول خدا ﷺ نے جمع کیا ہو اپنے ماں باپ کو کسی کے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَیْہِ لِاَ حَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِکٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ یَوْمَ اُحُدٍ یَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ۔

واسطے مگر سعد بن مالک کے واسطے سو یوں ہوا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا ﷺ احد کے دن فرماتے کہ اے سعد تیر مار صدقے تجھ پر میرا باپ اور میری ماں۔

ف: عرب میں دستور ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے تو اس کو کبھی کسی بات میں کہا کرتے ہیں کہ فدا تجھ پر میرا باپ یا فدا تجھ پر میری ماں سو حضرت رسول خدا ﷺ جو کسی کو یہ لفظ فرماتے تھے تو فقط ایک لفظ فرماتے تھے کہ فدا تجھ پر میری ماں یا یوں فرماتے کہ فدا تجھ پر میرا باپ مگر سعد کے حق میں احد کی لڑائی کے دن یوں فرمایا کہ اے سعد کافروں پر تیر لگا فدا تجھ پر میرا باپ اور میری ماں اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ سعد کو نہایت چاہتے تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لِنِسَائِہٖ اِنَّ اَمْرَکُنَّ بِمَا یُھِمُّنِیْ مِنْ بَعْدِیْ وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّیْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَۃُ یَعْنِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَۃُ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَقَی اللّٰہُ اَبَاکَ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ وَکَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰی اُمَّھَاتِ

ترجمہ: ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے تھے اپنی بی بیوں سے کہ البتہ تمہارا مقدمہ ایسا ہے کہ مجھ کو اندیشہ میں کر رکھا ہے کہ میرے بعد کیا ہوگا اور ہرگز کوئی برداشت نہ کر سکے گا تم پر مگر صبر کرنے والے سچے کہا بی بی عائشہؓ نے کہ اس سے حضرت کی مراد تھی کہ خرچ کرنے والے پھر کہا بی بی عائشہؓ نے عبدالرحمٰن کے بیٹے ابوسلمہ سے کہ اللہ تیرے باپ کو جنت کی سلسبیل نہر سے پانی پلائے اور عبدالرحمٰن بن عوف نے دے ڈالا مسلمانوں کی ماؤں کو ایک باغ کہ وہ بکا

اَلْمُؤْمِنِیْنَ بِحَدِیْقَةٍ بِاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا. چالیس ہزار کا۔

ف: عورتوں کا مقدمہ بہت نازک ہوتا ہے خصوصاً ذرا بات میں رنجیدہ اور ناخوش ہوجاتی ہیں خصوصاً پردہ نشین بی بیوں کے واسطے ہر وقت خادم اور خدمت گار اور سرانجام کارگذار ہر دم موجود چاہیے بالخصوص اس وقت میں نہایت مشکل ہے کہ ظاہر میں کچھ وجہ معاش کی نہ ہو اس واسطے حضرت کو اپنی بی بیوں کے مقدمہ میں اندیشہ رہتا تھا کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہوگا ان کی خاطرداری اور برداشت اور کام خدمت کون کرے گا مگر ہاں جو شخص نہایت صبر کرنے والا ہر بات کی برداشت کرے اور محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرے اور سچا دین دار ہو یعنی اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو سو بعد حضرت کے بی بی عائشہؓ نے ابوسلمہ سے کہا کہ تیرا باپ عبدالرحمن ہمارے ساتھ سلوک سے پیش آیا اس کو اللہ بہشت کی نہر کا پانی پلائے کہ اس نے پیغمبر خدا ﷺ کی بی بیوں کے ساتھ بڑا سلوک کیا کہ ان کو ایک باغ دیا کہ وہ چالیس ہزار کا بکا شاید چالیس ہزار اشرفی کا یا چالیس ہزار درم کا کہ اس کے دس ہزار پانچ سو روپیہ ہوتے ہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ النَّفَرِ الَّذِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰی عَلِیًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَیْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَالرَّحْمٰنِ.

ترجمہ: بخاریؒ نے ذکر کیا کہ فرمایا عمرؓ نے کہ کوئی نہیں لیاقت دار زیادہ اس کام کا ان لوگوں سے کہ وفات پائی رسول خدا ﷺ نے اور وہ ان سے راضی تھے پھر نام لئے ان سے کہ علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف۔

ف: جب عمرؓ کی وفات قریب ہوئی تب انہوں نے فرمایا کہ اس خلافت کی

لیاقت ان لوگوں سے زیادہ کسی میں نہیں کہ رسول خدا ﷺ زندگی میں وفات کے وقت تک ان سے راضی رہے اور وہ یہ چھے ۶ شخص ہیں جن کے نام لئے سوانہیں میں سے کسی کو خلیفہ میرے بعد کرنا چنانچہ اس سبب سے حضرت علیؓ اور اصحابوں نے مشورہ کر کے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنایا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھے ۶ شخصوں کا بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بڑا مرتبہ تھا، حضرتؐ کے نزدیک بھی اور اصحابوںؓ کے نزدیک بھی۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَطَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّۃِ وَاَبُوْ عُبَیْدَۃَ ابْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ جنت میں اور عمرؓ جنت میں اور عثمانؓ جنت میں اور علیؓ جنت میں اور طلحہؓ جنت میں اور زبیرؓ جنت میں اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف جنت میں اور سعدؓ بن ابی وقاص جنت میں اور سعید بن زیدؓ جنت میں اور ابوعبیدہؓ بن جراح جنت میں۔

ف: یہ بارہ حدیثیں جو اوپر ہو چکیں مشکوٰۃ کے باب مناقب عشرہ میں لکھی ہیں یعنی یہ دس کے دس اصحابؓ بہشتی ہیں کہ ان کے بہشتی ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ وَّاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ قِیْلَ

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ بریدہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ خدا تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا مجھ کو چار کیساتھ دوستی رکھنے کا اور بتایا مجھ کو کہ وہ یعنی اللہ دوست رکھتا ہے ان کو لوگوں نے عرض کیا کہ یا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِيٌّ مِنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلٰثًا وَاَبُوْ ذَرٍّ وَّالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِيْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ.

رسول اللہ نام بتاؤ ان کے ہم کو فرمایا علیؓ انہیں میں سے ہے یہ کہتے رہے تین بار اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور سلمانؓ حکم کیا مجھ کو ان کی دوستی کا اور مجھ کو خبر دی کہ وہ دوستی رکھتا ہے ان کو۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا ﷺ سے فرمایا کہ میں ان چاروں شخصوں کو چاہتا ہوں تم بھی ان کی محبت اپنے دل میں رکھو سبحان اللہ کیا بڑا امرتبہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کی محبت رکھتا اور اپنے حبیبؐ کو ان کی محبت رکھنے کا حکم دیا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَایَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طالبؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے واسطے اشراف نگہبان ہوتے ہیں اور مجھ کو ملے چودہ ہم نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں فرمایا کہ میں یعنی علی اور میرے دونوں بیٹے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبداللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد۔

ف: جعفر حضرت علیؓ کے بھائی تھے اور حمزہؓ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔

نے نقل کیا کہ میں نے سنا نبی ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ ہل گیا عرش خدا کا بہ سبب مرنے سعد بن معاذؓ کے۔

ف: جولوگ اللہ کے مقبول ہوا کرتے ہیں ان کو سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی سوائے شیطان کے چاہتی ہے اور سب ان کی تعظیم کرتے ہیں اور جب تک وہ دنیا میں رہیں سب ان کے واسطے دعا کرتے ہیں اور جب ان کی وفات ہوتی ہے تو سب مخلوقات کو غم ہوتا ہے اور جن مکانوں میں ان کی روح جا کر رہتی ہے وہ مکان اور وہاں کے فرشتے خوشی کرتے ہیں کہ یہ مقبول شخص ہمارے پاس آیا تو جب سعد بن معاذؓ کی وفات ہوئی ان کی روح عرش معلی کو پہنچی تو عرش خوشی میں آیا ان کی روح کا استقبال کرنے کو ہلا۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَنْصَارُ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُھُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ۔

ترجمہ: بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ عازب کے بیٹے براءؓ نے نقل کیا کہ سنا میں نے رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے انصارؓ کے حق میں کہ ان کو دوست وہی رکھے گا جو مومن ہوگا اور ان سے بغض وہی رکھے گا جو دل میں اپنے کفر رکھتا ہوگا سو جو کوئی محبت رکھے ان سے محبت رکھے اس سے اللہ اور جو کوئی ان سے بغض رکھے اللہ اس سے بغض رکھے۔

ف: حضرت نے انصارؓ کی محبت ایمان کی نشانی بتائی اور ان کی عداوت کفر کی علامت فرمائی اور انصارؓ کے دوستوں کو دعا دی اور جو ان سے بغض رکھے اس کو بددعا کی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصارؓ سے بغض رکھنے والے منافق ہیں کہ ظاہر میں آپ کو

مسلمان کہتے ہیں اور حقیقت میں کافر ہیں خدا کے مغضوب۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ.

ترجمہ: بخاری نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نہ ہوتی ہجرت تو میں ہوتا ایک شخص انصار میں سے اور اگر چلیں سب لوگ ایک راہ پر یا گھاٹی پر اور چلیں انصار دوسری راہ یا گھاٹی پر تو مقرر میں چلوں انصار کی راہ پر اور گھاٹی پر انصار ایسے ہیں جیسے بدن سے لگا ہوا کپڑا اور سارے لوگ ایسے ہیں جیسے اوپر کا کپڑا۔

ف: یعنی انصار کا یہ مرتبہ اور بزرگی ہے کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی اور میں مہاجرین میں سے شمار نہ ہوتا تو آپ کو انہیں انصاروں میں سے گنتا اور انہیں کی طرف آپ کو نسبت کرتا اور اگر ساری دنیا کی راہ اور ہو جائے اور انصار کی راہ اور تو میں انصار ہی کے راہ رویہ کو اختیار کروں گا اور انصار میرے ساتھ ایسے ہیں جیسے استر بدن سے لگا ہوتا ہے کہ اس سے بدن کو آرام ہوتا ہے اور ساری مخلوق میرے ساتھ ایسی ہے جیسے چادر وغیرہ اوپر کا کپڑا ہوتا ہے پس اس سے بڑی فضیلت انصار کی پائی گئی۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ الْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ.

ترجمہ: مسلم نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے حق میں کہ میں بندہ اللہ کا اور اس کا رسول ہوں ہجرت کی میں نے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر تمہاری طرف زندگی کی جگہ میری زندگی کی جگہ تمہاری ہے اور موت کی جگہ میری موت کی جگہ تمہاری ہے۔

ف: یعنی انصار سے فرمایا کہ میرا تمہارا زیست موت کا ساتھ ہے میں تم کو چھوڑ کر علیحدہ نہ ہوں گا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَنْصَارِ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ۔

ترجمہ: بخاریؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا انصارؓ کو کہ خدا گواہ ہے کہ تم سب آدمیوں سے زیادہ دوست ہو مجھ کو۔ خدا شاہد ہے تم سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو مجھ کو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم سب آدمیوں سے زیادہ دوست ہو مجھ کو۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَّبَ عَلٰی رَاْسِہٖ حَاشِیَۃَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ قَدْ قَضُوا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِیْئِھِمْ۔

ترجمہ: بخاریؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ باہر نکلے پیغمبر خدا ﷺ اور اس وقت باندھے ہوئے تھے اپنے سر پر ایک چادر کنارہ دار تو چڑھے منبر پر کہ بعد اس دن کے نہ چڑھے سو حمد کی اللہ کی اور ثنا کہی اللہ پر پھر فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں تم کو انصار کے واسطے کہ وہ میرے پیٹ یعنی راز دار ہیں اور میری گٹھڑی یعنی بھیدی ہیں انہوں نے ادا کیا جو حق ان پر تھا اور باقی رہا جو حق ان کا ہے سو قبول کرو ان کی نیکیوں سے اور درگزر کرو ان کی بدیوں سے۔

ف: یعنی انصار میں سے جس شخص سے کچھ کسی سے نیکی بن پڑے اس نیکی کو قبول کرنا اور اس کو قبول جاننا اور ان میں سے اگر کسی سے کچھ بدی ہو جائے اور برا کام ہو

پڑے تو معاف کرنا اور در گذر کرنا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی انصار سے کچھ بدی ہوگئی ہو تو اس پر طعن درست نہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ.

ترجمہ: مسلمؒ نے ذکر کیا کہ زید بن ارقمؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ بار خدایا بخش دے انصار کو اور انصار کی اولاد کو اور انصار کی اولاد کی اولاد کو۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ اِطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ.

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ شاید اللہ خبردار ہو بدر والوں پر سو فرمایا ان کو کہ جا ہو سو کرو واجب تو ہو ہی چکی تمہارے لئے بہشت۔

ف: یعنی جو اصحاب کہ جنگ بدر میں حضرتؐ کے ساتھ تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بہشت واجب ہو چکی اب جو چاہو سو کرو یعنی اب اگر کوئی گناہ بھی تم سے ہو جائے سو معاف ہے سو حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا اس بات کا کہ ان سے گناہ ایسے نہ ہوں گے کہ دوزخ کے سزاوار یہ لوگ ہوویں شاید اس سبب سے ان کو اللہ تعالیٰ نے یوں فرمادیا غرض کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدر کی لڑائی والے صحابہ کا بڑا مرتبہ ہے کہ ان کے گناہ معاف ہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى

ترجمہ: بخاریؒ نے ذکر کیا کہ رفاعہ بن رافع نے نقل کیا کہ جبرئیلؑ نے پیغمبر خدا ﷺ کے پاس آکر پوچھا کہ تم کیا جانتے ہو بدر

اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَ كَذَالِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ.

کی لڑائی والے اصحابوں کو اپنے بیچ میں فرمایا حضرتؐ نے کہ سب مسلمانوں سے افضل یا فرمائی ایسی بات کہا جبرئیل نے کہ ایسے ہی ہیں جو فرشتے حاضر ہوئے بدر کی لڑائی میں فرشتوں میں سے۔۔

ف: بدر کی لڑائی میں فرشتے آئے تھے اور حضرت ﷺ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے تھے سو جبرئیل نے کہا کہ جیسا تم بدر والے اصحابوں کو سب سے افضل جانتے ہو ویسے ہی ہم سب فرشتے فرشتوں میں سے ان فرشتوں کو اچھا اور افضل جانتے ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَ الْحُدَيْبِيَّةَ.

ترجمہ: مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی حفصہ عمرؓ کی بیٹی پیغمبر خدا ﷺ کی زوجہ نے نقل کیا کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو امید ہے کہ نہ داخل ہوگا آگ میں انشاء اللہ تعالیٰ جو شخص موجود ہوا بدر اور حدیبیہ کی لڑائی میں۔

ف: بدر اور حدیبیہ مکانوں کے نام ہیں جہاں کافروں پر جہاد ہوئے اور اس مقام پر کلمہ ان شاء اللہ تعالیٰ ادباً اور تبرکاً حضرت ﷺ نے فرمایا۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز ہم ایک ہزار چار سو اصحاب تھے ہم کو پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ آج تم بہتر ہو سب

16

خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ۔ زمین والوں سے۔

ف: یہ تیرہ حدیثیں جو ابھی ہو چکیں مشکوۃ کے باب جامع المناقب میں لکھی ہیں یعنی جتنے آدمی زمین پر ہیں کسی کا مرتبہ ایسا نہیں جیسا بہتر مرتبہ ان اصحابوں کا ہے الغرض ان آیتوں اور حدیثوں سے جو مذکور ہوئیں بخوبی ثابت ہوا کہ حضرتؐ کے اصحاب خواہ مہاجر خواہ انصار سب مسلمانوں سے بہتر اور افضل اور اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیغمبر خدا کے محبوب تھے بالکل جنات اور انسان سے ان کا مرتبہ بہت بڑا ہے پھر ان میں جو لوگ بدر اور احد اور حدیبیہ وغیرہ لڑائیوں میں حضرتؐ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے ان کا مرتبہ افضل ہے پھر ان سے زیادہ چاروں خلیفوں کا رتبہ بڑا ہے اور ان میں حضرت عبداللہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ کا درجہ بڑا ہے اور ان دونوں میں حضرت عبداللہ ابوبکرؓ کا مرتبہ افضل ہے اب آگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا مرتبہ دریافت کرنا چاہیے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَھَا۔

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ مسورؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ ایک ٹکڑا ہے میرے بدن کا تو جس نے غصہ کیا اس سے تو غصہ کیا مجھ سے بری لگتی ہے مجھ کو وہ چیز جو ستاوے اس کو۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فَاطِمَۃُ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو خوش نہ ہووے جو تو سردار ہووے بہشت کی سب عورتوں کی۔

ف: یعنی اے فاطمہ تو سب بہشت کی عورتوں کی سردار ہے سو تو خوش ہو۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ.

ترجمہ: ترمذی نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ سب آدمیوں سے زیادہ دوست تھیں رسول خدا ﷺ کو بی بی فاطمہؓ۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ.

ترجمہ: بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ براءؓ نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا پیغمبر خدا ﷺ کو اور علیؓ کے بیٹے حسنؓ ان کے کاندھے پر تھے فرماتے تھے نبی کہ اے اللہ میں چاہتا ہوں اس کو سو تو بھی دوست رکھ اس کو۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَآئِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى أَتٰى خِبَآءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَآءَ يَسْعٰى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّهٗ وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ.

ترجمہ: بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ میں نکلا رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھوڑے دن میں جب آئے فاطمہؓ کے ڈیرے میں تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے یعنی حسن یہ فرمایا دو بار تو دیر نہ کی کہ آئے حسن دوڑتے یہاں تک کہ گردن میں باہیں ڈالیں ہر ایک نے ان دونوں میں سے اپنے صاحب کے پھر فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ خدایا میں محبت رکھتا ہوں اس سے تو تو بھی محبت رکھ اس سے اور محبت رکھ اس سے جو شخص محبت رکھے اس سے۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِلٰی جَنْبِہٖ وَھُوَ یُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ مَرَّۃً وَّعَلَیْہِ اُخْرٰی وَیَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

ترجمہ: بخاریؒ نے ذکر کیا کہ ابی بکرہؓ نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر اور حسنؓ بن علیؓ ان کے پہلو پر تھے اور رسول خدا متوجہ ہوتے تھے لوگوں کی طرف ایک دفعہ اور حسن پر دوسری بار اور فرماتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید یہ ہے کہ اللہ صلح یعنی درستی کرے اس کے سبب بڑے دو جتھوں میں مسلمانوں کے۔

ف: چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت امام حسنؓ نے خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کی تو مسلمانوں میں صلح ہوگئی اور لڑائی نہ ہونے پائی۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ یعلی بن مرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے دوست رکھے اللہ اس کو جو دوست رکھے حسین کو حسین ایک سبط ہے سبطوں میں۔

ف: سبط کہتے ہیں اولاد کو اور اسباط حضرت یعقوب کی اولاد کو کہتے ہیں کہ وہ بارہ بیٹے تھے اور ہر ایک کی بہت سی اولاد ہوئی سو فرمایا کہ حسین کا ویسا ہی حال ہے اس میں اشارہ ہے کہ اس کی بہت نسل جاری ہوگی۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِہٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ۔

نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ لئے ہوئے تھے حسن بن علیؓ کو اپنے کاندھے پر سو کہا ایک شخص نے کہ کیا خوب سواری ہے جس پر تو سوار ہوا اے لڑکے تو فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ خوب سوار ہے وہ۔

ف: یعنی ایسا مرتبہ اور کسی کو کب نصیب ہوگا کہ محبوب خدا کے کاندھے پر سوا ہو۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّھَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِہٖ قَارُوْرَۃٌ فِیْھَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَاھٰذَا قَالَ ھٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِہٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُہٗ مُنْذُ الْیَوْمِ فَاُحْصِیْ ذٰلِکَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِکَ الْوَقْتِ۔

ترجمہ: امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ میں نے دیکھا پیغمبر خدا ﷺ کو بیچ اس حالت کے دیکھتا ہے سونے والا ایک دن دو پہر کو بال پریشان غبار آلودہ ان کے ہاتھ میں ایک شیشہ (کی بوتل) کہ اس میں خون ہے تو میں نے عرض کیا کہ صدقے تجھ پر میری ماں اور میرا باپ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ خون ہے حسین کا اور اس کے یاروں کا ٹولتا ہوں میں اس کو آج کے شروع دن سے ابن عباس نے کہا سو شمار کرتا ہوں میں اس دن کو پاؤں قتل اس دن کا۔

ف: یہ خواب ابن عباسؓ نے کربلا کی لڑائی سے پہلے دیکھا تھا سو وہ آرزومند تھے کہ اگر میں اس وقت میں ہوں تو میں بھی امام حسین کے ساتھ شہید ہوں تو اس وقت کے

منتظر رہا کرتے ،اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام حسینؓ کے شہید ہونے سے پیغمبر ﷺ کی روح مبارک کو کمال تشویش ہوئی اور گھبرا گئے اور یہاں جو حضرت امامؓ پر رنج و تکلیف ہوئی اس کا حال دریافت کر کے عالم ارواح میں حضرت کو رنج ہوا اور مغموم ہوئے تو مسلمان کو چاہیے کہ جب امام کا حال سنے تو افسوس کرے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے اور جانے کہ عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد اور شمر اور خولی وغیرہ مردوں نے باجازت یزیدؔ کے حضرت امامؓ کو رنج پہنچایا نہایت بری حرکت کی مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی حرکت نہ کرے جس میں حضرتؐ کو اور حضرتؐ کے اہل بیت کو دنیا یا آخرت میں رنج پہنچے تو اب اس واقعہ کربلا کی ہر سال نقل کرنا گویا حضرت کی روح کو ہر سال رنج پہنچانا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ هٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَا اِبْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا۔

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ اسامہ زیدؓ کے بیٹے نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے حسن اور حسینؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٰہی میں دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو سو تو بھی دوست رکھ ان کو اور دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے ان کو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَيُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے کہ نہ اترا زمین پر کبھی اس رات سے پہلے اجازت مانگی اس نے اپنے رب سے کہ مجھ کو سلام کرے اور خوش خبری دے اس بات کی کہ بی بی فاطمہ سردار ہیں بہشت کی سب عورتوں کی اور یہ کہ حسن اور حسین

وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَ اَشْبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ. دونوں سردار ہیں بہشت کے جوانوں کے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ زید بن ارقمؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے حق میں کہ میں لڑوں اس سے جو لڑے ان سے اور صلح کروں اس سے جو صلح کرے ان سے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا.

ترجمہ: مسلم نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا ﷺ صبح کو اوڑھے ہوئے ایک کملی کہ اس پر سیاہ بالوں کے نقش تھے پھر آئے حسنؓ تو لے لیا ان کو پھر آئے حسینؓ تو لے لیا ان کو پھر آئیں فاطمہؓ تو لے لیا ان کو پھر آئے علیؓ تو لے لیا ان کو یعنی کملی کے اندر پھر فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اے اہل بیت اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے۔

ف: کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ بی بیوں اور گھر والوں کے حق میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی کی باتیں اے گھر والو اور پاک کرے تم کو ستھرائی سے اس آیت سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ آیت صرف حضرتؐ کی بی بیوں

کے حق میں ہے سو حضرتؐ نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور علی مرتضیٰؓ اور بی بی فاطمہؓ کو ایک کملی میں اپنی گود میں لے کر یہ آیت پڑھی تو مطلب یہ تھا کہ ان کے حق میں بھی یہ دعا ہو جائے اور لوگ سمجھ لیں کہ آیت کے حکم میں یہ چاروں شخص بھی شامل ہیں صرف بی بیاں نہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَّحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ.

ترجمہ: مسلم نے ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے نقل کیا کہ جب یہ آیت اتری کہ ندع ابناء نا وابناء کم الخ بلایا پیغمبر خدا ﷺ نے علی اور فاطمہ اور حسنین کو پھر فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔

ف: نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاتے تھے جب خدائے تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بندے ہیں اور جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بے ماں باپ کے صرف اپنے حکم سے پیدا کیا تھا ویسے ہی حضرت عیسیٰ کو بھی بے باپ کے پیدا کیا نصاریٰ نے نہ مانا اور پیغمبر خدا ﷺ کو جانا کہ ان کا مذہب غلط ہے اور اپنا مذہب سچا جانا تب یہ آیت اتری سورۂ آل عمران میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر تو ان نصاریٰ سے کہہ کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنے ہاں کی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنے ہاں کی عورتوں کو بلاؤ اور ہم آپ ہوں اور تم آپ ہو اور سب مل کر جھوٹوں پر بد دعا کریں تو جب یہ آیت نازل ہوئی پیغمبرؐ خدا نے علی مرتضیٰ کو اور بی بی فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو بلا کر اپنے ساتھ لیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہی یہ میرے گھر والے ہیں یعنی میرے بیٹے اور گھر والے یہ ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ حضرت علیؓ اور

امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو اپنا بیٹا جانتے تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَہٗ فَقَالَ مَآ اَغْضَبَکَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا وَلِقُرَیْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَیْنَھُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْہٍ مُبْشَرَۃٍ وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَیْرِ ذٰلِکَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی احْمَرَّ وَجْھُہٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلِ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ ثُمَّ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰی عَمِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عبدالمطلب بن ربیعہؓ نے نقل کیا کہ عباسؓ آئے رسول خدا ﷺ کے پاس ناخوش کئے ہوئے اور میں ان کے پاس تھا سو فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ کس چیز نے غصہ کیا تجھ کو کہا یا رسول اللہ کیا ہوا ہے ہمارے ساتھ قریش کو کہ جب وہ ملتے ہیں آپس میں تو ملتے ہیں خوش ہوتے ہوئے ہنستی پیشانی سے اور جب ملتے ہیں ہم سے تو ملتے ہیں بغیر اس کے تو غصہ ہوئے رسول خدا اس قدر کہ سرخ ہو گیا آپ کا چہرہ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہرگز نہ بیٹھے گا آدمی کے دل میں ایمان جب تک دوست نہ رکھے تم کو اللہ کے واسطے اور اللہ کے رسول کے واسطے پھر فرمایا اے لوگو جس نے ایذا دی میرے چچا کو تو اس نے ایذا دی مجھے چچا آدمی کا تو برابر ہوتا ہے اس کے باپ کے۔

ف: عباسؓ رسول خدا ﷺ کے چچا تھے ان سے بعض لوگ خوشی سے نہ ملے تب انہوں نے حضرت ﷺ سے شکایت کی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے چچا اور اہل بیت سے جو کوئی دوستی اور محبت نہ رکھے اس کا ایمان ہی نہیں اور جو کوئی میرے چچا کو ایذا اور رنج دے

اس نے مجھ کو ایذا دی، اس واسطے کہ چچا ہر شخص کا اس کے باپ کے برابر کا بھائی ہوتا ہے بھلا کوئی کسی کی تعظیم کرے اور اس کے باپ کی تعظیم نہ کرے تو وہ شخص (کب) خوش ہوگا۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا کَانَ غَدَاۃَ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُکَ حَتّٰی اَدْعُوَلَکُمْ بِدَعْوَۃٍ یَّنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا وَوَلَدَکَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَہٗ وَاَلْبَسَنَا کِسَاءً ہٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ وَاجْعَلِ الْخِلَافَۃَ بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ۔

ترجمہ: رزینؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے عباسؓ کو جب صبح ہو پیر کے دن کی تو تم آنا میرے پاس اور تیرا بیٹا تو میں دعا کروں تمہارے لئے ایسی دعا کہ اس سے فائدہ کرے خدا تیرا اور تیرے بیٹے کا پھر صبح کی عباسؓ نے اور میں نے آپ کے ساتھ اور اوڑھائی پیغمبر ﷺ نے ہم دونوں کو ایک چادر اپنی پھر دعا کی کہ اے اللہ بخش دے عباس کو اور اس کے بیٹے کو بخشش ظاہری اور باطنی کہ نہ چھوڑے کسی گناہ کو اور بچائے رکھ اس کو اس کی اولاد میں اور کر دے خلافت باقی اس کے پیچھے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْہُ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ۔

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ زید بن حارثہؓ پیغمبر خدا ﷺ کے غلام کو ہم پکارا کرتے تھے زید بن محمد ﷺ کہہ کر جب تک اتری آیت قرآن میں کہ پکارو بنائے ہوئے بیٹوں کو ان کو باپوں کی طرف نسبت کر کے۔

ف: زید ایک شخص تھے کہ حضرتؐ نے ان کو بیٹا بنایا تھا تو سب اصحاب ان کو محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جس کا بیٹا ہو اسی کا بیٹا کہو اور جس نے بیٹا بنایا ہو اس کا بیٹا کہنا کچھ ضروری نہیں تب صحابہؓ نے زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا موقوف کیا اور زید بن حارثہ کہنے لگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ سب زید کو اہل بیت میں شمار کرتے تھے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنَحِّیَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِیْ حَتّٰی اَنَا الَّذِیْ اَفْعَلُ قَالَ یَا عَائِشَةُ اَحِبِّیْهِ فَاِنِّیْ اُحِبُّهٗ۔

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ ارادہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خود پاک کریں لعاب یعنی اسامہ کی ناک سے عرض کیا عائشہؓ نے کہ چھوڑو مجھ کو کہ میں کروں فرمایا اے عائشہ محبت رکھ اس سے کہ میں محبت رکھتا ہوں اس سے۔

ف: زیدؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ بیٹے تھے ان کے بیٹے تھے یہ اسامہ سوان کے لڑکپن کا یہ ذکر ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ اِنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِیًّا دَخَلَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاکَ نَسْئَلُکَ اَیُّ اَهْلِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ اسامہؓ نے نقل کیا کہ عباسؓ اور علیؓ آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو کہا ہم آئے ہیں اے رسول خدا آپ کے پاس پوچھتے ہیں کہ کون مرد تمہارے گھر والوں میں سے تم کو دوست زیادہ ہے فرمایا مجھ کو زیادہ اپنے گھر والوں میں سے وہ ہے کہ اس پر اللہ نے فضل کیا اور میں نے احسان کیا اس پر اسامہ زید کا بیٹا پوچھا اس کے بعد فرمایا علی ابی طالب کا بیٹا۔

ف: یہ انیس حدیثیں مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھی ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو اسامہؓ سے کمال محبت تھی۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَائِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی ﷺ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ علیؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ افضل سب عورتوں سے اُس امت میں عمران کی بیٹی مریم اور افضل سب عورتوں سے اس امت میں خویلدؓ کی بیٹی خدیجہ ہے۔

ف: بی بی مریم نام ہے عیسیٰ پیغمبر علیہ السلام کی ماں کا اور بی بی خدیجہؓ نام ہے ہمارے پیغمبر صاحب ﷺ کی زوجہ کا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ جِبْرَئِیْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِھَا فِیْ خِرْقَۃِ حَرِیْرٍ خَضْرَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھٰذِہٖ زَوْجَتُکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبی میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ جبرئیل لائے صورت بی بی عائشہؓ کی سبز ریشمیں کپڑے میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا کہ یہ زوجہ تمہاری ہے دنیا میں اور آخرت میں۔

ف: یعنی بی بی عائشہؓ کی تصویر حضرت جبرئیل پیغمبر خدا ﷺ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ بی بی دنیا میں اور بہشت میں دونوں جہان میں آپ کی زوجہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی دنیا اور بہشت دونوں جہان کے واسطے بی بی عائشہؓ کو پسند

کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بنایا تھا۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ کَانُوْا یَتَحَرَّوْنَ بِھَدَایَاھُمْ یَوْمَ عَائِشَۃَ یَبْتَغُوْنَ بِذَالِکَ مَرْضَاتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْلَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّھْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلْیُھْدِہٖ اِلَیْہِ حَیْثُ کَانَ فَقَالَ لَھَا لَا تُؤْذِیْنِیْ فِیْ عَائِشَۃَ فَاِنَّ الْوَحْیَ لَمْ یَاْتِنِیْ وَاَنَا فِیْ ثَوْبِ امْرَاَۃٍ اِلَّا عَائِشَۃَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اَذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ اِنَّھُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَۃَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَتْہُ فَقَالَ یَا بُنَیَّۃُ اَلَا تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب ازواج النبیؐ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے تحفہ بھیجنے کا بی بی عائشہؓ کے دن چاہتے تھے اس سے خوشی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سو بولیں ام سلمہؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماویں کہ جو چاہے کہ تحفہ بھیجے رسول خدا کو تو چاہیے کہ تحفہ بھیجے ان کو جہاں کہیں کہ وہ ہوں تو فرمایا ان کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ ایذا دے مجھ کو عائشہ کے بارے میں اس واسطے کہ وحی مجھ کو نہیں آئی ہے جب میں اور عورت کے ساتھ سویا ہوں سوائے عائشہ کے کہا انہوں نے میں توبہ مانگتی ہوں خدا سے تمہاری ایذا سے پھر بلایا بی بیوں نے بی بی فاطمہ کو اور بھیجا ان کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو باتیں کیں انہوں نے ان سے تو فرمایا کہ اے بیٹی کیا تو نہ چاہے جو میں چاہوں کہا کیوں نہیں فرمایا تو تو محبت رکھ اس سے۔

ف: حضرت کا دستور تھا کہ ہر بی بی کے گھر باری باری سے رات کو آرام کرتے تھے اور بی بی عائشہؓ سے محبت زیادہ رکھتے تھے تو کوئی شخص جو آپ کو تحفہ بھیجتا تو جس

بی بی کے گھر آپ رات کو ہوتے تو وہ چیز اسی بی بی کے خرچ میں آتی تو جس شب کو پیغمبر صاحبؐ بی بی عائشہؓ کے گھر تشریف رکھتے تو اس رات کو لوگ اپنے اپنے تحفہ بھیجتے تاکہ بی بی عائشہؓ کے خرچ میں آئے اور زیادہ حضرتؐ خوش ہوں یہ حال دیکھ کر ام سلمہؓ نے کہ وہ بھی حضرتؐ کی زوجہ تھیں حضرتؐ سے عرض کیا کہ لوگوں سے فرمادیں کہ جب چاہیں تب تحفہ آپ کو بھیجا کریں کسی ہی بی بی کے گھر آپ ہوں حضرت عائشہؓ کی باری کی شب کی تخصیص لوگ کیوں کرتے ہیں اس بات سے حضرتؐ ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تم عائشہ پر رشک نہ کرو کہ مجھ کو برا لگتا ہے اور سوائے اس کے عائشہ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بھی زیادہ ہے کہ جب میں اور کسی بی بی کے گھر سوتا ہوں تو وحی نہیں آتی مگر عائشہ کے گھر جب ہوتا ہوں تو وحی آتی ہے یہ بات سن کر بی بیوں کو معلوم ہوا کہ حضرتؐ ناخوش ہو گئے تو بی بی فاطمہ کو بلایا کہ جا کر حضرت کو سمجھاویں سو انہوں نے جا کر حضرتؐ کی خدمت میں اس مقدمہ میں کلام کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے بیٹی جو بات میں چاہوں وہی بات تجھ کو بھی چاہنا چاہیے اور میں عائشہ سے محبت رکھتا ہوں تو تو بھی اس سے محبت رکھ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو بی بی عائشہؓ سے کمال محبت تھی اور جو کوئی ان سے محبت ایمانی رکھتا تھا وہ حضرت کو اچھا معلوم ہوتا تھا اور جو ان سے محبت کم رکھتا تھا وہ حضرت ﷺ کو بھی برا معلوم ہوتا تھا۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب بدء الخلق وذکر الانبیاء میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ بزرگی عائشہ کی سب عورتوں پر ایسی ہے جیسے بزرگی ثرید کی سب کھانوں پر۔

ف: ثرید ایک طرح کا کھانا ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ اس کو کمال رغبت سے کھاتے ہیں اور سب اقسام کے کھانوں سے افضل جانتے ہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُّدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ يُّوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْٓ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب مناقب اہل البیت میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ زید بن ارقمؓ نے نقل کیا کہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے بیچ میں خطبہ پڑھنے کیلئے پانی پر جس کو کہتے ہیں خم مکہ اور مدینہ کے بیچ میں سو تعریف کی اللہ کی اور ثنا کہی اللہ پر اور نصیحت کی اور پند (نصیحت) کی اور فرمایا کہ بعد اس کے یہ ہے کہ خبر دار ہو لوگو کہ میں تو آدمی ہی ہوں اب آئے گا میرے پاس قاصد میرے رب کا یعنی ملک الموت سو میں کہنا مانوں گا یعنی وفات پاؤں گا سو میں چھوڑتا ہوں تم میں دو چیزیں اول ان میں سے کتاب ہے اللہ کی کہ وہ رسی ہے اللہ کی طرف سے جو اس پر چلے وہ نیک راہ پر اور جس نے اس کو چھوڑا وہ ہوا گمراہی پر اس میں نیک راہ اور نور ہے تو عمل کرو اللہ کی کتاب پر اور مضبوط پکڑو اس کو تو چونپ دلائی اللہ کی کتاب پر اور رغبت دلائی اس میں پھر فرمایا اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ اپنے اہل بیت میں یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ کو اپنے اہل بیت میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا عترت میری گھر والے میرے اور ہرگز جدا نہ ہوں گے عترت اور کتاب جب تک کہ وارد ہوں

بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ۔

میرے پاس حوض کوثر پر سو لحاظ رکھو کہ کیسا میرے پیچھے تم کرو گے ان کے مقدمہ میں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا کہ اے لوگوں میں نے چھوڑیں تم میں دو چیز کہ اختیار کرو اس کو تو ہرگز گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب اور میری عترت گھر والے میرے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ کا اور اہل بیت کا ایک مرتبہ ہے جیسے اس کی تعظیم چاہیے ویسی ہی ان کی تعظیم چاہیے اور جیسے کلام اللہ سب ہدایت کا ہے ویسے ہی اہل بیت سب ہدایت کے ہیں چنانچہ یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ کے طریقہ سب اہل بیت پر منتہی ہوتے ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ محبت رکھو اللہ سے اس واسطے کہ وہ تم کو کھلاتا ہے اپنی نعمتیں اور محبت رکھو مجھ سے اللہ کی محبت کے سبب اور محبت رکھو میرے اہل بیت سے میری محبت کے سبب۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابی ذرؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ خبردار رہو کہ مثل

مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ۔

میرے اہل بیت کی تمہارے بیچ میں ایسی ہے جیسے ناؤ (کشتی) حضرت نوحؑ کی جو سوار ہوا اس پر بچا اور جو (پیچھے) چھوٹ رہا اس سے ہلاک ہوا

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل بیت سے محبت رکھے اور ان کا رویہ طریقہ اختیار کرے اور جو اہل بیت کے طریق میں داخل ہو وہ کفر اور دوزخ سے نجات پائے جیسے حضرت نوحؑ کی کشتی میں جو لوگ سوار ہوئے تھے وہ طوفان سے بچ گئے اور جو شخص اہل بیت سے پھرے اور مخالفت کرے اور اہل بیت کے طریق میں نہ داخل ہو تو وہ ہلاکت میں پڑے جیسے نوحؑ کے وقت میں جو لوگ کشتی میں نہ سوار ہوئے وہ سب ڈوب گئے اور ایک بیٹا خود نوحؑ کا بھی سوار نہ ہوا تھا وہ بھی ڈوب گیا اور نوحؑ کے اہل بیت میں داخل نہ رہا پھر اب اگر کوئی سید مخالف اہل بیت کے رویہ اور طریقہ کو اختیار کرے تو وہ بھی ہلاکت میں پڑے اور اہل بیت حقیقی میں شمار نہ ہو پھر اس کے ساتھ جو ہو وہ بھی ہلاک ہو اور جو شخص غیر کہ اہل بیت کے طریق کو اختیار کرے وہ بھی اہل بیت میں شمار ہو اور نجات پائے جیسے نوحؑ کی کشتی میں سوار ہونے والے نے طغیان سے نجات پائی جاننا چاہیے کہ جیسے حضرت ﷺ نے اہل بیت کو موجب نجات بتلایا ویسے ہی اپنے اصحابوں کو موجب امن کا فرمایا۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنُّجُوْمُ اَمَنَۃٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَھَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَآءَ مَاتُوْعَدُوَاَنَا اَمَنَۃٌ لِّاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَھَبْتُ اَتَااَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَۃٌ لِّاُمَّتِیْ

ترجمہ: مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ میرے باپ ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تارے امان ہیں آسمان کے تو جب جاتے ہیں تارے تو آسمان پر آجائے جو وعدہ دیا گیا اس کو اور میں امان ہوں اپنے یاروں کی تو جب چلا جاؤں میں تو آجائے میرے اصحابوں پر جو وعدہ ہوا ان سے اور میرے یار ہیں امان

فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ۔

میری امت کے تو جب جاتے رہیں میرے یار تو آئے میری امت پر وہ جو وعدہ دیا گیا ان کو۔

ف: اللہ تعالیٰ نے یوں مقرر کیا ہے کہ جب اخیر زمانہ آئے گا تو بدعتیں اور فساد اور لڑائیاں اور برے کام رائج ہوں گے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب میرے یار نہ رہیں گے تو امت میں یہ باتیں جو اللہ تعالیٰ نے ٹھیرا رکھی ہیں سو ظاہر ہوں گی اور جب تک میرے اصحاب رہیں گے تب تک فساد امت میں نہ ہوں گے تو میرے اصحابوں کے سبب سے امت پر امان ہے جیسے میرے سبب سے میرے اصحابوں پر امان ہے اور جب میں نہ ہوں گا تو اصحابوں میں اختلاف پڑے گا تو میرے اصحاب امت کے حق میں موجب امن کا ہیں جیسے آسمان کے تارے کہ جب تارے نہ رہیں گے تو آسمان بے نور رہ جائے گا اور ٹوٹ جائے گا اور قیامت آئے گی۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ كَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ لَا یَصْلَحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ۔

ترجمہ: شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مثل میرے یاروں کی میری امت میں ایسی ہے جیسے نمک کھانے میں کہ کھانا بے نمک کے درست نہیں ہوتا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن بریدہؓ نے نقل کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو میرا یار مرے زمین پر زندہ ہوگا یعنی قیامت کو لئے جاتا ہوگا لوگوں کو بہشت کی طرف اور

قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. وہ نور ہو گا واسطے لوگوں کے قیامت کے دن

ف: حضرت ﷺ کے اصحابؓ قیامت کے دن بھی نجات کا باعث ہوں گے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ أَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ.

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی اس مسلمان کو جس نے مجھے دیکھا یا اس کو دیکھا جس نے دیکھا مجھ کو۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصحابوں کا ایسا بڑا مرتبہ ہے کہ ان کی صورت دیکھنے سے مسلمان پر دوزخ کی آنچ حرام ہوتی ہے۔

أَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرِمُوْا أَصْحَابِيْ فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.

ترجمہ: نسائیؒ نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تعظیم کرو میرے یاروں کی اس واسطے کہ وہ تم سے بہتر ہیں بعد ان کے بہتر وہ لوگ جو ان سے نزدیک یعنی تابعین بعد ان کے وہ لوگ جو ان سے نزدیک یعنی تبع تابعین۔

ف: یعنی حضرت ﷺ کے وقت سے قیامت تک جتنے لوگ پیدا ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے سب سے بہتر حضرتؐ کے اصحابؓ تھے کہ وہ اصحابؓ ایک سو دس ۱۱۰ھ تک تھے بعد ان کے مرتبہ تابعینؒ کا ہے جو اصحابوںؓ کے بعد ہوئے وہ لوگ ایک سو ستر ۱۷۰ھ تک رہے ان کے بعد اچھا زمانہ تبع تابعین کا ہے یعنی وہ لوگ جو تابعینؒ کے بعد

ہوئے تھے کہ وہ دو سو ساٹھ ۲۶۰ھ تک باقی تھے تو ساری امت سے زیادہ بزرگی تبع تابعینؒ کی کرنی چاہیے اور ان سے زیادہ تابعینؒ کی بزرگی کیجئے اور ان سے بھی زیادہ حضرت ﷺ کے اصحابوںؓ کی کہ وہ سب سے بہتر تھے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ۔

ترجمہ: بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ برا نہ کہو میرے اصحابوںؓ کو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو کہ کوئی شخص تم میں کا خرچ کرے احد پہاڑ برابر سونا تو نہ پہنچے ان کے ایک مد کے ثواب کو اور نہ اس کی ادھیائی (آدھے) کے برابر۔

ف: مد ایک برتن ہوتا ہے غلہ ناپنے کا کہ اس میں شاید بقدر وزن ایک سیر کے غلہ سمائے سو فرمایا کہ اگر کوئی اور پہاڑ برابر سونا خدا کی راہ میں خیرات کرے تو اس کو اس قدر ثواب نہ ہوگا جس قدر میرے اصحابؓ کو ایک مد یا آدھا مد برابر اناج خیرات کرنے میں ثواب ہوگا پھر جب خدا کے نزدیک اصحابوںؓ کا ایسا بڑا مرتبہ ٹھیرا کہ ان کو ذرا سے نیک کام میں احد کے پہاڑ برابر سونا خرچ کرنے کے ثواب سے زیادہ ثواب دے اور انہوں نے بڑے بڑے نیک کام کیے ہیں تو ان کو ہرگز برا نہ کہنا چاہیے کہ تم لوگ ان سے بہر صورت کم ہی ہو اور وہ ہر طرح تم سے افضل ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مغفلؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارہ میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے یاروں کے بارہ میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے یاروں کے

تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ.

بارہ میں نہ ٹھیراؤ ان کو نشانہ بعد میرے تو جس نے دوست رکھا ان کو تو میری محبت سے دوست رکھا ان کو اور جس نے بغض کیا ان سے تو میرے بغض سے بغض رکھا ان سے اور جس نے ایذا دی ان کو تو اس نے ایذا دی مجھ کو اور جس نے ایذا دی مجھ کو تو گویا اس نے ایذا دی اللہ کو اور جس نے ایذا دی اللہ کو قریب ہے کہ اللہ گرفتار کرلے اس کو۔

ف: حضرت ﷺ نے اس جگہ تین بار امت کو تاکید کی اور پیچھے مرتبہ فرمایا کہ لوگو میرے اصحابوں کے بارہ میں کوئی بات طعن اور طنز کی ان کے حق میں تمہاری زبان سے نہ نکلے اور ایسا نہ کرنا کہ تم میرے بعد میرے یاروں کو نشانہ بناؤ اور ان پر بولیاں مارو اور طعن ان کی طرف متوجہ کرو بلکہ ان سے محبت رکھو اس واسطے کہ وہ میرے یار ہم صحبت ہم نشین ہیں میرا لحاظ کرکے ان سے محبت اور دوستی رکھو چنانچہ قاعدہ مشہور ہے کہ اپنے دوست کا دوست اپنا بھی دوست ہوتا ہے سو میرے اصحاب میرے دوست ہیں تو جس نے ان کو دوست رکھا تو ان کو میری ہی محبت کے سبب دوست رکھا اور اپنے دوست کا دشمن بھی اپنا دشمن ہوتا ہے اور میرے اصحاب میرے دوست ہیں تو جو شخص ان سے بغض اور دشمنی رکھے تو وہ شخص مجھ سے بھی دشمنی رکھتا ہے اور جس نے میرے اصحابوں کو ایذا دی اس نے گویا مجھی کو ایذا دی اس واسطے کہ وہ میرے یار ہیں اور جس نے مجھ کو ایذا دی گویا اللہ ہی کو ایذا دی اس لئے کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور جو شخص اللہ کو ایذا پہنچائے وہ اگرچہ دنیا میں چندروز چھوٹا ہوا کافروں کی طرح آرام سے رہے مگر آخر کو اللہ اس کو گرفتار کرے گا اور سزا دے گا اور اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانا یہی ہے کہ اسکے حکم کے خلاف کرے اور اس کے محبوبوں کو ایذا پہنچائے اس حدیث

سے معلوم ہوا کہ جو شخص اصحابوں سے محبت رکھے اس کو پیغمبر خدا ﷺ سے بھی محبت ہے اور جو شخص اصحابوں سے بغض رکھے وہ حقیقت میں پیغمبر صاحبؐ سے بغض رکھتا ہے اگرچہ زبان سے نہ کہے سو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہے افسوس ہے کہ حضرتؐ کے بعد امت کے بعضے نا اہلوں نے حضرت کی حدیث پر عمل نہ کیا اور حضرتؐ کے اصحابوں کو نشانہ ٹھیرالیا اور ان پر لعن طعن کر کے اپنی عاقبت تباہ کی اور لعنت کا فوارہ بنے خدا ان کو ہدایت کرے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب مناقب الصحابہؓ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم جب دیکھو ان لوگوں کو جو برا کہتے ہیں میرے اصحابوں کو تو کہو کہ لعنت خدا کی ان برا کہنے والوں کی برائی پر۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے اصحابوں کو کسی طرح برا کہنا اور ان کی کسی بات پر طعن کرنا درست نہیں اور جو کوئی ان کو برا کہے اس کو برا کہنے پر لعنت اور خدا کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہے اگرچہ ان اصحابوں سے ایسا کام ہوا ہو کہ اگر وہی کام اور کسی سے ہو تو اس کو برا کہیں مگر ان کو برا کہنا نہیں درست۔

پاکاں را قیاس از خود مگیر   گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

ان کا گناہ وہ کام کرتا تھا کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کرتی پیغمبروں کے معجزے کافروں کو جادو معلوم ہوتے تھے اور ایمان داروں کا یقین بڑھتا تھا اصحابوں کے اختلاف امت کے حق میں رحمت ہے جیسے شریعت کے مسائل جزئی کا اختلاف اور امت کے لوگوں کا اختلاف ضلالت ہے۔

اَخْرَجَ رَزِیْنٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَأَلْتُ رَبِّيْ عَنْ اِخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَآءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِّمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔

ترجمہ: رزینؒ نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ میں نے پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے پوچھا اپنے رب سے اصحابوں کے اختلاف کا حال اپنے بعد تو وحی بھیجی اللہ نے مجھ پر کہ اے محمد تیرے اصحاب میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے بعضا خوب بعضے سے اور ہر ایک میں روشنی ہے تو جس نے اختیار کیا کچھ بھی اس رویہ کو جس پر وہ اصحاب ہیں ان کے طرح طرح کے رویوں میں سے تو وہی میرے نزدیک نیک راہ ہے اور نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے اصحاب میرے ایسے ہیں جیسے چمکتے تارے سوان میں سے جس کے رویہ پر چلو گے نیک راہ پاؤ گے۔

ف: یہ نو حدیثیں مشکوۃ کے باب مناقب صحابہ میں لکھی ہیں حضرت ﷺ کے اصحاب لاکھ سے زیادہ تھے بعض کے مزاج میں نرمی زیادہ بعض کو غصہ کسی کو قرآن پڑھنے کا شوق بہت کسی کو روزے کا ایک کو جہاد کا ذکر دوسرے کو گوشہ نشینی کا فکر کوئی نصیحت اور وعظ اور احتساب میں مشغول کسی کو سکوت اور خاموشی معمول کسی کو مسائل بہت یاد کسی کو کم کسی کا گھر روم میں کسی کا شام میں کوئی مکہ کوئی مدینہ کا سو حضرتؐ نے یہ حال دیکھ کر خیال کیا کہ میرے بعد یہ سب لوگ جب متفرق ہوں گے تو ان مین اختلاف پڑے گا تو امت کے لوگ کس کس کے رویہ کو اختیار کریں گے سو حضرتؐ نے اللہ سے پوچھا کہ الٰہی میرے اصحابوں میں

اختلاف ہوگا یا نہ ہوگا اور اگر اختلاف ہوگا تو کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر تیرے اصحاب ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے کہ نورانی اور روشن چمکتے سب ہیں اور جہاز کشتی مسافر سب تاروں کے پیچھے چل کر منزل مقصود کو پہنچتے ہیں اگر چہ کوئی تارا بڑا ہے اور کوئی چھوٹا اور ایک دوسرے سے اچھا مگر جس طرف کی سمت باندھ لے وہی تارا اس کی راہ بتانے کو کافی ہے ویسے ہی یہ اصحاب ہیں اگر چہ باخود ہا آپس میں مختلف ہوں لیکن ان میں سے کسی کی راہ کو اور کچھ ہی رویہ کو جو شخص اختیار کر لے تو وہی میرے نزدیک نیک راہ ہے تو اس کے بموجب حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ میرے یار ایسے ہیں جیسے آسمان کے تارے جس کی راہ اختیار کرو ہدایت پاؤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود آپس کے اختلاف کے ہر ایک صحابیؓ کی راہ اللہ کے نزدیک نیک ہے اور سب کا رویہ درست غرض کہ حضرتؐ کے سب اصحاب خدا کے مقبول اور پیغمبر خدا ﷺ کے محبوب اور ایسے ہی بالکل درگاہ الٰہیت کے برگزیدہ اور حضرت ﷺ کے پسندیدہ ایماندار آدمی کو سب سے محبت رکھنا چاہیے اور نہیں تو ایمان نہیں اور جس کو ایمان ہوگا اس کو حضرتؐ سے اور حضرتؐ کے اصحابوںؓ سے اور رشتہ دار ایمان داروں سے بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت ہوگی۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنَ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب مناقب قریش میں لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ محبت رکھو عرب سے تین سبب سے اس واسطے کہ میں عربی ہوں اور قرآن عربی ہے اور بولی بہشتیوں کی عربی ہے۔

ف: دستور ہے کہ آدمی جس سے محبت رکھتا ہے تو اس کے ملک اور بستی اور شہر کو بھی چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے بلکہ وہاں کا نام لینے سے اور اس کے ذکر کرنے سے خوش ہوتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمانو تم عرب کے ملک کو اور وہاں کے رہنے والوں کو دوست

رکھو اس واسطے کہ میں جو تمہارا پیغمبر ہوں سو عربی ہوں اور اللہ نے جو کتاب تمہاری ہدایت کے واسطے اتاری ہے یعنی قرآن سو وہ بھی عربی زبان میں ہے اس میں ایک فائدہ اور بھی ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اور اس میں عرب کی رسم دستور خوب بیان ہوئی اگر آدمی کو عرب سے محبت ہو تو عربی زبان اور عرب کا رویہ اور پوشاک لباس خوراک رسم دستور وہاں کے دریافت کرے تو قرآن کے معنے اور مطلب خوب بوجھے اور سمجھے اور فرمایا کہ بہشتی لوگ بھی عربی بولیں گے اور بہشت کی خواہش ہر مسلمان کو ہے تو چاہیے کہ عرب سے دوستی اور محبت رکھے کہ آخرت کو بہشت میں بھی اسی عربی سے کام پڑے گا سبحان اللہ کیا نیک حال اور بڑا درجہ اور مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو حضرت پیغمبر خداؐ سے اور ان کے اصحابؓ سے اور اہل بیتؓ سے اور حضرتؐ کے ملک سے دوستی اور محبت رکھیں اور ان کا رویہ اور طریقہ اختیار کریں اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے سب بھائی مسلمانوں کو یہ محبت نصیب کرے اور اسی محبت کے حال میں موت دے اور رافضیوں اور خارجیوں اور ناصبیوں کے عقیدوں سے محفوظ رکھے آمین یا رب العالمین۔

دریافت رہے کہ اصل محبت وہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کے نزدیک مقبول ہو سو ایسی محبت وہی ہے کہ ان بزرگوں کے فرمانے کے بموجب عمل کیجئے اور ان کا راہ رویہ اختیار کریں اس زمانے میں لوگ جانتے ہیں کہ بزرگوں کی قبریں بلند بنانا اور مقبرے بڑے بڑے اٹھانا اور وہاں روشنی اور عرس میلہ کرنا چادریں ہار پھول مٹھائی کھانا چڑھانا ان سے منتیں مرادیں مانگنا ان کے نام کی سہ منیاں اور توشے اور کونڈے اور پیالہ کرنا بزرگوں کی محبت ہے سو یہ محبت نہیں ہے بلکہ ان بزرگوں کے رویہ اور مرضی کے خلاف ہے کہ اس سے وہ بزرگ ناراض ہوتے ہیں اس واسطے ایک فصل اس بیان میں علیحدہ لکھی جاتی ہے۔

الفصل الخامس

فی ذکرِ بدعات القبور

فصل پانچویں قبروں سے متعلق بدعتوں کے ذکر میں

ف: یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جن سے ان بدعتوں کی برائی ثابت ہوتی ہے جو بدعتیں قبروں سے علاقہ رکھتی ہیں۔

سوسننا چاہیے کہ اصل زیارت قبر کی بغیر کسی قید دن اور تاریخ اور سال اور وقت اور اجتماع کے مرد کے واسطے جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے اس نیت سے کہ قبروں کے دیکھنے سے موت اور آخرت یاد آوے اور دنیا کی محبت جائے سو اس نیت کے اور نیت سے قبروں کی زیارت کو جانا دور دور سے سفر کر کے جانا یا دن اور وقت اور تاریخ کی قید لگانا میلا اور اجتماع قبروں پر کرنا وہاں چراغ جلانا قبر کے سبب قبرستان میں مسجد بنانا عورت کا قبر کی زیارت کو جانا قبروں پر چادریں ڈالنا قبروں پر گچ کرنا مُردوں کی تاریخیں اور کچھ آیتیں وغیرہ مقبروں میں یا قبروں پر لکھ دینا قبروں پر مقبرے بنانا قبر ایک بالشت سے اونچی بنانا قبر کے پاس بہتر جان کر نماز پڑھنا قبروں کے مجاور بن کے بیٹھنا قبروں کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو مسجد کے واسطے مخصوص ہے قبر کے پاس سرور اور لہو کے کام کرنا جو عید میں چاہئیں ان مُردوں کی خوشی جان کر یا ثواب جان کے کرنا یہ سب کام مکروہ حرام اور بدعت ہیں اور لوگ جو ان کاموں کو کرتے ہیں تو اس سبب سے اکثر کرتے ہیں کہ بزرگوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتے ہیں تو ان سے حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں سو ان مُردوں کی خوشامد کے واسطے یہ کام کرتے ہیں اور حقیقت میں حاجت روا اور مشکل کشا سوائے خدا کے کوئی نہیں وہ بزرگ خود اللہ کے محتاج تھے اور ہر امر میں خدا ہی کی طرف رجوع کرتے تھے اور یہی ان میں بزرگی تھی کہ ہر امر میں اللہ ہی کی طرف متوجہ رہتے تھے سوا خدا کے غیروں سے انکار رکھتے تھے پھر وہ کیوں کر حاجت روا اور مشکل کشا ہو گئے اور اصل ان کاموں کی یہود اور نصاریٰ

سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بزرگوں سے جب وہ مر جاتے تھے تب ان کی قبریں پکی سنگین چونہ کاری کی بنا کر ان کے ساتھ ایسی پرستش کے کام کرتے تھے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ تو کہہ اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے اور تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھیراویں اس کا کسی چیز کو اور نہ کچھ پکڑیں آپس میں ایک دوسرے کو رب سوائے اللہ کے پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہو کہ شاہد رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں۔

ف: یہودی حضرت عزیز پیغمبر کو خدا کا بیٹا کہتے اور یہ جانتے کہ وہ اللہ کے ہاں کارندہ مختار ہیں جو چاہیں سو کریں پھر ان کی روح کو پوجتے اور ان سے منتیں اور مرادیں مانگتے اور جو کوئی عالم یا درویش اچھا نامی ان میں مرتا تو اس کی روح اور قبر کو پوجتے اور قبر کے پاس عبادت خانے بناتے اور وہاں عبادت کرنا زیادہ ثواب جانتے اور وہاں مراقب ہو کر بیٹھتے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ پیغمبر کو خدا کا بیٹا بتاتے اور اپنی دانست میں حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے جس مقام پر سولی دیا ہے اس مقام پر اور انطاکیہ میں حضرت عیسیٰ کے یار یوحنا کی قبر پر میلہ کرتے تھے اور جو عالم مولوی درویش ان میں مرتا تو اس کی اونچی بلند پختہ قبر اور وہاں عبادت خانے بناتے اور روشنی کرتے اور نبیوں ولیوں کی قبروں پر مراقب بیٹھتے تھے اور یہود اور نصاریٰ دونوں اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کو خدا کا کارندہ مختار اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتے اور ان کے عالم مولوی درویش جو بات کہہ دیتے اس کو یہ خدا کا حکم سمجھتے اور اس کی تحقیق نہ کرتے ان عقیدوں کو ان کے اللہ صاحب نے شرک فرمایا اور یوں بتایا کہ یہ تمہارے پیغمبر اور عالم اور درویش آدمی ہی تھے تم سے پھر تم کو اپنا رب پرورش کنندہ اصل

فیض رساں کیوں سمجھتے ہواور اسی طرح ان بزرگوں کو ماننا نہ تورات اور انجیل خدا کی کتاب
میں لکھا ہے نہ ان پیغمبروں نے کہا ہے پھر اپنی طرف سے کیوں ایسے شرک ۔ کے کام کرتے ہو
اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی مسلمانوں کو یہی حکم کیا کہ سوائے خدا کے کسی کو نہ پوجو اور کسی
سے سوائے خدا کے حاجتیں نہ مانگوں سو ہماری کتاب قرآن اور یہود و نصاریٰ کی کتاب
توریت وانجیل کا مطلب اس مقدمہ میں ایک ہی تھا مگر یہود و نصاریٰ اپنی کتاب کے موافق
عمل نہیں کرتے تھے سواللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پیغمبر صاحب سے فرمایا کہ اے پیغمبر ان
یہود ونصاریٰ سے کہہ کہ اے کتاب والو سوا خدا کے اوروں کی روحوں اور قبروں کا پوجنا چھوڑ
دو اور سیدھی بات پر آؤ جو بات ہماری کتاب قرآن اور تورات اور انجیل تمہاری کتاب
دونوں کے موافق ہے کہ ہم اور تم سوا خدا کے کسی پیر اور پیغمبر اور ولی اور درویش اور جن اور
بھوت اور درخت اور قبر وغیرہ کی بندگی نہ کریں اور کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھیرائیں اور کوئی
آدمی کسی آدمی کو اپنا رب اور پرورش کنندہ اصل فیض رساں نہ ٹھیرائے پھر اے پیغمبر اگر یہود
اور نصاریٰ اس بات کو قبول نہ کریں اور پیغمبر اور بزرگوں کی روح اور قبروں کا اور بزرگوں کی
نشانیوں کا پوجنا نہ چھوڑیں تو تو ان سے کہہ دے کہ ہم تو خدا کے حکم مانتے ہیں تم بھی گواہ رہو
اس آیت سے معلوم ہوا کہ سوائے خدا کے کسی پیر اور پیغمبر کو اسی طرح ماننا اور اپنا حاجت روا
اور مشکل کشا سمجھنا اور ان کی قبروں پر حاجت روائی کے واسطے جانا خدا کی سب کتابوں کے
خلاف ہے اور کسی شریعت میں اس کا حکم نہیں اور شرک ہے یہود ونصاریٰ کی ایجاد ہے کہ اب
کے جاہل مسلمان بھی وہی کام اپنے پیغمبروں اور بزرگوں کی روحوں اور قبروں کے ساتھ
کرنے لگے اور اگر سمجھایئے کہ یہ بات قرآن کے رو سے منع ہے تو واہی واہی دلیلیں لاتے
ہیں اور اپنے بعضے بزرگوں کے کلام کو قرآن کے مقابلہ میں سند پکڑتے ہیں تو اب ان سے
بھی یوں ہی کہنا چاہیے کہ جو بات ہمارے تمہارے دونوں کے نزدیک ثابت ہے کہ سوائے
خدا کے کسی کی بندگی نہ چاہیے اسی بات کی طرف آجاؤ کہ ہم اور تم دونوں خدا ہی کی عبادت
کریں اور سوائے خدا کے کسی کو اپنا حمایتی اور مشکل کشا اور حاجت روا نہ سمجھیں اور کسی خورد و
بزرگ کو خدا کا شریک نہ ٹھیراویں اور سوائے خدا کے کسی کو اپنا پرورش کنندہ فیض رساں نہ

جانیں پھر اگر یہ لوگ مانیں تو فہوالمراد اور اگر نہ مانیں اور اسی طرح بزرگوں کا پوجنا نہ چھوڑیں تو ان سے کہنا چاہیے کہ ہم تو خدا کے حکم کے تابع ہیں ہم نے اس کا حکم مانا تم بھی گواہ رہو۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور عقل مندی اور پیغمبری پھر کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر لیکن تم رب کی طرف متوجہ ہو جیسے تم کتاب سکھلاتے تھے اور جیسے تم پڑھتے تھے۔

ف: یعنی جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے عقل مندی اور پیغمبری دی اس سے یہ ہرگز نہ ہو سکے اور اس کا یہ کام نہیں کہ لوگوں سے یہ بات کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ و اور میری بندگی کرو اور مجھی کو مانو میں تمہارا مشکل کشا اور حاجت روا ہوں اللہ نے مجھے مختار بنا دیا ہے میری پرستش کرنے سے اللہ کی بندگی کی حاجت نہیں رہتی لیکن ہاں عقل منداور پیغمبر یہی بات کہتے ہیں لوگوں سے کہ تم رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور ربانی بن جاؤ جیسے تمہاری کتاب میں لکھا ہے کہ تم لوگوں کو وہ کتاب سکھاتے ہو اور خود اس کتاب میں یہی مضمون پڑھتے ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی عقل منداور پیغمبر کا یہ حکم نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر پیغمبر اور بزرگوں کی پرستش مانا کیجئے اور نہ کسی عقل بند اور پیغمبر کا یہ مرتبہ اور مقدور ہے کہ وہ لوگوں سے ایسی بات کہہ سکے کہ اللہ کے سوا میری پرستش کرو اور سب پیغمبر اور عقل مند لوگوں کو یہی کہتے آئے ہیں کہ اللہ ہی کی طرف ہو جاؤ اسی کو اپنا مالک اور رب اور پرورش کنندہ حاجت برارندہ سمجھو پھر اب اگر کوئی شخص اس مضمون کی حدیث یا کسی بزرگ کا قول نقل کرے کہ سوا خدا کے اور کسی بزرگ کی بندگی درست ہے یعنی جو کام خدا کی عبادت ہیں ان کاموں میں سے کسی کام کو اور کسی

کے واسطے بھی کرنا درست بتائے سو وہ غلط ہے پیغمبر کا یا کسی کے واسطے بھی کرنا درست بتاوے سو وہ غلط ہے پیغمبر کا یا کسی عقل مند کا فرمانا خلاف حکم خدا کے ممکن نہیں اور اگر وہ الفاظ فرمانا ثابت ہو تو اس کے معنی ہی کچھ اور ہوں گے غرض کہ یہ جو اس زمانہ میں لوگ مُردے بزرگوں کو اس طرح سے جو مانتے ہیں کہ اپنی حاجتیں برآنے کے لیے ان کی منتیں مانتے ہیں اور قبروں پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں اور منزلوں سے سفر کر کے قبروں کو پوجنے جاتے ہیں اور قبر کے گرداگرد پھرتے ہیں لوٹتے وقت الٹے پاؤں پھرتے ہیں اور قبروں کو چومتے ہیں سو ان کاموں سے وہ بزرگ خوش نہیں اور انہوں نے یہ بات نہیں کہی۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مائدہ میں کہ اور جب کہے گا اللہ کہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھیراؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوائے اللہ کے، بولا تو پاک ہے مجھ کو نہیں بن آتا کہ کہوں جو مجھ کو نہیں پہنچتا اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے بے شک تو ہی ہے جانتا ہے چھپی بات میں نے نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار رہتا تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو پھیر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ

فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

ف: حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے خدا کی قدرت سے پیدا ہوئے اور ان کے ہاتھ سے مردے زندے ہوئے اور مادرزاد اندھے آنکھوں والے اور کوڑھی چنگے ہو گئے یہ معجزہ دیکھ کر نصاریٰ ان کو خدا کا بیٹا اور ان کی ماں مریم کو خدا کی بیوی کہنے لگے اور یہ جانا کہ یہ دونوں خدا کے ہاں مختار ہیں جس کے واسطے جو چاہیں سو کریں یہ بات سمجھ کر مرادیں ان سے مانگنے لگے اور یہودیوں نے اپنے گمان میں حضرت عیسیٰؑ کو سولی دیا سو یہ نصاریٰ اس سولی کی شکل بنا کر اس کی تعظیم کرنے لگے اور جانتے کہ اللہ ان باتوں سے خوش ہوتا ہے سو اللہ نے فرمایا کہ روز حشر کو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا تم نے نصاریٰ سے کہا تھا کہ تم لوگ مجھ کو اور میری ماں کو سوائے خدا کے معبود مقرر کرو اور اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگو تب حضرت عیسیٰؑ عرض کریں گے کہ سبحان اللہ میری کیا طاقت ہے جو تیری شان میں دخل کروں اور ایسی بات لوگوں سے کہوں جو میرے لائق نہیں کہ میں تو اس واسطے ہوں کہ لوگوں کو خدا کی طرف رجوع کروں نہ یہ کہ خدا کی طرف سے روکوں اور اپنی طرف رجوع کروں اور اپنی ہی پوجا کراؤں اور خود ہی معبود بنوں میں بشر ہوں اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو تیرے دفتر میں لکھی ہوگی اور تجھ کو معلوم ہوگی بلکہ میرے دل میں بھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ کوئی مجھ کو پوجے جو میرے دل میں ہے وہ تو خوب جانتا ہے میں آدمی ہی ہوں اور جو معجزے ظاہر ہوئے تھے وہ تو ہی میرے ہاتھوں سے کراتا تھا اور مجھ کو تو وہ بھی نہیں معلوم جو تیرے جی میں ہے پھر اور کچھ مجھ سے کیا بن آنے دوسرے جی کی چھپی بات تو ہی جانتا ہے اور میں نے ان لوگوں سے وہی بات کہی تھی جو تو نے حکم کیا تھا کہ بندگی اللہ ہی کی کرو جو میرا تمہارا دونوں کا ایک رب ہے اور میرے آسمان پر جانے کے بعد ان لوگوں نے مجھ کو اور میری ماں کو پوجا اور پرستش کی اور جب تک میں دنیا میں ان کے پاس موجود رہا تب تک ان کے حال سے خبردار رہا اور ان کو نیک راہ تو حید کو سمجھاتا رہا پھر جب تو نے مجھ کو اپنی طرف پھیر لیا اور میں آسمان پر

گیا پھر مجھ کو خبر نہیں کہ انہوں نے میرے بعد کیا کیا اس کی تجھی کو خبر ہوگی اس واسطے کہ تو ہی خبر دار ہے مجھ کو کیا خبر اب اگر تو ان لوگوں کو عذاب کرے تو یہ تیرے بندے ہیں مجھ کو کچھ دخل نہیں میں بچا سکتا اور ان کی حمایت نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے تو زبردست ہے اگر تو ان کو معاف کر دے تو بھی تیرے کام حکمت کے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی پیغمبر کی یہ شان اور کسی کا یہ مرتبہ نہیں کہ لوگوں کو کہے کہ تم میری بندگی کرو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کو خود خبر نہیں ہوتی کہ لوگ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اور جب معلوم ہوگا کہ یہ لوگ ایسے معاملے کرتے تھے تو وہ بزرگ ناخوش ہوں گے بلکہ قیامت کے روز ان لوگوں کے دشمن بن جائیں گے اور ان سے بیزاری اپنے اللہ کے روبرو ظاہر کریں گے تو اب معلوم ہونا چاہیے کہ قبروں کا پوجنا جواب رائج ہے اور جو لوگ بزرگوں کو اپنا حاجت روا مشکل کشا سمجھتے ہیں سو وہ بزرگ روز قیامت ان کو الزام دیں گے اور اپنی بیزاری ان سے ظاہر کریں گے اس واسطے کہ اس طرح سے قبروں کا پوجنا نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ حضرت علیؓ نے کہا نہ حضرت محی الدین جیلانیؒ نے بتایا اور نہ کسی خدا کے مقبول نے سکھایا' صرف اپنی طرف سے لوگوں نے ایجاد کیا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یونس میں کہ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دے نہ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں اور نہ زمینوں میں سو وہ نرالا ہے اس سے جسے یہ شریک بتاتے ہیں۔

ف: یعنی جو لوگ تصویریں یا مورتیں یا جھنڈے یا نشان یا مکان یا روح وغیرہ

چیزیں اپنے بزرگوں کی پوجتے ہیں سوائے خدا کے سوحقیقت میں ان چیزوں سے نہ کچھ برا ہوسکے نہ کچھ بھلا اور یہ بات جو کہتے ہیں کہ جن کی تصویریں یا مورتیں یا قبریں یا جھنڈے یا نشان یاروحیں ہم پوجتے ہیں یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے نہیں بتائی کہ فلانا شخص فلانے کا سفارشی ہے میرے ہاں پھر کیا یہ لوگ اللہ سے بھی زیادہ خبردار ہیں جواس کو بتاتے ہیں جو وہ نہیں جانتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی بزرگ اور خورد ایسا سفارشی کسی کا آسمان وزمین میں نہیں کہ اس بزرگ کی روح یا قبر کو یا جھنڈے نشان چھڑی کو مانیے تو کچھ فائدہ ہو اور نہ مانیے تو نقصان ہو اور انبیا اولیا کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے اس طرح کے ماننے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ ان چیزوں کا پوجنے والا اور ان کو اس طرح ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے اگرچہ اس بزرگ کو خدا نہ سمجھے خدا کی جناب میں سفارشی ہی اپنا جانے اور پوجے تو بھی اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مائدہ میں تو کہہ کہ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا اور مت چلو خیال پر ایک لوگوں کے جو بہک گئے ہیں آگے اور بہکا گئے بہتوں کو اور بھولے سیدھی راہ سے۔

ف: سب دینوں میں یہ بات ثابت ہے کہ دین کے کام میں جس قدر خدا اور رسول کا حکم ہو اسی قدر وہ کام کیجئے اپنی طرف سے کچھ اور اس میں زیادہ بڑھا کر نہ کہئے اور نہ لکھئے کہ زیادہ بات بڑھنے سے وہ کام دین کا نہیں رہتا اور دین کی راہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے پھر جو کوئی اس کام کو کرے وہ گمراہ ہو جاتا ہے سو یہود اور نصاریٰ کے مولوی اور درویشوں نے دین کے کام میں اپنی طرف سے زیادہ باتیں بہت سی نکالی تھیں اور کتابوں میں لکھ گئے تھے جیسے یہ بات کہ جو شخص فلانے بزرگ کو اس طرح سے مانے اس کا یہ درجہ ہوگا اور فلانا مطلب

فلانے بزرگ کا نام لینے سے یوں روا ہوتا ہے اور فلانے کی قبر پر جانے سے یوں مرادیں پوری ہوتی ہیں اور فلانے کی قبر تریاق مجرب اور اکسیر اعظم ہے سو پچھلے لوگ وہ لکھا ہوا دیکھ کر وہ بات سچی جانتے اور ان بزرگوں کو اس طرح مانتے اور ان کی قبریں اور نشانیاں پوجتے تو فرمایا کہ دین کی بات کتاب اللہ سے زیادہ مت کہو اور دین کے کام میں مبالغہ مت کرو اور اپنے گذشتہ مولویوں اور درویشوں کے لکھے ہوئے اور کہے ہوئے پر دھوکا نہ کھاؤ کہ وہ مولوی اور درویش خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا سو وہ لوگ اور سب لوگ برابر سیدھی راہ سے بہک گئے پھر ان کی بات کی کیا سند ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عالم مولوی درویش کا ایسا کلام ہو جو قرآن حدیث کے برخلاف ہو اگر کوئی نقل کرے تو اس کو ہرگز نہ ماننا چاہیے بہت خلقت اسی سے گمراہ ہوگئی کسی نے کہا میرے پیر کی قبر سے مجھ کو وہی فائدہ ہوتا ہے جو پیر سے ہوتا تھا پیر میرا قبر میں بھی مریدوں کی طرف متوجہ ہے جاہلوں نے ایسی بات کو سند پکڑا اور زیارات قبور میں مبالغہ کیا اور مولوی بزرگوں سے استمداد اور استعانت کرنے لگے اور قبریں پوجنے لگے اور سیکڑوں کام دنیا اور دین کے چھوڑ کر قبروں کے پوجنے کیلئے منزلوں جانے لگے۔

1 اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍؓ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابی سعید خدریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد الحرام یعنی کعبہ کی مسجد اور مسجد الاقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد اور مسجد میری یعنی مدینہ کی مسجد۔

ف: یعنی زیارت کے واسطے کسی مکان متبرک کی طرف سفر کر کے جانا درست

نہیں مگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو اور مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی کی زیارت کے واسطے جانا درست ہے اگلی امتوں کے لوگ کوہ طور اور مرقع عیسیٰ اور یوحنا کی قبر وغیرہ کو زیارت کرنے دور دور سے سفر کر کے جاتے اس حدیث سے وہ جانا منع ہو گیا کہ سوائے ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کے واسطے سفر کر کے جانا منع ہے اور مکن پور اور اجمیر اور بہرائچ اور بغداد اور کربلا اور نجف اشرف کی طرف صرف قبروں کی زارت کیلئے سفر کر کے جانا درست نہیں۔

اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں لکھا ہے کہ نسائی نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ مت بناؤ میری قبر کو عید گاہ اور درود بھیجو مجھ پر اس لئے کہ درود تمہارا پہنچایا جاتا ہے مجھ کو تم جہاں کہیں ہو۔

ف: حضرت ﷺ نے جب یہود و نصاریٰ کو ملاحظہ کیا کہ اپنے بزرگوں کی قبر پر سال کے بعد میلا اور جماؤ کرتے ہیں اور ہوتے ہوتے پھر یہاں تک نوبت پہنچی ان سے منتیں مرادیں مانگنے لگے تو پیشتر سے اپنی امت کو فرمایا کہ تم میری قبر کو عید گاہ مت بنانا یعنی جیسے عید گاہ میں سال بعد ایک دن لوگ اچھی اچھی پوشاک پہن کر خوشی سے روز و تاریخ معین میں جمع ہوا کرتے ہیں سو تم میری قبر پر اسی طرح سے اجتماع نہ کرنا اور اگر تم کو اپنے واسطے اور میرے واسطے ثواب منظور ہے تو درود پڑھو کہ مجھ کو اور تم کو دونوں کو ثواب ہے اور درود کے لئے نزدیک ہونا قبر سے کچھ ضرور نہیں بلکہ لاکھوں منزلوں سے اگر درود پڑھو گے تو بھی مجھ کو اللہ تعالیٰ وہ درود تمہارا پہنچا دے گا اس واسطے کہ درود پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہیں اور درود جو ہے سو خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللھم صل علی محمد یعنی اے اللہ رحمت بھیج محمد پر اور اللہ سب حال میں ہر جگہ سے سنتا ہے اس حدیث سے کئی مسئلے

معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارشریف پر روز و تاریخ معین میں اجتماع اور جماؤ کرنا درست نہیں پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے واسطے یہ بات منع ہے تو اور کسی کی قبر پر عرس اور جماؤ اور میلا کرنا اور تاریخ معین میں قبر کی زیارت کیلئے جانا اور بھی زیادہ منع ہے دوسرے یہ کہ خوشی کے اسباب قبر کے پاس یا قبر کے سبب سے جمع کرنا درست نہیں جیسے راگ وغیرہ کہ لوگ عرسوں میں کرتے ہیں تیسرے یہ کہ اگر مُردوں کو ثواب پہنچانا ہو تو دور ہی سے اس کے واسطے اللہ سے دعا کرے یا اس کیلئے کچھ خیرات کردے اس واسطے کہ قبر کے پاس یا نزدیک ہونا ضرور نہیں چوتھے یہ کہ حضرتؐ نے جو یہ فرمایا کہ درود مجھ کو پہنچایا جاتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ جہاں درود پڑا جائے وہاں حضرتؐ کی روح مبارک آتی ہے سو یہ بات غلط ہے پھر بعضے نادان جو کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو یہ جانتے ہیں کہ اس وقت مردے کی روح آتی ہے پھر اس لحاظ سے وہاں پر عطر اور پان اور پانی بھی رکھ دیتے سو یہ بات غلط اور لغو ہے۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب زیارت القبور میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں کو۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو قبر کے پاس قبر کی زیارت کے واسطے جانا حرام ہے۔

أَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے ذکر کیا کہ عطاء بن یسارؒ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ نہ کرنا

غَضَبُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِ ھِمْ مَسَاجِدَ۔

میری قبر کو بت کہ پوجی جائے شدت سے غضب ہو اللہ کا ان لوگوں پر جنہوں نے بنا لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں۔

ف: یعنی مسجد میں نماز پڑھنا اعتکاف کرنا زیادہ ثواب ہے بلکہ مسجد اسی واسطے ہے اور وہاں جھاڑو دینا اور فرش بچھانا لوگوں کے آرام کے واسطے پانی کا برتن رکھنا مسجد کی عمارت اچھی بنانا اس میں چراغ جلانا ثواب ہے سو اگلی امت کے لوگ اپنے پیغمبروں کی قبروں پر ایسے کام جو مسجد کے واسطے چاہیں کرتے تھے کہ ان لوگوں پر نہایت سخت غضب پڑا کہ وہ خدا کی درگاہ سے راندے گئے اس واسطے کہ ایسے کام کرنے سے وہ قبر نہیں رہتی بت بن جاتی ہے سو ہمارے حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا یعنی ایسا نہ ہوئے کہ میری قبر پر لوگ ایسی حرکتیں کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنا جیسے مسجد کے ساتھ چاہئیں درست نہیں اور جو کوئی کرے اس پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قبر کے ساتھ لوگ ایسے کام کریں وہ قبر قبر نہیں رہتی بت بن جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل اور لات وغیرہ کی تصویریں اور قبریں لوگوں کے پوجنے کے سبب بت ٹھیر گئی تھیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہٖ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عائشہؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اس بیماری میں جس سے اٹھے نہیں فرمایا کہ لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے بنا لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں۔

ف: یعنی جب بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب ہوا تب اپنی امت کے خبردار کرنے کیلئے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ پر خدا لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ٹھیرالیا کہ جیسے مسجد میں سجدہ کرنا چاہیے خدا کو ویسے ہی یہ قبروں کی طرف کرنے لگے اور جیسے مسجدیں پختہ پتھر کی عمارت کی بنانا چاہیے ویسی ہی یہ قبریں اونچی اونچی بنانے لگے اور جیسے مسجد میں چراغ جلانا چاہیے ویسے ہی یہ قبروں پر روشنی کرتے ہیں اور جیسے مسجد میں عبادت کرنا زیادہ ثواب ہے ویسے ہی یہ قبر کے پاس مقبروں میں مراقبہ کرنا اور نماز پڑھنا زیادہ مؤثر جاننے لگے اور جیسے مسجد میں فرش بچھانا چاہیے ویسے بلکہ اس سے بھی زیادہ قبروں پر اور مقبروں میں فرش فروش بچھانے لگے اور چادریں زرین قبروں پر ڈالنے لگے سبحان اللہ جس کام کے سبب حضرت ﷺ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی اور بددعا کی وہی کام بلکہ اس سے ہزار چند زیادہ انہیں کی امت کے جاہل اور بعضے ضدی پیرزادے اور بعضے پیر پرست کرنے لگے پھر اب یہاں تک نوبت پہنچی قبروں کو منقش بنائیں اور مسجد کے مؤذن کو روکھی سوکھی روٹی بھی نہ دیویں اور قبروں کے مجاوروں کو حلوے اور مٹھائیاں کھلاویں مسجد میں برتن وضو وغسل کے واسطے نہ چڑھاویں اور قبروں پر نقارے بجاویں، مسجد میں جانماز بوریئے اور کپڑے کی نہ ڈالیں اور اگر ٹپکے چھت مسجد کی مرمت نکریں اور قبروں پر چادریں زربفت کی اور نمگیرے اطلس کے چڑھاویں پھر کیوں نہ خدا کی لعنت برسے جب خدا کی کم تعظیم کی اور بندوں کی زیادہ یا خدا کے برابر اور کی بھی تعظیم کی پھر سوا لعنت خدا کے اور کیا چاہیے غرض کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کام مسجد کے واسطے کرنا چاہیے وہ کام اور کسی بزرگ کی قبر کے ساتھ کرنے سے خدا کی طرف سے کرنے والے پر لعنت پڑتی ہے اور جب سب پیروں کے پیر اور سب بزرگوں کے بزرگ رسول خدا ﷺ اپنی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنے سے بددعا کریں اور لعنت بھیجیں تو اور بزرگ اپنی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ کرنے سے کب راضی ہوں گے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّىْ اَنْهٰكُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب المساجد و مواضع الصلوۃ میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جندبؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ خبردار رہو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ بنا ڈالتے تھے اپنے نبیوں اور اچھے لوگوں کی قبروں کو مسجدیں سو تم مت بنانا قبروں کو مسجدیں منع کرتا ہوں تم کو اس کام سے

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی پیغمبر کی یا کسی ولی شہید کی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنا جو مسجد کے ساتھ چاہئیں درست نہیں اور اگلے کافر یہود و نصاریٰ کی یہ رسم ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے مسلمانوں کو منع کیا۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِىْ مَرْثَدِ الْغَنَوِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابی مرثد غنویؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہ قبروں پر بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

ف: قبر کی طرف نماز اگر معاذ اللہ مردے کی تعظیم کے واسطے ہو تو کفر ہے اور اگر اس واسطے ہو گویا اس قبر اور اس مقبور کو قبلہ توجہ کا کیا تو حرام اور اگر یہ نیت بھی نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے غرض کہ کسی نیت سے قبر کی طرف نماز نہیں درست اور قبر نظر سے غائب ہو تو درست ہے قبر پر بیٹھنا بھی درست نہیں اور بیٹھنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ قبر کے اوپر بیٹھ جائے دوسرے یہ کہ قبر کے بھروسے پر بیٹھ جائے مجاور خادم بن کر کہ وہاں کا مکان صاف

رکھے اور ہر امر کی خبر گیری کیا کرے اور جو حاجتی زوار وہاں جائیں ان کو زیارت کرایا کرے فاتحہ دیا کرے چراغ جلایا کرے اور اگر یوں کہیے کہ لاتجلسوا علی القبور یعنی جلسہ مجلس نہ کرو قبروں پر تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ عرس کی محفلیں کرنی قبروں پر درست نہیں۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِی الْهَيَّاجِ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابوالھیاجؒ نے نقل کیا کہ مجھ کو علیؓ نے کہا کہ بھلا نہ بھیجوں میں تجھ کو ایسے کام کو کہ بھیجا تھا مجھ کو رسول خدا ﷺ نے اس کام پر کہ تو نہ چھوڑے کوئی مورت مگر مٹا دے اس کو اور نہ چھوڑے کوئی قبر اونچی مگر تو برابر کر دے اس کو۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ بالشت سے زیادہ اونچی قبر نہ بنائے اور اگر کوئی بنائے تو مقدور چلے تو مٹائے کہ اسی واسطے پیغمبر خدا ﷺ نے حضرت علیؓ کو مامور کیا تھا اور حضرت علیؓ نے اپنے وقت میں ابوالھیاج کو یہی حکم دیا تھا سو اونچی قبر بنانا گناہ ہے پھر اگر کوئی اپنے بزرگ کی ایسی قبر ہو تو اس کو زیادہ کوشش کر کے برابر کر دے اس واسطے کہ اپنے بزرگ کے حق میں گناہ کی چیز کا گوارا کرنا اور بھی زیادہ بُرا ہے، جیسے اپنے بزرگ کے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو اس کو دور کرنا مقدم ہے کہ ان بزرگوں کی خوشی اس میں تھی۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ منع کیا رسول خدا ﷺ نے اس سے کہ گچ کیا جائے قبر پر اور اس سے کہ عمارت بنا کی جائے قبر پر اور اس سے کہ کوئی بیٹھے اس پر۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کو گچ کرنا پختہ بنانا اور قبر پر مقبرہ عمارت بنانا اور قبر پر اپنی حاجت مراد کے واسطے یا مراقبہ کرنے کو یا مجاور خادم بن کر بیٹھنا حرام ہے کسی ہی کی قبر ہو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْهَا وَاَنْ تُوْطَاَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب دفن المیت میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ منع فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر گچ کرنے سے اور قبروں پر لکھنے سے اور قبروں کو روندنے سے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں پر گچ کرنا پختہ بنانا قبروں پر آیتیں یا حدیثیں یا کچھ اور اشعار وغیرہ لکھ دینا یا تختے وغیرہ پر لکھ کر وہاں لگانا اور قبروں پر پاؤں رکھ کر چلنا حرام ہے پھر کسی ہی کی قبر ہو کسی کے واسطے نہیں درست۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اشْتَکَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ بَعْضُ نِسَائِهٖ کَنِیْسَةً یُقَالُ لَهَا مَارِیَةُ وَکَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِیْبَةَ اَتَتَا اَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَکَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِیْرَ فِیْهَا فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اُولٰئِکَ اِذَا مَاتَ فِیْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِیْهِ تِلْکَ الصُّوَرَ اُولٰئِکَ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ جب بیمار ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو ذکر کیا بعضی بیبیوں نے ایک گرجے کا جس کو ماریہ کہتے ہیں اور بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ گئی تھیں حبشہ کے ملک کو سو انہوں نے ذکر کیں اس کی خوبیاں اور اس میں کی تصویروں کا حال۔ تو اٹھایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر پھر فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد مر جاتا تھا تو بناتے تھے اس کی قبر پر مسجد پھر بناتے اس میں وہ

شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ. صورتیں وہ لوگ بہت بُرے ہیں اللہ کی سب مخلوق سے۔

ف: یعنی بی بی ام سلمہؓ اور بی بی ام حبیبہ حضرتؐ کی بی بیاں حبشہ کے ملک کی طرف گئی تھیں وہاں نصاریٰ کا ایک عبادت خانہ تھا کہ ماریہ اس کا نام تھا دیکھ آئی تھیں کہ اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں سو حضرتؐ سے انہوں نے اس مکان کا اور اس میں کئی تصویروں کا ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے باوجود بیماری کے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تو اس کی قبر کے پاس ایک مسجد بنا دیتے اور اس میں اس مُردے کی تصویر بنا دیتے سو یہود اور نصاریٰ اللہ کی ساری خلقت سے بُرے تھے کہ ایسے کام کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے سبب سے کسی قبر کے پاس یا قبرستان میں مسجد بنانا بہت بُرا ہے پھر وہاں تصویریں بنانا اور بھی برا ہے اور نصاریٰ یہود کی رسم ہے سو مسلمان کو اس سے نہایت پرہیز کرنا چاہیے اور جو بناوے وہ ساری خلق کے بُروں سے بُرا ہے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهٗ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَى النَّمَطَ فَجَذَبَهٗ حَتّٰى هَتَكَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نکلے جہاد کو تو میں نے لیا ایک نمط یعنی کپڑا روئی دار سو پردہ بنایا اس کو دروازے پر پھر جب آئے حضرتؐ تو دیکھا اس کپڑے کو تو کھینچا اس کو اس قدر کہ پھاڑ ڈالا اس کو اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں اجازت دی ہم کو کپڑا اڑھانے کی پتھر اور مٹی کو۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر چادر قبر پوش ڈالنا اور مقبرے پر غلاف اڑھانا اور جھنڈے پر یا کسی بزرگ کے نام کی چھڑی پر غلاف چڑھانا اور کپڑے کی دیوار گیریاں اور چھتیں لگانا نہیں درست ایسے کام سے پیغمبر خدا ﷺ ناراض اور بیزار ہوتے ہیں مسلمان کو بموجب اس حدیث کے چاہیے کہ جہاں کہیں ایسا دیکھے تو حتی المقدور دور کرے اور پھاڑ ڈالے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ اور نسائیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے لعنت کی ان عورتوں کو جو زیارت کریں قبروں کی اور ان لوگوں کو لعنت خدا کی جو بناویں قبروں پر مسجدیں اور روشن کریں قبروں پر چراغ۔

ف: قبروں پر چراغ اور شمع جلانا اور روشنی کرنا خواہ خود کرے خواہ اس واسطے اپنا پیسہ خرچ کرے موجب لعنت کا ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے اس واسطے کہ چراغ سے فائدہ یہ ہے کہ اندھیرے میں روشنی ہوتا کہ آدمی اپنا کام کرے پھر جب کام سے فارغ ہو سونے لگے تو گل کردے سو وہاں مُردے کو روشنی کی کیا حاجت کچھ کام اس کو لگا نہیں اور سوا اس کے اگر وہ مُردہ مقبول ہے تو اس کے واسطے خدا کی طرف سے روشنی ہے پھر یہ روشنی فضول ہے اور اگر وہ بدکار ہے تو عذاب اور حساب میں گرفتار ہے اس کو یہ روشنی کیا درکار ہے اور علاوہ اس کے قبر کے اوپر کی روشنی سے اندر کا اندھیرا کیونکر جائے یہ چراغ جلانا روشنی کرنا ایک تو اسراف ہے دوسرے شرع اور عقل کے خلاف اور جلانے والا اور جلوانے والا دونوں خدا کی لعنت سے روسیاہ ہیں اور قبر پر مسجد بنانا اگر نماز کے واسطے ہے تو جہاں قبر زیر نگاہ ہو وہاں نماز درست نہیں اور نماز بھی اگر مردے کی تعظیم کے واسطے ہے تو کفر ہے اور اگر وہاں

مسجد بنانا نام کے واسطے ہے تو حرام ہے اور اسراف اور اگر مردے کی تعظیم کے واسطے ہے تو وہ مسجد مردے کے واسطے ٹھیری خدا کا مکان مخلوق کے واسطے بنانا یہ شرک ہے پھر ایسی مسجد بنانے والے پر بھی خدا کی لعنت ہے اور معمار بھی اس میں شریک ہے اور عورتوں کو اگر خاوند مرضی سے قبر کی زیارت کیلئے جانے دے تو اس خاوند کو بھی لعنت نصیب ہے اس واسطے کہ برا کام کرنا اور کرانا اور برے کام کی اجازت دینا برابر ہے۔

عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِي طَالِبٍ يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا

ترجمہ: امام مالکؒ نے نقل کیا کہ علیؓ ٹیک لگا لیتے تھے قبروں سے اور لیٹ جاتے تھے قبر پر۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پاس جا کر بیٹھ جانا یا اتفاقاً بعض وقت قبر سے تکیہ لگا لینا مضائقہ نہیں منع وہی ہے جو قبر پر مجاور بن کر بیٹھے یا وہاں مجلس کرے یا وہاں مراقب ہو کر بیٹھے یا مردے سے استمداد و استعانت کے واسطے بیٹھے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمیؒ نے ذکر کیا کہ ابوسعیدؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ سب زمین مسجد ہے یعنی قابل نماز کے ہے سوا قبرستان اور حمام کے۔

ف: یعنی قبرستان اور حمام میں نماز درست نہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب زیارۃ القبور میں لکھا ہے کہ ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ.

فرمایا کہ منع کیا تھا میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے سو تم قبروں کی زیارت کرو اس واسطے کہ قبروں کے پاس جانا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو۔

ف: حضرت ﷺ نے پہلے قبر کے پاس جانے کو مطلق منع فرمایا تھا بعد اس کے یہ اجازت دی اور فرمایا کہ قبر پاس جایا کرو کہ اس میں دو فائدے ہیں ایک یہ کہ دنیا کی طرف سے رغبت کم ہو دوسرے یہ کہ موت اور قیامت یاد آئے سو وہ یوں ہے کہ جب آدمی اس نیت سے قبر کے پاس گیا اور اس نے خیال کیا کہ یہ مردہ بھی دنیا میں زندہ تھا چلتا پھرتا تھا کھاتا پیتا طرح طرح کی آرزوئیں اور حوصلے اور ارادے رکھتا تھا دوست آشنا کے ساتھ آپس میں مجلسیں گرم کرتا تھا، اور سب اس کے ہم نشین محفوظ تھے اور کیا کیا بڑے بڑے ارادے رکھتے تھے کہ آئندہ کو یوں کریں گے اور ایسا ہوگا اور آج یہ شخص قبر کے اندھیرے گڑھے میدان میں بے یار و غم خوار بے زر و زور اکیلا پڑا ہے کہ اب اس کو نہ آشنا پوچھتا ہے نہ یار خبر لیتا ہے نہ جورو لڑکے کام آئے نہ بھائی برادر ساتھ گئے اب اس جگہ اس کو خدا ہی سے کام پڑا اور کوئی کام نہ آیا پھر ایسے ہی ایک دن مجھ کو بھی مرنا ہے اور دنیا کے سب بھائی برادر جورو لڑکے نوکر چاکر گھر بار مال متاع چھوٹ جائے گا اور عمل اپنا ساتھ جائے گا اور صرف اللہ ہی سے کام پڑے گا جب آدمی یہ خیال کرے گا تو البتہ دنیا کی خواہش اور حرص کم ہوگی اور موت اور آخرت یاد آئے گی خصوصاً ٹوٹی پرانی قبروں کے دیکھنے سے یہ فائدہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو آدمی البتہ نیک کام کرنے لگتا ہے اور بُرے کام سے باز رہتا ہے تو اس واسطے اس طرح پر قبر کی زیارت کرنی جائز اور مباح اور سنت ہے اور جس زیارت سے کہ نہ دنیا کی رغبت کم ہو اور نہ آخرت یاد آئے وہ زیارت نہیں درست پھر جو کوئی قبر کی زیارت کو اس واسطے جائے کہ وہاں نماز پڑھے اور قبر کا طواف کرے یا اس کو بوسہ دے یا اپنے رخسارے

اور چھاتی قبر پر ملے اور ان مُردوں کو پکارے اور ان سے مدد مانگے روزی اولاد بیمار کی شفا قرض سے چھٹکارا چاہے اور کچھ حاجت مانگے یا وہاں چار شامیانہ نقارے کھانا مٹھائی چڑھائے یا لڑکے لڑکیوں عورتوں کو لے جائے یا وہاں روشنی مجلس میلا کرے یا اور کچھ خرافات کرے سو وہ بدعتی ہے یا مشرک یا مرتکب مکروہ اور فعل حرام کا سو اس زمانہ میں اکثر لوگ قبروں پر انہیں کاموں کے واسطے جاتے ہیں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت یاد کرنے کو کوئی نہیں جاتا بلکہ دنیا ہی کی رغبت کے سبب جاتے ہیں اور جو کوئی منع کرے تو واہی تباہی دلیلیں اس کے مقابلے میں لاتے ہیں اور سبب اس کا یہ ہے کہ بعضے مولوی دنیا طلب اور نام کے مشائخ عاقب سلب قبروں پر جا کر مراقب ہو کر بیٹھنے لگے عرس کرنے لگے روشنی راگ وہاں ہونے لگا اور ریوڑی گٹا حلوا شیر مال چڑھنے لگا چادریں مفت کی آنے لگیں اور عورتیں جوان بوڑھیاں جانے لگیں نوبت نقارے بجنے لگے نذر و نیاز کا روپیہ پیسہ جمع ہونے لگا وہ مولوی مجاور مشائخ بیچنے لگے تب انہوں نے عوام جاہلوں کے خراب کرنے کو دو چار ادھر ادھر کے قصے کہانی ان قبروں والوں کی بنالیں دو ایک روایتیں جھوٹی سچی نکال لیں دو تین حدیثیں اور جگہ کی اپنے مطلب پر لگالیں اپنی دنیا کا ناس کیا اور ان کی عاقبت کو تباہ کیا بلکہ اپنا روسیاہ کیا تو پھر اسوقت کے لوگ ان کے کام اور بات کی سند پکڑنے لگے حالانکہ مسلمان کو اللہ اور رسول کے سوا کسی کی سند پکڑنا نہ چاہیے اس واسطے ایک فصل علیحدہ بیان کی جاتی ہے سننا چاہیے۔

الفصل السّادس

فی ردِّ بدعة التقلید

ترجمہ: فصل چھٹی تقلید کی بدعت کے رد کے بیان میں

ف: یعنی اس فصل میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے جن سے تقلید کی برائی اور تقلید کا رد ثابت ہوتا ہے۔

سو سننا چاہیے کہ اکثر لوگ مولویوں اور درویشوں کے کلام اور کام کو سند پکڑتے ہیں اور ان کے کلام اور کام کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو انہوں نے کیا اور کہا وہی ٹھیک ہے اور اللہ کی راہ وہی ہے پھر خواہ وہ کلام اور کام خدا اور رسول خدا کے یعنی قرآن وحدیث کے خلاف ہو خواہ موافق اور کہیں سے اس کی سند ہو یا نہ ہو گویا ان مولویوں درویشوں کو حاکم شرع کا اور شارع جانتے ہیں پھر اگر کوئی ان مولویوں و درویشوں کے قول و فعل کے خلاف آیت اور حدیث پڑھے تو اس کا انکار اور اس کے مطلب میں تکرار کرنے کو موجود ہو جاتے ہیں اور ایمان جاتے رہنے کا کچھ لحاظ نہیں کرتے اور اصل بات یہ ہے کہ حاکم مطلق اللہ ہی ہے اس کا حکم ماننا چاہیے اس کے سوا اور کسی کا حکم نہیں ماننا چاہیے اور رسول کا حکم ماننا بھی خدا ہی کا حکم ہے خود پیغمبر بھی حاکم نہیں پھر اور کوئی مجتہد اور فقیہ اور مولوی مفتی قاضی مُلّا طالب علم اور غوث قطب اور ولی اور پیر شہید پیرزادے خادم مجاور مرید تو کس گنتی اور شمار میں ہیں مگر ہاں قرآن وحدیث کی بات جو جانتا نہ ہو وہ ان واقف کار لوگوں سے دریافت کر لے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی جو تم نہ جانو تم پوچھ لو یاد رکھنے والے لوگوں سے تو اس واسطے مجتہد اور عالم اور فقیہ اور مولوی مفتی، قاضی سے مسئلہ شریعت کا اور غوث قطب ولی مشائخ سے مسئلہ طریقت کا دریافت کرلے مگر ان کو حاکم شریعت کا نہ جانے اور جو مسئلہ کہ قرآن میں مفصل مذکور نہیں اس کا حال حدیث سے دریافت کر لے اور جو حدیث میں بھی صریح بیان نہ ہو وہ پیغمبر خدا ﷺ کے اصحابوں کے اجماع سے دریافت

کر کے اس اجماع کے موافق عمل کرے اس واسطے کہ حدیث کی رو سے صحابہؓ کے اجماع کی پیروی کرنے کا حکم ثابت ہے پھر جو مسئلہ کہ اجماع سے ثابت نہ ہو یعنی صحابہؓ کے وقت میں ویسا واقع نہ ہوا جو اس پر وہ حکم ٹھیرا کر اجماع کرتے تو ایسی بات پر مجتہدوں کے قیاس صحیح کے موافق عمل کرے پھر وہ مجتہد بھی ایسا ہو کہ جس کا اجتہاد امت کے اکثر عالم مسلمانوں نے قبول کیا ہو جیسے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور قیاس بھی فاسد نہ ہو تو معلوم ہوا کہ پکا مسئلہ وہی ہے جو قرآن کی آیت سے معلوم ہوا اس واسطے کہ قرآن محفوظ ہے متواتر اس کے بعد وہ مسئلہ ہے جو حدیث سے ثابت ہو اس واسطے کہ وہ کلام پیغمبر معصوم کا ہے مگر قرآن کا مسئلہ اس سے زیادہ پکا اور مضبوط ہے کہ حدیث میں راویوں کو بھی دخل ہے اور راوی معصوم نہیں پھر اس کے بعد وہ مسئلہ ہے جس پر اصحابوں نے اتفاق اور اجماع کیا ہر چند وہ لوگ حضرتؐ کی صحبت میں رہے اور ہر کام کا حکم سنا کرتے اور ہر فعل حضرت کا دیکھا کرتے اور قرآن وحدیث کا مطلب اور اللہ اور رسول کی غرض اور ان کو ہر حکم کی وجہ دریافت ہوئی مگر پھر بھی معصوم نہ تھے اور اجماع کے مسئلہ میں کچھ فی الجملہ ان کی عقل کو قیاس میں دخل ہوا اس واسطے وہ مسئلہ اجماعی اس صریح حکم خدا اور رسول کے درجے کو نہ پہنچے گا پھر ان تینوں طرح کے مسئلہ سے ضعیف وہ مسئلہ ہے جو مجتہدوں نے اپنے قیاس سے بموجب حکم آیت فاعتبروا یا اولی الابصارہ کے نکالا اس واسطے کہ قیاس میں عقل بشری کو بھی بہت دخل ہے اور جب عقل کو دخل ہوا تو بھول چوک بھی ممکن ہے بلکہ اکثر ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر مسئلوں میں خود حضرت امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ نے رجوع کیا کہ پہلے کچھ کہا تھا پھر بعد ایک مدت کے اور طرح پر تحقیق ہوئی تو اس طرح پر فرمایا پھر اور کوئی مولوی مشائخ جو اپنی عقل کو دخل دے کر کوئی بات نکالے تو اس کا کیا ٹھکانا مگر ہاں اگر اکثر عالم دین دار متقی پرہیز گار اس مسئلہ کو قبول کر لیں تو البتہ وہ بھی معتبر ہے غرض کہ مسلمان کو چاہیے کہ جب تک مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو تب تک مجتہد کی پیروی تقلید کرے اور تحقیق کے فکر میں رہے اور کوشش کرے محض تقلید ہی پر خاطر جمع کر کے نہ بیٹھ رہے پھر جب قرآن وحدیث سے خلاف مجتہد کا ثابت ہو جائے تو اس کے موافق عمل کرے پھر تقلید حرام ہے اور تقلید کے معنی

یہ ہیں کہ بغیر دلیل کے دریافت کیے کسی کے حکم کو مان لینا اور یہ دریافت نہ کرنا کہ اس نے کس سبب سے یہ حکم کیا سو اکثر لوگ جو اکثر مولویوں و درویشوں کے بے سند کام اور کلام کو سند پکڑتے ہیں اور اس کی تحقیق نہیں کرتے گویا ان مولویوں درویشوں کو حاکم شرع کا جانتے ہیں سوایسی تقلید بدعت اور حرام ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ حکم کسی کا نہیں سوا اللہ کے۔

ف: یعنی یہ کسی کی شان نہیں اور کسی کا مرتبہ نہیں کہ وہ مخلوق پر اپنی طرف سے اپنا حکم جاری کرے اور خلق پر واجب ہو کہ اس کا حکم مانے اس واسطے کہ سب مخلوق کا خالق مالک اللہ ہی ہے تو حکم بھی اسی کا چاہیے اور مخلوق کو اسی کی حکم برداری کرنا چاہیے اس آیت سے معلوم ہوا کہ خود کسی عالم فاضل ملاں مخدوم مشائخ کا حکم خلق پر جاری نہیں ہو سکتا مگر ہاں جس کی حکم برداری کا اللہ حکم دے دے تو اس کا حکم ماننا چاہیے تو وہ اس کا حکم اسی کی طرف سے نہ ٹھیرا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ٹھیرا جیسے اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ پیغمبر کا حکم مانو اور رعایا کو حکم دیا کہ اپنے بادشاہ کا حکم مانو اور عورت کو حکم دیا کہ اپنے خاوند کا حکم مانے اور اولاد کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ کا حکم مانو اور غلام کو حکم دیا کہ اپنے میاں کا حکم مانے مگر وہ حکم جو پادشاہ اور خاوند اور ماں باپ اور میاں خلاف حکم خدا کے نہ بتائیں اور پیغمبر معصوم ہے وہ خلاف حکم خدا کے نہ بتاوے گا البتہ جو حکم کہ پیغمبر مشورہ کی راہ سے بتاویں اس میں آدمی کو اختیار ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے پھر اور کسی پادشاہ امیر مولوی مشائخ کا حکم کیا ہے جو باوجود مخالفت حکم خدا کے اس کو مانیے اور جیسے خدا کے حکم کو ماننا ویسے ہی اور کسی مولوی درویش کا حکم ماننا شرک ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے کہ یعنی سورۂ براۃ میں کہ ٹھیرایا ہے اپنے عالموں اور درویشوں کو مالک اپنا سوا اللہ کے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کریں ایک مالک کی کہ نہیں کوئی مالک

۱۹ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ. سوائے اس کے سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بنانے سے۔

ف: یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھیراتے ہیں عیسیٰ مسیح پیغمبر اور مولوی اور درویش کو ان کا بھی حکم اپنے اوپر واجب اور فرض سمجھتے ہیں جیسا اللہ کا حکم حالانکہ اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور اللہ نرالا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ بڑا نہ عیسیٰ مسیح پیغمبر نہ مولوی اور درویش بلکہ یہ سب اس کے بندے ہیں خود محکوم پھر یہ کہاں سے خود حاکم اور مالک ہو گئے کہ اپنی رائے سے مسئلہ بتائیں اور خدا کے حکم قرآن میں اپنے حکم کو دخل دیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ شوریٰ میں کہ کیا ان کے شریک ہیں کہ انہوں نے راہ ڈالی ہے ان کے واسطے دین کی جس کا حکم دیا نہیں اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلے کی تو فیصلہ کیا جاتا ان میں اور بے شک ناانصافوں کے واسطے عذاب دردناک ہے۔

ف: یعنی یہ بڑی ناانصافی ہے کہ اللہ کی حکومت کی شان میں دخل دیجئے سو جو لوگوں نے دین کی بات میں راہ نکالی ہے اپنی طرف سے کہ اس بات کا اللہ نے حکم نہیں دیا سو ان لوگوں کو کیا لوگ اللہ کا شریک سمجھتے ہیں جو ان کی راہ پر چلتے ہیں سو وہ لوگ بڑے ناانصاف ہیں اگر اللہ نے قیامت کے دن فیصلے کے واسطے نہ ٹھیرا دیا ہوتا تو ابھی ان کا فیصلہ ہو کر ان پر عذاب دردناک ہونے لگتا مگر قیامت کو ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنی طرف سے دین میں کوئی راہ نکالے پھر جو شخص اس پر عمل کرے وہ شرک کی راہ چلتا ہے اور قیامت کو عذاب دردناک میں گرفتار ہوگا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نساء میں کہ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے پھر اگر جھگڑا پڑے کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو اللہ کی اور رسول کی طرف اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے۔

ف: یعنی اللہ اور رسول کے حکم کے بموجب عمل کرو پھر جو مسلمان حاکم ہو اس کے کہنے پر بھی عمل کرو اور مسلمان حاکم قاضی مفتی پادشاہ ہیں پھر اگر اس حاکم کی اور تمہاری بات میں کچھ تنازع پڑے کہ تم کچھ کہو وہ کچھ کہے تو اس کو اللہ رسول کی طرف رجوع کرو پھر جو وہاں سے حکم ہو وہ عمل میں لاؤ اس آیت سے بوجھا گیا کہ اختلافی مسائل میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو اس سے ثابت ہو وہ ماننا چاہیے اور کوئی مناع مطلق نہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ ثَلَاثَۃٌ اٰیَۃٌ مُّحْکَمَۃٌ اَوْسُنَّۃٌ قَائِمَۃٌ اَوْ فَرِیْضَۃٌ عَادِلَۃٌ وَّمَا کَانَ سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ فَضْلٌ۔

ترجمہ: مشکوۃ کی کتاب العلم میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ علم تین ہیں آیت محکم یعنی قرآن یا سنت قائم یعنی حدیث یا فرض برابر کا یعنی اجماع کا اور جو سوا اس کے ہے وہ فضول ہے۔

ف: یعنی قرآن وحدیث اجماع ان تین اصول سے دین کی بات ثابت اور معلوم ہوتی ہے اور مسئلہ قرار پاتا ہے اور جو دلیل کہ سوائے قرآن وحدیث واجماع امت کے ہو وہ فضول ہے لایعنی جیسے ہنر کی بات۔

ل اختیار والے بادشاہ اور جو کسی کام پر مقرر ہوں اس کے حکم پر چلنا ضرور ہے جب تک وہ خلاف خدا اور رسول حکم نہ کرے، اگر صریح خلاف کرے تو وہ حکم نہ مانے، اگر دو مسلمان جھگڑتے ہیں ایک نے کہا چل شرع میں رجوع کریں دوسرے نے کہا میں شرع نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہیں وہ بے شک کافر ہوا۔ شاہ عبدالقادرؒ۔

أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ۔

ترجمہ مشکوۃ کی کتاب العلم میں لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ ابراہیمؒ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ سیکھتے ہیں اس علم کو سب پچھلے لوگوں میں سے جو عادل ہیں مٹاتے ہیں اس سے بگاڑنا مبالغہ کرنے والوں کا اور جھوٹ باندھنا جھوٹوں کا اور کل بٹھلانا نادانوں کا۔

ف: یعنی آئندہ کو کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن وحدیث کے مطلب میں مبالغہ کر کے اس کے معنی بگاڑ دیں گے، اور کچھ لوگ قرآن وحدیث کے لفظوں میں کچھ لفظوں یا معنوں میں کچھ معنی اپنی طرف سے لگاویں گے اور کچھ نادان لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن وحدیث کے مشکل مقاموں کے معنی درست کریں گے اور ان معنوں کی کل بٹھلائیں گے پھر ایک لوگ عادل منصف لیاقت والے ایسے ہوں گے کہ اپنے اگلے لوگوں سے اس قرآن وحدیث کے علم کو سیکھ کر اصل مطلب قرآن وحدیث کا بیان کریں گے اور جو مبالغہ کرنے والوں نے بگاڑا تھا اس کو مٹاویں گے اور جھوٹوں کا جھوٹ باندھا ہوا دور کریں گے اور نادانوں کی تاویل کی ہوئی باتوں کو مٹائیں گے۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علماء دین دار کو مناسب ہے کہ دین کے مسائل میں جو غالیوں نے تحریف کر دی اور مبطلین نے جو جھوٹی باتیں بنالیں اور جاہلوں نے جو تاویلیں نکالی ہیں ان کو مٹاویں اور سوائے قرآن حدیث کے ایسے لوگوں کی بات کی پیروی نہ کریں یہ عجب حیرت کی بات ہے کہ آپ صرف ونحو ولغت ومنطق بیان معنی اصول تفسیر وحدیث سب علم پڑھ کر حقیقت کو دریافت نہ کریں کہ یہ مسئلہ کس آیت اور کس حدیث سے نکلا ہے اور کہاں سے لکھا ہے اور بنا اس مسئلہ کی کس بات پر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنی آنکھیں بھینچ کر بند کر لے اور اندھے کی طرح اوروں کی آواز کے پیچھے چلے مسائل فقہی ان کے واسطے ہیں جو قرآن وحدیث کا مطلب سمجھ نہیں سکتے اور جو عالم اصول اور تفسیر اور حدیث ولغت ونحو جانتا ہو اس کو یہی چاہیے کہ ہر مسئلہ کو اصول کے موافق قرآن وحدیث سے اس کا کرے اگر موافق پائے تو عمل کرے اور اگر مخالف پائے تو قواعد اصول کے موافق اس کی تاویل صحیح میں فکر کرے پھر اگر صریح مخالف پائے تو اس کو رد کردے اور نہ مانے

پھر کسی کا قول ہو خواہ امام کا خواہ مشائخ کا کیا تعجب ہے کہ اس امام ومشائخ کو غلطی ہو گئی ہو اس واسطے کہ سوائے پیغمبر کے کوئی معصوم نہیں اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ المجتہد یخطی یعنی مجتہد بھی خطا کر جاتا ہے تو واقف کار پر فرض ہے کہ اس خطا کو مٹا کر درست کر دے۔

اَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ عَنْ زِیَادِ بْنِ حُدَیْرٍ قَالَ قَالَ لِیْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا یَهْدِمُ الْاِسْلَامَ قُلْتُ لَا قَالَ یَهْدِمُهٗ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّیْنَ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں لکھا ہے کہ دارمیؒ نے ذکر کیا کہ زیاد حدیرؒ کے بیٹے نے نقل کیا کہ مجھ کو عمرؓ نے کہا کہ بھلا تو جانتا ہے کہ کیا چیز مٹاتی ہے مسلمانی کو میں نے کہا نہیں فرمایا مٹاتا ہے مسلمانی کو پھسل جانا عالم کا اور جھگڑا منافق کا قرآن سے اور حکم کرنا گمراہ کرنے والے حاکموں کا۔

ف: یعنی عالم اور مولوی جو پھسلے اور غلطی پڑ جائے تو ایک عالم اس کے پیچھے غلطی پر چل کر غلطی میں پڑ جاتا ہے اور دین اسلام میں خلل آتا ہے پھر جو شخص اس غلطی کو باوجود واقفیت کے نہ مٹائے وہ گویا دین اور اسلام کے خلل کا رَوادار ہے اور ایسے ہی جو لوگ ظاہر میں کلمہ گو مسلمان ہیں اور باطن میں اسلام سے کام نہیں رکھتے جب قرآن کی بعضی آیتوں کو سند پکڑ کے لوگوں سے بحث کرنے لگتے ہیں تو اور لوگ بھی ان کو دیکھ کر خراب ہوتے ہیں سو دین اسلام میں خلل آ جاتا ہے اور اسی طرح جب حاکم امیر پادشاہ قاضی خود گمراہ ہو جائیں اور لوگوں کو حکم کریں تو ہزاروں خلقت خوف ور جا میں آ کر گمراہ ہو جاتی ہے سو دین میں خلل آ جاتا ہے تو دین دار کو چاہیے کہ ایسے عالموں اور امیروں اور جھوٹے مسلمانوں کی بات پر دھیان نہ کرے اور نہ مانے بلکہ رد کرے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الامارۃ والقضاء میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ سننا اور حکم ماننا واجب ہے مرد مسلمان پر جب تک اس کو حکم نہ ہو گناہ کا پھر جب گناہ کا حکم کیا گیا پھر نہ سننا ہے نہ حکم ماننا۔

ف: یعنی حاکم اگر گناہ کو نہ کہے تو اس کا حکم ماننا اور اس کی بات سننا مسلمان آدمی پر فرض ہے اور اگر وہ گناہ کے کام کو کہے تو اس میں اس کا حکم ماننا حرام ہے مثلاً حدیث سے یہ تحقیق ہو گئی کہ قبر پر گچ کرنا اور چراغ جلانا وغیرہ حرکات حرام ہیں پھر اس کے خلاف اگر کوئی حاکم اور مفتی یا مولوی مشائخ جائز کہے یا کسی کتاب میں کسی کا قول و فعل کا لکھا ہو تو اس کا ماننا حرام ہے ایسے ہی اور مسئلوں کا حال ہے۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الامارۃ والقضاء میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نواسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تابعداری نہیں چاہیے کسی مخلوق کی جس امر میں نافرمانی ہو خالق کی۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کے خلاف کوئی کہے اور کیسی ہی تقریر بنائے نہ مانیے بلکہ اگر دنیا کی تمام مخلوق کہے تو بھی خلاف قرآن کے نہ مانیے اور جس بات میں خدا کا امر ہو چکا اس کو کوئی منع کرے خیال میں نہ لائیے اور جو بات قرآن کے رو سے منع ہو چکی اس کو کوئی کرنے کو کہے نہ مانیے اور جو مانے وہ گویا خالق سے مخلوق کو بڑا جانتا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ عُنُقِیْ صَلِيْبٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا عَدِیُّ اطْرَحْ عَنْكَ الْوَثَنَ وَسَمِعْتُهُ يَقْرَاُ فِیْ سُوْرَةِ بَرَاءَةَ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا

ترجمہ: ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ عدی بن حاتمؓ نے نقل کیا کہ میں آیا پیغمبر خدا ﷺ کے پاس اور میرے گلے میں سونے کی چلیپا (سولی کا نشان) تھی تو فرمایا کہ اے عدی پھینک دے اپنے پاس سے بت کو اور میں نے سنا حضرت کو کہ پڑھتے تھے یہ آیت سورۂ براءۃ میں اتخذوا احبارہم الآیۃ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ٹھیرایا ہے اپنے مولوی اور درویشوں کو رب اپنا اللہ سے ورے اور فرمایا حضرت نے کہ

اِذَا اَحَلُّوْا لَھُمْ اِسْتَحَلُّوْا وَ اِذَا حَرَّمُوْا عَلَیْھِمْ شَیْئًا حَرَّمُوْہُ۔ وہ لوگ پوجتے نہیں تھے ان کو لیکن حلال جانتے تھے وہ لوگ جو حلال بتاتے تھے اور حرام جانتے تھے جو چیز وہ حرام کہہ دیتے تھے۔

ف: یہودیوں نے اپنی دانست میں عیسیٰ پیغمبرؑ کو سولی دیا سو اس سولی کی شکل نصاریٰ بنا کر تعظیم کرتے ہیں اور اس کو چلیپا کہتے ہیں اور سونے چاندی بنا کر گلے میں بطور تعویذ کے ڈالتے ہیں سو وہ چلیپا سونے کی عدی کے گلے میں تھے۔ سو حضرتؐ نے اس کو بت فرمایا اور اس کو پھینکنے کا ارشاد فرمایا اور کلام اللہ کی آیت پڑھ کر اس کا مطلب بیان کیا کہ یہود و نصاریٰ اپنے مولویوں درویشوں سے جو کام حلال سنتے وہ کرنے لگتے اور حلال جانتے اور جو چیز حرام سنتے وہ حرام جانتے اور اللہ کی کتاب تورات اور انجیل سے اس کی تحقیق نہ کرتے سو ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو گویا اپنا رب مالک ٹھیرالیا کہ انہیں کے حکم کو مانتے ہیں خواہ وہ کتاب اللہ سے موافق ہو خواہ مخالف سو یہ شرک ہے۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کے راہ رویہ اختیار نہ کرے اور اصل حاکم اور شارع اللہ ہی کو جانے اور قرآن کو مقدم رکھے جس کی تابعداری کا قرآن میں حکم ہوا اس کی تابعداری کرے اور کہنا مانے اور قرآن کے خلاف کسی مولوی مشائخ کا کلام نہ مانے اللہ سب مسلمانوں کو یہی توفیق دے اور اپنی راہ پر لگائے اور یہ جو بات لوگوں میں رائج ہوگئی کہ اللہ و رسول کے کلام کو دریافت نہیں کرتے اور کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہے کوئی تواریخ میں مشغول ہے کوئی کلام بزرگوں کے جمع کر رہا ہے تو اس کا سبب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے اپنے باپ دادے کو اسی رویہ پر دیکھا پھر ہوتے ہوتے یہ رسم پڑ گئی اور اس کی قباحت نظر سے چھپ گئی اس واسطے اس مقام پر رسوم کی قباحت بیان کرنا مناسب معلوم ہوا اور ایک فصل اس باب میں بھی علیحدہ لکھی جاتی ہے۔

الفصل السّابع

فی ذکر ردّ الرّسُوم

ترجمہ: ساتویں فصل رسموں کے رد کے ذکر میں۔

ف: جو چیز خواص وعوام اکثر لوگوں میں رائج ہواور وہ لوگ اس کو بُرا نہ سمجھیں اگر چہ اس کا کرنا ثواب یا نہ کرنا عذاب نہ جانے مگر اس کے کرنے کو کوئی ان میں مطعون نہ کرے بلکہ نہ کرنے والا مطعون ہواور لوگ اس پر تعجب کریں پھر خواہ وہ کام شرع کے رو سے جائز اور مباح ہو خواہ مکروہ حرام ہو اس بات کا کچھ اس میں لحاظ نہ ہو صرف زمانہ کے رواج کا لحاظ ہو ایسے کام کو رسم کہتے ہیں پھر ایسے کام اصل شرع کی رو سے اگر چہ جائز اور مباح ہوں مگر جب ان کاموں کو شرعی کاموں کی طرح لوگ کرنے لگیں اور کرنے والے کی تعریف اور مدح اور نہ کرنے والے کی ہجو اور مذمت ہونے لگے اور ایسے بعض کاموں میں ہوتے ہوتے آخر کو یہ نوبت پہنچے کہ مکروہ اور حرام بلکہ کفر و شرک اس کام کے سبب ہونے لگے تو ایسے سب کام کبھی بدعت کبھی مکروہ کبھی حرام کبھی شرک کبھی کفر میں شمار ہو کر شرع کی رو سے منع ہو جاتے ہیں، رسم کی مثال یہ ہے کہ مثلاً قربانی کرنا دسویں اور گیارہویں اور بارھویں ان تینوں تاریخوں میں ذی الحجہ کی شرع سے جائز ہے پھر اکثر لوگ جانور اسی روز اگر چہ گراں قیمت اور مشکل سے بہ تلاش ملے اور دوست آشناؤں اور فقیروں محتاجوں کو اس روز گوشت کی چنداں احتیاج نہیں ہوتی اور ہر چند عید کی نماز میں دیر ہو حالانکہ دو روز تک اور بھی قربانی کا وقت ہے مگر اکثر لوگ صرف رسم و رواج کے لحاظ سے مخصوص عید کے روز قربانی کرتے ہیں یا مثلاً جس روز کوئی مر جائے اگر چہ اس روز غم والم سے فرصت نہ ہو اور محتاجی بھی ہو اور موسم برسات کا ہو اور گھر والوں میں کوئی بیمار بھی ہو اور پڑھنے پڑھانے میں خلل آتا ہو یا سفر ضروری موقوف ہوتا ہو اور عبادت اطمینان سے نہ ہو سکے اور جماعت یا جمعہ کی نماز فوت ہو اور کھانا برسات میں خراب ہوتا ہو اور نوبت سود کی رقم لینے یا قرض یا بھیک مانگنے کی پہنچے مگر

موت کے دن یا تین دن تک یا ساتویں دن یا چالیسویں دن یا چھے ماہی یا برسی کے روز ضرور ہی اس مردے کے کی وجہ سے کھانا پکے اور بانٹا جائے حالانکہ اور روز بھی کھانا پکانا مردے کی طرف سے خیرات کرنا جائز اور مباح ہے مگر لوگ صرف رسم و رواج کے سبب انہیں دنوں میں کرتے ہیں اور نہ کریں تو مطعون ہوتے ہیں یا مثلاً جب عورت کا شوہر مر جائے باوجود یکہ اس کو مرد کی خواہش ہو اور بے وارثی کے سبب محتاجی بھی ہو اور کوئی باہر کے کام کرنے والا اس کا نہ ہو اور اکیلے گھر میں اداس بیٹھی رہے اور شرع کی رو سے دوسرا نکاح جائز بھی جانتی ہو مگر وہ صرف رسم و رواج کے سبب دوسرا خاوند نہ کرے گی تو لوگ اس کو اچھا کہیں گے اور کرے تو اس پر طعن کریں گے یا مثلاً نکاح اور ختنے اور بسم اللہ وغیرہ میں باوجود فقیری اور محتاجی کے اگرچہ سودی قرض لینا یا بھیک مانگنا پڑے مگر چھٹی معمولی اور برادری کا کھانا اور کپڑے وغیرہ رسمیں خاندانی بلکہ اور خرافاتیں ناچ راگ رنگ ضروری ہوں اگرچہ وہ لوگ ان رسموں کو فرض واجب سنت مستحب نہ جانیں مگر رسم و رواج کے سبب کرتے ہیں نہ کریں تو مطعون ہوں اور کریں تو تعریف ہو سو ایسی باتوں کا جو رسم ٹھیر گئی ہیں اس فصل میں رد ہے۔

تو اب معلوم ہونا چاہیے کہ گذرے ہوئے زمانے کے چند نیک لوگوں نے بعضے مباح کام اس وقت میں کچھ مصلحت سمجھ کر کسی فائدہ کے واسطے کرنے تجویز کئے پھر لوگ اس فائدہ کے سبب ان کاموں کو کرنے لگے پھر ہوتے ہوتے خواص وعوام میں وہ کام رائج اور جاری ہو گئے اور عوام کے نزدیک اس فائدہ کا لحاظ نہ رہا اور وہ کام باقی رہے اور بسبب رواج کے رسم پڑ گئی اس کے کرنے والے کی تعریف اور نہ کرنے والے کی مذمت ہونے لگی پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اگر کوئی شخص اس سے بہتر طریقہ اسی کام میں زیادہ فائدہ کا نکالے تو اس کو کوئی نہ مانے مثلاً پہلے زمانہ کے عقلمندوں نے مُردوں کو ثواب پہنچانے کے واسطے کھانا پکا کر خیرات کرنا مقرر کیا تھا اور بموجب مسئلہ کے صدقہ خیرات رشتہ دار محتاجوں کو پہلے دینا چاہیے وہ لوگ رشتہ دار محتاجوں کو وہ خیرات کا کھانا پہلے دیا کرتے تھے پھر ہوتے ہوتے اب یہ نوبت پہنچی کہ اس کھانے میں اب خیرات اور ثواب کا لحاظ مطلق نہ رہا لوگ صرف رسم و رواج کے سبب کھانا پکا کر رشتہ داروں میں حصے مقرر کر کے تقسیم کرتے ہیں اور وہ

رشتہ دار اگر چہ غنی دولت مند ہوں مگر کھانے کا حصہ نہ پہنچے تو شکوہ کریں پھر اگر کوئی خیرات صدقہ کا نام لے تو بعض خیرات والے رشتہ دار قبول نہ کریں اور وہ کھانا نہ لیں تو اب یہ رسم ٹھیر گئی خیرات صدقہ نہ رہا پھر اب اگر کوئی نقد یا کپڑا خیرات کر کے یا اور طرح سے مُردوں کو ثواب پہنچائے اور رسم کے طور پر کھانا نہ کرے تو اس قدر مطعون ہو کہ اگر کچھ بھی نہ کرے تو اس قدر مطعون نہ ہو اسی طرح کھانے پر فاتحہ پڑھنا اور شادی اور غمی وغیرہ سب امور میں رسمیں رائج ہو گئیں کہ وہی بات اگر اور طرح پر ہو تو لوگ نہ مانیں اور تعجب کریں بلکہ بُرا کہیں اور اگر چہ بُرا ہی کام ہو مگر جب رسم ہو گیا پھر نہ کوئی تعجب کرتا ہے نہ انکار رکھتا ہے مثلاً اگر کوئی فرنگی یا چمار یا بھنگی کے گھر کا کھانا کھالے یا پانی پی لے تو مطعون ہو اور ہندوؤں کے گھر کا کھانا پانی کوئی بُرا نہیں سمجھتا سبب یہ ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی مسلمان دو کان دار کنھیا کا جنم کرے تو مطعون ہو اور مسلمان کہلاتے ہیں اور دیوالی ہولی اپنے گھر کرتے ہیں کوئی بُرا نہیں سمجھتا، سبب یہ ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی اپنے لڑکے کو جنیو پہنائے تو مطعون ہو اور لڑکوں کی چوٹیاں رکھتے اور بدھیاں پہناتے ہیں کوئی بُرا نہیں سمجھتا سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی حضرت عیسیٰؑ کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرے تو مطعون ہو اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں اور بُرا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی خچر گدھے پر چڑھے تو مطعون ہو اور چھوٹے ٹٹو پر سوار ہو کوئی بُرا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی کسی مرد کے واسطے ایک کسبی علیحدہ مکان میں بلائے تو بھڑوا ٹھیرے اور مطعون ہو اور یہ جو لوگ ہزاروں مردوں کے واسطے طائفے کے طائفے ایک مکان میں جمع کر دیتے ہیں ان کو کوئی بُرا نہیں سمجھتا سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی عورت کسی مرد کو زنا کروانے کے لیے نوکر رکھے تو تعجب آوے اور وہ مطعون ہو اور اگر کوئی مرد کسی کو زنا کے لیے نوکر رکھے تو کوئی ویسا

بُرا نہ سمجھے سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی عورت اپنا سر منڈ اوے تو تعجب آوے اور وہ مطعون ہو اور مرد داڑھی منڈ اوے تو اتنا تعجب نہ آئے اور کوئی اس قدر بُرا نہ سمجھے سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر عورت گھوڑے پر سوار ہو کر ہتھیار باندھے تو انگشت نما اور مطعون ہو اور مرد جو مسی مہندی لگائے سرخ کپڑے انگوٹھی چھلے پہنے تو کوئی بُرا نہ سمجھے سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی سور یا کتا یا گدھا کھائے تو مطعون ہو اور لوگ شراب اور سود اور رشوت کھاتے ہیں کوئی بُرا نہیں سمجھتا سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر مسلمان آپ کو پنڈت اور دیوتا مصر کہلائے تو مطعون ہو اور ٹھاکر اور کنور کہلاتے ہیں کوئی بُرا نہیں سمجھتا سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی آدمی کے چرکین (پاخانہ) سے گھر لیپے تو مطعون ہو اور جانوروں کے چرکین (گوبر) سے مکان لیپتے ہیں بلکہ روٹی پکاتے ہیں اور بُرا نہیں سمجھتے سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی شخص بند کوٹھری میں سوتا ہو اور کوئی اس کوٹھری کی چھت پر بیٹھ کر اس کو راگ سنائے اور اس سے عرض معروض کرے اور جانے کہ وہ سوتا ہی سنتا ہے تو لوگ احمق بتائیں اور مطعون کریں اور مُردوں کی قبروں پر گاتے ہیں اور مُردوں سے عرض معروض کرتے ہیں کوئی برا نہیں سمجھتا سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی کسی کو مسجد بیت المقدس قرآن کہے تو مطعون ہو اور کعبہ قبلہ کہتے ہیں اور بُرا نہیں سمجھتے سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی سلام کی جگہ عبادت یا پوجا کہے تو تعجب آئے اور مطعون ہو اور بندگی کہتے ہیں اور بُرا نہیں سمجھتے سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اسکی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی لکڑی یا کپڑے پر فاتحہ دلائے تو مطعون ہو اور کھانے پر فاتحہ دلاتے ہیں اور بُرا نہیں سمجھتے سب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی

غیر آدمی کسی کے گھر میں چلا آئے اور پردہ نشین عورت سامنے ہو تو مطعون ہو اور دیور جیٹھ اور خاوند کے بھانجے بھتیجے جوان گھروں میں بے پردہ جاتے ہیں اور عورتیں ان کے سامنے ہوتی ہیں اور کوئی برا نہیں سمجھتا سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی کسی فرنگی کو اپنی بیٹی دے تو مطعون ہو اور رافضیوں کو بیٹیاں دیتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا اگر کوئی کسی انگریز کی نوکری کرے تو مطعون ہو اور ہندوؤں کی نوکری کرتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں یا بعضے ملکوں میں اگر کوئی ہندوؤں کی نوکری کرے تو مطعون ہو اور نصاریٰ کی نوکری کرتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اور اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں اگر کوئی نجوم وانگریزی پڑھے تو مطعون ہو اور ریاضی منطق ہیئت پڑھتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں غرض کہ اسی طرح کی ہزاروں رسموں میں لوگ گرفتار ہیں اور سبب رواج کے اس کی برائی خیال میں نہیں آتی اور اگر کوئی سمجھائے تو اب لوگ وہی جواب دیتے ہیں جو اگلے کافر کہتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ بقرہ میں اور جو ان کو کہیے چلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہیں نہیں ہم چلیں گے اس پر جس پر دیکھا اپنے باپ دادوں کو اور بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں اور نہ راہ کی خبر۔[1]

ف: جب کافروں کو پیغمبر خدا ﷺ سمجھاتے کہ شرک و بدعت کی رسمیں جو تم

[1] یعنی جب معلوم ہوا کہ باپ دادوں کی رسم خلاف حکم خدا کے ہے پھر اس پر نہ چلیے۔ شاہ عبدالقادرؒ۔

میں رائج ہیں چھوڑ و اور اللہ نے جو قرآن اتارا ہے اس پر چلو تو وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اس قرآن کے موافق چلیں تو باپ دادوں کی راہ چھوٹے تو ہم اس پر نہیں چلیں گے بلکہ ان رسموں پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادوں کو ہم نے دیکھا اگر یہ راہ ورسم بری ہوتی تو ہمارے باپ دادے کیوں اس پر چلئے سو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ عجب احمق لوگ ہیں اگر ان کے باپ دادے مطلق بے عقل اور محض بے شعور اور بے وقوف ہوں اور ان کو نیک راہ کی کچھ خبر بھی نہ ہو یعنی اگر ان میں اپنی عقل بھی نہ ہو اور کتاب کا علم بھی نہ ہو تو بھی یہ لوگ کیا انہیں حمق جاہل باپ دادوں کی راہ ورسم پر چلیں گے آخر بے عقلی بے علمی کے کاموں میں باپ دادے کی راہ نہ چلیں گے مثلاً کسی بزرگ نے ایک بار کپڑے کی سوداگری کی اور اس میں نقصان پڑا تو وہ راہ اس کی اولاد نہ اختیار کرے گی یا کسی کا باپ بے دریافت کیے راہ چلا تو بہک گیا تو اس کا بیٹا وہ راہ نہ چلے گا تو جس مقام پر دنیا کا نقصان ہو اس مقام پر آدمی باپ دادے کی راہ چھوڑ دے تو دین کے نقصان میں تو چاہیے اور بھی زیادہ اس کو چھوڑ دے عجب مسلمان ہیں کہ خدا اور رسول کی راہ ورسم کو چھوڑ کر باپ دادے کی راہ ورسم کو مقدم کرتے ہیں اگر چہ باپ دادے کی رسم بے عقلی اور گمراہی کی ہو مگر کبھی نہ چھوڑیں اور اس کے مقابلہ میں اللہ ورسول کی راہ کو کہ دنیا و دین دونوں جہان کے فائدہ کی معقول ہدایت کی ہو لیکن نہ اختیار کریں اور پھر دعویٰ مسلمانی کا کئے جاویں اور یہاں تک نوبت پہنچاویں کہ اگر باپ دادے نے کچھ عقل مندی کی بات کچھ فائدہ سوچ کر کی اور اب اس میں وہ فائدہ نہ رہا تو بھی اس کام کو کئے جاتے ہیں مثلاً باپ کسی کا مرید ہوا تو بیٹا بھی اسی خاندان کا مرید ہوگا اگر چہ باپ کا پیر اچھا اور نیک خدا آگاہ اور عارف باللہ تھا اور اس کی اولاد دریا کار ٹھگ ہوگئی ہو مگر اسی خاندان کا مرید ہوگا یا مثلاً باپ دادے سے اتفاقی ایک بار کوئی کام بے ہوشی میں ہو گیا تو اولاد اس کام کو اپنے اوپر واجب جان کر کرے گی چنانچہ ایک بزرگ دریا سے پانی کا گھڑا بھر کر اپنے گھر کو لاتے تھے اتفاقاً بسنت کا روز تھا راستے میں اس بزرگ کو ہندو گاتے بجاتے ملے اس بزرگ کو حال گمراہی کا دیکھ کر شاید خدا کا خوف اور قیامت یاد آئی تو ان کو حال آیا اور بے خود ہو کر مستی کی حالت میں گھر تک آئے اب ان کی اولاد نے یہ رسم ٹھہرائی کہ بسنت کے روز بہت سے مریدوں کو ساتھ

لے کر دریا سے پانی کا گھڑا بھر کر سر پر رکھ کر اپنے گھر تک ناچتے چلے آتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باپ دادے کی سند لاتے ہیں پھر بعضوں میں یہاں تک جہالت کی نوبت پہنچی کہ لڑکیوں کو قرآن اور مسائل نہیں سکھاتے کہ ہمارے بزرگوں سے یوں ہی چلا آتا ہے کہ عورتوں کو کچھ پڑھاتے نہیں یہ بات بعینہ ہندوؤں کی ہے کہ ان کے ہاں بھی عورتوں کو مسائل پڑھنا منع ہے اور بعضے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کسی پر مسجد بنانا نہیں پڑتا سبحان اللہ چھٹے منہ پھر دعویٰ مسلمانی کا کرتے ہیں، مسلمان کو چاہیے کہ کافروں کی طرح باپ دادے کی رسوم کو سند نہ پکڑے جو حکم خدا کا ہو اس پر چلے اور باپ دادے کی اگر نیک راہ قرآن و حدیث کے موافق ہو تو اس پر اللہ و رسول کی راہ سمجھ کر چلے نہ باپ دادے کی رسوم کو اختیار کرنا ،غرض کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ باپ دادے کی رسوم کو اختیار کرنا اور قرآن و حدیث کے مقابلہ میں سند پکڑنا کفر کی بات ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اگلے کافروں کو الزام دیا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ زخرف میں کہ اور اسی طرح جو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ ہم نے پائے باپ دادے ایک راہ پر اور ہم انہیں کے قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور میں جو لادوں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی راہ جس پر تم نے پائے اپنے باپ دادے تو بھی کہنے لگے ہم کو تمہارے ہاتھ بھیجا نہ ماننا پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا سو دیکھ آخر کیا ہوا جھٹلانے والوں کا۔

ف: یعنی اللہ کی طرف سے جتنے پیغمبر آئے سب سے یہی معاملہ ہوا کہ آسودہ

لوگ کہنے لگے کہ جس راہ پر ہم نے اپنے باپ دادے کو دیکھا اسی راہ اور انہیں کے قدم بقدم چلیں گے پھر وہ پیغمبر جب ان سے یوں کہتے کہ بھلا اگر تمہارے باپ دادے کی راہ سے زیادہ سوجھ کی راہ اور بہتر طریق ہم تم کو بتاویں تو بھی کیا تم باپ دادے ہی کی راہ پر چلو گے تب ان کو کچھ جواب نہ بنتا تو عاجز ہو کر آخر کو کہتے کہ جو علم اور کتاب تمہاری معرفت اللہ نے بھیجا سو اس کے ہم منکر ہیں وہ ہم نہ مانیں گے اگر چہ ہمارے باپ دادے کی راہ سے بہتر ہو جب یہاں تک ان کافروں کی جہالت اور شرارت پہنچی تب اللہ تعالیٰ نے اس شرارت کا ان سے بدلا لیا پھر کسی کافروں کی قوم پر پتھر برسائے اور کسی پر آگ برسی اور ہوا سے ہلاک ہوا اور کوئی زمین میں دھنس گیا اور کسی قوم کو دریا میں ڈبو دیا اور کسی کو زمین ہلا کر ہلاک کر دیا سو دیکھو جن لوگوں نے ہمارا حکم جھٹلایا اور اپنے باپ دادے کی رسم و راہ مقدم کی اس کا انجام کیسا ہوا کہ وہ تو اپنے باپ دادے کی رسم قائم رکھنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے انہیں کو نیست و نابود کر دیا پھر کسی کا پتا بھی نہیں لگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر پیغمبر کی امت کے بڑے لوگ اسی طرح کہتے چلے آئے ہیں اور اپنے باپ دادے کی رسومات کو چھوڑنا ان کو از بس دشوار و ناگوار تھا تو مسلمان کو چاہیے کہ باپ دادے کی رسوم کو ختم کریں اور اپنے پیغمبر کے فرمان کے مطابق خدا کے حکم پر عمل کریں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ آسودہ کھاتے پیتے ہوتے ہیں وہی اکثر باپ دادے کی رسومات کو سند پکڑتے ہیں اور انہیں کو رسومات کا چھوڑنا بہت مشکل اور گراں ہوتا ہے اور بے چارے خوار محتاج آدمی خدا اور رسول کی بات جلدی مان لیتے ہیں تو آسودہ مسلمانوں کو مقدم چاہیے کہ پہلے آپ رسوم کو ترک کریں اور لوگوں کو ترغیب دیں کہ باپ دادے کی رسوم کو چھوڑ دیں پھر محتاج لوگ خود بخود دیکھا دیکھی دونی چھوڑ دیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آدمی باپ دادے کی رسومات میں گرفتار ہوتا ہے اور باپ دادے کی راہ پر اڑ جاتا ہے تو کسی کا سمجھانا اس کے خیال میں نہیں آتا اور معقول بات بھی نہیں مانتا تو غضب الٰہی اس پر نازل ہوتا ہے پھر اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا تو مسلمان کو چاہیے کہ خدا کے غضب سے ڈرے اور باپ دادے کی رسم پر اڑا نہ رہے اور سب کو ترک کرے اور اللہ و رسول کی راہ کو چھوڑ کر شیطان کی باتوں کی پیچھے نہ لگے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ کُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ۝ کُتِبَ عَلَیْہِ اَنَّہٗ مَنْ تَوَلَّاہُ فَاَنَّہٗ یُضِلُّہٗ وَیَھْدِیْہِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ۝

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ حج میں کہ اور بعضا شخص ہے کہ جو جھگڑتا ہے اللہ کی راہ میں بے خبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بے حکم کا جس کی قسمت میں لکھا ہے کہ جو کوئی اس کا دوست ہو وہ اس کو بہکاوے اور لے جاوے عذاب میں دوزخ کے۔

ف: بعضے آدمی ایسے بھی ہیں کہ اللہ کا حکم سن کر اس میں گفتگو اور چون و چرا کرتے ہیں اور حجت وتکرار اٹھاتے ہیں حالانکہ ان کو اپنی بات کی خبر نہیں کہ ہم کہاں سے کہتے ہیں اور کیا کہتے ہیں سو وہ لوگ شیطان کا ساتھ پکڑ رہے ہیں کہ شیطان کی سکھائی ہوئی رسموں اور باتوں کو سند پکڑ رہے ہیں سو ان کا انجام دنیا میں گمراہی ہے اور مرنے کے بعد دوزخ ہے اس واسطے کہ یہ لوگ شیطان کی سکھائی ہوئی بات پر چلتے ہیں تو شیطان کے دوست ہیں اور شیطان کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ جو شخص اس کی دوستی اختیار کرے اس کو یہ بہکاوے اور گمراہ کر دے اور دوزخ میں پہنچائے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں جو بعضے لوگ چون و چرا کرتے ہیں اور شیطان کی سکھائی ہوئی رسموں کو دلیل ٹھہراتے ہیں سو شیطان کے دوست ہیں اور شیطان کے بہکائے ہوئے ہیں کہ انجام اس کا دوزخ ہے ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ باپ دادے کی رسم کو اختیار کرنا باوجود مخالفت قرآن وحدیث کے ترک نہ کرنا کفر کی رسم ہے کہ اسی بات پر اللہ تعالیٰ نے کافروں کو الزام دیا اور گمراہ فرمایا اور انجام ان کا دوزخ فرمایا تو مسلمان کو چاہیے کہ بالکل رسم ورسوم کو ختم کریں اور کافروں کی سی راہ نہ اختیار کریں اور برادری کے لوگوں کے برا ماننے اور طعن کرنے کا لحاظ نہ کریں کہ اللہ ورسول کی طرف سے شاباشی ملے گی اور اگر برادری چھوٹے گی تو اللہ اور رسول کا ساتھ ہوگا۔

ہر چند رسمیں بہت سی لوگوں میں رائج ہیں یہ سب کا حال بیان کرنا مفصل خصوصاً اس چھوٹی سی کتاب میں مشکل اور دشوار ہے مگر چند رسموں کی قباحت بیان کرنا ضروری ہوا کہ وہ رسمیں اکثر خواص لوگوں میں بھی رائج ہیں اور ان کا چھوٹنا خواص وعوام سے مشکل اور دشوار ہے سو وہ سات چیزیں ہیں اول راگ باجا سننا۔ دوسرے اپنے نسب پر فخر کرنا تیسرے آپس میں ایک دوسرے کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ چوتھے مہر بڑے مقرر کرنا اور شادیوں میں بے جا خرچ کرنا۔ پانچویں بیوہ عورت کا نکاح دوسرا نہ کرنا۔ چھٹے مصیبت میں چلانا اور زیادہ سوگ میں بیٹھنا ساتویں زینت بہت سی کرنا۔

رسم پہلی سماع الغناء والمعازف ہے یعنی راگ باجا سننا۔

اب سننا چاہیے کہ راگ سننا اس زمانہ میں اکثر رائج ہو گیا کہ شادیوں میں اور عرسوں اور محفلوں مجلسوں میں خواہ نخواہ مقرر کرتے ہیں پھر بعضے جاہل کہتے ہیں کہ اس کے بغیر شادی میں کچھ لطف ہی نہیں اور جس شادی میں راگ باجا نہ ہو اور شادی موافق سنت کے ہو تو بعضے مردود کہتے ہیں کہ یہ گویا غمی کی محفل ہے یہاں چنے لا کر اس پر کلمہ پڑھو تو اس سنت پر طعن کیا اور اپنے ایمان کا لحاظ نہ کیا کہ وہ جاتا رہا اور بعضے شخص اس راگ کو عبادت سمجھنے لگے اور بزرگوں کی قبروں پر گانے بجانے ناچنے لگے اور حال آنکہ قرآن وحدیث سے راگ باجے کی برائی مزمت ثابت ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ۚ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا ۚ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ لقمان میں کہ اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھیراویں اس کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کی مار ہے۔

ف: کھیل کی بات یہاں فرمایا راگ کو کہ بعضے ناسمجھ آدمی اس پر پیسہ خرچ کرتے ہیں اور قوالوں اور سرودیوں بھڑ دوں بھانڈ بھگتیوں رنڈیوں کو روپے دیتے ہیں سو اس راگ کے سبب سننے والے بھی اللہ کی راہ کے کام سے گمراہ ہو جاتے ہیں کہ کسی کی نماز جاتی رہتی ہے

20 اور کسی کیلئے وقت تنگ ہوتا ہے اور کسی کا دل عین نماز میں اس راگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کسی کو زنا یاد آتا ہے اور کوئی اس میں بے خود اور بے ہوش ہو جاتا ہے اور کوئی اچھلنے کودنے لگتا ہے اور آپ پر لوگوں کو ہنساتا ہے اور روپیہ پیسہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تھا مفت برباد جاتا ہے پھر ہوتے ہوتے اس کے نزدیک شریعت کی بات ہنسی ٹھیر جاتی ہے اور وہ گانے بجانے والے بھی اللہ کی راہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں کہ نماز روزہ دین کے امور کے مسائل نہیں سیکھتے ابتدا سے راگ تال سر راگنیاں دریافت کرتے ہیں اور راگ کے شغل میں نماز روزے سے باز رہتے ہیں پھر اس میں جو پیسہ پاتے ہیں وہ بھی برے کاموں میں اڑتے ہیں اور مسائل دینی کو کھیل سمجھتے ہیں سوفرمایا کہ ایسے لوگوں کو ذلت کا عذاب ہوگا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى! وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ اسراء میں کہ اور گھبرا لے ان میں سے جس کو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر ان سے مال میں اور اولاد میں ¹ اور وعدے دے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر دغابازی۔

ف: جب شیطان اللہ کی درگاہ سے راندہ گیا تب اس نے دعا مانگی مجھ کو قیامت تک زندہ رکھ تو میں لوگوں کو بہکاؤں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور فرمایا کہ جا جو شخص تیری تابعداری کرے اس کا اور تیرا دونوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اب جس آدمی پر تیرا مقدور چلے اس کو اپنی آواز یعنی راگ سنا کر اور راگ باجے کا مزا اس کے دل میں ڈال کر اور اپنے سوار اور پیادے جیسے جن و پری و برے لوگ ناچنے گانے والے رنڈیاں اور بھانڈ بھگیتے

¹ مال میں ساجھا یہ کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں، اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا۔ شاہ عبدالقادر

قوال سرودی لنگر ے ڈفالی بگانی عورتیں اور امرد اور جن کے سبب سے آدمی برائی کی طرف متوجہ ہو وہ ان پر جمع کر دے کہ لوگ انکی طرف متوجہ ہو کر بُرے کام میں لگ جائیں اور مال میں لوگوں کا ساجھا کر لے کہ تیری راہ پر بھی مال خرچیں کہ تیرے ان سوار و پیادوں کو دیں کہ کبھی شیخ سدو اور کبھی زین خاں اور کبھی سرور اور بالے میاں اور کبھی بی بی اتاولی اور لعل پری کے نام کی نیاز ٹھیرائیں اور کبھی ظاہر میں بعضے بزرگوں کا نام ٹھیرا کر حقیقت میں تیرے واسطے نذر باندھ کر مال خرچیں اور ان کی اولاد میں اپنا ساجھا کر لے کہ اللہ کی بخشی ہوئی اولاد کو تیری طرف نسبت کریں اور تیری کام میں لگاویں کہ کوئی بھوانی بخش اور کوئی گنگا بخش نام رکھے اور کوئی مدار بخش اور سالار بخش ٹھیرالے پھر اس اولاد کو کوئی گانا بجانا سکھائے اور کوئی ناچنا نقلیں کرنا تعلیم کرے اور کوئی شراب بنانا بتائے پھر ان لوگوں کو ترغیب دے کر اور وعدہ دے کہ ایسا کرو گے تو ایسا ہوگا اور یوں کرو گے تو یوں ہوگا راگ سنو گے تو شوق الٰہی اور سرور قلبی ہوگا اور اچھی صورت دیکھو گے تو قدرت خدا یاد آئے گی اور فلانی جگہ مال خرچو گے تو نام زیادہ ہوگا اور فلانے کی نیاز اور چنگی نکالو گے تو مال میں برکت ہوگی اور اولاد کو فلانا فلانا کسب سکھاؤ گے تو کمائی خوب ہوگی اور فلانے کی طرف نسبت کرو گے تو اولاد کی عمر زیادہ ہوگی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب شیطان کے وعدے دغابازی کے ہیں ان کاموں سے یہ باتیں جو شیطان سمجھاتا ہے نہیں ہوتیں جو اللہ و رسول کی راہ کے موافق آدمی کام کرے تو البتہ ہوتی ہیں غرض کہ راگ باجا شیطان کی آواز ہے اور گانے ناچنے والے جو لوگ راگ کی ترغیب دیں یہ شیطان کے سوار پیادے ہیں کہ نیکی کی راہ مارتے ہیں اور جو لوگ اس میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہ مال شیطان کا حصہ ٹھیر جاتا ہے اور اپنی اولاد کو ایسے کام میں مشغول کرتے ہیں وہ اولاد شیطان کے حصہ میں پڑ جاتی ہے پھر باجا راگ سننے والوں کو جو یہ خیال آتا ہے کہ اس سے شوق الٰہی زیادہ ہوتا ہے اور بزرگوں کی روح خوش ہوتی ہے اور اس سے نام آوری ہوتی ہے سو یہ شیطان کا خیال ڈالا ہوا ہے دھوکے کا کام کہ اس کا انجام افسوس ہے۔

اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ	ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البیان والشعر میں
عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی	لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے شعب الایمان میں

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ.

ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ راگ اگاتا ہے نفاق دل میں جیسے اگاتا ہے پانی کھیتی۔

ف: نفاق اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ظاہر میں دعویٰ مسلمانی کا کرے روزہ نماز بجالائے اور دل میں اس کو خدا اور رسول سے کچھ کام نہ ہو سو فرمایا کہ جیسے کھیتی پانی دینے سے جمتی اور زیادہ ہوتی ہے ویسے ہی راگ سننے سے نفاق دل میں پیدا اور زیادہ ہوتا ہے جو سچا مسلمان ہو اس کو راگ سننے سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور جس کے دل میں کچھ بھی نفاق ہو تو وہ زیادہ ہو پھر شوق الٰہی پیدا ہونے کا یا زیادہ ہونے کا تو کیا امکان ہے اور جو شخص یہ دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے جس کو پیغمبر نفاق فرماوے اس کو شوق الٰہی کہاں سے آوے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِیْ طَرِیْقٍ فَسَمِعَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ اُذُنَیْہِ وَنَاءَ عَنِ الطَّرِیْقِ اِلَی الْجَانِبِ الْاٰخَرِ ثُمَّ قَالَ لِیْ بَعْدَ اَنْ بَعُدَ یَا نَافِعُ ھَلْ تَسْمَعُ شَیْئًا قُلْتُ لَا فَرَفَعَ اِصْبَعَیْہِ مِنْ اُذُنَیْہِ قَالَ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ یَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَاصَنَعْتُ قَالَ نَافِعٌ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَکُنْتُ اِذْذَاکَ صَغِیْرًا.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البیان والشعر میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ابوداوٗدؒ نے ذکر کیا کہ نافعؒ نے نقل کیا کہ میں ابن عمرؓ کے ساتھ تھا ایک راہ میں سو سنا انہوں نے ایک باجا تو ڈالیں اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں اور چلے گئے اس راہ سے دوسری طرف کو اور جب دور نکل گئے مجھ سے کہا اے نافع بھلا تو کچھ سنتا ہے میں نے کہا نہیں تب اٹھائیں دونوں انگلیاں دونوں کانوں سے اور کہا میں پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ تھا تو سنی انہوں نے آواز بانسلی کی تو انہوں نے ایسا کیا جیسا میں نے کیا نافع نے کہا میں اس وقت میں لڑکا تھا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا ﷺ اور اصحابوں کا یہی عمل تھا کہ باجا سننے سے اس قدر پرہیز کرتے تھے کہ راہ چلتے میں بھی اگر کہیں سے باجے کی آواز کان میں پڑ جاتی تو اپنے کان بند کر لیتے تھے پھر معاذ اللہ باجا سننا یا راگ کی محفل اپنے گھر کرنا یا راگ کی محفل میں جانا اور اس میں سرور آنا اور اس کو موجب شوق الٰہی کا سمجھنا تو کیا امکان تھا۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباس نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی شراب اور جوا اور کوبہ اور فرمایا کہ جو چیز نشہ کرے حرام ہے۔

ف: کوبہ اس باجے کو کہتے ہیں جو دونوں طرف منڈھا ہوتا ہے جیسے ڈھول ڈھولک اور ڈورو یعنی ہڑک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے شراب اور نشہ کی جیسے بنگ بوزہ ڈربہرہ تاڑی سیندی جوا حرام ہے ویسے ہی ڈھولک کی قسم کا باجا بجانا اور سننا بھی حرام ہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب بیان الخمر میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابو امامہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنایا مجھ کو سارے عالموں پر رحمت کے سبب اور ہدایت کے واسطے سارے عالموں کی اور حکم کیا مجھ کو میرے رب عزوجل نے تار کے باجوں اور نے کے باجوں کے دفع کرنے کا اور بتوں

اور صلیب کے دفع کرنے کا اور نادانی کے
کاموں کے دفع کرنے کا۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ کی جب رحمت کاملہ ساری مخلوق کی طرف متوجہ ہوئی اور منظور ہوا کہ لوگوں کو ہدایت ہو اور بُرے کاموں سے باز رہیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نبی بنایا اور مجھ کو حکم کیا کہ جو باجے تاروں سے بنتے ہیں جیسے ستار اور طنبورہ اور سرود اور سارنگی اور چکارا اور بین اور رباب وغیرہ ان سب کو دفعہ کروں اور جو باجے کہ نے کی قسم سے ہوتے ہیں جیسے بانسلی اور الغوزہ اور شہنائی اور سرنائی اور قرنا اور ترئی وغیرہ ان سب کو دفع کروں اور بتوں اور چلیپا (نشان سولی) کو دفع کروں اور کفر کی رسمیں جو لوگوں میں رائج اور جاری ہیں انکو دفعہ کروں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جیسے حضرت کو بتوں کی اور چلیپا (نشان سولی) اور ایام جہالت کی رسموں کے مٹانے کا حکم تھا ویسا ہی باجوں کے دفع کرنے اور مٹانے کا حکم تھا کہ لوگوں کو باجے کی چیزیں بنانے اور بیچنے اور رکھنے اور بجانے اور سننے سے منع کریں اور جو کوئی خوشی سے نہ مانے تو توڑ ڈالیں کہ ایسی چیزوں کا دفع ہونا موجب رحمت الٰہی کا اور موجود ہونا باعث غضب الٰہی کا ہے اور فی الحقیقت جس کام کے مٹانے کو اللہ کی طرف سے رسول آئے وہ کام البتہ غضب الٰہی کا موجب ہوگا پھر اس میں شوق الٰہی پیدا ہونے کا کیا امکان ہے۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ اَوْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَکُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ابی عامرؓ یا ابی مالک اشعریؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے تحقیق البتہ ہوں گے میری امت میں سے کئی قوم ایسی کہ حلال کریں گے خز اور درائی اور شراب اور باجے۔

ف: حضرت کا فرمانا سچ ہوا اور ظہور میں آیا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ آپ کو

حضرت کی امت میں کہتے ہیں مگر ریشمی کپڑے اور باجا سنا اور بجانا بطور حلال کے استعمال کرتے ہیں پھر بعضے جاہل حلال بھی جانتے ہیں پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ نوبت اور نقارے اور تاشے اور مرفے اور دائرہ اور ربانہ اور ڈھولک اور مجیرے اور جھانجیں اور ستار اور طنبورہ اور سارنگی اور طبلہ اور بین اور رباب اور چنگ اور ارغنون اور چکارا اور مچنگ اور بانسلی اور شہنائی اور ترئی اور قرنائی وغیرہ باجے بے دھڑک بجواتے اور بجاتے اور گاتے اور گواتے اور سنتے اور سنواتے ہیں اور کوئی محفل راگ باجے سے خالی نہیں ہوتی نکاح اور ختنہ اور دعوت اور عرس کی محفل میں تو راگ باجے ناچ کو مردود واجبات سے جانتے ہیں اور بعضے جاہل پیرزادے اور صورت کے مشائخ راگ سننا عبادت جانتے ہیں اور راگ کی محفل میں ذوق شوق سے جاتے ہیں اور لوگوں کو بلاتے ہیں پھر زندے تو درکنار یہاں تک نوبت پہنچی کہ مُردوں کو بھی راگ سناتے ہیں اور قرآن اور حدیث سے ثابت ہو چکا کہ راگ باجا شیطانی کام ہے سو وہی شیطان کبھی ان لوگوں کے خیالات میں تصرف کرتا ہے اور ذوق شوق دلاتا ہے یہ نادان اس کو انوارالٰہی تصور کرتے ہیں اور اس حال کو کمال جانتے ہیں سبحان اللہ شیطانی کام میں انوارالٰہی کا کیا ذکر چیل کے گھونسلے میں گوشت کی دھروڑ اگر انوارالٰہی ہوتے تو نماز اور تلاوت قرآن اور سماعت حدیث میں طاری ہوتے شیطانی کام سے اور انوارالٰہی سے کیا علاقہ اور جس نکاح وختنہ میں ایسے باجے راگ ناچ ہوں وہاں مبارکی اور سعادت کا کیا ذکر مگر اتنا معلوم رہے کہ جہاد میں فوج کے خبر کرنے کو طبل بجانا درست اور نکاح میں صرف اتنے واسطے کہ نکاح کا ہونا مشہور ہو جائے ڈھپ بجادینا مباح ہے فرض واجب سنت مستحب وہ بھی نہیں اور جس مقام پر بہت آدمی ہوں اور نکاح ہونا سب کو معلوم ہو تو وہاں وہ بھی ضرور نہیں۔ غرض کہ یہ سب خرافات ممنوعات ہیں ان سے بچنے ہی سے ایمان کامل ہوتا ہے۔

دوسری رسم افتخار بالانساب ہے کہ لوگوں میں خصوصاً شیخ سید ومغل پٹھان پھر ان میں بالتخصیص پیرزادے مولویوں میں بہت رائج اور جاری ہے اور اس کی قباحت اور برائی کو نہیں سوچتے باوجودیکہ یہ سب کو معلوم ہے کہ سید شیخ مغل پٹھان دھنیے جولا ہے ترکاری فروش قصاب موچی تیلی تنبولی چوہڑے چمار دولت مند مفلس پیغمبر ولی غوث قطب نیک و

بد کافر مسلمان غرض کہ سب آدمی حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ ایک ماں باپ کی اولاد ہیں کوئی نیک ہوا کوئی بد ہوا کسی نے پیشہ سپاہ گری کا کیا کسی نے متعدی گری کا کسی نے روٹی پکانے کا کسی نے کھیتی کرنے کا کسی نے کپڑے بننے کا اور کسی نے سینے کا کسی نے دھونے کا کسی نے جوتا بنانے کا کسی نے لُہاری کا کسی نے سناری کا کسی نے معماری کا اور کسی نے گل کاری کا اختیار کیا چنانچہ خود حضرت آدمؑ کپڑا بنتے تھے اور کھیتی کرتے تھے اور حضرت ادریسؑ کپڑا سیتے تھے اور حضرت نوحؑ بڑھئی کا کام کرتے تھے اور حضرت صالحؑ اور حضرت ہودؑ تجارت کرتے تھے اور حضرت داؤدؑ لوہاری کرتے زرہ بناتے اور حضرت سلیمانؑ پنکھے بنتے بوریئے ڈلیا بناتے اور حضرت شعیبؑ بکریاں بھیڑیں پالتے اس سے اپنی گذران کرتے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بزازی کرتے یعنی کپڑا بیچتے اور حضرت عمر فاروقؓ خشت پزی کرتے تھے اسی طرح بڑے چھوٹے سب لوگ اپنی گذران کے واسطے کچھ نہ کچھ پیشہ اختیار کر لیتے تھے مگر اصل میں ایک ہی ماں باپ کی اولاد تھے پھر جب حضرت آدمؑ کی اولاد ملک در ملک میں پھیلی تو ہر کنبہ کے لوگ اپنے اپنے بزرگ کے نام سے مشہور ہوئے پھر اب وہی ان کی ذات ٹھیر گئی چنانچہ حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل تھا ان کی اولاد بنی اسرائیل اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد بنی اسمٰعیل کہلائی اور ہمارے حضرت ﷺ کا لقب سید تھا آپ کی اولاد سید مشہور ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق تھا ان کی اولاد شیخ صدیقی کہلائی اور حضرت عمرؓ کا لقب فاروق تھا ان کی اولاد شیخ فاروقی ٹھیری پھر ان میں بھی جس شخص نے کسی بزرگ کو اپنا وسیلہ ٹھیرایا وہ اس بزرگ کی طرف منسوب ہوا، عبدالقادر جیلانیؒ کا مرید ہوا وہ قادری کہلایا اور جو بہاؤ الدین نقشبندؒ کا مرید ہوا وہ نقشبندی ٹھیرا اور جو شہاب الدین سہروردیؒ کا مرید ہوا وہ سہروردی مشہور ہوا پھر اسی طرح حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی اور امامیہ وغیرہ فرقے ہو گئے پھر ان میں سے جب نادان لوگوں نے معلوم کیا کہ ہمارے بزرگ ایسے تھے کہ لوگ ان کی تعظیم وتوقیر کرتے تھے اور ان کو بڑا سمجھتے تھے اور ان کے کہنے پر چلتے تھے اور ہماری کوئی ویسی تعظیم نہیں کرتا اور نا کوئی ہم کو ویسا بڑا سمجھتا اور نہ کوئی ہمارے کہنے پر چلتے ہے اور اپنے آپ کو بھی لوگوں کا مقتدا بنانا چاہا تو لوگوں کے سامنے اپنے بزرگوں کی بزرگیاں اور بڑائیاں

کرکے اس پر فخر کرنے لگے کہ ہمارے بزرگ ایسے تھے اور ویسے تھے تاکہ لوگ ہماری بھی ویسی تعظیم کریں اور ہم کو بھی مقتدا اور پیشوا ٹھیرائیں حالانکہ ان بزرگوں کی بزرگی اس سبب سے تھی کہ ان میں وہ بزرگی کی بات تھی اور ان میں وہ بات نہیں ۔

ان کو ان سے کچھ نہیں نسبت ذرا

ہیں یہ ویسے جیسے بیٹا نوح کا

پھر اب کوئی باپ دادے کی پیغمبری پر فخر کرتا ہے اور کوئی اپنے بزرگوں کی ولایت اور کرامت پر غرور رکھتا ہے اور کوئی باپ دادے کی حکومت پر مغرور اور کوئی اگلوں کی دولت مندی پر مسرور اور ہر ایک اسی سبب سے دوسرے کو ذلیل جانتا ہے گو کہ وہ دوسرا اس سے افضل ہو مثلاً سید گو کہ خود بدکار ہو مگر اور کسی ذات والے سے اگرچہ وہ متقی اور پرہیزگار ہو وہ سید آپ کو اس سے افضل جانے گا کہ ہم پیغمبر کی اولاد ہیں حالانکہ ۔

ان کو ان سے کچھ نہیں نسبت ذرا

نور سے جیسے دھواں پیدا ہوا

اور شیخ آپ کو قریش اور صدیق اکبرؓ یا عمر فاروقؓ یا عثمان ذی النورینؓ کی اولاد خیال کرکے اوروں سے افضل جانتے ہیں اگرچہ خود ان بزرگوں کی راہ پر نہیں چلتے پھر بھی ان پر فخر کرتے ہیں اور پٹھان جانتے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں کہ ہزاروں پیغمبر اور ہزاروں پادشاہ اس قوم میں گذرے اور شجاعت اور دلیری اسی قوم سے اکثر ہوتی آئی ہے اور اکثر ولی اور قطب ان میں ہوئے چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مزار شاہ جہاں آباد میں مشہور و موجود ہے تو ان باتوں سے پٹھان اور سب پر فخر کرنے لگے اگرچہ خود بدکار و مفلس نامراد ہی ہوں اور مغلوں نے جانا کہ مدت سے پادشاہت اور حکومت ہمارے ہی ہاں چلی آتی ہے تو اس سبب سے وہ فخر کرتے ہیں اگرچہ خود بھیک مانگتے ہوں پھر اب یہاں تک نوبت پہنچی کہ اور قوم کے مفلس مسلمان کو اپنے برابر نہیں بیٹھنے دیتے اور اگر کوئی دھنیا جولاہا سلام علیک کرے تو مردودنا خوش ہوتے ہیں کہ اس نے ہم کو اپنے برابر جانا اور یہ نہ جانا کہ وہ بھی بھائی ہے ایک آدم و حوا کی اولاد سو یہ فخر کرنا اور اپنی ذات بھانت کی بڑائی طمطراق سے بیان کرنا

اور اپنے آپ کو بڑا جاننا اگلے کافروں کی رسم اور قرآن وحدیث سے ممنوع ہے مگر ہاں جو شخص کسی بزرگ کی اولاد میں ہو جیسے سید تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کے بزرگوں کے لحاظ سے اس کی تعظیم وتکریم کریں پھر اگر وہ نیک ہو تو سبحان اللہ اس کی تعظیم اور زیادہ چاہیے اور اگر بدکار گنہگار ہو تو اس کو خیر خواہی سے نصیحت کریں اور اس کو ایسا جانیں جیسے قرآن کی سورۃ منسوخ اور اگر اس سے کفر کے کام وکلام ہوں تو اس کے کفر میں اور کافروں کے کفر میں کچھ فرق نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں جب یہ معلوم ہو چکا تو اب سننا چاہیے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۃ حجرات میں کہ اے لوگو ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنائیں تمہاری ذاتیں اور خاندان تا کہ آپس میں پہچان ہو تحقیق بزرگی اللہ کے ہاں اسی کی بڑی ہے جو پرہیزگار بڑا ہے اللہ سب جانتا ہے خبردار۔

ف: یعنی ذات بڑی ہونے سے کچھ آدمی میں بڑائی اور بزرگی نہیں آجاتی ذاتیں صرف پہچاننے اور تعارف کے واسطے ہیں بزرگی اور بڑائی اللہ کے نزدیک تقویٰ کی ہے تقویٰ بہت جس کو ہے وہ اللہ کے نزدیک بزرگ ہے اگرچہ کم ذات ہو اور جس کو تقویٰ نہیں وہ اللہ کے ہاں بزرگ ہی نہیں اگرچہ ذات کا بڑا ہو موچی دھنیا جولاہا پرہیزگار شیخ سید مغل پٹھان فاسق بدکار سے اچھا ہے پھر بڑی ذات پر مغرور ہونا اور فخر کرنا محض حماقت اور نادانی ہے اس مقام پر بعضے یوں شبہ کرتے ہیں کہ ذات پات کا کچھ مرتبہ اگر نہیں ہے تو شریعت میں غیر کفو سے نکاح کیوں منع ہوا اور بڑی ذات والے کم ذاتوں سے کیوں نہیں رشتہ ناتا کرتے سو یہ شبہ غلط ہے کہ کفو کا اعتبار اس واسطے ہے کہ مرد اور عورت میں موافقت

یعنی بڑائیاں ذات کی اور قوموں کی مت ہیں صفت نیک چاہیے بڑی ذات اس کا نہیں۔ شاہ عبدالقادر

رہے اور گھر میں فساد نہ پڑے اور اگر کسی اور رشتہ دار نے یا غیر شخص نے کسی نابالغ لڑکی کا نکاح اس کے باپ وغیرہ قریب کی غیبت میں کسی فاسق بدکار یا خوار محتاج یا رذیل پیشہ والے کے ساتھ کر دیا پھر اس کے باپ یا قریب کو خبر ہوا س کو اختیار ہے کہ اس عورت کا نکاح فسخ کر دے ۱؎ اور اگر عورت بالغہ اپنا نکاح کسی غیر کفو سے آپ کر لے تو اس پر کسی کو اختیار نہیں کہ فسخ کرے ۲؎ تو اس سے کچھ ذات کی بڑائی ثابت نہیں ہوتی ہے اور کفو میں جیسا لحاظ ذات کا ہے ویسا ہی لحاظ دین داری کا بھی ہے اور سوائے اس کے ذات کا لحاظ مسئلہ کی رو سے صرف عرب کے لوگوں کے واسطے ہے سوا عرب کے اور کسی کے واسطے نہیں اور اس مقام پر مقصود یہ ہے کہ وہ اپنی ذات پات کی بڑائی اور بزرگی پر فخر نہ کرے کہ یہ ذات پات محض نکمی چیز ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ مومنون میں کہ پھر جب پھونکا جائے صور نہ ذاتیں رہیں اس دن نہ آپس میں پوچھنا۔ ۳؎

ف: یعنی قیامت کے روز کسی کے نسب اور ذات پات کا لحاظ نہ کیا جائے گا اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا پھر یہ جو لوگ جانتے ہیں کہ ہم سید اور شیخ اور فلانے فلانے بزرگوں کی اولاد ہیں روز قیامت کو ہماری بڑی عزت ہوگی ہمارے بزرگوں کے سبب اور جو ہمارے گناہ ہوں گے وہ ہمارے باپ دادے بخشالیں گے پھر ہم اپنے مریدوں شاگردوں کو بھی دوزخ سے بچالیں گے سو یہ بات غلط ہے وہاں نسب کا لحاظ ہی نہ ہوگا اور نسب ذات پات کا لحاظ جاتا رہے گا تو نسب اور ذات پر فخر کرنا محض نادانی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ والنجم میں کہ پس نہ کہو اپنی ستھرائیاں۔

ف: یعنی محض بے عیب ذات خدا کی ہے ہر آدمی میں کچھ کچھ عیب تھوڑا یا بہت

۱؎ یعنی ولی شرعی مسترد کردے تو نکاح رد ہو جائے گا۔

۲؎ غلط ہے بلکہ ولی شرعی تسلیم کرلے تو نکاح منعقد ہو جائے گا ورنہ نکاح منعقد نہ ہوگا۔ کما فی الشامیہ

۳؎ یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کو شامل نہیں ہر ایک سے اس کے عمل کا حساب ہے۔ شاہ عبد القادر

لگا ہے پھر اپنی تعریفیں اور بڑائیاں کرنا کہ ہم ایسے ہیں ہمارا باپ ایسا تھا اور دادا ایسا تھا بے جا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰیo وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیo وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰیo ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۃ والنجم میں کہ نہ اٹھائے گا نہیں اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو خود کمایا اور یہ کہ اس کی کمائی اب اس کو دکھائی جائے گی پھر اس کو بدلا دیا جائے گا بدلا اس کا پورا۔

ف: یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا جیسے دنیا میں تقصیر وار کے بدلے دوسرے کو سزا نہیں ہوتی ہر شخص جو کمائی کرے گا وہی اس کو ملے گا جیسی کرنی ویسی بھرنی جو بونے سے گیہوں نہیں جمتی اور آدمی جیسے کام کرے گا وہی اس کے سامنے آئیں گے اپنا کیا آگے آتا ہے جب وہ جانے گا کہ یہ کام میرے کئے ہوئے ہیں تب اس کو اس کے موافق پورا بے کم وکاست بدلا ملے گا تو معلوم ہوا کہ جیسے دنیا میں جو چوری کرے وہی سزا پاتا ہے کسی شیخ سید کے بدلے کوئی چمار چوڑھا نہیں مارا جاتا اولاد کے قصور سے ماں باپ کو سزا نہیں ہوتی ماں باپ کے روٹی کھانے سے اولاد کا پیٹ نہیں بھرتا ماں باپ، پیر استاد کے کپڑا پہننے سے اولاد کا یا مرید اور شاگرد عالم اور درویش نہیں ہو جاتے ویسے ہی عاقبت میں کسی کے گناہ ماں باپ پیر پر اور شاگرد اور مرید کے گناہ پیر استاد پر نہ ڈالے جائیں گے اور جیسے دنیا میں کمائی کی ہوگی ویسے ہر ایک آدمی اپنا کیا بھگتے گا تو دنیا میں اس بات پر بھروسہ کرنا اور فخر کرنا کہ میرا دادا یا باپ یا چچا یا نانا استاد یا پیر ایسا عالم تھا اور ایسا درویش کامل تھا اور ان سے فلانی فلانی کرامتیں ظاہر ہوئیں محض بے جا اور نادانی ہے اپنا عمل اچھا چاہیے۔

حسن بتلائے اگر ماکا دوچند ‏ ‏ ‏ ‏ زشت روسے نازیہ کب ہو پسند

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَطَّاَبِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جس کا عمل دیر کرے گا اس کا نسب جلدی نہ کرے گا۔

ف: یعنی دنیا و آخرت میں آدمی کا عمل کام آتا ہے ذات پات، کام نہیں آتی کیسی ہی ذات پات کا بڑا ہو عالی خاندان اور کام بُرے ہوں وہ کوڑی کے کام کا نہیں اور کیسا ہی کم ذات ہو مگر ذوفنون ہر بابی کارگذار ہو سب کو عزیز حضرت بلالؓ باوجودیکہ غلام تھے مگر کام کے سبب اللہ کے ہاں مقبول ٹھیرے اور ابوجہل باوجودیکہ قوم میں نجیب تھا مگر ناکارگی کے سبب برا ٹھیرا بلالؓ کی کم ذاتی نے اثر نہ کیا اور ابوجہل کی نجابت و شرافت پیش نہ گئی ابوجہل نے نیک کام میں دیر کی تو اس کے نسب نے اس کی نجات کے واسطے جلدی نہ کی تو معلوم ہوا کہ ذات بہانت محض زائد چیز ہے بےکار کہ نہ دنیا میں اس سے کچھ کام نکلے اور نہ آخرت میں پھر اس پر فخر کرنا محض نادانی ہے بلکہ بڑی ذات بہانت کو موجب غرور و تکبر کا سمجھ کر کبھی اس کا خیال بھی نہ کرنا چاہیے مسلمان کیلئے مسلمان ہونا کیا تھوڑا فخر ہے جو اور فخر چاہیے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ لَا یَتْرُكُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا ابو مالک اشعریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں میری امت میں جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں کہ نہ چھوڑیں ان کو بڑائیاں کرنی اپنے خاندان کی خوبیوں کی اور باتیں مارنا لوگوں کی ذاتوں پر اور پانی مانگنا نچھتروں سے اور مردے پر آواز سے رونا۔

یہ طویل حدیث کا آخری حصہ ہے۔ مصحح

ف: یعنی کفر کی یہ چار رسمیں مسلمانوں میں بھی جاری ہیں کہ لوگ ان کو نہیں چھوڑتے ایک یہ کہ اپنے بزرگوں کے کاموں پر اور اپنی امیری دولت مندی کے مالوں پر فخر کرنا کہ ہمارے فلانے بزرگ ایسے تھے کہ ان سے یوں ہوا اور ایسا ہوا اور فلانے ہمارے ایسے سپاہی شجاع کہ انہوں نے یوں کیا اور فلانے ہمارے ایسے بڑے امیر تھے دولت مند کہ فلانا فلانا کام کیا دوسرے یہ کہ اوروں کے نسب ذات پر طعن کرنا اور حقارت اور برائی بیان کرنا کہ فلانے کا پردادا غلام تھا اور فلانے کی نانی فلانے کے گھر کی اصیل تھی یا لونڈی تھی یا باہر سے آئی تھی تیسرے ستاروں سے پانی مانگنا یعنی یوں سمجھنا کہ فلانا نچھتر (ستارہ) جب فلانی جگہ پر آئے گا تب ہی پانی برسے گا اور یوں کہنا کہ میگھا پانی دے چوتھے مردے پر چلا کر رونا اور اس مردے کے اوصاف بیان کرنا کہ ایسا تھا اور ویسا تھا سو یہ چاروں رسمیں اگلے کافروں کی تھیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ لوگ بسبب جہالت کے ان کو نہیں چھوڑتے تو مسلمان کو چاہیے کہ ان باتوں کو بالکل ترک کرے بڑی غیرت کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر آدمی کفر کی رسم اختیار کرے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ قَالَ اَکْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُکَ قَالَ فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُکَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِیَارُکُمْ فِی

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پوچھا گیا پیغمبر خدا ﷺ سے کہ کون آدمی زیادہ بزرگ ہے فرمایا کہ سب سے بزرگ اللہ کے نزدیک زیادہ وہ ہے جو پرہیزگار زیادہ ہے لوگوں نے عرض کیا ہم یہ بات آپ سے نہیں پوچھتے فرمایا جو سب آدمیوں سے زیادہ بزرگ یوسف ہے اللہ کا نبی بیٹا اللہ کے نبی یعنی یعقوب بیٹے اللہ کے نبی یعنی اسحٰق بیٹے اللہ کے نبی خلیل اللہ کے یعنی

اَلْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا.

ابراہیمؑ کے۔ عرض کیا ہم یہ بھی نہیں پوچھتے فرمایا کہ عرب کی جڑ کا حال پوچھتے ہو عرض کیا ہاں فرمایا کہ جو شخص کفر کی حالت میں اچھا تھا وہ اسلام کی بھی حالت میں اچھا ہے جب واقف ہو جائے مسئلوں کا۔

ف: یعنی آدمی میں بڑائی یہی ہے کہ یا آدمی متقی پرہیزگار ہو یا پیغمبر ہو خصوصاً پشتی پیغمبر جیسے حضرت یوسفؑ کہ خود پیغمبر حضرت یعقوبؑ ان کے باپ پیغمبر حضرت اسحٰقؑ ان کے باپ پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ ان کے باپ پیغمبر یا آدمی اپنی عادات واخلاق میں نیک ہو مسائل کا عالم غرض کہ بڑائی آدمی میں علم کی اور پرہیزگاری کی اور نبوت پیغمبری کی ہے سوا اس کے اور نسب خاندان کی بزرگی پر مغرور ہونا اور فخر کرنا محض نادانی ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَّلَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عیاضؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے حکم کیا مجھ کو کہ غریبی عاجزی کرو اس قدر کہ فخر نہ کرے کوئی کسی پر اور نہ بڑائی کرے ایک پر ایک۔

ف: یعنی آدمی ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے پھر مر کر آخر سب کو خاک میں ملنا ہے اور اصل میں بھی خاک سے ہی پیدا ہوئے پھر ایک دوسرے پر فخر اور اپنے باپ دادے کی اور اپنی قوم کی بڑائی کرنا عبث ہے بلکہ عجز وانکسار جس قدر ہو سکے اس قدر بہتر ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآئِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَاهُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَهَنَّمَ اَوْلَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْفَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ البتہ لوگوں کو چاہیے کہ باز آئیں مرے ہوئے باپ دادوں پر فخر کرنے سے کہ وہ تو کوئلے تھے دوزخ کے یا ہو جاویں گے ناکارے زیادہ اللہ کے نزدیک گبرورے سے جو لڑھکاتا ہے گوبر اپنی ناک سے اللہ نے تو دور کی تم سے نخوت کفر کے وقت کی اور دور کیا باپ دادوں پر فخر کرنا آدمی یا تو مومن متقی پرہیزگار ہوگا یا گنہگار بدکردار ہوگا سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم ہے مٹی سے پیدا۔

ف: یعنی اصل میں سب آدمی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں پھر ان کو غرور و تکبر کیوں چاہیے اور علاوہ اس کے سب کے سب ایک باپ حضرت آدم کی اولاد ہیں برابر کے بھائی پھر ایک کو دوسرے پر فخر کرنا بے جا ہے اور اس بات پر فخر کرنا کہ ہمارا باپ ایسا تھا یہ بھی بے ہودہ ہے اس واسطے کہ باپ دادوں میں کچھ لوگ اگلے کافر بھی گذرے کہ وہ دوزخ کے کوئلے تھے پھر ایسے باپ دادوں پر فخر کرنا حماقت ہے بلکہ ایسے باپ دادوں کا نام لینا موجب ہتک اور عار کا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو چاہیے کہ اس فخر کرنے سے باز آئیں اور نہیں تو اللہ کے نزدیک ایسے حقیر بے قدر ہو جائیں گے جیسے گوبر کا کیڑا کہ گوبر کو اپنی ناک سے لڑھکاتا پھرتا ہے سو لوگ جانتے ہیں کہ ہم اپنی بڑائی کرنے سے کچھ بڑے ہوتے ہیں مگر حقیقت میں اللہ کے نزدیک نہایت بے قدر اور ذلیل ہوتے جاتے ہیں اور

اپنے بزرگوں پر فخر کرنا اگلے کافروں کی رسم ہے کہ اللہ نے اس دین سے اس کو دور کیا اور مسلمانوں کو اس سے منع کیا اب دو ہی باتیں باقی ہیں کہ یا تو آدمی مومن ہوگا پرہیزگار یا کم بخت ہوگا گنہگار سو مومن کے واسطے پرہیزگاری کا فخر کافی ہے اور گنہگار کے لئے بدکاری کی کم بختی بس ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ سمرۃؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ حسب مال ٹھیرا اور کرم تقوی ہے۔

ف: یعنی کرم اور بزرگی جو ہے سو تقویٰ ہے اور پرہیزگاری ہے۔ جو پرہیزگار ہو سو بزرگ ہے کسی ذات کا ہو اور جس میں تقویٰ نہیں وہ بزرگ اور بڑا نہیں کسی ذات کا ہو اور حسب جو ہے سو مال ہے اگر آدمی مال دار ہو پھر اس کی کوئی ذات پات نہیں اور محتاج میں عیب نکالتے ہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْ اٰدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُهُ لَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِالدِّيْنِ وَتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَّكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلًا.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ عقبہ بن عامرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ ذاتیں تمہاری اس واسطے نہیں ہیں کہ اوروں کو برا کہو تم سب ہو اولاد آدم کی نقصان میں ایک دوسرے کے برابر کسی کو دوسرے پر بڑائی نہیں مگر دین داری پرہیزگاری کی اور کفایت کرتا ہے آدمی کو بیہودہ بدزبان بخیل ہونا۔

2 **ف**: یعنی کسی کا نسب بُرا نہیں جو اس پر طعن کیجئے اور کسی کا نسب افضل نہیں جو وہ اپنے آپ کو افضل اور بڑا جانے سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اگر ایک میں کچھ نقصان ہے تو دوسرے میں بھی وہی نقصان ہے مگر ہاں جو لوگ دین دار پرہیزگار ہیں وہ البتہ اچھے ہیں اور جو لوگ بدزبان بخیل ہیں وہ البتہ برے ہیں پھر کسی قوم میں ہوں، اس مقام پر یاد رہے کہ لوگ دو باتوں پر اکثر طعن کرتے ہیں ایک کسی کی اگلی پشت میں اگر کوئی غلام تھا یا کسی کی نانی دادی اگر لونڈی تھی تو اس پر طعن کرتے اور ذلیل وحقیر جانتے ہیں اور اپنا فخر کرتے ہیں سو یہ بات محض بیہودہ ہے اس واسطے کہ ایک دفعہ حضرت یوسفؑ کو لوگوں نے بیچا تو وہ ایک کافر کے غلام تھے اور پھر ایک بار انہیں کے وقت میں قحط پڑا سات برس تک اس وقت میں ساری مخلوق ایک دوسرے کے ہاتھ بک گئی تھی اور ایک دوسرے کا غلام ہو گیا تھا اس کے دادے سکڑ دادے غلام ہو چکے ہیں اور علاوہ اس کے حضرت اسمٰعیلؑ پیغمبر کی ماں بی بی ہاجرہ باندی تھیں سو انہیں کی اولاد میں تمام قریش ہیں اور بی بی شہربانو بھی حضرت امام حسینؓ کی زوجہ ایسی ہی آئی تھیں جہاد میں پکڑی ہوئی پھر جو کوئی کسی کے غلام لونڈی ہونے پر طعن کرے وہ گویا اپنے بزرگوں پر طعن کرتا ہے اور دوسرے طعن کا سبب پیشہ ہوتا ہے کہ بعضے پیشہ والوں پر لوگ طعن کرتے ہیں اور پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت آدمؑ کپڑا بنتے کھیتی کرتے تھے تو اب جو کوئی کسی پر کپڑا بننے کے سبب طعن کرے اور جولاہے کے پیشہ کو حقیر سمجھے وہ گویا حضرت آدم کے پیشہ کو حقیر بتاتا ہے اور جو کوئی تجارت کے پیشہ کو حقیر جانے وہ گویا حضرت ہودؑ وصالحؑ کے پیشہ کو حقیر جانتا ہے اور جو کوئی درزی کے پیشہ کو حقیر جانے وہ گویا حضرت ادریس کے پیشہ کو حقیر جانتا ہے غرض کہ اس طرح بڑھئی اور لوہار اور خشت پزی اور کھیتی وغیرہ اکثر پیشہ انبیاء اولیا سے ہیں ان پیشوں کو حقیر سمجھنا گویا معاذ اللہ انبیاء اولیاء کو حقیر سمجھنا ہے اور طرفہ بات یہ ہے کہ لوگ غلام لونڈی ہونے اور اہل پیشہ کو حقیر تو سمجھتے ہیں مگر جب غلام لونڈی یا دھنیئے جولاہے چمار چوہڑے غرض کہ کوئی قوم ہو اس کے پاس جب روپیہ پیسہ بہت ہو جائے یا حکومت کہیں کی مل جائے پھر نہ کوئی اس کے غلام ہونے کو طعن کرتا ہے نہ کوئی اس کے باپ دادے کے پیشہ کو بُرا کہتا ہے اور مفلس ہو تو اس میں ہزاروں

عیب نکالنے کو موجود ہو جاتے ہیں حالانکہ جتنے دنیا میں آدمی ہیں میاں اور غلام اور آقا اور نوکر اور حاکم اور محکوم اور رعایا اور زمیندار اور چوہڑے اور چمار سب ایک باپ حضرت آدمؑ اور ایک ماں حضرت حوّاؑ کی اولاد ہیں پھر ایک کو دوسرے پر ذات پات کی شیخی اور بڑائی کاہے کی لگی اور آدمی اگر آپ بزرگوں کی وضع کے خلاف ہو پھر بزرگوں کا ذکر کرے اور ان بزرگوں پر فخر کرے تو ازبس بے غیرت اور بے حیا ہے چنانچہ اس مضمون کو ایک بزرگ نے کیا خوب بیان کیا ہے۔

مثنوی

آپ تو فضل وہنر سے ہیں بری ۔۔۔ نام لیں اجداد کا پر ہر گھڑی
فخر سے کرتا ہے کوئی یوں بیاں ۔۔۔ تھے مرے دادا جو حضرت تھے فلاں
کوئی کہتا پیرزادہ ہوں قدیم ۔۔۔ خواجہ زادہ ہوں کوئی کہتا لئیم
قاضی زادہ کوئی کہتا آپ کو ۔۔۔ کوئی بتلاتا ہے مفتی باپ کو
مولوی صاحب بڑے مشہور و عام ۔۔۔ کوئی کہتا ہے چچا میرے کا نام
کوئی کرتا شیخ صدیقی بیاں ۔۔۔ صدق کی پر بو نہیں اس میں عیاں
کوئی فاروقی پہ ہے نازاں بشر ۔۔۔ باطل وحق میں نہیں فارق مگر
کوئی ذی النورین پر مغرور ہے ۔۔۔ خود سخا و حلم سے بے نور ہے
کوئی لیتا حیدر وزہرا کا نام ۔۔۔ زہد وتقویٰ سے نہیں کچھ اس کو کام
ہے کسی کو قادری ہونے پہ خبط ۔۔۔ گو کہ اس کو کچھ نہیں قادر سے ربط
خود معین الدین نہیں تھے بے نماز ۔۔۔ پر معین الدین چشتی پر ہے ناز
نقشبندی پر ہے کوئی نقشبند ۔۔۔ بند ہے ہر نقش کا پر خود پسند
ہے عوارف سے نہ کچھ عارف مگر ۔۔۔ ناز کرتا سہروردی نام پر
نام سے ان کے فقط تو شاد ہیں ۔۔۔ صورت و سیرت سے گو آزاد ہیں

باپ ایک جاہل کا ہو فاضل بھلا ۔ فضل سے اس کے اسے پھر کیا ملا
زشت روسے ناز ہو کب یہ پسند ۔ حسن بتلاوے اگر کا دوچند
آتش روشن کا ہے یہ دودنگ ۔ گرچہ ہے آتش سے پیدا بے رنگ

ہر چند اس کے جزئیات بہت ہیں مگر خوف ملالت طبع سامع طوالت سے مانع ہے لہٰذا اسی قدر پر کفایت کی عقل مند کو اس قدر بھی سمجھ کے واسطے کافی ہے اب معلوم کرنا چاہیے۔

تیسری رسم افراط التعظیم ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم زیادہ کرنی کہ یہ رسم نہایت کثرت سے رائج ہے اوراس کی برائی خیال میں نہیں آتی حالانکہ بعضی تعظیمیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے خدا کی بے ادبی ہوتی ہے یا پیغمبر پر طعن ہوتا ہے مثلاً سجدہ خدا کے واسطے مقرر ہے پھر اور کسی کو سجدہ کرنا خدا کی بے ادبی ہے یا مثلاً رکوع کرنا اور ہاتھ باندھ کر چپ چاپ کھڑے رہنا نماز میں خدا کے واسطے مقرر ہے اور سارے جہان کا پیدا کرنے والا پادشاہوں کا پادشاہ وہی ہے بندگی عبادت کرنا اسی کیلئے چاہیے اور غریبوں کا پالنے والا ساری خلقت کا حق انصاف کرنے والا عالم غیب کا وہی ہے پھر اور کسی کے سلام میں جھکنا اور کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا یا لکھنا اور کسی کی بندگی کہنا غریب پرور عادل زماں روشن ضمیر کہنا یا لکھنا یا مثلاً آپ کو کسی کا بندہ پرستار کہنا اور کسی کو خداوند خدائگاں قبلہ و کعبہ دو جہان کہنا خدا کی بے ادبی ہے پھر اب تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ لوگ کافروں کو اور فاسقوں کو ایسے الفاظ کہنے لگے اور لکھنے لگے اور نہایت جھک جھک کر سلام کرنے لگے اور یا مثلاً یوں سمجھنا کہ چھوٹے اگر بڑوں سے السلام علیکم کہیں تو بے ادبی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی جناب میں بے ادبی ہوئی اس واسطے کہ السلام علیکم کہنا ان کی سنت ہے تو اس سنت کو معاذ اللہ بے ادبی سمجھنا تو اس سے ایمان ہی سلامت نہ رہا پھر اسی طرح اور ہزاروں باتیں رائج ہیں جیسے کسی کو لکھنا کہ بعد ادائے آداب عبودیت و بندگی یا

آپ کا خط لوحی من السماء یا حکم قضا تو ام آیا یا آپ ضمیر آگاہ ہیں آپ پر سب کچھ روشن ہے اور تم مالک ہو جو چاہو سو کرو اور میں غلام ابن غلام ہوں فدوی خیر خواہ ہوں یا کسی کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونا یا کسی کے پاؤں گر پڑنا یا پاؤں چومنا قدم چھونا نظم و نثر میں جھوٹی جھوٹی تعریفیں لکھنا یہ سب باتیں بیہودہ ہیں قرآن و حدیث سے ممنوع۔ مسلمان کو چاہیے کہ ان سب باتوں کو ترک کر کے سیدھا سچا رویہ اختیار کرے اور جو شخص جس مرتبہ کا ہو اس مرتبہ سے زیادہ اس کو نہ بڑھائے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ براءۃ میں کہ پھر اگر توبہ کریں اور قائم کریں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شرع میں۔

ف: اس آیت میں مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو آدمی برے کاموں سے توبہ کرے اور باز آئے اور نماز پر قائم ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اس کو اپنا بھائی جانو یعنی اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسے بھائیوں سے معاملہ کرتے ہیں نہایت یہ کہ اگر وہ نہایت متقی و پرہیز گار ہو تو اس کو ایسا جانے کہ جیسا بڑا بھائی اور بھائیوں سے ایسا معاملہ ہوا کرتا ہے کہ ان کو نہ کوئی سجدہ کرے نہ ہاتھ باندھ کر ان کے سامنے کھڑا ہو نہ کوئی رکوع کرے نہ مالک الملک شہنشاہ قبلہ عالم جہاں پناہ غریب پرور کہے اور نہ آپ کو اس کا بندہ اور فدوی کہے اور نہ اس کے واسطے بندگی چاہیے بلکہ السلام علیکم کہنا چاہیے اور ملے تو مصافحہ کرے اور اگر کہیں سفر سے آیا ہو تو معانقہ کرے پھر قدم چھونا اور پاؤں پر گرنا اس کے خلاف ہے۔ اور یہ بھی اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص گناہ کرتا ہو یا تارک نماز ہو یا زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو اس کو اپنے بھائی برابر بھی نہ جاننا چاہیے گر کہ حقیقی بھائی ہو کافر و فاسق کے واسطے تو کچھ بھی تعظیم نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کی تحقیر اور اہانت چاہیے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۃ براءۃ میں کہ ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار رہیں۔

ف: اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان سے کچھ فائدہ پہنچے تو اس کو یوں سمجھے کہ اصل فائدہ پہنچانے والا اللہ ہے یہ مسلمان صرف مددگار تھا دوست کا بسبب دوستی کے اس نے بھی مدد کی پھر اس کو خداوند خدائیگاں فیاض زماں مالک اصل فیض رساں غریب پرور سمجھنا یا کہنا اس کی شکر گذاری میں سر جھکا کر اس کو سلام و مجرا کرنا تو کیا ذکر ہے پھر خواہ وہ حاکم وقت ہو خواہ زمیندار خواہ آقا ہو یا میاں ہو کسی کے واسطے نہیں درست پھر جب مسلمان حاکم اور مسلمان زمیندار اور مسلمان آقا اور مسلمان میاں کے واسطے ایسے کام کرنا درست نہ ہوں اور اس کا درجہ مددگار سے بڑھانا نہ چاہیے تو کافر حاکم اور کافر زمیندار اور کافر آقا اور کافر میاں سے محکوم اور رعایا اور نوکر اور غلام کو تو ایسا معاملہ کرنا اور بھی برا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۃ حجرات میں کہ مسلمان تو سب بھائی ہیں۔

ف: تو جو شخص مسلمانی کے کاموں میں بڑا ہے وہ ایسا ہے جیسا بڑا بھائی اور جو مسلمانی کے کاموں میں بودا ہے وہ ایسا ہے جیسا چھوٹا بھائی اور جو مسلمان نہیں وہ بھائی نہیں پھر خواہ پادشاہ ہو خواہ امیر خواہ حاکم ہو خواہ وزیر خواہ مولوی مفتی ہو خواہ مشائخ و پیر خواہ دنیادار ہو خواہ فقیر بھائی سے زیادہ مرتبہ کسی کا بھی نہیں پھر جب مسلمان کے واسطے یہ بات تو کافر کو ایسا سمجھنا چاہیے کہ جیسے گدھے کتے کو جانتے ہیں یا چوڑھے چمار کو سمجھتے ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب المصافحہ والمعانقہ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول

اَلرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِىْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ.

اللہ ﷺ کوئی مسلمان جو ملاقات کرتا ہے دوسرے مسلمان سے یا دوست اپنے سے کیا جھکے اس کے لئے فرمایا نہیں۔ پوچھا کہ بھلا پھر لپٹ جائے اس کو اور چوم لے اس کو فرمایا نہیں پوچھا بھلا پھر کیا پکڑے اس کو کہ مصافحہ کرے اس سے فرمایا ہاں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بھائی سے یا اور کسی مسلمان سے اور دوست سے جو ملاقات ہو تو سوائے مصافحہ کے اس کو جھک کر سلام اور لپٹ جانا اور اس کے ہاتھ کو یا پاؤں کو یا پیٹھ کو بوسہ دینا نہیں درست پھر کافر اور منافق کے واسطے تو بدرجہ اولیٰ یہ کام منع ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب زیادہ پیغمبر خدا ﷺ سے اصحابوں کے نزدیک اور اصحاب جب دیکھتے تھے حضرت کو تو کھڑے نہیں ہو جاتے تھے اس واسطے کہ سمجھتے تھے ناخوشی حضرت ﷺ کی اس میں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کسی کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جانے سے ناخوش ہوتے تھے تو یہی بات سمجھ کر اصحابؓ بھی حضرت ﷺ کو آتے ہوئے دیکھ کر کھڑے نہیں ہو جاتے تھے پھر جو بات حضرت ﷺ کو بری لگتی ہو اس بات کو اور مسلمان کیوں پسند کرے اور برخلاف عادت اصحابؓ کے کیوں رسم جاری کرے مگر ہاں جگہ خالی

کرنے کے واسطے یا کسی بزرگ کے استقبال کے لئے اٹھنا اور بات ہے صرف اٹھ کھڑے ہونے کو تعظیم سمجھنا اور بات ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ معاویہؓ نے نقل کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آئے کہ تصویر کی طرح کھڑے رہیں لوگ اس کے روبرو سو ٹھیرائے اپنا ٹھکانا دوزخ میں۔

ف: یعنی جو شخص چاہے کہ اس کے روبرو لوگ ہاتھ باندھ کر ادب سے کھڑے رہیں نہ ہلیں نہ جلیں نہ ادھر ادھر دیکھیں بلکہ تصویر کی طرح بن جائیں تو وہ شخص دوزخی ہے تو معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبرو ادب سے کھڑے رہنا درست نہیں اور جس کو یہ پسند ہو وہ دوزخی ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَهٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب القیام میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابوامامہؓ نے نقل کیا کہ باہر آئے پیغمبر خدا ﷺ ٹیکی لگائے ہوئے لاٹھی پر تو ہم کھڑے ہو گئے آپ کی تعظیم کے لئے سو فرمایا کہ نہ کھڑے ہو جایا کرو جیسے کھڑے ہو جاتے ہیں عجمی لوگ تعظیم دیتا ہے بعضا بعضے کو۔

ف: عجمی لوگ بڑے آدمیوں کو دیکھ کر ان کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوتے ہیں چنانچہ اب بھی ان ملکوں میں یہی معمول ہے سو حضرت ﷺ نے اس کھڑے ہو جانے سے

منع فرمایا جیسا کہ پہلے ترمذی کی حدیث سے کسی کی محبت کے سبب تعظیم کیلئے کھڑے ہونا منع معلوم ہوا اس حدیث سے کسی بڑے آدمی کے واسطے کھڑا ہونا منع معلوم ہوتا ہے۔

اَخرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ اَلسَّیِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْبَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ مطرفؓ نے نقل کیا کہ میں آیا بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر ہم نے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو تو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہی ہے پھر ہم نے کہا کہ تم ہمارے بڑے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو فرمایا کہ خیر اس طرح کلام کہو یا اس سے بھی تھوڑا کلام کرو اور تم کو کہیں بے ادبی نہ کردے شیطان۔

ف: یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولا کرو اور جو بشر کی سی تعریف ہو اور سچی ہو اس کا مضائق نہیں مگر اس میں بھی اختصار ہی کرو تو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ بزرگوں کی یا بڑے آدمیوں کی تعریف میں کہا کرتے ہیں کہ تم ہمارے مالک ہو زمانہ کے سردار ہو جہاں پناہ ہو معاذ اللہ داتا ہو معبود ہو غریب پرور ہو قاضی القضات ہو تو ایسے الفاظ کسی کے واسطے کہنا درست نہیں۔

اَخرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَآ اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے زیادہ مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کو نصاریٰ نے بڑھایا سو میں اس کا بندہ ہوں یہی کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

ف: یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو سو رسول کہنے میں سب آ گئیں اس واسطے کہ بشر کے حق میں پیغمبر سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مرتبے اس سے نیچے ہیں آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے اور بندہ رہتا ہے اور بندہ ہونا بھی اس کیلئے فخر ہے کچھ اس میں خدائی کی شان نہیں آ جاتی اور خدا کی ذات میں نہیں مل جاتا سو ایسی باتیں کسی بندہ کے حق میں نہیں کہنی چاہئیں کہ نصاریٰ ایسی ہی باتیں حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کہہ کر کافر ہو گئے اور اللہ کی درگاہ سے راندے گئے سو اس لئے حضرتؐ نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف میں حد سے مت بڑھو کہ نصاریٰ کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ پیروں اور بزرگوں اور بڑے آدمیوں کی نظم و نثر میں یا گفتگو میں زیادہ سے زیادہ تعریفیں کرتے ہیں سو یہ سب نصاریٰ کے رویہ پر چلتے ہیں ادب کے طریقہ سے باہر۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَارَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْھِھِمُ التُّرَابَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب حفظ اللسان میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ مقدادؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو بہت تعریفیں کرنے والوں کو تو بھر دو ان کے مونہوں میں خاک۔

ف: یعنی جو لوگ بزرگوں اور امیروں کی تعریفوں میں خوشامد سے مبالغہ کرتے ہیں تو خود بھی دیدہ و دانستہ جھوٹ بولتے ہیں اور جس کی تعریف کرتے ہیں وہ بھی مغرور ہو جاتا ہے پھر ایسے شخص کو کچھ دینا تو کیا چاہیے بلکہ ایسے شخص کے منہ میں خاک بھر دے تاکہ پھر ایسی حرکت نہ کرے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب حفظ اللسان میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابی بکرہؓ نے نقل کیا کہ تعریف کی ایک شخص نے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَیْلَکَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِیْکَ ثَلٰثًا مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَۃَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰہُ حَسِیْبُہٗ اِنْ کَانَ یُرٰی اَنَّہٗ کَذٰلِکَ وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا۔

دوسرے شخص کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو تین دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرابی تیری تو نے گردن کاٹی اپنے بھائی کی جس کو تم میں سے کسی کی تعریف کرنا ہو خواہ مخواہ تو چاہیے کہ اتنا کہے کہ میں محبت رکھتا ہوں فلانے سے اور اللہ اس کا حال خوب جانتا ہے اگر خیال کرے وہ شخص ایسا ہے اور تعریف نہ کرے اللہ پر کسی کی۔

ف: یعنی حقیقت ہر ایک کی اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ یہ شخص بُرا ہے یا اچھا ہے یا جیسا اس کا ظاہر ہے ویسا ہی باطن بھی ہے یا ظاہر اور ہے اور باطن اور ہے یا انجام اس کا نیک ہے یا بد ہے پھر آدمی تو ظاہر ہی کا حال دیکھتا ہے سو اس کے بموجب اس کی تعریف کرتا ہے پھر اگر کسی کی تعریف کی کہ فلانا شخص بہت خوب بڑا عابد زاہد جوا سخی ہے اور حقیقت میں وہ شخص اللہ کے نزدیک ایسا نہ تھا تو اس تعریف کرنے والے نے گویا اللہ کے علم کے بر خلاف حکم کیا کہ جس کو اللہ بُرا جانتا تھا اس نے اس کو اچھا ٹھیرایا سو حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کو آدمی اپنی دانست میں نیک جانتا ہو اور اس کی تعریف کرنی منظور ہو تو اسی قدر کہے کہ میں فلانے شخص کو دوست رکھتا ہوں اصل حقیقت اس کی اللہ ہی جانے پھر جو شخص بغیر جانے کسی کی تعریف کرے یا تعریف میں مبالغہ کرے تو گویا اس نے اس کی گردن ماری کہ اس کو مغرور کر دیا اور دنیا عاقبت دونوں سے کھو دیا پھر یہ جو خوشامدی لوگ بزرگوں کے یا بڑے آدمیوں کے پاس بیٹھ کر ان کی جھوٹی جھوٹی تعریفیں کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ اس کے دشمن ہیں دوست نہیں کہ جھوٹ بول کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرتے ہیں اور اس کو مغرور کر دیتے ہیں کہ وہ احمق اپنے آپ کو پھر ویسا ہی جانتا ہے۔

اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰی وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب حفظ اللسان میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب تعریف کی جائے کسی بدکار کی غضب پر ہوجاتا ہے خدائے تعالیٰ اور کانپ جاتا ہے اس کے سبب عرش۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ ڈاڑھی منڈے بے نماز تارک زکوٰۃ وحج وروزہ شرابی زناکار یا راگ باجے کو عبادت سمجھنے والے اور قبروں کو پوجنے والوں کی تعریفیں کرتے ہیں پھر کوئی قصیدہ کہتا ہے کوئی رباعیاں بناتا ہے کوئی نثر ہی لکھتا ہے کوئی ویسے ہی سامنے خوشامد کرتا ہے سو یہ سب خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور ان کی ایسی تعریف کرنے سے خدا کا عرش کانپ جاتا ہے اور زلزلہ میں آجاتا ہے پھر جو کوئی کسی کافر کی تعریف اور مدح کرے اس کا تو کیا ذکر ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَغْیَظُ رَجُلٍ عَلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَخْبَثُہٗ رَجُلٌ کَانَ یُسَمّٰی مَلِکَ الْاَمْلَاکِ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ بہت غصہ اس آدمی پر ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اور نہایت خبیث ہے وہ آدمی جو کہلاتا تھا بادشاہوں کا بادشاہ۔

ف: یعنی جو شخص ملک الاملاک شہنشاہ جہاں پناہ شاہ جہاں کہلاتا تھا وہ نہایت بڑا خبیث ہے اور خدا کا غضب اس کے اوپر قیامت کو نہایت ہوگا پھر جو شخص اس کو یہ الفاظ کہے وہ بھی بڑا خبیث اور مغضوب الٰہی ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰکِنْ لِّیَقُلْ سَیِّدِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلٰکُمُ اللّٰهُ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہ کہے غلام اپنے میاں کو رب اپنا مگر کہے سردار اپنا اور ایک روایت یوں ہے کہ نہ کہے غلام اپنے میاں کو مالک اپنا اس واسطے کہ مالک تمہارا اللہ ہی ہے۔

ف: یعنی غلام اپنے میاں کو رب یا اپنا مالک نہ کہے اس واسطے کہ میاں اور غلام سب کا مالک اللہ ہی ہے اور باقی سب اسی کے بندے ہیں پھر جب یہ حکم اصلی میاں اور غلام کے واسطے ٹھیرا تو جھوٹھ موٹھ کے لوگوں کو بندہ پرور بندہ نواز اپنا مالک کہنا نہایت بے جا اور محض بیہودہ ہے۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے یوں کہنا کہ آپ جیسا چاہیں ویسا ہی ہوگا یا یوں کہنا کہ خدا کے کرنے سے ہوگا یا تمہارے کرنے سے ہوگا شرک کا کلام ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ حُذَیْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا

لِلْمُنَافِقِ سَیِّدٌ فَاِنَّہٗ اِنْ یَّکُ سَیِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّکُمْ۔ کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ نہ کہو منافق کو سردار کہ اگر اس کو سردار ٹھیرایا تو البتہ بہت ناخوش کیا تم نے اپنے رب کو۔

ف: یعنی جو شخص نام کا مسلمان ہو اس کو کوئی سید سردار کہے تو اللہ ناخوش ہوتا ہے پھر یہ جو لوگ کافروں کو اور نام کے جھوٹے فاسق مسلمان کو عرضیاں لکھا کرتے ہیں پھر اس میں اس کو غریب پرور اور حاکم عادل و منصف زماں اور فلک رتبہ اور سلیمان جاہ اور سکندر طالع اور سردار لکھا کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں سو ایسے الفاظ اس کے واسطے موجب نارضامندی اللہ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق ادب کی دے۔

چوتھی رسم مُغَالَاۃ فِی الْمُھُوْرِ وَالْاِسْرَافُ فِیْ کُلِّ مَایَتَعَلَّقُ بِالْاَعْرَاسِ

یعنی مہر زیادہ مقرر کرنا اور بے جا خرچ کرنا شادیوں میں سو یہ رسم سب لوگوں میں رائج ہے ہر چند نکاح سے متعلق رسمیں بہت ہیں اور ہر ایک میں ہر ایک فرقے کی جدا جدا رسمیں ہیں مگر کئی رسمیں ایسی ہیں کہ وہ اکثر ملکوں میں بہت لوگوں میں رائج اور ان کا چھوڑنا لوگوں پر دشوار ہے۔ اول یہ کہ شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرتے ہیں۔ دوسری یہ کہ اگر چہ برات اسی شہر میں بلکہ اسی محلّہ میں ہو مگر لڑکی کی طرف والے کھانا برادری کا اور جو لوگ نکاح میں جمع ہوں ان کے واسطے ضرور کریں۔ تیسرے اس شخص کی پوشاک نارنجی یا سرخ یا زری تاش بادلے کی ہو۔ چوتھے یہ کہ ناچ راگ مع باجے گے ہو۔ پانچویں نقارے روشن چوکی تاشے ڈھول ہوں، چھٹے آتش بازی ہوانا روٹیاں وغیرہ۔ ساتویں آرائش پھول کھٹولے مٹکیاں گھڑے وغیرہ۔ آٹھویں روشنی بہت سی پنشاخے اور مشعلیں اور ٹھڑ۔ نویں لڑکی کی طرف سے جوڑے بہت سے شوہر کی طرف والے رشتہ داروں کے واسطے۔ دسویں یہ کہ شادی کی شب میں اس مرد کا لڑکی کے گھر میں جانا پھر وہاں جلوہ اور آرسی مصحف اور ٹونے وغیرہ ضرور ہوں۔ گیارھویں مہر کا زیادہ مقرر ہونا۔ بارھویں شادی کے چوتھے روز

شوہر کا اس عورت کے گھر جانا اور چوتھی کھیلنا۔ تیرھویں بعضوں کے ہاں کنگنا باندھنا ہاتھ میں مرد عورت دونوں کے دستور ہے۔ چودھویں سہرا باندھنا پھر ان رسموں میں بعضی کفر کی رسمیں ہیں کہ لوگوں نے ہندوؤں سے سیکھی ہیں مثلاً کنگنا باندھنا اور سہرا بجائے مور کے اور بعضی رسمیں بنفسہ حرام ہیں کہ جو اس کو اچھا جانے اور اس سے خوش ہو وہ کافر ہے مسلمان نہیں جیسے ناچ۔ اور بعضی حرام و مکروہ تحریمی ہیں جیسے مرد کی پوشاک سرخ وزری وغیرہ کی اور نقارے ڈھول اور تاشے اور آتش بازی اور مرد کا گھر میں بیگانی عورتوں میں جانا کہ وہ ان عورتوں کو دیکھتا ہے اور وہ عورتیں اس کو دیکھتی ہیں پھر ان عورتوں کے ساتھ کھیلنا اور بھی زیادہ حرام ہے اور بعضے کام خلاف سنت ہیں بدعت جیسے برادری کا شادی سے پہلے کھانا کرنا اور آرائش وغیرہ اور چوتھی کھیلنا اور مہر کا زیادہ مقرر کرنا پھر ان سب رسموں کو لوگ لوازمات نکاح سے سمجھتے ہیں کہ بغیر ان رسوم کے نکاح بے حقیقت ان کی دانست میں ہوتا ہے حالانکہ نکاح میں صرف دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول اور کچھ تقرر مہر کا چاہیے سو اس کے سوا ان لوگوں نے یہ رسوم بھی نکاح میں داخل کیں تو اس راہ سے یہ سب رسمیں نہایت قبیح بدعت ہیں کہ لوگوں نے مفت میں بدعت کو سنت میں ملا کر ایک ٹھیرالیا اور علاوہ اس کے ان رسموں میں مال خرچ کرنا ہوتا ہے محض بے جا ہے کہ اس سے دین کا فائدہ تو کیا ہوتا دنیا کا فائدہ بھی کچھ نہیں اور مال بے جا خرچ کرنا حرام ہے سو بدعتوں کا حال اور رسموں کی برائیوں کا حال پہلے معلوم ہو چکا اب اس مقام پر بے جا خرچ کرنے اور مہر زیادہ مقرر کرنے اور برادری کے کھانا دینے کا حال سننا چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ اسرا میں کہ اور بے جامت خرچ کرو بکھیر کر تحقیق بے جا اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے۔

ف: یعنی مال اللہ کی نعمت ہے کہ اس کے سبب عبادت خاطر جمع سے ہوتی ہے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے دین کو مضبوطی ہوتی ہے سو اللہ تعالیٰ آدمیوں کو مال دیتا ہے اس

واسطے کہ اللہ کی مرضی کی جگہ خرچ ہو اور یہی مال کا شکر ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ مال رائگاں بیکار خرچ ہو۔ تاکہ آدمی سے اللہ ناراض ہو اور مال بے جا خرچ کرنا ناشکری ہے تو شیطان خود ناشکرا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ آدمی بھی ناشکرا ہو جائے سو جو لوگ مال بے جا خرچ کرتے ہیں نام ونشان کے واسطے یہ سب شیطان کے بھائی ہیں کہ شیطان کے کہنے کے موافق مال خرچ کرتے ہیں سو فرمایا کہ مال بے جا خرچ کر کے خراب نہ کرو اور شیطان کے بھائی مت بنو۔ تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ شادی سے پہلے کھانا کرتے ہیں اور نوشہ کی پوشاک سرخ اور زری وغیرہ میں اور ناچ راگ میں اور نقارے تاشوں میں آتش بازی آرائش پھول کھٹولوں میں روشنی میں اور لڑکے والے برادری کے جوڑوں میں پیسہ خرچ کرتے ہیں سو یہ سب شیطان کے بھائی ہیں خدا کے ناشکرے پھر بعضوں کو یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ سودی قرض لے کر ان خرافاتوں میں خرچتے ہیں پھر اس کا ادا کرنا مشکل پڑتا ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں برابر یہ ایک اور حرام ہوتا ہے یک نشد دوشد اور بعضوں کی یہ نوبت پہنچتی ہے کہ بیاہ برات کے واسطے لوگوں سے بھیک مانگتے ہیں اور سوال کرنا بے ضرورت شرعی حرام ہے چنانچہ مسئلہ ہے کہ اگر آدمی بھوکا ہو مرنے کے قریب اور وہاں پر مرا ہوا مردار جانور جیسے کوا یا کتا پڑا ہو تو بعضے علماء نے لکھا ہے کہ اس مردار کو کھالے اور سوال نہ کرے پھر ان خرافاتوں کے لئے سوال کرنا تو کیوں کر جائز ہو؟ اور علاوہ اس کے ان خرافات سے وہ عزت حاصل نہیں جو اس سوال سے ذلت ہے اور بعضوں کے نزدیک ایسے مانگنے والے کو دینا بھی حرام ہے تو دینے والا اور مانگنے والا دونوں گناہ میں پڑے بلکہ مانگنے والے کو ایک یہ گناہ کہ سوال کیا دوسرا یہ گناہ کہ اس دینے والے کو گناہ میں پھنسایا کہ اس نے اس کو دیا یہ اگر نہ مانگتا تو وہ اس دینے کے گناہ میں کیوں پڑتا تیسرا یہ کہ اس پیسے کو بے جا خرچ کیا تو اس کے حق میں تین حرام جمع ہوئے صرف شیطان کے بھائیوں کی خوشی کے واسطے اللہ کی ناخوشی اختیار کی پھر بعضے جاہل جو ایسے مقام پر خیال کرتے ہیں کہ ایسی جگہ خرچوں میں بھی اور لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے تو یہ بھی ایک فیض ہے اس کا بھی کچھ ثواب ہوگا سو یہ بات غلط ہے اس برادری کو ایسا کھانا دینے میں کسی کو ثواب کی نیت نہیں ہوتی اور گناہ کے کام میں اگرچہ آدمی نیت ثواب کی کرے مگر

ثواب نہیں بلکہ اور عذاب ہے اور گناہ کے کام کو ثواب کا کام سمجھنا تو کفر ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ انعام میں کہ اور بے جا نہ اڑاؤ اس کو خوش نہیں اڑانے والے۔

ف: مال کے بے جا خرچ کرنا حرام ہے اور جو شخص بے جا خرچ کرے وہ اللہ کو بُرا معلوم ہوتا ہے پھر اس کام کو قبول کرنا یا اس میں ثواب ملنا یا اس کام میں برکت ہونا تو کیا امکان ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شادی میں کہ بے جا خرچ ہو بھانڈ بھگتیوں رنڈیوں بھڑ وؤں کو ملے تاشہ نواز نقارچیوں کو دیا جائے اور سہرے زری کے جوڑے آتش بازی آرائیش میں خرچ ہو وہ کام اور وہ لوگ اللہ کو پسند نہیں آتے اور اللہ کے مخالفوں میں شمار ہو جاتے ہیں پھر اس کام میں مبارکی نہیں ہوتی بلکہ نحوست آ جاتی ہے پھر اس نکاح سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بھی اکثر بد ہی ہوتی ہے۔

اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ! النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرْکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب النکاح میں لکھا ہے کہ بیہقیؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق بڑی برکت والا وہ نکاح ہے جو سہل ہو تکلیف میں۔

ف: یعنی جس نکاح میں اسباب جمع کرنے میں تکلیف نہ ہو اور عورت تھوڑے مہر پر راضی ہو جائے اس نکاح میں برکت ہوتی ہے تو جس قدر تکلیف اسباب کی زیادہ اسی قدر برکت کم اور جو بالکل تکلیف ہی تکلیف ہو تو برکت ہی نہیں بلکہ نحوست ہے اور ایک اور کم بختی ہے کہ لوگ مہر ادا نہیں کرتے تو اس سبب مہر کی زیادتی اور کمی کا لحاظ نہیں رکھتے حالانکہ اگر مہر ادا کرے تو بہتر ہے اور اگر ادا نہ ہو تو جیسے اور قرض ہیں ویسا ہی یہ بھی قرض ہے

کچھ فرق نہیں بلکہ عورت کے رشتہ دار والے اسی لحاظ سے زیادہ مہر مقرر کرتے ہیں کہ زندگی میں تو یہ ادا نہ کرے گا مرنے کے بعد اس کے ترکہ سے لیں گے تو وہ مرنا اس کا پہلے چیت لیتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد ترکہ سب اس کے مہر میں جاتا ہے اور رشتہ دار محروم رہتے ہیں تو میراث وفرائض کا باب بالکل مسدود ہو جاتا ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ کَمْ کَانَ صَدَاقُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ صَدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَاالنَّشُّ قَالَ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِیَّةٍ فَتِلْکَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الصداق میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابوسلمہؓ نے نقل کیا کہ میں نے پوچھا بی بی عائشہؓ سے کہ کتنا تھا مہر نبی ﷺ کا فرمایا کہ مہر ان کی بیویوں کا تھا بارہ اوقیہ اور ایک نش پوچھا تو جانتا ہے کیا ہوتا ہے نش کہا نہیں فرمایا آدھا اوقیہ تو یہ پانچ سو درم ہوئے یہاں کے حساب سے ایک سو چالیس روپے کم و بیش ہوتے ہیں تو اور مسلمانوں کی عورتوں کا تو چاہیے ان سے کم ہو اور نہیں تو اس در سے زیادہ مہر مقرر کرنا باوجود بے مقدوری کے فضول ہے، اور زیادہ مہر مقرر کرنے میں اگر کچھ بہتر اور ثواب ہوتا تو حضرت ﷺ نے اپنی ازواج کا اور بیٹیوں کا البتہ زیادہ مہر مقرر کیا ہوتا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنِّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اَلَا لَا تَغَالُوْا صَدُقَةَ النِّسَاءِ فَاِنَّهَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَةً فِی الدُّنْیَا وَتَقْوٰی عِنْدَاللّٰهِ لَکَانَ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الصداق میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ اور دارمیؒ نے ذکر کیا کہ عمرؓ خطاب کے بیٹے نے فرمایا کہ خبردار ہو زیادہ نہ ٹھیراؤ مہر عورتوں کا اس واسطے کہ اگر اس میں بزرگی

اَوْلٰکُمْ بِھَا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاعَلِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَکَحَ شَیْئًا مِّنْ نِسَاءِ ہٖ وَلَا اَنْکَحَ شَیْئًا مِّنْ بَنَاتِہٖ عَلٰی اَکْثَرَ مِنِ اثْنَتَیْ عَشَرَةَ اُوْقِیَّةً۔

ہوتی دنیا میں اور پرہیزگاری ہوتی اللہ کے نزدیک تو البتہ زیادہ لائق تھے اس کے پیغمبر خدا ﷺ مجھ کو نہیں معلوم کہ نکاح کیا ہو پیغمبر خدا ﷺ نے اپنی ازواج میں سے کسی کا اور نہ اپنی بیٹیوں میں سے کسی کا بارہ اوقیہ سے زیادہ پر۔

ف: پیغمبر دنیا میں بھی سب سے زیادہ شریف ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک بھی پرہیزگاری میں اور خوبی میں سب سے زیادہ ان کا مرتبہ ہوتا ہے بالخصوص ہمارے حضرت ﷺ سب سے زیادہ خوبیوں میں افضل تھے سو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر زیادہ مہر مقرر کرنے میں کچھ دنیا میں بزرگی ہوتی یا اللہ کے نزدیک کچھ خوبی ہوتی تو حضرت رسول خدا ﷺ اپنی ازواج اور اپنی بیٹیوں کا زیادہ مہر ضرور ہی مقرر کرتے کہ وہ سارے جہان سے زیادہ دنیا میں بھی بزرگ تھے اور اللہ کے نزدیک بھی بڑے متقی و پرہیزگار تھے سو انہوں نے تو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر کیا ہی نہیں پھر اور لوگ تو نہ ایسے دنیا کی راہ سے بزرگ ہیں اور نہ اللہ کے نزدیک ویسے متقی ہیں تو ان کو تو چاہیے ان سے کم کریں اور بارہ اوقیہ کے وہی ایک سو چالیس روپیہ سے کچھ کم ہوتے ہیں اور حضرت فاطمہؓ کا مہر چار سو درہم تھا کہ اس کے ایک سو پندرہ روپے کم و بیش ہوتے ہیں پھر اور کسی کی عورتیں حضرت ﷺ کی ازواج سے اور کسی کی بیبیاں حضرت ﷺ کی بیٹیوں سے افضل نہیں نہ دنیا کی راہ سے نہ آخرت کی راہ سے جو ان کا مہر ان سے زیادہ ہو اور حضرت ام حبیبہؓ ابوسفیانؓ کی بیٹی حضرت معاویہؓ کی بہن پیغمبر خدا ﷺ کی زوجہ تھیں ان کا مہر جو چار ہزار درھم تھا سو حضرتؐ نے خود مقرر نہیں کیا تھا حبشہ کے پادشاہ نجاشی نے اپنی طرف سے مقرر کیا تھا۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمْهَرَهَا عَنْهُ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الصداق میں لکھا ہے کہ ابوداوٗدؒ نے ذکر کیا کہ ام حبیبہؓ نے نقل کیا کہ میں تھی عبداللہ بن جحش کے نکاح میں سو وہ مر گیا حبشہ کے ملک میں تو نکاح کیا بی بی ام حبیبہ کا نبی ﷺ سے نجاشی نے اور مہر ٹھیرایا ان کا چار ہزار درھم۔

ف: چار ہزار درھم کے کم وبیش ایک ہزار ایک سو روپیہ ہوتے ہیں پادشاہ نے اس قدر مہر ٹھیرایا تھا پھر اور لوگ جو پانچ پانچ دس دس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ کروڑ کروڑ مہر مقرر کیا کرتے ہیں محض فضول اور بے جا اور خلاف سنت ہے اور اگر آدمی کے ذمہ پر مہر قرض رہا اور مر گیا تو جب تک قرض والے کو راضی نہ کرے گا بہشت کو نہ جائے گا مہر اور قرض کے بیچ کچھ فرق نہیں ہے پھر زیادہ قرض لینے پر جرات کرنا دینداری سے بعید ہے۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے فرمایا کہ نہ کھانا دیا پیغمبر خدا ﷺ نے اپنی کسی عورت پر جس قدر کھانا دیا بی بی زینب پر کہ کھانا دیا ایک بکری کا۔

ف: یعنی ایک بکری کا گوشت پکا کر ان کے نکاح کے بعد لوگوں کو کھلایا اس سے زیادہ اور کسی بی بی کے نکاح میں کھانا نہ دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ بے تکلف اور بے تلاش اس قدر اگر میسر ہو اور دوست آشنا برادری کو کھلائے تو بہتر ہے اور ولیمہ اسی کھانے کو کہتے ہیں جو نکاح کے بعد ہو پھر نکاح سے پہلے کھانا کرنا لغو اور اسراف ہے اور سنت کے خلاف ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِیَّۃَ وَتَزَوَّجَھَا وَجَعَلَ عِتْقَھَا صَدَاقَھَا وَاَوْلَمَ عَلَیْھَا بِحَیْسٍ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے آزاد کیا صفیہؓ کو اور نکاح کر لیا ان سے اور ٹھیرایا ان کا آزاد کرنا مہران کا اور کھانا دیا ان پر حیس۔

ف: حیس کھانا ہوتا ہے جیسے حلوا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو دستور ہے کہ کھانا بہت ہی کھلائے جب سب برادری کے لائق ہو اور نہیں تو نہیں سو یہ رسم بیہودہ ہے جس قدر بے تکلف میسر ہو اس قدر کسی قسم کا کھانا ہو حلوا ہو خواہ گوشت ہو دو چار دوست آشنا کو کھلا دیجئے اور تکلفات سارے بیہودہ ہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ بخاریؒ نے ذکر کیا کہ بی بی صفیہؓ نے نقل کیا کہ کھانا دیا پیغمبر خدا ﷺ نے اپنی بعضی ازواج کے نکاح میں دو مد جو کا۔

ف: دو مد جو کے ستو بقدر دو سیر کے تخمیناً ہوئے تو اسی قدر کبھی کھلا دیا غرض کہ اس وقت بے تکلف جو میسر ہوا کھلا دیا یہ پلاؤ اور زردہ اور تنجن شیر مال فیرنی وغیرہ تکلفات کا بکھیڑا کرنا اور رنج میں پڑنا لاحاصل ہے سنی مسلمان کو سنت کی پیروی کرنا چاہیے چار جاہل خوش ہوئے تو کیا اور ناخوش ہوئے تو کیا وہی کھانا آگے دیا تو کیا اور پیچھے دیا تو کیا کھانا دینے میں دونوں باتیں برابر ہیں اتنا فرق ہے کہ شادی سے پہلے کھانا دینا بیہودہ اور خلاف سنت اور خلاف عقل ہے اور بعد شادی کے خدا اور رسول کی مرضی کے موافق ہے اور عقل بھی یہی حکم کرتی ہے کہ شادی کی خوشی کا کھانا بعد شادی کے ہو اور شادی ابھی ہوئی نہیں کھانا پہلے

سے کیوں چاہیے اور شادی کے بعد بھی جو بعضے لوگ مہینے مہینے بلکہ دو مہینے بلکہ برس برس روز کے بعد کھانا کرتے ہیں دوسرے کا عوض پورا کرنے کو یا نام کے واسطے یہ بھی بیہودہ ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ کھانا دینا پہلے دن کا حق ہے اور دوسرے دن کا دستور ہے اور تیسرے دن کا مشہور ہونے کو ہے اور جس نے مشہور کرنا چاہا آپ کو رسوا کرے گا اس کو اللہ۔

ف: یعنی جب نکاح کرائے تو اس روز دوستوں بھائیوں کو کھانا دینا واجبی ہے یعنی واجب یا سنت مؤکدہ ہے پھر اس کو دوسرے دن کا کھلانا یہ بھی دستور ہے یعنی سنت یا مستحب ہے بعد اس کے تیسرے دن اگر کوئی کھانا کھلائے تو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ فقط نام کے واسطے ہے تاکہ لوگ سنیں اور مشہور کریں تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ رسوا کرتا ہے پھر شادی سے پہلے کھانا کرنا اور بھی بیہودہ ہے نہ اس میں نہ اس میں محض نام کے واسطے جس کا انجام زیادہ تر زیادہ تر رسوائی ہے پھر ایسا کھانا کھانا درست نہیں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَارِیَانِ لَا یُجَابَانِ وَلَا یُؤْکَلُ طَعَامُھُمَا.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ احمدؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ کہ بدلے پر اور نام کے لیے کھانا کریں تو ان کا کھانا قبول نہ کیجئے اور نہ وہ ان کا کھانا کھائے۔

ف: اس زمانہ میں یہی دستور ہو رہا ہے کہ لوگ نام کے واسطے اور ایک دوسرے کے مقابلہ پر شادیوں میں اور غمیوں میں کھانا کرتے ہیں کہ فلانے نے ایسا کیا تو ہم بھی ویسا ہی کریں بلکہ اس سے بھی زیادہ کریں تاکہ ہمارا بھی ویسا ہی نام ہو پھر اس لحاظ کے سبب کوئی اپنا باغ بیچتا ہے کوئی مکان گروی رکھتا ہے کوئی ویسے ہی قرض لیتا ہے کوئی بھیک مانگتا ہے اور دنیا و دین دونوں جہان کی آفت میں لوگ پھنستے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لوگ کھانے کو بلائیں تو نہ جاؤ اور نہ ان کا وہ کھانا کھاؤ پھر جب وہ کھانا کھانا حرام ٹھیرا تو ایسا کھانا کرنا حرام ٹھیرا تو ایسا کھانا کرنا بدرجہ اولیٰ حرام ہوا پھر حرام کام پر پیسہ خرچ کرنا شیطان کی برادری میں اپنے آپ کو داخل کرنا ہے پھر بہتر طریق شریعت کا آدمی کیوں نہ اختیار کرے اللہم وفقنا۔

پانچویں رسم مُمَانِعَۃُ النِّسَاءِ عَنِ النِّکَاحِ الثَّانِی

یعنی بیوہ عورت کو دوسرے نکاح سے باز رکھنا کہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے خویش واقارب اس عورت کو کنایہ اشارہ سے دوسرے نکاح سے باز رکھتے ہیں پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ زن و مرد سب دوسرا نکاح کرنا عیب جانتے ہیں اور اگر کوئی عورت کرے تو اس پر طعن کرتے ہیں بلکہ دوسرا نکاح کرنا شرافت کے خلاف جانتے ہیں پھر اگر جوان عورت کا شوہر مر جائے اور اس کا کوئی خبر گیراں نہ ہو اور وہ نہایت مفلس محتاج ہو جائے اور جی اس کا نکاح کو چاہے تو وہ بے چاری لوگوں کے طعن کے ڈر سے نہیں کرتی اور اصل اس رسم کی ہندوؤں سے ہے کہ ہندوؤں میں عورت کا دوسرا بیاہ کرنا جائز نہیں سو وہی رسم نام کے ان مسلمانوں نے اپنے ہاں جاری کر لی اور نہ سمجھے کہ شرافت کس کی یہاں مسلمانی ہی جاتی ہے حالانکہ یہ رسم عقل اور شرع دونوں کے برخلاف ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے سونے جاگنے پیشاب جائے ضرورت کی حاجت آدمی کے واسطے بنائی ہے ویسے ہی مرد کے واسطے عورت کی خواہش اور عورت کے لئے مرد کی حاجت لگائی اس واسطے دستور ہے کنواری عورت اور نوجوان مرد کے نکاح کی فکر وارثوں کو جلدی اور مقدم ہوتی ہے کہ یہ جوان مرد اور

کنواری عورت برے کام کی طرف متوجہ ہو جائے تو رسوائی ہوگی پھر جو عورت خاوند کے پاس رہے اس کو زیادہ خواہش مرد کی ہوتی ہے اس واسطے کہ وہ اس بات سے خوب واقف ہو جاتی ہے پھر جس عورت کو شوہر نے طلاق دی یا شوہر مر گیا تو وہ عورت اگر بدلحاظ ہے تو حرام کرے گی اور اگر لحاظ والی ہے تو بدکام سے شاید بچے تو مرد کا خیال تو البتہ اس کے دل میں رہتا ہے اور مردوں کی آواز سننا اور صورتیں دیکھنا اس کو خوش آتا ہے اور ان سب کا علاج یہی ہے کہ دوسرا نکاح کرے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب عورت مر جائے تو مرد دوسری عورت سے نکاح کر لے اور مطعون نہ ہو اور اگر عورت بے شوہر رہ جائے تو دوسرا شوہر کرنے سے مطعون ہو اور طرفہ یہ کہ کنواری لڑکی کے نکاح میں دیر ہونا معیوب سمجھیں اور جوان عورت کا بیوہ رہنا قباحت نہ جانیں حالانکہ جو قباحت اس میں ہے وہی قباحت بلکہ اس سے زیادہ اس میں ہے سبحان اللہ مینہ سے بھاگنا اور پرنالے کے نیچے کھڑے ہونا ایسے ہی عقل مندوں کا کام ہے چہ انباشد اگر کچھ عقل ہوتی تو خدا اور رسول کے فرمانے کا کیوں نہ لحاظ کرتے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ بقرہ میں اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو اور پھر پہنچ چکی اپنی عدت تک تو اب نہ روکو ان کو نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہو جائیں موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اس کو جو کوئی تم میں اللہ پر یقین رکھتا ہے اور قیامت کے دن پر اس میں صفائی زیادہ ہے تمہارے لئے اور ستھرائی بہت اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ف: عدت مقرر ہے تین حیض یا تین مہینے تک سو جس عورت کو شوہر طلاق دے وہ عورت اگر عدت کے بعد کسی سے شرع کے دستور کے موافق نکاح کرنا چاہے تو اس کے

والیوں کو یہ حکم ہے کہ اس کو دوسرے نکاح سے نہ روکیں اگر وہ خدا پر اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں اس واسطے کہ یہ خدا کا حکم ہے اگر اس کے برخلاف کریں گے تو قیامت کے روز سزا پائیں گے۔ بعد عدت کے اس دوسرے نکاح میں صفائی زیادہ ہے کہ وہ زنا سے بچے اور ستھرائی بہت ہے کہ بُرے خیالوں سے دل بھی ستھرا رہے اور اس میں اور بہت خوبیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اس آیت میں اللہ صاحب نے کئی طرح سے دوسرے نکاح کی تاکید کی۔ اول یہ کہ والی وارثوں کو فرمایا کہ دوسرے نکاح سے نہ روکو تو والیوں کو چاہیے کہ اس کو اور ترغیب دلائیں دوسرے یہ فرمایا کہ یہ نصیحت ہے اس کے واسطے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس نصیحت کو نہ مانے اور برا جانے تو وہ اللہ پر اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا ہے یعنی مسلمان ہی نہیں اور نصیحت ماننے کے یہی معنی ہیں کہ اس نصیحت کے موافق کرنے لگے۔ تیسرے یہ فرمایا کہ اس میں ستھرائی ہے جو شخص اس کو عیب جانے وہ گویا گندہ ناپاک ہے کہ ستھرائی چھوڑ کرنا پاکی کی طرف جاتا ہے۔ چوتھے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے تو جو شخص یوں جانے کہ دوسرے نکاح کرنے میں بڑی بڑی قباحتیں ہیں تو وہ شخص گویا آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ دانا جانتا ہے پھر معاذ اللہ اس کے ایمان کا کیا ٹھکانا۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ! وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ نور میں اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہوں گے اللہ ان کو غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے سب جانتا ہے۔

ف: یعنی جو عورتیں تمہارے اندر برادری میں بیوہ ہو جائیں اور خاوند مر جائے تو ان کو آپس میں برادری میں بیاہ دو اور جو غلام لونڈی نیک ہوں کہ بیاہ دینے سے

مغرور نہ ہو جائیں تمہارا کام نہ چھوڑ دیں ان کا بھی نکاح ایک دوسرے سے کر دو اور جب تم ان رانڈوں کو بیاہ دو گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا محتاجی اور افلاس ان کا جاتا رہے گا اللہ کے ہاں کچھ کمی نہیں وہ بڑا وسعت والا ہے اور وہ سب کا حال جانتا ہے کہ فلانے کو محتاجی اور افلاس ہے اور فلانی کا جی نکاح کو چاہتا ہے اور فلانے کا نہیں چاہتا۔ اس آیت میں بھی کئی طرح پر تاکید دوسرے نکاح کی بیوہ کے واسطے ثابت ہوتی ہے۔ اول یہ کہ بیوہ کے والیوں کو حکم دیا کہ تم بیاہ دو اپنی رشتہ دار ہم قوم میں رانڈوں کو تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ جب بیوہ خود درخواست کرے تب اس کا دوسرا نکاح کرنا چاہیے بلکہ والیوں کو چاہیے کہ خود اس کے نکاح کی تدبیر موافق شریعت کے اس کی اجازت لے لیں اس واسطے کہ وہ عورت خصوصاً اس ملک میں بسبب رسم کے یا شرم کے ہرگز اپنے آپ سے درخواست دوسرے نکاح کی نہ کرے گی دوسرے یہ کہ فرمایا کہ محتاج بیوہ عورت کو اللہ تعالیٰ دوسرا نکاح کرنے سے غنی کر دے گا تو معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح بیوہ عورت کو کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسند ہے کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے کہ محتاج عورت غنی ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجود فقر وغیرہ مانع کے بھی توکلاً علی اللہ نکاح ثانی کر دینا چاہیے اور یہ جو فرمایا کہ غنی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کرنے والے پر خاص رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے اس واسطے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیوہ کے دوسرے نکاح کی تاکید کی۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا الصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَھَا کُفُوًا۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب تعجیل الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تین کام میں دیر نہ کرنا نماز میں جب وقت آ جائے اور دیر نہ کرنا جنازہ کی نماز میں جب جنازہ موجود ہو جائے اور دیر نہ کرنا بیوہ عورت کے نکاح کرنے میں جب اس کا جوڑ مل جائے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت قابل نکاح کے بیوہ ہو جائے اور کوئی اس کے میل کے موافق مرد نکاح کے واسطے مل جائے تو ایمان دار آدمی کو چاہیے کہ اس کا نکاح کر دینے میں ہرگز دیر نہ کرے اور دیر کرنا ایسا برا جانے کہ جیسے جنازہ پڑا رکھنا یا نماز میں دیر کرنا معیوب اور مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اوپر اس بات کو لازم کر لے کہ جہاں کہیں کوئی عورت بیوہ ہو تو جس طرح ہو سکے اس کا نکاح کرا دے اس واسطے کہ خدا اور رسول کے نزدیک بھی یوں ہی ہے اور عقل صحیح میں بھی اسی طرح آتا ہے اور سب مسلمانوں کی ولایتوں میں اب بھی یہی جاری ہے کہ بیوہ عورتوں کا نکاح جلدی سے کرتے ہیں اور پہلے بھی یہی رویہ جاری تھا اگلی سب بی بیاں پیغمبر زادیاں اسی طرح کرتی آئی ہیں چنانچہ حضرت رقیہؓ پیغمبر ﷺ کی بیٹی ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں اس کے بعد حضرت عثمانؓ سے ان بی بی کا نکاح ہوا اور حضرت ام کلثومؓ دوسری بیٹی جناب رسول خدا ﷺ پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے نکاح میں تھیں اس کے بعد دوسرا نکاح ان کا حضرت عثمانؓ سے ہوا اور حضرت فاطمہؓ کی بیٹی بی بی ام کلثوم پیغمبر ﷺ کی نواسی پہلے حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھیں جب ان کی وفات ہوئی تب حضرت ام کلثومؓ نے حضرت جعفرؓ کے ایک بیٹے عونؓ سے نکاح کیا جب عونؓ مرے تب حضرت جعفرؓ کے دوسرے بیٹے محمدؓ نے ان سے نکاح کیا جب وہ بھی مر گئے تب حضرت جعفرؓ کے تیسرے بیٹے عبداللہؓ نے ان سے نکاح کیا اور بی بی امامہؓ حضرت پیغمبر خدا ﷺ کی نواسی حضرت زینبؓ کی بیٹی کہ حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں تھیں اور بعد حضرت علیؓ کی وفات کے انہوں نے حضرت علیؓ کی وصیت کے بموجب مغیرہؓ بن نوفل سے نکاح کیا اور سوا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سب بی بیاں پیغمبر خدا ﷺ کی ایسی ہی تھیں کہ کسی کا ایک خاوند مر چکا تھا کسی کا دوسرا خاوند بھی مر چکا تھا اور کسی کا تیسرا بھی اس کے بعد حضرت ﷺ سے نکاح ہوا تھا یہ حال ہے حضرت ﷺ کی بی بیوں اور نواسیوں اور سیدات کا اور سوا ان کے ایک بی بی ام رومانؓ تھیں پیغمبر خدا ﷺ کی ساس کہ پہلے عبداللہ ابن سنجرہ کے نکاح میں تھیں پھر دوسرا نکاح انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیا ان سے بی بی عائشہ صدیقہؓ اور عبدالرحمن پیدا ہوئے اور بی بی اسماء بنت

عملیں کہ پہلے جعفرؓ بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے نکاح ہوا کہ محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے بعد حضرت ابوبکرؓ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس بی بی نے نکاح کیا یہ حال ہے بزرگ شیخانیوں کا جن سے شرافت کی بنیاد ہے پھر جو کوئی ان کے کام اور رسم اور عادات کو بُرا جانے اس کے ایمان میں نقصان ہے اور اشراف نہیں وہ کمینہ ہے اس واسطے کہ حضرت پیغمبر خدا ﷺ کے برابر کسی کی عزت اور آبرو نہیں اور ان سے زیادہ غیرت کسی کو نہیں اور حضرت ﷺ کی بیٹیوں اور نواسیوں کا اور حضرت ﷺ کے یاروں کی عورتوں کا یہی دستور رہا کہ جب خاوند مراتب دوسرا کرلیا اگر یہ بات معاذ اللہ بے عزتی کی ہوتی تو خدا اور رسول کیوں منظور اور دستور رکھتے تو اب جو شخص بیوہ کے دوسرے نکاح کو عیب جانے اور بے عزتی سمجھے وہ مسلمان نہیں مردود کافر ہے کہ جو بات پیغمبر خدا ﷺ نے اپنے گھر میں گوارا کی اس کو یہ بے عزتی بتاتا ہے گویا اپنی بیٹیوں بہنوں اور عورتوں کو حضرت ﷺ کی بیٹیوں اور بی بیوں سے اچھا جانتا ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنے آپ کو شیخ سید شرافت قوم سے شمار نہ کرے بلکہ آپ کو راجپوت رانگڑ کہلائے اس واسطے کہ مسلمانوں کے بزرگوں کے ہاں اور مسلمانوں کے ملک میں اور مسلمانوں کی کتاب قرآن وحدیث کی رو سے یہ رسم جاری ہے، پھر جو کوئی اس کو برا جانے گویا وہ خدا اور رسول کے حکم کو اور ان کے اصحابوں کو جن سے شرافت پائی بد جانتا ہے اور ہندوؤں کی رسم کو نیک جانتا ہے اور اختیار کرتا ہے پھر وہ مسلمان کاہے کا اور حضرت ﷺ کے بعد حضرت ﷺ کی بی بیوں نے جو اور کسی سے نکاح نہ کیا تو اس کا یہ سبب تھا کہ آدمی دو طرح کے ہیں ایک مسلمان دوسرے کافر سو مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ازواجہ امہاتہم یعنی بیبیاں پیغمبر کی مائیں ہیں مسلمانوں کی اور ماں کا نکاح بیٹے کے ساتھ درست نہیں اس واسطے کسی مسلمان سے ان کا نکاح نہ ہوا باقی رہے کافر سو کافر سے مسلمان عورتوں کا نکاح نہیں جائز اس واسطے یہ بات حضرت ﷺ کی ازواج کے واسطے مخصوص تھی پھر اگر کوئی اور بھی اپنے آپ کو ایسا سمجھے اور اپنی جورو بیٹی بہنوں کا دوسرا نکاح ہونا عیب جانے تو وہ گویا اپنے آپ کو پیغمبر کے برابر جانتا ہے اور درپردہ دعویٰ پیغمبر کا رکھتا ہے استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ خدا تعالیٰ جہالت سے سب مسلمانوں کو پناہ

میں رکھے۔

چھٹی رسم فِی النَّوحَۃِ وَ الاحدَادِ یعونی نوحہ یہ ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو لوگ خصوصاً اس کے رشتہ دار چلا کر روتے ہیں اور عورتیں پیٹتی چلاتی ہیں پھر جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہے وہ بھی ان کے پیٹنے چلانے میں شریک ہوتی ہے پھر کسی کے ہاں تین دن کسی کے ہاں سات دن کسی کے ہاں دس دن کسی کے ہاں چالیس دن کسی کے ہاں چھے چھے مہینے تک یہی معمول رہتا ہے کہ عورتیں حلقہ باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں اور ایک عورت اس مردہ کے بیان کرتی جاتی ہے کہ فلانا ایسا اور ایسا تھا تو وہ سب عورتیں اپنے زانو اور منہ پر تماچے مارتی ہیں اور ہائے ہائے کرتی جاتی ہیں اور بعضوں کے ہاں صرف اسی قدر رہوتا ہے کہ ہر صبح وشام عورتیں اکٹھی بیٹھ کر چلا کر روتی ہیں پھر کسی کے ہاں چالیس دن اور کسی کے ہاں چھے مہینے کسی کے ہاں برس روز تک کسی کے ہاں دو برس تک یہی بات جاری رہتی ہے جتنے دنوں جس قدر یہ نوحہ زیادہ ہو اسی قدر آپس میں ان لوگوں کی تعریف ہوتی ہے اور اگر نہ ہو تو بعضے خاندان کی عورتیں طعن کرتی ہیں کہ فلانے کے ہاں فلانے کی موت کی کچھ قدر نہ ہوئی اور کچھ غم نہ ہوا اور بموجب حکم خدا اور رسول کے نوحہ کرنا یعنی چلا کر رونا اور پیٹنا اور مردے کے اوصاف اسی طرح پر بیان کرنا حرام ہے۔

اور احداد کہتے ہیں سوگ میں بیٹھنے کو یعنی اچھے کپڑے نہ پہننا اور اور خوشبو نہ لگانا سرمہ نہ لگانا کسی کی شادی میں شریک نہ ہونا اپنے مکانوں میں بیٹھے رہنا سو شریعت کی رو سے جس عورت کا خاوند مر جائے تو اس کو چاہیے کہ چار مہینے اور دس دن تک اپنا سنگار نہ کرے بعد اس کے اس کو منع نہیں اور اس کے گھر کے ناتے رشتہ والی عورتیں اگر تین دن تک اپنا سنگار نہ کریں تو مضائقہ نہیں تین دن سے زیادہ ان کو سوگ میں بیٹھنا منع ہے سو اس کے برخلاف اب رسم یوں ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس گھر کے سب لوگ سوگ میں رہتے ہیں اور جس عورت کا شوہر مرے پھر وہ کبھی رنگین سرخ کپڑے اور نتھ وغیرہ زیور جو شوہر والی عورتیں پہنتی ہیں وہ نہیں پہنتی اور خوشبو نہیں لگاتی اور اس گھر میں بوریا فرش وغیرہ بچھا کر عورتیں اسی پر رہا کرتی ہیں پھر بعضوں کے ہاں چالیس دن

تک اور بعضوں کے ہاں چھے مہینے تک اور بعضوں کے ہاں برس روز تک وہ فرش بچھا رہتا ہے گویا اس کو سوگ اور غم کی علامت مقرر کیا ہے پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ ان دنوں میں کسی کا نکاح یا ختنہ نہیں کرتے اور دوست آشنا رشتہ ناتے کے مرد اور عورتیں ان کے ہاں جمع ہوا کرتی ہیں اور مدت تک اس کی ماتم پرسی کیا کرتی ہیں اور ماتم پرسی کی حقیقت اتنی ہے کہ جس کسی کا کوئی مر جائے تو اس کے دوست آشناؤں رشتہ داروں کو چاہیے کہ اس کے پس ماندوں کو تسلی اور دلاسا دیں اور سمجھاویں کہ صبر کرو سو اس کے برخلاف عورتیں جو کسی کے گھر عورتوں کے پاس ماتم پرسی کو جاتی ہیں تو ان کو بھی رلاتی پٹاتی ہیں ور آپ روتی پیٹتی ہیں اور مرد جو جاتے ہیں تو صرف دستور رواج کے موافق ان لوگوں کے دکھلانے کو کچھ فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں اور اس فاتحہ سے ان کو مردے کے واسطے ثواب منظور نہیں ہوتا صرف اس کے پس ماندوں رشتہ دار کی خوشی منظور ہوتی ہے اگر ثواب منظور ہوتا تو کبھی اپنے گھر یا اکیلے تنہائی میں بھی بیٹھ کر اس مردے کو کو قرآن کا ثواب بخشتے مگر اس کے رشتہ داروں کے پاس جا کر فاتحہ مرسومہ نہ پڑھے تو وہ رشتہ دار ناخوش ہوتے ہیں تو اب صرف یہ رسم ٹھیر گئی کچھ ثواب منظور نہ رہا غرض کہ ماتم پرسی کا مضمون برہم ہو گیا اور فاتحہ مقصود اصلی ہوگئی اور ماتم پرسی بھی مرنے سے تین روز بعد حرکت لغو اور بیہودہ ہے اور اب دستور یوں پڑ گیا کہ مہینے مہینے اور برس برس روز کے بعد بھی لوگ ماتم پرسی کیلئے جاتے ہیں اور خوشی میں غم یاد دلاتے ہیں سو یہ رسم سب بیہودہ ہیں اور اس طرح رونا اور مطلق پٹینا اور ایسے سوگ میں بیٹھنا خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ بقرہ میں کہ اے مسلمانوں قوت پکڑو صبر سے اور نماز سے بے شک اللہ تعالیٰ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے۔

ف: جب کوئی خویش و قریب مر جاتا ہے یا اور کچھ مصیبت پڑتی ہے تو آدمی گھبرا جاتا ہے رونا چلانا بے صبری کے کام کرنے لگتا ہے سو فرمایا کہ جب کچھ مصیبت پڑے

توصبر سے قوت پکڑو یعنی صبر کرو اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر رہو اور فرمایا کہ واویلا نہ کرو بلکہ اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اور نماز میں مشغول ہو جاؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر متوجہ ہو اس واسطے کہ جو لوگ صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے پھر لا حاصل رونا پیٹنا سوگ میں بیٹھنا اللہ کا ساتھ چھوڑنا ایمان داری سے بعید ہے، اور ایمان داروں کی یہ بات ہے کہ مصیبت میں صبر کرنا اور نماز کی طرف دھیان لگانا۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں اور خوشی سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان کو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اس کی طرف پھر جانا ہے ایسے لوگ انہیں پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر۔

ف: یعنی جو لوگ مصیبت میں یہ بات کہیں کہ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی نے پیدا کیا اور وہی کھانے پینے کو دیتا ہے اسی کو ہم پر اختیار ہے جو چاہے سو کرے اس کے کام میں ہم کو دم مارنے کی مجال نہیں اور ایک روز آخر ہم سب اسی کی طرف پھر جائیں گے کہ جائیں گے اور حشر و نشر ہو گا سو ایسے لوگوں کو اے پیغمبر خوش خبری سنا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر ان کو شاباشی دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی ان پر ہے اور وہی لوگ نیک راہ پر ہیں پھر جو شخص برخلاف اس کے مصیبت میں صبر نہ کرے اور پیٹے چلائے ہائے ہائے کرے اور کہے کہ ہائے فلانے کی موت ابھی سے آگئی اور اس نے کچھ دنیا کا فائدہ نہ اٹھایا اور کیا خدا نے اسی کو مارنا تھا اور ہم کو خدا تعالیٰ نے رنج میں پھنسایا غرض کہ ایسی ایسی خرافاتیں بکے اور بے صبری کے کام کرے تو اس کے واسطے برخلاف شاباشی کے پھٹکار اور برخلاف رحمت کے غضب چاہیے کہ وہ نیک راہ پر نہیں بلکہ بہکا ہوا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ لِّکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَافَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ حدید میں کہ کوئی مصیبت میں نہیں پڑا ملک میں اور نہ اب تم میں جو نہیں لکھی ایک کتاب میں اس سے پہلے کہ پیدا کریں ہم اس کو دنیا میں بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے تا کہ تم افسوس نہ کرو اس پر جو فوت ہوا تم سے اور نہ ریجھو نہ اتراؤ اس پر جو تم کو اس نے دیا اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کسی اترانے والے بڑائی مارنے والے کو۔

ف: یعنی جتنے خوشی اور غم کے اسباب ہیں سب کا حال ان کے دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کتاب میں لکھا ہے پھر جس کو کچھ آفت پہنچے خواہ وہ آفت عام ہو جیسے وبا اور قحط وغیرہ خواہ آفت خاص ہو جیسے کسی کا کوئی مر گیا اور کچھ آفت پہنچی سو وہ سب پہلے سے تقدیر کی کتاب میں لکھی تھی ٹلنے والی نہ تھی پھر جو مصیبت پہنچے تو آدمی کو غم نہ کرنا چاہیے اور جو کچھ مل گیا اور خوشی ہوئی اس پر ریجھنا (اترانا) نہ چاہیے کہ ہم ایسے ہیں کہ ہم کو یہ ملا اور ہمارے واسطے ایسا ہوا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کو اترانے والے بڑائیاں مارنے والے خوش نہیں آتے اور بُرے معلوم ہوتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مر جائے تو یہ جانے کہ اس کی تقدیر میں اتنی ہی عمر تھی اب افسوس کرنے اور چلاّنے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے وہ مردہ تو مر کر ہرگز جینے کا نہیں اور پھر اس رونے پیٹنے چلاّنے سوگ کرنے پر فخر کرنا اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے مغضوب ہونا ہے کہ اللہ تعالیٰ اترانے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے نقل کیا کہ لعنت

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ.

کی پیغمبر خدا ﷺ نے چلاّنے والی عورت پر اور سننے والی پر۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنے والی عورت اور سننے والی دونوں ملعون ہیں۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا) قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَاتَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْیَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے ہو کہ اللہ تعالیٰ عذاب نہیں کرتا آنکھ سے آنسو نکلنے پر اور نہ دل کے غم پر مگر عذاب کرتا ہے اس کے سبب اور اشارہ کیا اپنی زبان کی طرف۔ یا رحم کرتا ہے اور تحقیق عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے سے اس پر۔

ف: یعنی دل میں غم ہونا اور آنکھ سے آنسو نکلنا یہ آدمی کے اختیار میں نہیں پھر اگر کوئی شخص مر گیا اور کسی کو غم ہوا اور آنکھ سے آنسو نکلے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر ہاں زبان سے اگر کچھ اللہ تعالیٰ کی شکایت کی اور اس مردے کے بارے بیان کئے تو البتہ عذاب ہوگا اور اگر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور صبر کیا تو اللہ تعالیٰ رحم کرے گا اور مردے کے بارے بیان کرنے اور اس کے اوصاف بیان کرنے سے صرف ان لوگوں ہی پر عذاب نہیں بلکہ اس مردے پر بھی عذاب ہوتا ہے۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بیان کر کے پیٹنے چلاّنے والیاں اور وہ مردہ دونوں عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں۔

2:

اَخۡرَجَ الشَّیۡخَانِ عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ قَالَ! قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَیۡسَ مِنَّا مَنۡ ضَرَبَ الۡخُدُوۡدَ وَشَقَّ الۡجُیُوۡبَ وَدَعٰی بِدَعۡوَی الۡجَاھِلِیَّۃِ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خداﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے ہمارے گروہ میں سے جو تماچے مارے اور گریبان پھاڑے اور چلاوے جاہلیت کا سا چلانا۔

ف: ہمارے حضرتﷺ سے پہلے جاہلیت کا وقت تھا اس وقت میں کافروں کا دستور تھا کہ کوئی مرتا عورتیں چلا کر رویا کرتی تھیں اور پیٹتی تھیں اور مردے کے بیان کرتی تھیں سو فرمایا کہ جو ایسے کام کرے وہ ہمارے گروہ میں نہیں یعنی مسلمانوں میں داخل نہیں۔

اَخۡرَجَ الشَّیۡخَانِ عَنۡ اَبِیۡ بُرۡدَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیۡءٌ مِّمَّنۡ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابی بردہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خداﷺ نے فرمایا کہ میں بیزار ہوں اس سے جو سر کے بال مونڈے اور چلا کر روئے اور گریبان پھاڑے۔

ف: یعنی کسی کو غم اور مصیبت میں جو کوئی اپنے سر کے بال نوچے اور آواز سے روئے اور کپڑے پھاڑ ڈالے اس سے میں بیزار ہوں پھر جس سے پیغمبر بیزار ہوں وہ مسلمان کا ہے کا۔

اَخۡرَجَ مُسۡلِمٌ عَنۡ اَبِیۡ مَالِکٍ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ امام مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو

الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَایَتْرُکُوْنَھُنَّ فَذَکَرَ مِنْھَا النِّیَاحَۃَ وَقَالَ النَّائِحَۃُ اِذَالَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ.

مالک اشعریؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ چار باتیں میری امت میں کفر کی باتوں میں سے ہیں لوگ ان کو نہیں چھوڑتے سو ذکر کیا ان میں سے چلا کر رونے کا اور فرمایا کہ چلا کررونے والی عورت نے جو توبہ نہ کی اپنے مرنے سے پہلے تو کھڑی کی جاوی گی قیامت کے دن اور اس کا پیراہن ہوگا چیڑہ کے تیل کا اور اوڑھنی خارش کی۔

ف: یعنی جو عورت دنیا میں مُردوں پر نوحہ کیا کرتی تھی اور اس نے اس سے توبہ نہ کی اور مرگئی تو روز قیامت کو اللہ تعالیٰ اس کو خارشی کرے گا اور چیڑہ کے تیل کا پیراہن اس کو اڑھایا جائے گا تاکہ دوزخ میں خوب جلے اور خارش کے سبب سے ایذا زیادہ پائے معاذ اللہ جس کام کے سبب دنیا میں کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے مردے کو عذاب ہو اور قیامت کے روز اس کو عذاب ہو کیا بُرا کام ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ نِّیْحَ عَلَیْہِ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ مغیرہ بن شعبہؓ نے نقل کیا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ جس مردہ پر کہ نوحہ ہوا عذاب کیا جائے گا اسی بات پر اس مردہ کو قیامت کے دن۔

ف: یعنی جو بات بیان کرکرے عورتیں چلاتی پیٹتی ہیں وہی بات قیامت کے

روز فرشتے کہہ کہہ کر عذاب کریں گے کہ ایسا تھا اور ایسا تھا۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَامِنْ مَیِّتٍ یَمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْھِمْ فَیَقُوْلُ وَاجَبَلَاہُ وَاسَیِّدَاہُ وَنَحْوَ ذٰلِکَ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکَیْنِ یَلْھَزَانِہٖ وَیَقُوْلَانِ اَھٰکَذَا کُنْتَ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰؓ نے نقل کیا کہ میں نے سنا پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ جو مردہ مرے پھر کھڑا ہووے ان میں کوئی رونے والا سو کہے کہ ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار اور اسی طرح کی باتیں کہیں تو متعین کرتا ہے اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس کے لئے کہ وہ اس مردہ کی چھاتی پر گھونسے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا تو ایسا تھا؟۔

ف: یعنی جو بیان کر کے عورتیں یہاں پیٹتی ہیں وہی بات کہہ کر فرشتے اس مردے پر عذاب کرتے ہیں تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مُردوں کو عذاب سے بچاویں اور کسی کو پیٹنے چلانے بیان کرنے نہ دیں اور اپنے واسطے بھی وصیت کر دیں کہ ہماری موت میں کوئی ایسی حرکتیں نہ کریں۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) قَالَ مَاتَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَکَتِ النِّسَآءُ فَجَعَلَ عُمَرُ یَضْرِبُھُنَّ بِسَوْطِہٖ فَاَخَّرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ فوت ہوئیں بی بی زینب پیغمبر خدا ﷺ کی بیٹی تو روئیں عورتیں چلا کر تو حضرت عمرؓ ان کو مارنے لگے اپنے کوڑے سے تو علیحدہ کر دیا ان کو پیغمبر خدا ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اور فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَقَالَ مَهْلًا يَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطٰنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَمِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَةِ مَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطٰنِ.

کہ رکو اے عمر پھر فرمایا عورتوں کو کہ بچو شیطان کی آواز سے پھر فرمایا کہ جو کچھ ہووے آنکھ سے اور دل سے سو وہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور رحمت کی قسم سے ہے اور جو کچھ ہووے ہاتھ سے اور زبان سے سو شیطان کی طرف سے ہے۔

ف: یعنی اگر دل سے غم ہو اور آنکھ سے آنسو نکلیں تو اس کا مضائقہ نہیں بلکہ اس میں اس کا اختیار ہی نہیں سو یہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے مگر ہاتھ سے پیٹنا اور زبان سے بیان کرنا اور چلانا یہ شیطان کے بہکانے سے ہے کہ شیطان یہ بات دل میں ڈالتا ہے اور چلا کر رونے کی آواز شیطانی آواز ہے اس سے مسلمان کو بچنا چاہیے پھر کوئی مردہ ہو کسی کے واسطے ایسے کام کرنا نہیں درست خواہ پیغمبر زادہ ہو یا امام یا امام زادہ ہو یا عوام مسلمانوں سے ہو اور جو کوئی چلا کر روئے یا پیٹے یا بیان کرے وہ شیطان کے پھندے میں پھنسا ہے اس کو باز رکھنا چاہیے اگر کہنے سے نہ مانے تو مقدور چلے تو مارنا چاہیے اور مقدور نہ چلے تو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُتْبَعَ جَنَازَةٌ مَعَهَا رَانَّةٌ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ منع کیا پیغمبر خدا ﷺ نے اس جنازہ کے ساتھ جانے سے جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔

ف: یعنی جنازہ کے ساتھ دفن کرنے کیلئے جانا سنت ہے لیکن اس جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے جس کے ساتھ پیٹنے والی عورت ہو جیسے دعوت کھانے کیلئے جانا سنت ہے مگر جس دعوت میں راگ باجا ہو وہاں جانا منع ہے۔

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ ھٰذِہِ النَّوَائِحَ یُجْعَلْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ صَفَّیْنِ فِیْ جَھَنَّمَ صَفٌّ عَنْ یَّمِیْنِھِمْ وَصَفٌّ عَنْ یَّسَارِھِمْ فَیَنْبَحْنَ عَلٰی اَھْلِ النَّارِ کَمَا تَنْبَحُ الْکِلَابُ۔

ترجمہ: طبرانیؒ نے ذکر کیا کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ پیٹنے والیاں بنائی جاویں گے دو قطاریں دوزخ میں ایک قطار دہنی طرف اور ایک قطار بائیں طرف تو نوحہ کریں گی دوزخیوں پر جیسے روتے ہیں کتے۔

ف: یعنی یہ عورتیں دوزخ میں جائیں گی اور ان کی آواز کتوں کی سی ہو جائے گی اور جیسے دنیا میں یہ مردوں پر پیٹتی چلایا کرتی تھیں وہاں دوزخیوں کے واسطے پیٹیں گی ادھر ادھر۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) ضَرَبَتِ امْرَاَتُہُ الْقُبَّۃَ عَلٰی قَبْرِہٖ سَنَۃً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعَتْ صَائِحًا یَقُوْلُ اَلَا ھَلْ وَجَدُوْا مَافَقَدُوْا فَاَجَابَہُ اٰخَرُ بَلْ یَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ بخاریؒ نے ذکر کیا کہ جب فوت حسن حضرت علیؓ کے پوتے یعنی حسن مثنّٰی تو کھڑا کیا ان کی عورت نے خیمہ ان کی قبر کے پاس ایک سال بھر پھر اٹھایا تو سنا ایک پکارنے والا کہتا ہے کہ سن لو کیا بھلا پایا جو کھویا تھا پھر جواب دیا اس کو دوسرے نے کہ نہ پایا بلکہ ناامید ہو کر لوٹ گئی۔

ف: یعنی غیب سے آواز آئی کہ جس مردے کے غم میں برس روز اس کی قبر کے پاس بیٹھی رہی اس کو تو پایا ہی نہیں آخر کو اس سے ناامید ہو کر گھر کو پھر گئی اسی طرح اگر ہزار برس تک اس کے غم میں رہو تو وہ مردہ تو پھر آنے کا نہیں زیادہ سوگ میں بیٹھنا اور بہت غم میں رہنا لا حاصل ہے اس قدر آدمی خدا تعالیٰ ہی کی عبادت کرے رائگاں غم کرنا بے فائدہ ہے۔

اَخْرَجَ السِّتَّةُ عَنْ زَیْنَبَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِیْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْھَا اَبُوْسُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فِیْہِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ اَوْغَیْرُہٗ فَدَھَنَتْ مِنْہُ جَارِیَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَیْھَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰہِ مَالِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَایَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا۔

ترجمہ: بی بی زینبؓ نے نقل کیا کہ میں گئی بی بی ام حبیبہ پیغمبر خدا ﷺ کی زوجہ کے پاس جب فوت ہوئے ابو سفیانؓ اس بی بی کے والد تو انہوں نے منگائی خوشبو کہ اس میں زردی زعفران کی تھی یا اور کچھ سو ملی اپنے منہ پر پھر فرمایا کہ قسم خدا کی مجھ کو کچھ خوشبو کی حاجت نہیں سوا اس کے کہ میں نے سنا پیغمبر خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ حلال نہیں اس عورت پر جو ایمان رکھے خدائے تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر کہ سوگ میں بیٹھے کسی مردے کے تین دن سے زیادہ مگر اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ سوگ میں رہنا بھائی کے باپ کے چچا کے ماموں کے بھانجے بھتیجے کے کسی کے واسطے ہو حرام ہے مگر ہاں اپنے شوہر کے واسطے چار مہینے دس دن درست ہے اس کے بعد پھر حرام ہے اور مرد کے واسطے سوگ

میں رہنا نہیں ہے درست نہیں پھر جو عورتیں اور مدت ہا تک سوگ میں رہا کرتے ہیں کہ کوئی سرخ کپڑا نہ پہنے سرمہ نہ لگائے پان نہ کھائے خوشبو نہ لگائے چوڑیاں نہ پہنے کپڑا سلائی نہ کرے گھر میں یا رشتہ داروں میں کسی کی شادی نہ ہووے یا بعض خرافات وہ ہیں جو سوگ سے بھی علاقہ نہیں رکھتے صرف لوگوں نے حماقت کی راہ سے سوگ میں ٹھیرا لئے ہیں کہ جب کوئی مر جائے تو اس گھر میں کڑھائی نہ چڑھے اور پکوان نہ پکے یا کوئی چارپائی پر نہ سوئے یا برس روز تک گھر میں سرکے کا اچار نہ پڑے بڑیاں سویاں نہ بنیں سو یہ سب حرام ہیں مسلمان کو چاہیے کہ ان سب رسوم کو اپنے گھر سے دور کرے اور یہ بھی معلوم ہوا اگرچہ حاجت خوشبو کی اور سنگار کی نہ ہو مگر اور عورتوں کو چاہیے کہ تین روز کے بعد اور جس عورت کا شوہر مرا ہو وہ چار مہینے دس دن کے بعد سوگ موقوف کر دے اور خوشبو لگائے اور سنگار کرے اور سرخ کپڑے پہنے تا کہ یہ رسم اٹھ جائے۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَّاَبِیْ بَرْزَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِیْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصَنِيْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُوْنَ فِیْ غَيْرِ صُوَرِكُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا اَرْدِيَتَهُمْ وَلَمْ يَعُوْدُوْا لِذٰلِكَ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب البکاء علی المیت میں لکھا ہے کہ ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ عمران بن حصینؓ اور ابو برزہؓ نے نقل کیا کہ ہم باہر نکلے پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کے پیچھے سو دیکھا ایک قوم کو کہ اتار ڈالی تھیں انہوں نے اپنی چادریں چلے جاتے تھے پیراہن پہنے تو فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ کیا جاہلیت کے کام کو اختیار کرتے ہو یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو البتہ میں نے تو قصد کیا کہ بددعا کروں تم پر کہ تم الٹ جاؤ اپنی اور صورتوں میں۔ سو کہا پھر لیں انہوں نے اپنی اپنی چادریں اور نہ عادت کی اس رسم کی۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت میں لباس کو ترک کرنا اور سر ننگے کرنا اور پاؤں ننگے کرنا درست نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر کی کوئی رسم اختیار کرنا مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ اگلے کافروں کی یہ عادت تھی کہ جنازہ کے ساتھ جو جاتے تھے تو چادریں اتار ڈالتے تھے یہ بات کچھ مسلمانوں نے بھی ناواقفیت سے کی تو حضرت ﷺ اس قدر ناخوش ہوئے کہ ان کے واسطے بددعا کرنے کا ارادہ کیا پھر جب ان کو سمجھایا تو انہوں نے اپنی اپنی چادریں لے لیں اگر نہ لیتے تو حضرت بددعا کرتے تو وہ لوگ مسخ ہو کر آدمی سے سور یا بندر یا اور کچھ جانور کی صورت ہو جاتے۔ تو مسلمان کو چاہیے کہ کافروں کی رسمیں اپنے ہاں سے دور کرے جیسے موت کے سبب چوڑیاں نہ پہننا اور کپڑا نہ سینا یا چارپائی پر نہ سونا یا بڑیاں سویاں پکوان نہ پکانا کہ یہ بہت رسمیں ہندوؤں سے سیکھی ہیں اور تیجا دسواں چالیسواں چھ ماہی برسی اور عید اور شب برات کے روز مُردوں کا غم تازہ کرنا یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں کہ وہ بھی تیجا دسواں چالیسواں اور برسی کناگت کرتے ہیں اور ہولی وغیرہ تیوہاروں میں اگلے مُردوں کے بھی غم یاد دلاتے ہیں خدا جہالت سے پناہ میں رکھے۔

ساتویں رسم اِفْرَاط فی التَّزْیِیْن

یعنی زینت زیادہ کرنا اور سادی سیدھی وضع کو معیوب جاننا۔

سو معلوم ہونا چاہیے کہ بہتر کپڑا قیمتی برتن میں اچھا کھانا یا بہتر مکان میں رہنا اور بہتر سواری پر سوار ہونا بشرطیکہ وہ کپڑا یا کھانا یا برتن اور سواری حلال کی قسم ہو اور جس قدر جائز ہے اس قدر زینت کرنا منع نہیں بلکہ اگر شکر کے واسطے ہو تو بہتر ہے مگر نام اور نمود کے واسطے یا کبر اور اترانے کی راہ سے ہو تو وہ مکروہ و حرام ہے پھر اگر نمود اور نام کے لئے یا تکبر اور اترانے کی راہ سے نہ ہو مگر اس میں کافروں یا فاسقوں یا بدعتیوں سے مشابہت ہو تو وہ کام بھی منع ہو جاتا ہے اگرچہ کرنے والے کو مشابہت مقصود نہ ہو اس زمانہ میں خصوصاً ہندستان میں لوگ جو مکان اور پوشاک اور سواری اور اسباب خانہ داری میں تکلف اور زینت زیادہ کرتے ہیں صرف اسی واسطے کہ نمود ہو اور ہم جنسوں میں ہم قوم برادری میں نام اور بڑائی ہو

پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ جائز ناجائز حرام اور حلال کی تمیز بھی نہیں رہی چنانچہ بعضی چیزیں خود بنفسہ حرام ہیں جیسے مکانوں میں تصویریں لگانا اور فرش اور تکیے شجر دریائی کمخواب اطلس کے مرد کے حق میں اور ایسے ہی کمخواب اور اطلس اور تمامی طاش بادلا دارائی اور ٹھپا اور بہت سا گوٹا اور سرخ کسنبی یا زرد زعفرانی کپڑا یا ٹاٹ بافی جوتا انگوٹھیاں چھلے سونے کے مرد کو پہنا اور عطردان خاصدان پنکھے اور رکابیاں اور کٹورے اور انجورے چاندی سونے کے استعمال کرنا اور عورت کو نہایت باریک کپڑا پہننا اور بعضی چیزیں زینت کی کافروں فاسقوں کی مشابہت کے سبب سے حرام ہیں اور بعض اس سبب سے کہ ان کے سبب تکبر اور غرور ہوتا ہے اور نمود اری اور نام کے واسطے آدمی کرتا ہے اور جب ایسے کاموں میں آدمی پھنس جاتا ہے تو دنیا ہی کی طرف رجوع رہتا ہے اور اللہ سے اور عاقبت سے غافل ہو جاتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُزَيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ آل عمران میں کہ رجھایا (خوشنما بنایا) ہے لوگوں کو مزے کی محبت پر عورتوں اور بیٹوں اور ڈھیر جوڑے ہوئے سونے کے اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہوئے اور مواشی اور کھیتی سے یہ برتنا ہے دنیا کی زندگی کا اور اللہ جو ہے اسی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا۔

ف: یعنی لوگوں کو عورتوں کی اور بیٹوں کی اور بہت سی اشرفیوں روپے کی اور اچھے گھوڑوں کی اور گائے بھینس اونٹ بیل بھیڑ بکری وغیرہ جانوروں اور کھیتی کی خواہش ہے اور اس میں ان کو مزا ملا ہے سو ان چیزوں کی محبت پر رتیجھ (راغب ہو) رہے ہیں اور مشغول ہو رہے ہیں رات دن اس کے فکر میں لگے رہتے ہیں اور انہیں چیزوں میں اپنی عزت اور زینت سمجھتے ہیں جس قدر اشرفی روپیہ اور بیٹے زیادہ ہوں اور گھوڑے موٹے موٹے پلے ہوئے بہت ہوں اور گائے بھینس اونٹ کثرت سے ہوں اور کھیتی گاؤں علاقہ بہت ہو اسی قدر اپنی عزت

زیادہ سمجھتے ہیں پھر اس اشرفی روپیہ سے بڑے بڑے اونچے سنگین وسیع گل کاریاں کے مکان بنانا پھر اس میں چھتیں اور دیوار گیریاں اور جھاڑ اور فانوسیں اور تصویریں اور آئینے لگانا اور پردے باناتی لگانا اور تخت چوکیاں کرسیاں مشجر سے منڈھی ہوئی بچھانا اور فرش طرح طرح کے اور قالین اور غالیچے تصویروں کے بچھانا اور پلنگ اور مسہریاں موقع موقع سے وہاں بچھانا اور اونچے تکیے اور پلنگ پوش اقسام اقسام کے لگانا اور خاصدان اور پاندان عطردان اور رکابیاں اور آبخورے اور گلاس چاندی سونے کے رکھنا اور استعمال کرنا اور کمخواب اور اطلس اور تمامی اور بادلہ اور تاش اور کتان اور دارائی اور تن زیب اور خاصہ اور ململ پہننا اور بہت سے گھوڑے کوتل جلو میں رکھنا اور ہاتھیوں اور بگھیوں پر سوار ہونا اور چوب دار اور نقیب اور نوبت نقارہ ماہی مراتب رکھنا اور محل میں بہت سی عورتیں ہونا اور خزانہ بہت ہونا اور ملک بہت ہونا اپنا فخر بوجھتے ہیں حالانکہ یہ جتنا اسباب دنیا کا ہے اول تو ملتا نہیں اس کی تلاش میں کیا کیا محنتیں مشقتیں اٹھاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ کی خوشامد میں صبح سے شام اور شام سے صبح کرتے ہیں اور سیکڑوں طرح کے جھوٹ اور فریب کرتے ہیں پھر اگر کسی کو یہ دنیا ہاتھ لگے تو رات دن اسی کی محافظت میں اور اسی کی افزائش میں بسر کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے حسد اور بغض اور دشمنی پیدا کرتے ہیں اور انجام اس کا یہ ہے کہ بعضے اس کی تلاش میں اور بعضے حاصل ہونے کے بعد مر جاتے ہیں اور یہ کارخانہ یونہی پڑا رہتا ہے اس کے چھوٹنے کا افسوس ہاتھ لگتا ہے اور وہ عورتیں بیٹے اور مال اور گھوڑے اور جانور اور کھیتی کچھ کام نہیں آتا ہے پھر ایسی چیز کی محبت میں کیوں مشغول رہے جو چیز تھوڑی محنت سے تو ملے اور ہمیشہ باقی رہے اور عیش و آرام اس میں زیادہ ہو کیوں نہ حاصل کیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ٹھکانا ہے نیک۔

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰی

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ یونس میں دنیا کا جینا وہی کہاوت ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر ایک رلا ملا نکلا اس میں سے سبزہ زمین کا جو کھائیں آدمی اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے

اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ.

چمک اور سنگھار پر آئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی۔ ناگاہ پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اس کو کاٹ کر ڈھیر گویا کل کو یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھولکر بیان کرتے ہیں نشانیاں ان لوگوں کے سامنے جو غور کرتے ہیں۔

ف: یعنی خشک زمین پر جیسے پانی آسمان سے برستا ہے تو زمین سے سبزہ کھیت میں جمتا ہے کہ اس میں سے غلہ اور ساگ وغیرہ آدمیوں کے کھانے کا ہوتا ہے اور گھاس بھس جانوروں کے کام آتا ہے تو ان کھیتوں اور سبزہ کے سبب زمین کو رونق اور چمک ہو جاتی ہے کہ کوسوں تک سبزہ اور گل زار نظر آتا ہے پھر جب زمین اسی طرح سنگھار پر آتی ہے تو کھیتی والے اور کھانے والے جانتے ہیں کہ یہ اب ہمارے کام آئے گی اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، پھر یکایک کوئی فوج آن پڑی اس نے اس کھیتی اور سبزہ کو کاٹ کر ڈھیر کر دیا یا کوئی ہوا ایسی چلی یا کوئی کیڑا لگا یا دھوپ ایسی پڑی کہ وہ کھیتی اور سبزہ خشک ہو گیا گویا پچھلے دن میں وہاں تھا ہی نہیں اور وہ لوگ افسوس میں رہ گئے ایسے ہی دنیا میں آدمی کی زندگی کا حال ہے کہ آدمی پہلے نہ تھا پھر بنا تو روح آسمان سے آئی بدن میں مل کر قوت پکڑی اور انسانی حیوانی کام کرنے لگا او ہنر اور عقل اور سلیقہ میں پورا ہوا پھر طرح طرح کی چیزیں جمع کرنے لگا گھر والوں نے جانا اب ہمارے نصیب چمکے اور اس سے گھر خوب درست ہو کر رونق پکڑے گا ناگاہ حکم الٰہی آیا رات کو یا دن کو پھر ترت وہ مر گیا اور اس کو خاک میں برابر کر دیا گویا پیدا ہی نہ ہوا تھا اگر ہزار طبیب مسیح وقت اور لاکھ حکیم لقمان ثانی موجود اور کل جہان کے علاج مہیا ہوں اور خزانہ قارون کا پاس ہو ممکن نہیں جو موت ایک لحظہ ٹل جائے اور زندگی معلوم نہیں کتنی ہے اور موت یقینی اور عمر آدمی کی ہر ہر لحظہ کم ہوتی جاتی ہے لوگ جانتے ہیں کہ زیادہ ہوتی ہے اور حال اس کا ایسا ہے جیسے برف بیچنے والا کہ ہر دم اس کا برف پگھلتا کم ہوتا جاتا ہے پگھلنا یقینی

اور بڑی عمر ہو۔ پھر مرنے کے بعد وہ سارا اسباب پڑا رہ جاتا ہے اور اس کے چھوٹنے کا غم اور اپنی عمر کی کمائی کا ساتھ جاتا ہے اور گھر والوں دوست آشناؤں کو افسوس باقی رہ جاتا ہے یہ بیان اس کے واسطے ہے جس کو سمجھ ہو، یہ بیان ہے۔ اور بے وقوف ضدی کو سمجھانا اور اندھے کے آگے آئینہ رکھنا بے فائدہ ہے پھر اس قدر زندگی کے لیے اسباب اور تجمل بہت سا اکٹھا کرنا اور بہت سا اپنا بناؤ سنگھار بنانا اور طرح داریاں اور وضعیں نکالنا ہوش مندی سے بعید ہے بلکہ مسلمان کو یوں جاننا چاہیے کہ دنیا کا عیش و آرام مخصوص کافروں کے واسطے ہے اور آخرت کی نعمت اور بہشت ہمارے لئے ہے پھر مسلمان دنیا کی لذتوں میں کیوں پھنس جائے۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی! وَلَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّکِئُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ.

ترجمہ: فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورۂ زخرف میں کہ اور اگر یہ لحاظ نہ ہوتا لوگ ہو جائیں گے ایک گروہ تو ہم کر دیتے ان کو جو منکر ہیں رحمٰن سے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جس پر چڑھیں اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جس پر تکیہ لگا بیٹھیں اور سونے کے یہ سب کچھ نہیں مگر دنیا کے جیتے اور آخرت تیرے رب کے ہاں انہیں کو ہے جو پرہیزگار ہیں۔

ف: یعنی کافروں کو آخرت میں عذاب ہونا ہے دنیا میں تو کچھ آرام و عیش کر لیں مگر لحاظ یہ ہے کہ اور لوگ بھی کافروں کو زیادہ عیش و آرام میں دیکھ کر انہیں کی راہ اختیار کر کے سب ایک ہی گروہ ہو جائیں گے اس سبب سے کافروں کو زیادہ عیش دنیا میں نہ دیا اور نہیں تو دنیا میں کافروں کو اس قدر آسودگی ہوتی کہ ان کے مکانوں کی چھتیں اور بالا خانہ کی سیڑھیاں چاندی کی ہوتیں سفید چمکتی ہوئی اور بڑے بڑے دروازے سونے کے عالی شان

ہوتے جھلتے ہوئے اور وہاں تکیہ دار تخت سونے کے بچھے ہوئے ہوتے اور ان پر یہ کافر تکیے لگائے ہوئے ہوتے اور یہ عیش اور آسودگی ان کو فقط دنیا ہی میں تھی چند روز میں یہ سب چھوڑ کر مر جاتے وہاں دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوتے جیتے ہی جی تک یہ سب کچھ رہتا پھر آخرت کو یہ سب فانی تھا باقی ہمیشگی کے واسطے وہی آخرت کا گھر ہے کہ وہاں پرہیز گاروں کو عیش وآرام دائمی ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا عیش وعشرت اور سنہری روپہلی چیزیں اور بڑے بڑے عالی شان مکان اور دروازے کافروں کے ہی واسطے ہیں بلکہ کافر اس سے بھی زیادہ دنیا کے عیش آسودگی کے لائق ہیں متقی مسلمان کو یہاں صرف گذران کر لینا چاہیے آخر کو بہشت میں عیش وعشرت نصیب ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا متقی مسلمان کو چاہیے کہ دنیا کے عیش وعشرت سے پرہیز کرے اور جس قدر عیش وعشرت میں کافروں کو دیکھے جانے کہ یہ اس کے واسطے کم ہے اس سے بھی زیادہ کے یہ لائق تھا اور بعضے مسلمان کو جو کچھ بادشاہت اور حکومت اور امیر دنیا کی ملی تو ان کو اپنا عیش وعشرت مقصود نہ تھا خلق اللہ کا فائدہ منظور تھا ان کے حق میں وہ دنیاداری اور فقیری برابر تھی۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَاتَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ اَنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ابوامامہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ سنو سنو پرانے کپڑے پہنا اور بہت زینت نہ کرنا ایمان کی بات ہے اور پرانے کپڑے پہنا اور زیادہ بناؤ نہ کرنا ایمان کے کاموں میں سے ہے۔

ف: یعنی جس کو آخرت کی نعمتوں کی خواہش ہوتی ہے اور دنیا کی زیب و زینت کا خیال میں نہیں آتی ہے تو دنیا کے بہت تکلف کو وہ بے فائدہ جانتا ہے پھر اگر میلا کچیلا ہے تو کچھ پروا نہیں اور اگر پھٹا پرانا پیوند لگا ہے کچھ خیال نہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ وَھْبٍ عَنْ رَّجُلٍ مِنْ اَبْنَآءِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ تَوَاضُعًا کَسَاہُ اللّٰہُ حُلَّۃَ الْکَرَامَۃِ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ سوید بن وہبؒ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کے بیٹوں میں سے ایک شخص اپنے باپ سے سنی ہوئی کہتا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چھوڑ دیا زینت کا کپڑا پہنا عجز وانکسار کے لئے پہنائے گا اس کو اللہ تعالیٰ جوڑا بزرگی کا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَالَمْ یُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِیْلَۃٌ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ عمرو بن شعیبؒ نے نقل کیا کہ میرا باپ دادے سے سنی ہوئی کہتا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو اور خیرات کرو اور پہنو اس قدر کہ نہ مل جائے بے جا خرچ کرنے میں اور اترانے میں۔

ف: یعنی جو کھانا اور پینا اور خیرات بے جا خرچ کے طور پر ہو کہ کسی کا حق تلف ہوتا ہو یا دنیا دین کا کچھ فائدہ نکلتا نہ ہو وہ نہیں درست اور جس میں اترانا پن نکلتا ہو وہ کھانا پینا پوشاک بھی نہیں درست۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ قَالَ! قَالَ رَجُلٌ لِفَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ مَالِی اَرَاکَ شَعِثًا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ نے ذکر کیا عبداللہ بن بریدہؒ نے نقل کیا کہ ایک شخص نے فضالہ ابن عبید

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْھَانَا عَنْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاِرْفَاہِ قَالَ مَالِیْ لَا اَرٰی عَلَیْکَ حِذَاءً قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اَنْ نَّحْتَفِیَ اَحْیَانًا .

سے کہا کہ میں کیوں تجھ کو دیکھتا ہوں پریشان حال کہا پیغمبر خدا ﷺ نے منع کیا ہے کہ ہم کو بہت سی رفاہ سے کہا میں کیوں نہیں دیکھتا تیرے پاس جوتیاں کہا کہ رسول خدا ﷺ ہم کو فرماتے تھے کہ ہم رہا کریں ننگے پاؤں کبھی کبھی۔

ف: بہت سا مرفہ حال اور آسودہ وضع خواہ مخواہ مقطع بنانا حضرت ﷺ کو خوش نہیں آتا تھا سو فرمایا کہ مقید تکلف کے نہ رہو کبھی اگر بالوں میں کنگھی نہیں کی خوشبو نہیں لگائی سفید تکلف کے کپڑے نہیں ہوئے تو نہیں ہی سہی بلکہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی پھر لیا کرو تا کہ تکلف کی عادت جاتی رہے۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ سَفِیْنَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَوَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی عِضَادَتَیِ الْبَابِ فَرَاَی الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ فِیْ نَاحِیَۃِ الْبَیْتِ فَرَجَعَ فَتَبِعَتْہُ فَاطِمَۃُ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَارَدَّکَ قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ لِیْ اَوْلِنَبِیٍّ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتًا مُزَوَّقًا .

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الولیمہ میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ سفینہؓ نے نقل کیا کہ بی بی فاطمہؓ نے کھانا کھلانے کو بلایا پیغمبر خدا ﷺ کو سو آئے تو رکھ دیے اپنے دونوں ہاتھ دروازہ کے دونوں بازوں پر سو دیکھا کہ پردہ لگا ہوا ہے گھر کے کونے میں تو لوٹے حضرت ﷺ تو چلیں ان کے پیچھے بی بی فاطمہؓ اور کہا کہ یا رسول اللہ کس چیز نے لوٹایا تم کو فرمایا کہ مجھ کو یا کسی نبی کو نہیں لائق ہے کہ بیٹھے منقش ومزین گھر میں۔

ف: سبحان اللہ حضرت سید المرسلین اپنی بیٹی محبوبہ سیدۃ النساء بی بی فاطمہ زہراؓ

کے گھر میں صرف اس سبب سے کہ وہاں گوشہ میں ایک پردہ لگا ہوا تھا اندر تشریف نہ لے گئے اور پھر آئے اور فرمایا کہ پیغمبر کی شان سے یہ بعید ہے کہ پیغمبر کو لائق نہیں کہ ایسے گھر میں داخل ہو۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکان میں دیوار گیریاں لگانا اور آئینہ بندی کرنا اور جھاڑ فانوسیں لٹکانا زیب و زینت کے واسطے یا گل کاری کرنا درست نہیں اور پیغمبر کی پیروی مسلمان کو چاہیے تو ایسے مکان میں نہ جائے پھر کوئی مکان ہو دیوان خاص ہو یا دیوان عام شب باشی کا مکان ہو یا دن میں نشست کا زندے کا مکان ہو یا مردے کا برج ہو یا مقبرہ یا چلہ ہو یا درگاہ ہو امیر کا ہو یا فقیر کا فاسق کا ہو یا متقی کا ہو مگر ہاں جو دینی کچھ ضرورت ہو وہ بات جدا ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ (عائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) قَالَتْ! قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَةُ اِنْ اَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِیْ فَلْیَکْفِکِ مِنَ الدُّنْیَا کَزَادِ الرَّاکِبِ وَاِیَّاکِ وَمُجَالِسَةَ الْاَغْنِیَآءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ ثَوْبًا حَتّٰی تُرَقِّعِیْهِ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ صدیقہؓ نے نقل کیا کہ مجھ سے پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو چاہے مجھ سے ملے رہنا تو البتہ تجھ کو کافی ہے دنیا سے اس قدر جیسے مسافر سوار کا توشہ اور بچیو پاس بیٹھنے سے بڑے آدمیوں کے اور اپنے کپڑے کو پرانا مت جانیو جب تک پیوند نہ لگائے۔

ف: یعنی کپڑے کو جب پیوند لگیں تب جاننا کہ پرانا ہوا تب تک اس کا پہننا نہ چھوڑنا اور بڑے آدمیوں کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کو اپنے پاس بٹھلانا اور دنیا کے اسباب سے اسی قدر فائدہ اٹھانا اور اسی قدر اسباب کو کافی جاننا جس قدر سوار اپنے رستہ کے واسطے توشہ لیتا ہے اور سوار بہ سبب تیز روی کے توشہ تھوڑا لیتا ہے بہ نسبت پیادہ کے یعنی جس قدر کم ہو سکے اس قدر دنیا کے اسباب پر کفایت کرنا تو دنیا اور آخرت میں میرا تیرا ساتھ رہے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کا اسباب بہت سا جمع کرنا اور پرانے پھٹے کپڑے کو برا

2 جانا اور نہ پہنا اور بڑے آدمیوں کے پاس نشست برخاست کرنا اچھا نہیں خصوصاً علماء اور مشائخ کے حق میں۔ پھر بہت اپنی زینت کرنا اور صنعتیں نکالنا تو کاہے کو چاہیے اب معلوم کرنا چاہیے کہ زینت کے کرنے سے کبھی کفار سے مشابہت ہو جاتی ہے کبھی آدمی دارائی ریشمی کپڑا پہننے لگتا ہے کبھی کسمی کپڑا استعمال کرتا ہے کبھی مکان میں تصویریں لگاتا ہے کبھی تصویروں کا کپڑا پہنتا ہے کبھی پانجامہ ٹخنوں سے نیچا اور لمبی لمبی آستینیں اور نیچے نیچے انگرکھے قبائیں پہنتا ہے کبھی ایسا کپڑا پہنتا ہے جس سے مشہور ہو کہ یہ ملاں ہے یہ مشائخ ہے یہ فقیر ہے کبھی نہایت باریک کپڑے پہنتا ہے کبھی سونے کی انگوٹھیاں چھلے پہنتا ہے اور کوئی چاندی سونے کے برتن استعمال کرتا ہے اور کوئی اپنی وضع عورتوں کی سی بناتا ہے کوئی ہتیاروں کی بہت زینت کرتا ہے کوئی سواری کا بہت اہتمام کرتا ہے کوئی مکان کی بہت زیب و زینت کرتا ہے کوئی خوشبو میں بہت مصروف رہتا ہے کوئی اپنے بالوں کا سنگھار کرتا ہے اور بعضی زینتیں ایسی ہیں کہ عورتوں کو بھی نہیں درست سو ان سب زینتوں سے جناب پیغمبر خدا ﷺ نے منع فرمایا مجمل اور مفصل سو مجمل یہ ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ رَیْحَانَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَیْرِ شِعَارٍ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ بِغَیْرِ شِعَارٍ وَاَنْ یَّجْعَلَ الرَّجُلُ فِیْ اَسْفَلِ ثِیَابِهٖ حَرِیْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ یَجْعَلَ عَلٰی مَنْكِبَیْهِ حَرِیْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ عَنِ النُّهْبٰی وَعَنْ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے ذکر کیا کہ ابوریحانہؓ نے نقل کیا کہ منع فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے دس باتوں سے عورت کو دانت [1] باریک کرنے سے اور نیلا [2] گودنے سے اور بال [3] اکھاڑنے سے یعنی داڑھی کا یا ماتھے کا اور دو مردوں [4] کے ساتھ سونے سے بے لباس اور دو عورتوں [5] کا ساتھ سونا بے لباس اور اس [6] سے کہ لگائے مرد اپنے کپڑوں کے نیچے ریشمی عجمیوں کی طرح اور اس [7] سے کہ لگاوے اپنے مونڈھوں پر

رُکُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَاتَمِ اِلَّا لِذِیْ سُلْطَانٍ.

ریشمی عجمیوں کی طرح ، اور منع فرمایا لوٹنے سے ، اور چیتے کی کھال پر سوار ہونے سے اور ، انگوٹھی پہننے سے مگر حکومت والے کو۔

ف: بعض لوگ نمود اور شان کے واسطے مونڈھوں پر قبا اور لبادے اور فرغل وغیرہ کے ریشمیں کپڑا دارائی وغیرہ لگاتے ہیں جیسے یہاں لوگ سمور لگاتے ہیں اور بعضے آرام کے واسطے یا شان وشوکت کے لئے کپڑوں کا استر دارائی اور اطلس وغیرہ ریشمی کا لگاتے ہیں یا نیچے کا کپڑا ایسے فتوحی وغیرہ ریشمی بناتے ہیں اور بعضے لوگ چیتے کے چمڑے کا زین پوش بناتے ہیں اور کوئی ایسے ہی چیتے یا شیر وغیرہ کی کھال پہنا کرتا ہے اور اکثر لوگ سفید بال داڑھی کے اکھاڑتے ہیں اور بعضی عورتیں ماتھے کے بال اکھاڑتی ہیں اور بعض عورتیں نیلا گودتی ہیں اور بعضی عورتیں اپنے بڑے موٹے دانت کوریت کر باریک اور برابر کرتی ہیں اور اکثر لوگ مہر انگوٹھی زیب کے واسطے بلا حاجت پہنے رہتے ہیں اور بعضے مرد مرد کے ساتھ ننگے ہوکر سوتے ہیں اور بعضی عورتیں ننگی ہوکر عورت کے ساتھ سوتی ہیں اور بعضے لوگ کسی کا مال لوٹ کر کھا لیتے ہیں سو حضرت ﷺ نے ان سب باتوں سے منع فرمایا کہ یہ سب کام زینت اور شان وشوکت اور غرور کے ہیں کہ دنیا کی طرف رجوع اور اللہ تعالیٰ سے غافل کرتے ہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ الصَّفْرَۃَ یَعْنِی الْخَلُوْقَ وَتَغْیِیْرَ الشَّیْبِ وَجَرَّ الْاِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّھَبِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّیْنَۃِ لِغَیْرِ مَحَلِّھَا.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا کہ نبی ﷺ کو برا لگتا تھا زرد یعنی سلر گا مرد کو لگانا اور سفید بالوں کو تغیر کرنا اور ازار لٹکانا اور سونے کی انگوٹھی پہننا اور بناؤ سنگھار کرنا عورت کا حرام جگہ پر دکھانے کو۔

ف: عرب میں دستور ہے کہ لوگ زعفران وغیرہ خوشبو جمع کر کے اس کا زرد سلرگا بناتے ہیں سو اگر کوئی مرد سلرگا لگاتا یا سفید بالوں کو سیاہ کرتا یا کوئی ٹخنے سے نیچے ازار پہنتا یا کوئی سونے کی انگوٹھی پہنتا یا کوئی عورت سنگار کرتی غیروں کے دکھانے کے واسطے یہ کام حضرت ﷺ کو بُرے لگتے تھے تو مسلمان کو ان کاموں سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ سب زینتیں بے جا ہیں۔

جب مجمل زینتوں کا حال معلوم ہو چکا تو اب مفصل سننا چاہیے بعضے کام ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی اپنی زینت کے واسطے کرتا ہے تو اس سے کافروں کے ساتھ مشابہ ہو جاتا ہے اور مشابہت کفار کے ساتھ کرنا منع ہے سو سننا چاہیے کہ جو کام اپنے دین کی بات جان کر کافر کریں اور وہ بات مسلمانوں پر فرض و واجب نہ ہو تو وہ بات مسلمان کو کرنا نہ چاہیے یا جو کام کافروں کا مخصوص ہو کہ وہ علامت اور انکی نشانی ٹھیر جائے تو وہ کام بھی مسلمان کو کرنا منع ہو جاتا ہے پھر بعضے کام وہ ہوتے ہیں کہ کافر جب تک اس ملک میں رہیں اور وہ کام کرتے رہیں تب تک مسلمانوں کو وہ کام کرنا منع رہتا ہے اور جب وہ کافر جاتے رہیں تب وہ کام جائز ہو جاتا ہے اور بعضے کام ایسے ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کو جائز ہیں اور اتفاقاً ایک ملک میں کافر غالب ہو گئے اور وہی کام اپنے دین کی رو سے وہ کافر کرنے لگے تو وہ کام اس ملک والے مسلمانوں پر کافروں کی مشابہت کے سبب منع ہو جاتے ہیں اور جو کام ہمارے دین میں فرض و واجب ہے اگر وہی کام کافر بھی کرنے لگیں تو وہ کام ہم کو چھوڑنا نہ چاہیے اور جو کام مقتضائے بشریت اور آدمیت کا ہے اس کام میں بھی کافروں کی مشابہت کا لحاظ نہیں کرنا چاہیے جیسے کھانا پینا سونا جاگنا نکاح کرنا مگر ہاں ان کاموں میں کافر کوئی وضع مخصوص اپنی نکالیں تو وہ وضع مخصوص البتہ مسلمان کیلئے منع ہو جائے گی غرض کہ مشابہت کفار کی بہر حال نہیں کرنی چاہیے خواہ لباس پوشاک میں ہو خواہ چال ڈھال وضع میں خواہ مکان و سواری میں ہو یا رسوم و عادات میں ہو یا اعیاد اور عبادات میں ہو۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: (مشکوۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے

وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.

فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو مشابہ کیا کسی قوم سے تو وہ انہیں میں ہے۔

ف: یعنی جو شخص جس قسم کے ساتھ مشابہت کرے پھر وہ قوم خواہ نصاری ہو خواہ مجوس خواہ ہنود ہوں خواہ فساق خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں تو وہ شخص انہیں لوگوں میں شمار ہو جاتا ہے پھر اگر بالکل مشابہت اختیار کی تو بالکل جو احکام اس قوم کے حق میں جاری ہوتے ہیں وہی اس پر بھی جاری ہوں گے اور اگر تھوڑی مشابہت اختیار کی تو اسی قدر احکام اس قوم کے اس پر جاری ہوں گے مثلاً کوئی کافر اگر کسی مسلمان کی وضع بالکل عبادات اور معاملات اور عادات اور رسوم کی اختیار کرے اور اپنے کام چھوڑ دے تو اس کو مسلمان کہا جائے گا اور مسلمانوں کے ساتھ جیسے معاملات کئے جاتے ہیں ویسے ہی اس کے ساتھ بھی کئے جائیں گے پھر اگر وہ دل سے مسلمان ہوگا تو آخرت میں بھی مسلمانوں کے ساتھ بہشت میں ہوگا اور اگر صرف ظاہر داری کے واسطے مسلمان ہے تو دنیا ہی میں اس کو مسلمان جانیں گے اسی طرح جو مسلمان کافروں کی وضع اختیار کرے تو اسکو پھر انہی میں شمار کریں گے اگر نصاری کی وضع اختیار کی تو نصرانی ہے اور اگر مجوسی کی وضع اختیار کی تو مجوسی ہے اور اگر ہنود کی وضع اختیار کی ہنود ہے مسلمان نہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ رُكَانَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرْقُ مَابَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ رکانہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ فرق ہمارے اور مشرکوں کے درمیان یہ ہے کہ پگڑیاں ٹوپیوں پر۔

ف: یعنی مکہ کے مشرک صرف پگڑی باندھا کرتے تھے اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے تھے اور مسلمان ٹوپی پر پگڑی باندھتے تھے سو فرمایا کہ ہمارے اور ان کے درمیان میں یہ فرق ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو کافروں سے لباس میں فرق کرنا چاہیے اگر چہ

ادنیٰ بات میں ہو۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی) عَنْهُ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ داڑھیاں نہیں رنگتے سوتم مخالفت کروان کی یعنی رنگو۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضع میں کفار سے مخالفت کرنا چاہیے تو ان تینوں حدیثوں کا مضمون دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی امر میں کفار سے مشابہت کرنا نہ چاہیے مثلاً ہولی کی خوشی کرنا ہندوؤں سے ہولی کی ملاقات کرنا ہولی کھیلنا اپنے آدمیوں کو ہولی کا انعام دینا دیوالی میں روشنی کرنا دیوالی کی کھیلیں مٹھائی کھلونے آپس میں بانٹنا لڑکوں لڑکیوں کو بھی دینا دیوالی کا انعام نوکروں چاکروں کو دینا یا جیسے دیوالی میں روشنی کرتے ہیں شب برات میں بہت ہی روشنی کرنا دسہرے میں نیل کنٹھ دیکھنا مبارک سمجھنا نیل کنٹھ دکھانے والے کو یا اپنے نوکروں چاکروں کو دسہرے کا انعام دینا دیوالی دسہرے میں جانوروں کا رنگنا بسنت میں بسنتی پوشاک پہننا بسنت کے سبب مکان بسنتی رنگنا دسہرے بسنت نربدا گنگا ہردوار وغیرہ میلوں میں جانا جیسے ہندو جنیو کنٹھی پہنتے ہیں سیلیاں کنٹھی پہننا چوٹیاں رکھنا داڑھی منڈانا موچھیں بڑی رکھنا ماتھے پر قشقا ٹیکا لگانا گائے گنگا پیپل وغیرہ معابد ہنود کی تعظیم کرنا گائے کا گوشت نہ کھانا اس کی تعظیم کے سبب برا سمجھنا دھوتی باندھنا عورتوں کو لہنگا پہننا چوکا دے کر کھانا گوبر کو پاک سمجھنا اپنے آپ کو رلجہ کنور ٹھاکر کہلانا پیتل پھول کے اکثر برتنوں کا استعمال کرنا لڑکوں کو زیور پہنانا شادی میں کنگنا باندھنا مُدباچھانا یا ٹڈے کے طور پر اور کچھ کھڑا کرنا ریشمی پوشاک کو مرد کے حق میں مضائقہ نہ سمجھنا اور استعمال کرنا یہ سب ہندوؤں کی مشابہت ہے، اور نوروز کی خوشی کرنا مجوس کی مشابہت اور کرسی میز لگا کر بیٹھنا میز پر چھری کانٹے سے کھانا سینہ پر پیش رو گریبان رکھ کر اس میں بوتام لگانا اور

تنگ تنگ کپڑے پہنا گلو بند لگانا گفتار رفتار میں انگریزی وضع اختیار کرنا بڑے دن کی تعظیم کرنا نصاریٰ کو اس کی مبارک باد دینا بڑے دن کے سلام کو جانا اس سبب سے نذر دینا ڈالیاں گذراننا بگھی بیج گاڑی کی سواری اختیار کرنا دم بریدہ گھوڑوں پر سوار ہونا کوٹھیوں میں رہنا مکانوں کو فرش فروش جھاڑوں فانوسوں سے بہت آراستہ رکھنا چاندی سونے کے برتنوں کو استعمال کرنا غم میں سیاہ کپڑے پہنا، داڑھی مونچھ منڈانا یہ سب نصاریٰ کی مشابہت ہے اور اپنی شان وشوکت کے واسطے سب سے اونچے ہو کر بیٹھنا ٹانہیوں پر نمود کے واسطے سوار ہونا بہت سے جلوسواری میں شان وشوکت کے واسطے رکھنا ڈنکا ماہی مراتب اور گھڑیال رکھنا کوئی جھک کر سلام کرے آداب وتسلیمات بجالائے یا معاذ اللہ سجدہ کرے آس پاس قربان ہوئے اس سے راضی ہونا زری کمخواب تاش بادلہ اطلس کا لباس پہننا چاندی سونے کے ظروف کا استعمال کرنا یہ سب قیاصرہ اور اکاسرہ اور کفار، متکبرین کی مشابہت ہے سو مشابہت کو یہ امور ترک کرنا اور ان امور سے مخالفت چاہیے، اور بعضے اسباب زینت کے وہ ہیں کہ مخصوص ان کے حق میں حدیثیں آئی ہیں۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّھَبُ وَالْحَرِیْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِھَا.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) نسائی اور ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ ابوموسیٰؓ نے نقل کیا کہ جناب پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ حلال ہوا سونا اور حریر میری امت کی عورتوں پر اور حرام ہوا مردوں پر۔

ف: حریر اس کپڑے کو کہتے ہیں جس کا تانا بانا بالکل سب ریشم کا ہو یا بانا ریشم کا ہو سو ایسا کپڑا مرد کے حق میں اس کا استعمال کرنا حرام ہے خواہ بوڑھا ہو خواہ جوان خواہ لڑکا مگر لڑکا گنہگار نہیں ہوتا جو اس کو پہنائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور عورتوں کیلئے جائز ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اُهْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُلَّۃٌ سِیَرَآءُ فَبَعَثَ بِھَا اِلَیَّ فَلَبِسْتُھَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِی وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَبْعَثْ بِھَا اِلَیْکَ لِتَلْبِسَھَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِھَا اِلَیْہِ لِتُشَقِّقَھَا خُمُرًا بَیْنَ النِّسَآءِ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ نے نقل کیا کہ کسی نے بھیجا جناب پیغمبر خدا ﷺ کو ایک جوڑا کہ اس میں ریشمیں دھاریاں تھیں سو بھیجا وہ انہوں نے مجھ کو سو پہنا میں نے اس کو تو دریافت کیا میں نے غصہ حضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر تو فرمایا حضرت ﷺ نے کہ میں نے نہیں بھیجا تھا تجھ کو اس واسطے کہ تو پہنے میں نے تو اس واسطے بھیجا تھا تیرے پاس تا کہ تو پھاڑ دے اس کی اوڑھنیاں عورتوں میں۔

ف: باوجود یہ کہ وہ کپڑا بالکل ریشمی نہ تھا صرف اس میں ریشمیں دھاریاں تھیں سو حضرت علیؓ کو پیغمبر خدا پہنے ہوئے دیکھ کر غصہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اس واسطے بھیجا تھا کہ اس کو پھاڑ کر عورتوں کے واسطے اوڑھنیاں اس کی بنا دو تو اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو ریشمیں کپڑے سے کمال احتیاط چاہیے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ اِلَّا ھٰکَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَیْہِ الْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَۃَ وَضَمَّھُمَا۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے نقل کیا کہ جناب پیغمبر خدا ﷺ نے منع فرمایا پہننا ریشمی کپڑے کا مگر اس قدر اور اٹھائیں پیغمبر خدا ﷺ نے دو انگلیاں بیچ کی اور شہادت کی اور ملایا ان دونوں کو۔

ف: دریائی مشجر جو کپڑا بالکل ریشمی ہو دو انگل چوڑا گوٹ سنجاف اس کی لگالینا درست ہے مرد کو اس قدر زینت بہت ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

ترجمہ: (مشکوۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ حریر وہی پہنے گا دنیا میں جس کو کچھ نصیب نہیں آخرت میں۔

ف: یعنی جو مرد دنیا میں حریر پہنے وہ اس جہان کی نعمتوں سے محروم رہے گا غرض کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مرد کو دارائی اور جھونے اور اطلس اور مشجر اور گل بدن اور ریشمی مخمل وغیرہ لباس پہننا اور استعمال کرنا حرام ہے اور جو کرے وہ آخرت سے محروم ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَّعَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: (مشکوۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) ترمذیؒ نے اور ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے نقل کیا کہ نکلا ایک مرد اور اس کے بدن پر دو کپڑے سرخ تھے سو ان نے سلام کیا پیغمبر خدا ﷺ کو تو نہ جواب دیا حضرت ﷺ نے اس کے سلام کا وعلیک السلام۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرخ کپڑا پہننا مرد کو ایسا سخت حرام ہے کہ حضرت ﷺ نے سرخ کپڑا پہنے ہوئے شخص کے سلام کا جواب نہ دیا حالانکہ سلام کا جواب

واجب ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کے سلام کا بھی جواب دینا اچھا نہیں تا کہ وہ باز آئے پھر فاسق سے دوستی محبت رکھنے کا تو کیا ذکر ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّھَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَۃً فِیْھَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْھِہِ الْکَرَاھِیَۃَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَابَالُ ھٰذِہِ النُّمْرُقَۃِ قُلْتُ اِشْتَرَیْتُھَا لَکَ لِتَقْعُدَ عَلَیْھَا وَتَوَسَّدَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ ھٰذِہِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الصُّوْرَۃُ لَاتَدْخُلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ صدیقہؓ نے نقل کیا کہ میں نے خریدا ایک غالیچہ کہ اس میں تصویریں تھیں پھر جب اس کو دیکھا پیغمبر خداﷺ نے دروازہ پر کھڑے ہو رہے اور اندر نہ گئے تو پہچانی میں نے ان کے چہرہ پر ناخوشی تو کہا میں نے یا رسول اللہ میں توبہ کرتی ہوں اللہ رسول کے روبرو کیا گناہ کیا میں نے تو فرمایا رسول اللہﷺ نے کیسا ہے یہ غالیچہ میں نے کہا تمہارے لئے خریدا ہے کہ اس پر بیٹھو اور اس کا تکیہ بناؤ سو جناب پیغمبر خداﷺ نے فرمایا کہ تحقیق ان تصویروں والے عذاب میں پھنسیں گے اور کہا جائے گا ان کو کہ جان ڈالو ان میں جو بنایا تم نے اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے نہیں آتے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زینت کے واسطے بھی تصویر کی چیز کا مکان میں رکھنا نہ چاہیے چہ جائے کہ تصویریں بالخصوص بنانا اور خریدنا اور مکان میں زیب و زینت کے واسطے آئینوں میں لگانا بلکہ سب تصویروں کو ناپاک سمجھ کر مکان سے دور کیجئے کہ پیغمبر بھی

خوش ہوں اور فرشتے اس مکان میں آویں ان کے سبب مکان میں برکت ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے مکان سے بھی مانوس نہ ہونا چاہیے جس میں تصویر سامنے رکھی ہو۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ (وَاَبُوْدَاوٗدَ) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ قَالَ اَتَیْتُکَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَکُوْنَ دَخَلْتُ اِلَّا اَنَّه کَانَ عَلَی الْبَابِ تَمَاثِیْلُ وَ کَانَ فِی الْبَیْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِیْهِ تَمَاثِیْلُ وَ کَانَ فِی الْبَیْتِ کَلْبٌ فَمُرْ بِرَاْسِ التِّمْثَالِ الَّذِیْ عَلٰی بَابِ الْبَیْتِ فَیُقْطَعَ فَیَصِیْرَ کَهَیْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْیُقْطَعْ فَلْیُجْعَلْ وِسَادَتَیْنِ مَنْبُوْذَتَیْنِ تُوْطَاٰنِ وَمُرْ بِالْکَلْبِ فَلْیُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ (اور ابوداوٗدؒ) نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل کہا کہ آیا تھا میں تمہارے پاس کل سو نہ روکا مجھ کو کسی نے مکان میں جانے سے مگر اس سبب سے میں اندر نہ گیا کہ تھیں دروازے پر تصویریں اور گھر میں تھا رنگین پردہ کہ اس میں صورتیں تھیں اور گھر میں کتا تھا سو حکم کرو کہ سر دور کئے جائیں ان تصویروں کے جو دروازہ پر ہیں تو ہو جائیں جیسے درخت کی تصویر اور حکم کرو پردہ کو کہ پھاڑا جاوے تو بنائے جاویں دو تکیے پڑے رہیں پاؤں کے نیچے روندتے اور حکم کرو کتے کے واسطے کہ نکال دیا جائے سو کیا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی۔

اَ[1] وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ یَوْمَ

اور فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ نکلے گی ایک [1]لنبی گردن دوزخ سے قیامت کے دن اس

[1] یہ دوسری حدیث ہے اور حضرت ابوہریرہؓ سے ہی مروی ہے اسے صرف ترمذی نے ذکر کیا ہے۔ مصحح

الْقِیٰمَۃِ لَھَا عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ یَنْطِقُ یَقُوْلُ اِنِّیْ وُکِّلْتُ بِثَلٰثَۃٍ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَکُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِیْنَ۔

کی دو آنکھیں ہونگی دیکھتی اور دو کان ہوں گے سنتے اور زبان ہوگی بوتی کہے گی میں متعین ہوں تین شخص پر ہر مغرور ڈھیٹ پر اور باکل ایسے لوگوں پر جنہوں نے ٹھیرایا اللہ کے ساتھ معبود اور تصویر بنانے والوں پر۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر درخت کی تصویر ہو یا ایسی تصویر ہو کہ ذلیل وخوار پاؤں کے نیچے پڑی رہے اس سے کچھ خوبصورتی زینت چیز کی مقصود نہ ہو اور وہ چیز بھی نمود کی نہ ہو چھپی پڑی رہتی ہو جیسے تکیہ وغیرہ کسی چیز کے اندر تصویر ہو کہ ظاہر میں معلوم نہ ہوتی ہو تو مضائقہ نہیں مگر یہ زیب وزینت کے لئے مورتیں تصویریں رکھنا خواہ دروازے پر ہوں خواہ مکان کے اندر ہوں خواہ دیوار پر ہوں خواہ کپڑے پر ہوں اور دیوار گیریاں لگانا اور زینت کے واسطے کتے پالنا اور گھر میں رکھنا ایسا بُرا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے اور روز قیامت کو مصور اور کافر اور تکبر اور غرور اور سرکشی کرنے والے لوگ ایک ساتھ دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے اور دوزخ کی گردن دوڑ دوڑ کر ان کو پکڑے گی۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لٹکایا اپنا کپڑا اترا پن سے تو نظر نہ کرے گا خدائے تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن۔

ف: اگر کسی کا پائجامہ یا قبا یا تہمد وغیرہ کپڑا اتفاقاً نیچا ہو گیا تو وہ علیحدہ بات ہے مگر زینت اور وضع داری کے واسطے کپڑا ٹخنے سے نیچا کرنا حرام ہے کہ اس شخص کی طرف اللہ تعالیٰ مہربانی کی نظر نہ کرے گا۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) بخاریؒ نے ذکر کیا کہ حضرت ابی ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو نیچے ہو ٹخنوں سے ازار وہ دوزخ میں ہے۔

ف: ازار کہتے ہیں لنگی تہمد کو اس میں شامل ہے پائجامہ سو جس قدر کہ ٹخنے سے نیچا ہوا تنا پاؤں دوزخ میں ڈالا جائے گا یعنی نیچا پہنا کام دوزخیوں کا ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ وَالْقَمِیْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَیْئًا خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ اور نسائیؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے پیغمبر خدا ﷺ سے نقل کیا کہ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ نیچا کپڑا کرنا پائجامہ میں اور قمیص میں اور پگڑی میں منع ہے جس نے نیچا کیا ان میں کچھ اترانے سے نظر نہ کرے گا خدا اس کی طرف قیامت کے دن۔

ف: لنگی پائجامہ آدھی پنڈلی تک بہتر ہے اور ٹخنے کے اوپر تک جائز اور آستین گٹے تک چاہیے اور دامن نصف ساق تک چاہیے اور عمامہ پگڑی کا شملہ آدھی پیٹھ تک درست ہے پھر اس سے زیادہ نیچا کوئی کپڑا اگر کوئی شخص کرے تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کو نظر مہربانی کی نہ کرے گا۔

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ: (مشکوۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کپڑا مشہور ہونے کا پہنا دنیا میں پہناوے گا اس کو اللہ تعالیٰ کپڑا رسوائی کا قیامت کے دن۔

ف: یعنی جس نے ایسا کپڑا پہنا کہ اس کے سبب مشہور ہو کہ یہ شخص ایسا مثلاً ایسا سبز عمامہ اس واسطے باندھے کہ لوگ جانیں کہ یہ سید ہے یا سیاہ یا سبز لباس اس واسطے پہنے کہ لوگ حاجی جانیں یا اونچی اونچی ٹوپیاں تاج سر پر دھرنا اور سیلیاں اور کفنیاں پہننا اور لنگیاں باندھنا تاکہ لوگ فقیر جانیں یا ایسا لباس پہننا کہ لوگ جانیں کہ یہ امیر ہے حاکم ہے کرتا جبا فرغل اس واسطے پہنے کہ لوگ جانیں کہ یہ مشائخ ہے عالم ہے بزرگ ہے خواہ کپڑا اس وضع کا ہو خواہ رنگ اس وضع کا ہو سب حرام ہے اور جزا اس کی قیامت کے روز رسوائی ہے مگر یہ معلوم رہے کہ سپاہیوں کی ورزی اس سے باہر ہے اور وہ اور بات ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْھَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْھَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَّصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْھَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْھِہٖ وَکَفَّیْہِ۔

ترجمہ: (مشکوۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اسماء آئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ان کے بدن پر باریک کپڑے تھے سو منہ پھیر لیا ان کی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ اے اسماء عورت جب پہنچے جوانی کو ہرگز مناسب نہیں اس کو کہ دکھائی دے اس کا بدن سوا اس کے اور اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کی طرف

ف: یعنی ایسا باریک کپڑا جس سے بدن معلوم ہو پہننا نہیں درست اور کوئی عضو عورت کا کھلا نہ چاہیے مگر چہرے کا اور گٹے تک ہاتھ کا کھلا رہنا مضائقہ نہیں پھر لوٹ جالی اور گاچھ اور بک اور لاہی اور باریک جھولا وغیرہ ایسا کپڑا کہ جس سے بدن نظر آئے پہننا نہیں درست اور وہ عورت گویا ننگی ہے پھر جس کے سامنے عورت کو ننگے پھرنا درست ہے اس کے سامنے یہ بھی روا ہے۔

اَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) امام مالکؒ نے ذکر کیا کہ علقمہ بن ابی علقمہؒ نے اپنی ماں سے سنا ہوا نقل کیا کہ عبدالرحمٰن کی بیٹی بی بی حفصہ آئیں بی بی عائشہؓ کے پاس باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے تو پھاڑ ڈالی بی بی عائشہؓ نے وہ اوڑھنی اور اڑھائی ان کو گاڑھی اوڑھنی۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتوں کی بھی محفل میں ایسا باریک کپڑا پہن کر جانا درست نہیں پھر دیور جیٹھ خاوند کے بھانجے بھتیجے وغیرہ مردوں کا تو ذکر کیا ہے سو یہ جو اس ملک میں رسم ہے کہ عورتیں دیور جیٹھ وغیرہ مردوں سے پردہ نہیں کرتی ہیں اور ان کے سامنے کہنیوں تک ہاتھ اور گردن تک سر کھلے ہوئے بے دھڑک پھرا کرتی ہیں یہ محض حرام ہے باہر کے غیر مردوں میں اور ان مردوں کے پردے کے معاملے میں کچھ فرق نہیں ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ شوہر کے بھائی بھتیجوں کے سامنے ہونا عورت کا درست ہے یا نہ؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسے رشتہ دار عورت کے حق میں گویا موت ہیں یعنی جیسا لوگ موت سے ڈرتے اور بچتے اور پرہیز کرتے ہیں ویسا ہی خاوند کے بھائیوں وغیرہ سے عورت کو چھپنا اور پرہیز کرنا چاہیے مگر معلوم رہے کہ خاوند کے باپ سے یا بیٹے سے پردہ ضروری نہیں۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَمَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے دیکھی سونے کی انگوٹھی ایک شخص کے ہاتھ میں تو نکالا اس کو اور پھینک دیا پھر فرمایا کہ متوجہ ہوتا ہے کوئی شخص تم میں سے آگ کی چنگاری کی طرف تو لیتا ہے اس کو اپنے ہاتھ میں پھر لوگوں نے پیغمبر خدا ﷺ کے اٹھ جانے کے بعد اس آدمی سے کہا کہ لے لے اپنی انگوٹھی کچھ فائدہ حاصل کر لے اس سے اس نے کہا نہ لوں گا میں اس کو کبھی کہ پھینک دیا ہے اس کو پیغمبر خدا ﷺ نے۔

ف: سبحان اللہ کامل مسلمان ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ وہ شخص تھا کہ اس نے اپنی سونے کی انگوٹھی کو پھر نہ اٹھایا اس لحاظ سے کہ جب خود حضرت ﷺ نے اس کو میرے ہاتھ سے نکال کر پھینک دیا پھر میں کیوں کر اس کو اٹھاؤں باوجود یکہ اصحابوں نے اس کو سمجھایا کہ اٹھا لے اسے اور کچھ فائدہ حاصل کرلو۔ بیچ دو یا عورت کو دیدو مگر اس نیک مرد نے نہ لی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی انگوٹھی چھلا مرد کو پہننا حرام ہے اور گویا یہ دوزخ کی چنگاریاں ہیں۔

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ

حَرِیْرًا فَجَعَلَهٗ فِیْ یَمِیْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِیْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ۔

نے لیا حریر اپنے داہنے ہاتھ میں اور لیا سونا بائیں ہاتھ میں پھر فرمایا کہ تحقیق یہ دونوں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد کو استعمال کرنا زینت کے واسطے حریر اور سونے کا حرام ہے مگر ہاں کوئی غرض صحیح اگر پیش آئے تو ہاتھ میں تھوڑی دیر لے لینا مضائقہ نہیں جیسے اشرفی تڑانے کو اور حریر بیچنے کو یا کسی کے دکھلانے کو ہاتھ میں لے لینا مباح ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّحَلِّقَ حَبِیْبَهٗ حَلْقَةً مِّنْ نَّارٍ فَلْیُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّطَوِّقَ حَبِیْبَهٗ طَوْقًا مِّنْ نَّارٍ فَلْیُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِّنْ ذَهَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّسَوِّرَ حَبِیْبَهٗ سِوَارًا مِّنْ نَّارٍ فَلْیُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِّنْ ذَهَبٍ وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوْا بِهَا۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الخاتم میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی جورو کو آگ کا بالا پہنانا چاہے تو بالا پہنائے سونے کا اور جو شخص اپنی جورو کے آگ کی ہنسلی ڈالنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ ہنسلی ڈالے سونے کی اور جو شخص چاہے کہ کڑے کنگن پہنائے اپنی جورو کو آگ کے تو کڑا یا کنگن پہنائے سونے کا مگر جائز ہے تم پر چاندی سو کھیل لو اس سے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کا بالا دریاں نتھ کڑے کنگن چوڑیاں ہنسلیاں عورتوں کو پہننا حرام ہے مگر اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا پہننا عورتوں کو جائز ہے اور مردوں کو سونا چاندی دونوں استعمال کرنا حرام ہے خواہ دونوں ملے ہوئے ہوں

خواہ علیحدہ علیحدہ تو ان مضمونوں کو یوں سمجھنا چاہیے کہ یا یہ مطلب ہے کہ چاندی کا زیور عورتوں کو پہننا مطلق درست ہے اور سونا اگر نرا ہو جیسے کڑے ہنسلیاں بالے نتھ تو وہ نادرست ہے اور اگر اس میں چاندی ملی ہو یا ملمع ہو یا جڑاؤ ہو تو جائز اور مباح ہے یا یہ مطلب ہے کہ سونا بھی مطلق مباح ہے مگر استعمال اس کا اچھا نہیں جیسے طلاق دینا جائز ہے پر اچھا نہیں، یا یہ حدیث اس زیور کے حق میں ہے جس کی زکوٰۃ نہ دے لیکن اس حدیث میں یوں فرمایا کہ سونے کا بالا اور ہنسلی اور کڑا گویا کہ آگ کا بالا اور ہنسلی اور کڑا ہے یعنی پہننے والی کا وہ جسم دوزخ میں جلے گا تو مسلمان کو بہر حال نرے سونے کے زیور سے پرہیز کرنا چاہیے صرف زینت کے واسطے چاندی کیا کم ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْرَبَ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَالذَّھَبِ وَاَنْ نَّاْکُلَ فِیْھَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَیْہِ:	ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ حذیفہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے ہم کو منع فرمایا چاندی اور سونے کے برتن میں پینے اور کھانے سے اور حریر اور دیبا پہننے اور اس پر بیٹھنے سے۔

ف: دیبا نام ہے ایک ریشمی کپڑے کا سو دیبا اور دارائی کا پہننا اور مسندیں اس کی بنانا اور سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے اور اس میں داخل ہے چاندی کا عطردان اور پان دان خاصدان اور چمچے وغیرہ ظروف اور آلات چاندی سونے کے ان سب کا استعمال حرام ہے۔

اَخْرَجَ الدَّارَ قُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ	ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاشربہ میں لکھا ہے کہ دارقطنی نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے

شَرِبَ فِیْ اِنَاءِ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ اِنَاءٍ فِیْهِ شَیْءٌ مِّنْ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ۔

پیا برتن میں سونے کے یا چاندی کے یا اس برتن میں جس میں کچھ بھی سونا چاندی ہو سو وہ غرغر پیتا ہے اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کا برتن ہو یا چاندی کا یا دونوں سے ملا ہو یا جس برتن پر سونے یا چاندی کا ملمع ہو یا گل بوٹے سونے کے بنے ہوئے ہوں یا فقط تحریریں سونے کی چاندی کی ہوں اس میں کھانا پینا ایسا برا ہے کہ قیامت کے روز اس کو دوزخ کی آگ پلائی جائے گی۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) بخاری نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ لعنت کی پیغمبر خدا ﷺ نے عورت کی وضع بننے والے مردوں کو اور مرد کی وضع بننے والی عورت کو۔

ف: یعنی جو عورت عورتوں کی وضع چھوڑ کر مردانی وضع اختیار کرے اور جو مرد مردانی وضع چھوڑ کر زنانی وضع اختیار کرے ان دونوں پر لعنت ہے یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہے کہ وہ شخص جیسا اس کو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے اس پر راضی نہیں دوسری قسم میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے پس یہ جو بعضے نام کے مرد اپنے آپ کو ہیجڑا خواجہ کر ڈالتے ہیں سر پر بڑے بڑے بال رکھ کر داڑھی منڈا کر مہندی مسی لگا کر پان کھا کر چھلے انگوٹھیاں سرخ کپڑے پہن کر اپنے آپ کو عورت سا بناتے ہیں وہ سب اس میں داخل ہیں اور جو شخص جس قدر عورتوں کی وضع اختیار کرے اس قدر اس میں شامل ہے اسی طرح جو عورت گھوڑے پر سوار ہو ہتھیار باندھے یا انگرکھا قبا ٹوپی پگڑی مردانہ لباس پہنے اور مردانی گفتگو کرے غرض

کہ چال ڈھال وضع مردانی اختیار کرے تو اس پر بھی لعنت ہے۔اور یہ بھی معلوم رہے کہ عورت کو سرمہ اور مہندی نہ لگانا خوشبو نہ ملنا اور باوجود میسر ہونے کے زیور اپنا نہ پہننا رنگین کپڑے نہ پہننا اور سوا اپنے دین کی بات کے اور لکھنا پڑھنا زیادہ ہنر سیکھنا عورت کو منع ہے۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ! قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بَالرِّجَالِ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) بخاریؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ تعالیٰ نے مشابہت کرنے والے مردوں کو عورتوں سے اور مشابہت کرنے والی عورتوں کو مردوں سے۔

ف: مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے وضع میں گفتگو میں لباس میں چال میں نشست و برخاست میں مشابہت حرام ہے کہ مشابہت کرنے والے پر لعنت پڑتی ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ بِالْحِنَّآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَابَالُ ھٰذَا قَالُوْا یَتَشَبَّہُ بِالنِّسَآءِ فَاَمَرَبِہٖ فَنُفِیَ اِلَی النَّقِیْعِ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا نَقْتُلُہٗ فَقَالَ اِنِّیْ نُھِیْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّیْنَ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ حضرت ابوہرہؓ نے نقل کیا کہ لوگ لائے پیغمبر خدا ﷺ کے پاس ایک مخنث کو اس نے رنگے تھے اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مہندی سے سو فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ کیا ہے یہ شخص لوگوں نے کہا کہ اپنے آپ کو بنایا ہے عورتوں کی طرح تو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے لئے سو وہ نکالا گیا نقیع کی طرف پھر لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بھلا ہم اس کو قتل نہ کر ڈالیں فرمایا کہ مجھ کو منع ہوا ہے قتل کرنا نمازیوں کا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کو ذرا بات میں بھی عورتوں کی مشابہت کرنا نہ چاہیے کہ اس شخص نے تو مہندی ہی ہاتھ پاؤں کو لگائی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کو نکلوا دیا اور بستی میں اس کا رہنا گوارا نہ کیا پھر زینت کے واسطے مرد کو پان کھانا سرمہ لگانا یا کرتہ کا گریبان آگے کو عورتوں کی طرح رکھنا یا نیچے نیچے پائجامہ پہننا یا بڑے بڑے بال سر پر رکھنا غرض کہ جس بات میں عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہو مرد کو نہ چاہیے اور سرمہ شب کو لگانا مرد کے واسطے سنت ہے کہ اس میں کچھ زینت نہیں صرف فائدہ مقصود ہے اور یہ بھی اس حدیث سے دریافت ہوا کہ مخنث اور زنانے اور سدا سہاگن فقیر منہ دیکھنے کے قبل نہیں ہیں اگر بے نماز ہوں تو قابل قتل کے ہیں۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَاٰى رَجُلًا بِيَدِهٖ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ قَالَ مَا هٰذِهٖ اَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهٖ وَاَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَاِنَّهَا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهَا فِي الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب اعداد آلۃ الجہاد میں لکھا ہے کہ ابن ماجہؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ نے نقل کیا کہ جناب پیغمبر خدا ﷺ کے ہاتھ میں تھی کمان عربی سو دیکھا ایک آدمی کو اس کے ہاتھ میں تھی کمان فارسی سو فرمایا کہ یہ کیا ہے پھینک دے اس کو اور اختیار کر ایسی اور اسی طرح کی اور تیر کہ اس سے مدد کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارے دین میں اور عمل دے گا تمہارا ملک میں۔

ف: فارسی کمان سخت ہوتی ہے اور عربی کمان نرم ہوتی ہے سو فرمایا کہ ایسی فارسی کمان رکھنا نہ چاہیے اس واسطے کہ فتح شکست اللہ کی طرف سے ہے سو عربی کمانیں اور تیر بھی کافی ہیں کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اور دین جاری ہوگا اور ملکوں میں عمل ہوگا تو اس سے معلوم ہوا کہ اپنی شجاعت اور جواں مردی اور زور جتانے کے واسطے بڑی بڑی تیغیں اور بڑی بڑی ڈھالیں اور بھاری بھاری بندوقیں باندھنا اور سخت سخت کمانیں رکھنا نہ

چاہیے شجاعت کا دل سے تعلق ہے اور فتح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ظاہری اسباب کے واسطے ہلکے ہلکے ہتھیار کافی ہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "تَكُوْنُ اِبِلٌ لِلشَّیَاطِیْنِ" اَمَّا اِبِلُ فَقَدْ رَاَیْتُهَا یَخْرُجُ اَحَدُكُمْ بِنَجِیْبَاتٍ مَعَه قَدْ اَسْمَنَهَا فَلَا یَعْلُوْ بَعِیْرًا مِنْهَا وَیَمُرُّ بِاَخِیْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهٖ فَلَا یَحْمِلُهٗ۔

ترجمہ: مشکوۃ کے باب آداب السفر میں لکھا ہے کہ ابوداوٗد نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بعضے اونٹ شیطانوں کے ہوتے ہیں" سو وہ میں نے دیکھے کہ نکلتے ہیں بعضے شخص سانڈنیاں لے کر اپنے ساتھ کہ ان کو موٹا کر رکھا ہے سو وہ سوار نہیں ہوتے کسی اونٹ پر ان میں سے اور ہو نکلتے ہیں اپنے بھائی پر کہ وہ تھک گیا چلنے سے تو نہیں سوار کر لیتے اس کو۔

ف: یعنی جو لوگ شان اور شوکت اور نام کے واسطے اونٹ پالتے ہیں پھر جلو کے واسطے سواری میں ساتھ لے کر چلتے ہیں کہ نہ خود اس پر چڑھتے ہیں نہ اور کسی مسلمان بھائی کو اگر چہ وہ بے چارہ منزل کا مارا تھکا ہو مگر اس پر چڑھا نہیں لیتے یہ صرف شان کے لئے ان سانڈنیوں کو کھلا کھلا کر موٹا کرتے ہیں سو وہ کسی کام تو آتی ہی نہیں مگر شیطانوں کی ٹھیر جاتی ہیں کہ شیطان اس بات سے خوش ہوتا ہے اس حدیث سے بوجھا گیا کہ یہ جلو کی سانڈنیاں اونٹ شیطان کا کارخانہ ہے اور مسلمان کو چاہیے کہ اس کو شیطان کی سواری سمجھ کر دور کرے اور کام میں لگائے اور اپنے آپ کو شیطان کی ذریت میں داخل نہ کرے۔

یہ حدیث یہاں قدرے اختصار کے ساتھ لائی گئی ہے۔ مصحح

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَیْلِ قَالَ فَالْخَیْلُ ثَلَاثَۃٌ ھِیَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَّھِیَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّھِیَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِیْ ھِیَ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَھَا رِیَآءً وَّفَخْرًا وَّنِوَآءً عَلٰی اَھْلِ الْاِسْلَامِ فَھِیَ لَہٗ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ لَہٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰہِ فِیْ ظُھُوْرِھَا وَلَا رِقَابِھَا فَھِیَ لَہٗ سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ ھِیَ لَہٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لِاَھْلِ الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الزکوٰۃ میں لکھا ہے کہ مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ نے نقل کیا کہ پوچھا گیا پیغمبر خدا ﷺ سے حال گھوڑوں کا فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہیں کہ ایک طرح کے گھوڑے آدمی کے واسطے گناہ ہیں اور ایک گھوڑے آدمی کے حق میں موجب عیب پوشی کا ہیں اور ایک قسم کے گھوڑے آدمی کے لئے ثواب ہیں سو وہ جو اس کے لئے گناہ ہیں وہ یوں ہیں کہ آدمی نے گھوڑا باندھا دکھانے کو اور بڑائی کو اور چڑھائی کرنے کو مسلمان پر سو وہ گھوڑے اس کے لئے گناہ ہیں اور جو اس کے لئے پردہ ہیں سو وہ یوں ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں پھر نہ بھولا حق اللہ کا اس کی سواری میں نہ اس کی گردن میں یعنی کسی کو کبھی مانگے بھی دے اور اس کی زکوٰۃ بھی دے اور خبر گیری اس کے کھانے پینے کی رکھے سو ایسے گھوڑے آدمی کے واسطے موجب عیب پوشی کا ہیں کہ اس کو کوئی محتاج نہیں جانتا اور وہ جو اس کے لئے اجر ہیں سو وہ یوں ہے کہ آدمی نے گھوڑا باندھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسلمانوں کے واسطے یعنی اس لئے تا کہ مسلمان اس پر سوار ہو کر جہاد کریں۔

۱؎ یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے۔ مصحح

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نام کے واسطے اور فخر کے لئے گھوڑے رکھنا حرام ہے پھر کوتل گھوڑے سواریوں کے ساتھ رکھنا تو صرف گناہ کا کام ہے مگر ہاں گھوڑے سواری کے لئے یا جہاد کی نیت پر باندھنا درست اور بہتر ہے سو سواری کے گھوڑوں میں دو حق اور بھی لگے ہوئے ہیں ایک یہ کہ کبھی کسی مسلمان حاجت مند کو عاریۃً بھی سوار ہونے کیلئے دے دوسرے یہ کہ وہ گھوڑے جنگل سے چرآتے ہوں تو ان کی زکوٰۃ بھی دے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَۃُ کُلُّھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا الْبِنَآءَ فَلَا خَیْرَ فِیْہِ.

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق میں لکھا ہے کہ ترمذیؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ خرچ سب اللہ کی راہ میں ہیں سوائے مکان بنانے کے سو اس میں خیر نہیں۔

ف: اور جتنے خرچ ہیں اگرچہ اپنے خانہ داری کے امور میں ہوں اگر ان خرچوں میں نیت ثواب کی ہو تو ثواب ملتا ہے مگر عمارت بنانے میں اگرچہ نیت ثواب کی کرے مگر ثواب نہیں ملتا مثلاً کسی نے کپڑا اپنے واسطے اس نیت پر بنایا کہ اس کو پہن کر عبادت کروں گا یا اپنی جورو لڑکوں غلاموں چھوکریوں کو یا اور رشتہ داروں کو کھانا کپڑا دیا اچھا اس نیت پر کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا حق مجھ پر رکھا ہے تو البتہ ثواب ملے گا۔ اور مکان رہنے کا اگر حاجت ضروری سے زیادہ بنایا خواہ اپنے لئے خواہ جورو لڑکوں کے لئے اس میں ثواب نہیں ملتا پھر مکان کی بہت سی زینت کرنا وہ تو محض رائگاں ہے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا وَنَحْنُ مَعَہٗ فَرَاٰی قُبَّۃً مُّشْرِفَۃً فَقَالَ

ترجمہ: مشکوٰۃ کی کتاب الرقاق میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ باہر آئے ایک دن اور

مَاهٰذِهٖ قَالَ اَصْحَابُهٗ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّا جَآءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرِفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوّٰهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَافَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكٰى اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَآءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَالَا اِلَّا مَالَا يُغْنِيْ اِلَّا مَالَا بُدَّ مِنْهُ.

ہم آپؐ کے ساتھ تھے تو دیکھا ایک گول بلند گھر سو فرمایا کہ یہ کیا ہے اصحابوں نے کہا یہ فلانے آدمی کا ہے انصار میں سے تو چپ ہو رہے اور اٹھا رکھا اس بات کو اپنے دل میں اس وقت تک کہ وہ مالک اس کا آیا تو سلام کیا حضرت ﷺ کو لوگوں میں تو منہ پھیر لیا حضرت ﷺ نے اس سے کیا حضرت ﷺ نے یہ کئی بار اس قدر کہ پہچانا اس آدمی نے غصہ اس میں اور منہ پھیرنا اپنی طرف سے سو شکوہ کیا اس نے اس بات کا اصحابوں سے اور کہا قسم خدا کی میں ناخوش پاتا ہوں رسول اللہ ﷺ کو اصحابوں نے کہا کہ آپ ﷺ نکلتے تھے سو تیرا گول گھر دیکھا تھا تو پھر او وہ آدمی اپنے گول گھر کی طرف سو کھود ڈالا اس کو ایسا کہ برابر کر دیا زمین سے پھر نکلے رسول خدا ﷺ ایک دن تو نہ دیکھا اس گول گھر کو سو فرمایا کیا ہوا وہ گول گھر یاروں نے عرض کیا کہ شکوہ کیا ہمارے سامنے اس کے مالک نے آپ کے منہ پھیر لینے کا سو ہم نے خبر کر دی سو کھود ڈالا اسنے وہ تو فرمایا حضرت ﷺ نے کہ خبردار ہو کہ کل مکان بنانا گناہ ہے مکان والے پر مگر جو ضروری ہے اس قدر جو لابد ہے۔

ف: یعنی جو مکان دن کے یا رات کے بیٹھنے کے واسطے ضروری ہے یا اسباب رکھنے کو جانور کے آرام کو ہو اس کا مضائقہ نہیں یا جس مکان کے بنانے کا خدا اور رسول کا حکم ہو جیسے مسجد سوا اس کے اور مکان بنانا یا اپنے مکان اونچے اونچے بلند بہت بنانا وبال و گناہ ہے چنانچہ اس مرد مسلمان انصاری کا گول گھر بلند بنا ہوا دیکھ کر حضرت ﷺ ایسے ناخوش ہوئے کہ اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور باوجودیکہ اس نے کئی مرتبہ سلام کیا حضرت ﷺ نے جواب نہ دیا پھر اس نے حضرت ﷺ کے ناخوش ہونے کے سبب وہ کھود ڈالا سو ہر مسلمان کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ بُیُوْتٌ لِلشَّیَاطِیْنِ قَالَ سَعِیْدٌ لَا اَرَاھَا اِلَّا ھٰذِہٖ الْاَقْفَاصَ الَّتِیْ یَسْتُرُ النَّاسُ بِالدِّیْبَاجِ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب آداب السفر میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہوتے ہیں بعضے گھر شیطانوں کے سعید نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں وہ گھر مگر یہی پنجرے کہ پوشش اس کی کرتے ہیں لوگ دیبا سے یعنی ریشمین سے۔

ف: یعنی یہ جو لوگ بعضی حویلی مکان کو آراستہ کرتے ہیں کہ اس میں ریشمین دیوار گیریاں اور چھتیں اور پردہ لگاتے ہیں یا الماریوں میں اور پالکیوں میں نالکیوں میں میانوں میں حریر وغیرہ لگا کر مزین کرتے ہیں سو یہی مکان شیطانی گھر ہیں المقصود مکان حاجت سے زیادہ یا بہت اونچا بنانا یا مکان کو بہت آراستہ چھتوں پردوں دیوار گیریوں سے کرنا یہ سب شیطان کے امور ہیں کہ ان سے مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہیے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلم نے ذکر کیا کہ انسؓ

اَللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

نے نقل کیا کہ منع فرمایا جناب پیغمبر خدا ﷺ نے زعفران لگانے سے مردکو۔

ف: یعنی مردکو خوشبو کے واسطے یا زینت کے لئے اپنے کپڑے میں یا بالوں میں یا ہاتھ پاؤں میں زعفران یعنی کیسر لگانے سے منع فرمایا سو مردکواس طرح پر زعفران کا استعمال کرنا حرام ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ یَّعْلٰی بْنِ مُرَّۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلَیْہِ خَلُوْقًا فَقَالَ اَلَکَ امْرَاَۃٌ قَالَ لَا قَالَ فَاغْسِلْہُ ثُمَّ اغْسِلْہُ ثُمَّ اغْسِلْہُ ثُمَّ لَا تَعُدْ.

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ترمذیؒ اورنسائیؒ نے ذکر کیا کہ یعلی بن مرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے دیکھا خلوق اس کو لگا ہوا فرمایا کیا تیری عورت ہے شاید عورت کے بدن سے اس کے خلوق لگ گیا ہو، اس نے کہا کہ نہیں فرمایا اسکو دھو پھر دھو پھر دھو پھر ایسا نہ کرنا۔

ف: عرب کی عوتیں کیسر وغیرہ کئی چیزیں خوشبو کی ملا کر اس کی خوشبو بناتی ہیں جیسے ہندوستان میں سلر گا سو وہ مرد کو لگانا حرام ہے سو حضرتؐ نے یعلیؓ کو لگائے ہوئے دیکھا تو تین بار دھلوایا اور آئندہ کو منع فرمایا۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوۃَ رَجُلٍ فِیْ جَسَدِہٖ شَیْئٌ مِّنْ خَلُوْقٍ.

ترجمہ: مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے کہ ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ ابی موسیٰؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا نماز اس شخص کی جس کے بدن میں کچھ بھی خلوق ہو۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سَفَرٍ وَ قَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُوْنِي بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ.

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ عمارؓ نے نقل کیا کہ میں آیا تھا اپنے گھر سفر سے اور پھٹ گئے تھے میرے ہاتھ سو گھر والوں نے مجھے خلوق لگایا زعفران کا سو صبح کو میں آیا رسول خدا ﷺ کے پاس تو سلام کیا میں نے تو نہ جواب دیا مجھ کو اور فرمایا کہ جا دھو ڈال اس کو بدن سے۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُوْدَاؤدَ وَ النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيْبُ الرِّجَالِ مَاظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِيَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَاظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِيَ رِيْحُهٗ.

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ خوشبو مردوں کی وہ ہے جس کی کھلی ہووے بُو اور چھپا ہو رنگ اور خوشبو عورتوں کی وہ جس کا ظاہر ہو رنگ اور چھپی ہو بُو اس کی۔

ف: یعنی مردوں کو ایسی خوشبو لگانا حلال اور بہتر ہے کہ جس کی خوشبو تو معلوم ہو اور رنگ نہ معلوم ہو جیسے عطر اور عورتوں کو ایسی خوشبو لگانا چاہیے کہ جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو نزدیک سے معلوم ہو جیسے زعفران اور صندل سے رنگا کپڑا اور جو اس طرح کا ہو۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ

ترجمہ: (مشکوۃ کی کتاب اللباس میں لکھا ہے) مسلمؒ نے ذکر کیا کہ جابرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ ایک بچھونا مرد کے لئے اور ایک اس کی عورت کے

وَفِرَاشٌ لِّامْرَاَتِہٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ.

لئے اور تیسرا مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کے لئے۔

ف: یعنی اپنے اور اپنی عورت کے واسطے ایک بچھونا اور مہمان کے واسطے ایک بچھونا زیادہ چاہیے پھر جس کے ہاں مہمان اکثر آیا کرتے ہوں اس قدر اس کو مضائقہ نہیں مگر اس تین قسم سے زیادہ بچھونا ہو وہ بچھونا شیطان کے لئے ہوگا یعنی وہ ریا اسراف اور تکبر کے اسباب میں داخل ہے شیطانی کام ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ کسے ہوئے پلنگ اور مسہریاں اور کونچیں تیار بچھونے، بچھے ہوئے مکان میں زینت کے واسطے رکھا کرتے ہیں اور ہر مکان میں فرش بچھے رکھتے ہیں سو یہ سب سامان شیطانی ہیں۔

اَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مخالفت کرو مشرکوں سے بڑی بڑی کرو داڑھیاں اور کم کرو موچھیں۔

ف: کافروں کے ملک میں اکثر نصاریٰ داڑھی مونچھیں منڈواتے ہیں اور سکھ داڑھ موچھ دونوں رکھتے ہیں اور ہندو اکثر داڑھی منڈواتے اور بڑی بڑی موچھیں رکھتے ہیں اور بعضے گل مچھے رکھتے ہیں اور بعضے خوبصورتی کے واسطے داڑھ رکھ کر بیچ میں سے چیر کر کانوں پر باندھتے ہیں اور مسلمان کو کافروں سے مخالفت چاہیے اور داڑھی موچھ آدمی کے چہرے پر ہوتی ہے اور پہلے چہرہ ہی پر خیال جاتا ہے سو فرمایا کہ داڑھی موچھ اس طرح پر رکھو کہ کسی طرح کافروں سے مشابہ نہ ہو کہ صورت ہی دیکھنے سے معلوم ہو جائے کہ یہ شخص مسلمان ہے سو داڑھیاں بڑی بڑی کرو یعنی ایسی کہ جس جگہ سے یہ معلوم ہو کہ یہ آدمی ہے

وہیں سے اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ اس کے منہ پر داڑھی بھی ہے سیاہی یا چونہ منہ پر نہیں لگا اور موچھیں کم کرو یعنی جیسے بھویں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑی داڑھی گویا علامت اور نشانی دین اسلام کی ہے بلکہ مسلمان کی وردی کے قائم مقام ہے اور ایک مشت سے داڑھی کم کرنا یا موچھیں بڑی بڑی کرنا علامت کفر کی ہے اور داڑھی منڈانا یا ٹھوڑی پر کم اور چپ وراست زیادہ رکھنا یہ علامت اور نشانی شرک کی ہے اور شعار اسلام سے بعید۔

أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا.

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مغفلؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے منع کیا کنگھی کرنے سے مگر کبھی کبھی۔

ف: یعنی ہر روز کنگھی کرنا سر کے بالوں میں مرد کو یا داڑھی میں یہ تکلف ہے اور محض زینت اور سنگار کے واسطے ہے سو یہ منع ہے ہاں کبھی ایک روز یا دو روز یا تین روز یا ہفتہ کے بعد کرلیا کرے تا کہ بال خراب نہ ہوجاویں۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً.

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ عمرو بن شعیبؒ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مت اکھاڑو سفید بال اس لئے کہ یہ نور ہے مسلمان کا جس کا سفید ہوا بال مسلمانی کی حالت میں لکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس سفیدی کے سبب نیکی اور معاف کرتا ہے اس سے اس کا گناہ اور بلند کرتا ہے اس سے اس کا مرتبہ۔

ف: معلوم ہوا کہ سفید بال ہونے سے مسلمان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے کہ ایک بال سفید ہونے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آتا ہے اور ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ اللہ کے ہاں اس کا بلند ہوتا ہے تو جوں جوں اس کے بال سفید ہوتے جاتے ہیں اتنا ہی نور بڑھتا جاتا ہے اور گناہ معاف ہوتے جاتے ہیں اور درجے بلند ہوتے جاتے اور نیکیاں زیادہ ہوتی جاتی ہیں، سبحان اللہ جس کو حاجت توبہ کی ہو اس کے واسطے بال سفید ہونا خود بخود توبہ ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور عابدوں کے لئے خود بخود بے مشقت عبادت ہے کہ ثواب زیادہ ہوتا جاتا ہے اور درجے بلند ہوتے جاتے ہیں اور نور بڑھتا جاتا ہے پھر جس کو سفید بال داڑھی کا یا اپنے سر کا برا لگے اور وہ اکھاڑے تو وہ شخص اپنے گناہوں کی معافی یا اپنا بلند درجہ اور زیادہ ثواب اور خدا کا نور نہیں چاہتا بلکہ طالب برائیوں کا ہے۔

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی صَبِیًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِہٖ وَتُرِکَ بَعْضُہٗ فَنَھَاھُمْ عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ احْلِقُوْا کُلَّہٗ اَوِ اتْرُکُوْا کُلَّہٗ۔

ترجمہ: (مشکوٰۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے دیکھا ایک لڑکے کو مونڈا ہوا تھا تھوڑا سا سر اس کا اور چھوٹا ہوا تھا تھوڑا سو منع کیا اس کے وارثوں کو اس سے اور فرمایا کہ مونڈو سب سر اس کا یا چھوڑ دو سب سر اس کا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پٹھے یا بڑی یا چندوایا کاکلیں یا قلمیں یا چوٹیاں لڑکوں کے سر پر رکھنا درست نہیں باوجود یہ کہ لڑکے غیر مکلف ہیں مگر اس سے ان کے وارثوں پر گناہ ہوتا ہے سو ان کو چاہیے کہ اس کا سر منڈاویں یا سب سر پر بال رکھیں اور جب لڑکے غیر مکلف کو اس طرح بال رکھنا نہ چاہیے تو بڑوں کو تو بدرجہ اولیٰ نہ چاہیے بلکہ ہر مسلمان کو مناسب ہے کہ جس مسلمان جوان یا لڑکے کو اس طرح پر بال رکھے ہوئے دیکھے تو سنت

کی پیروی کرکے منع کردے۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ فَحَدَّثَتْنِیْ اُخْتِی الْمُغِیْرَۃُ قَالَتْ وَاَنْتَ یَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَّلَکَ قَرْنَانِ اَوْقُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَاْسَکَ وَبَرَّکَ عَلَیْکَ وَقَالَ احْلِقُوْا ھٰذَیْنِ اَوْقُصُّوْھُمَا فَاِنَّ ھٰذَا زِیُّ الْیَھُوْدِ۔

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤد نے ذکر کیا کہ حجاج بن حسانؒ نے نقل کیا کہ ہم گئے تھے انس بن مالکؓ کے پاس سو مجھ سے ذکر کیا میری بہن مغیرہ نے کہا کہ ان دنوں تو لڑکا تھا اور تیری دو کاکلیں کندھے پر پڑی ہوئی تھیں یا کہا دو چوٹیاں تھیں سوانس نے تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور بارک اللہ کہا تجھ کو اور فرمایا کہ منڈواڈالو ان کو یا کتر واڈالو ان کو اس لئے کہ یہ وضع یہود کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کاکلیں چوٹیاں پٹھے رکھنا یہود کی علامت اور وردی ہے مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنی اولاد کو کافروں کی سی اولاد بنائے اور اگر کسی نے بے خبری سے ایسے بال رکھے ہوں تو دور کردے منڈواڈالے یا کترواڈالے ایسے کہ اور بالوں میں مل جائیں اور حضرت ﷺ کے اصحاب جو بڑے بزرگ تھے جب وہ کاکل اور چوٹی رکھنے سے ناراض ہوتے تھے تو اور بزرگ چوٹیاں اور کاکلیں رکھنے سے کب خوش ہوں گے بزرگوں کے نام کی چوٹیاں اور کاکلیں رکھنا اور زیادہ حماقت اور نادانی ہے بزرگوں کو بالوں سے کیا مطلب۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِیَّۃِ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

ترجمہ: (مشکوۃ کے باب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤد نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا ﷺ کے اصحابوں میں سے کہا کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاَسَدِيُّ لَوْلَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ اِزَارِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَاَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهٗ اِلٰى اُذُنَيْهِ وَرَفَعَ اِزَارَهٗ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔

ابن حنظلیہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ کیا خوب آدمی ہے خریم اسدی اگر بڑی نہ ہوتی اس کی چوٹی اور نہ لٹکتی ہوتی اس کی ازار سو پہنچی یہ خبر خریم کو تو لی اس نے چھری پھر کاٹی چوٹی دو کانوں تک اور اونچی کر لی ازار پنڈلیوں کے آدھ بیچ تک۔

ف: یعنی خریم اسدی ایک اصحاب تھے ان کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں سب خوبیاں ہیں اور بہت اچھا آدمی ہے مگر یہ دو نقصان ہیں ایک تو یہ کہ اس کے سر کے بال لمبے لمبے ہیں دوسرے یہ کہ اس کی ازار نیچی ہے سو یہ خبر حضرت خریمؓ کو پہنچی کہ حضرتؐ نے میرے حق میں یوں فرمایا تو انہوں نے فوراً اپنے سر کے بال کاٹ کر دونوں کانوں تک رکھے اور ازار اونچی کر کے باندھی کہ پنڈلی کے درمیان میں رکھی زانو سے نیچے ٹخنوں سے اوپر زانو اور ٹخنے کے درمیان میں تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سر کے بال زیادہ لمبے رکھنا اور ازار یعنی تہمد یا پانجامہ نیچا رکھنا ممنوع ہے بہتر یوں ہے جیسا حضرت خریمؓ نے کیا۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: (مشکوۃ کی کتاب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ ہوگی ایک قوم اخیر زمانے میں کہ خضاب کریں گے اس سیاہی سے جیسے سینہ کبوتر کا وہ نہ پائیں گے خوشبو بہشت کی۔

26

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب کرنا چمکتا ہوا جیسے کبوتر کا سینہ حرام ہے اور کرنے والے کو بو بھی بہشت کی نہیں نصیب ہوگی مگر ہاں سرخ یا زرد خضاب جہاد میں اگر مسلمان کرلے تاکہ کافر اس کو بوڑھا نہ جانیں تو درست ہے سیاہ وہاں بھی درست نہیں اور اپنی زینت کے واسطے کیسا ہی خضاب ہو نہ کرنا چاہیے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب الترجل میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ ابن عمرؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے بالوں میں جوڑ ملانے والی پر اور ملوانے والی پر اور نیلا گودنے والی پر اور گدوانے والی پر۔

ف: یعنی خدا کی لعنت پڑتی ہے جس کے بال جوڑے جائیں اس عورت پر بھی اور جو عورت اپنے ہاتھ سے جوڑے اس پر بھی اور جو اپنے بدن پر نیلا گودے اس پر بھی اور جو اپنے ہاتھ سے گودے اس پر بھی لعنت ہے۔

أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب الترجل میں لکھا ہے) بخاریؒ اور مسلمؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے نقل کیا کہ لعنت کی، اللہ نے ان عورتوں پر جو نیلا گودیں اور جو اپنے نیلا گودواویں اور ماتھے کے بال اکھاڑنے والیاں اور جو خوبصورتی کے لئے اپنے دانت الگ الگ کریں کہ یہ بدل ڈالنے والیاں ہیں اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو۔

ف: یعنی عورتوں کے دانت بڑے بڑے ہوتے ہیں سو وہ ریت کر چھوٹے چھوٹے الگ الگ کرتی ہیں خوبصورتی کے لئے اور بعض عورتوں کے سر کے بال ماتھے تک ہوتے ہیں تو وہ اپنا ماتھا بڑا کرنے کو وہ بال اکھاڑتی ہیں اور بعضی عورتیں نیلا گودتی اور گدواتی ہیں سو یہ خدا کی لعنت میں گرفتار ہیں کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت بدل ڈالتی ہیں۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاؤدَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ.

ترجمہ: (مشکوٰۃ کی کتاب الترجل میں لکھا ہے) ابوداؤدؒ نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ لعنت فرمائی پیغمبر خدا ﷺ نے مرد بننے والی عورت پر۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت مردوں کا لباس پہنے یعنی قبا انگرکھا جوتا مردوں کا سا پہنے پگڑی منڈاسا ہتھیار باندھے گھوڑے پر سوار ہوئے مردوں کی سی گفتگو کرے مردوں کی طرح پائجامہ پہنے یا اور باتیں مردوں کی سی کرے تو اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے پھر عورت کو اپنی زینت اور سنگھار نہ کرنا یعنی مہندی سرمہ نہ لگانا یہ بھی گویا مردوں کی وضع اختیار کرنی ہے ہر چند زینت کے متعلق اور بہت باتیں ممنوع ہیں کہ لوگوں میں رائج ہیں مگر بسبب خوف طول ہونے کتاب کے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قدر پر کفایت کی اس خاکسار ہیچ مدان مترجم نے بھی اسی لحاظ سے راہ اختصار کی اختیار کی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثم الحمد لِلّٰهِ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہٖ واصحابہٖ وازواجہ وعترتہ وعلیٰ کل من اتخذ سبیلہ وجعل القرآن دلیلہ کہ یہ ترجمہ اتمام کو پہنچا اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے قبول کرے اور اس گنہگار کو اور سب بھائی مسلمانوں کو توفیق دے کہ عقیدہ توحید کا خوب درست کریں اور انواع شرک سے بچیں اور سنت رسول کریم کو اختیار کریں اور بدعات سے اجتناب رکھیں اور تقدیر پر ایمان مضبوط کر کے ایمان اپنا ٹھیک کریں توکل اللہ پر کریں اور حضرت ﷺ کے اصحابؓ اور اہل

بیتؓ بلکہ جمیع متوسلوں سے محبت رکھیں اور ان کے رویہ کو اختیار کریں اور بدعات قبور اور بدعات تقلید اور بدعات رسوم سے توبہ کریں اور راگ باجا سننا اور اپنے نسب پر فخر کرنا اور شادیوں میں بے جا خرچ کرنا اور بہت سی زینت دنیا کے امور میں کرنا ترک کر کے پاک باطن اور صاف ظاہر نرے (خالص) مسلمان ہو جائیں اللّٰھم آمین ثم آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد و آلہٖ وازواجہ واصحابہ واتباعہ اجمعینؒ۔

نقل خط جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب

درجواب خط جناب ملا بغدادی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد من تفرد بالقدم فکل شئی ماسواہ مسبوق بالعدم لا شریک لہ فی الخلق والتدبیر ولا اختیار لا حد فی ملکہ من النقیر والقطمیر حتی لا یشفع الانبیاء الا بعداذنہ ولا نجاۃ لاحدا لا بلطفہ ومنہ ونصلی علی افضل البرایاشفیع الامم الذی لولاہ مااخرجت الدنیا من العدم والذی علمنا براھین التوحید والاسلام واخرجنا من ظلمات الاشراک وعبادۃ الاصنام وعلی اٰلہ واصحابہ وعلیٰ ناصر دینہ ومحبہ. اما بعد: فیخص بالتحیۃ والسلام ذات من ترقی علی مدارج الاسلام سلالۃ السیِّد المحبوب

ترجمہ: سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو قدامت میں یکتا ہے اوراس کے سوا ہر شے حادث وفانی ہے، پیدا کرنے اور کام بنانے میں اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی سلطنت میں چھلکے بلکہ تل برابر کسی کو اختیار نہیں اس کی اجازت بغیر انبیاء کسی کی شفاعت نہ کرسکیں گے، اوراس کی مہربانی اور احسان نہ ہوتو کسی کونجات نہیں مل سکتی، اورہم اس افضل الخلائق شفیع الامم پر درود بھیجتے ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی انہوں نے ہم کوتوحید واسلام کی باتیں بتائیں اور شرک وبت پرستی کی اندھیریوں سے نکالا اور ان کے تمام آل واصحاب اور ان کے مددگاروں اور محبوبوں پر رحمت بھیجتے ہیں، امابعد: اب ہم تحیۃ وسلام کے ساتھ اس شخص کومخصوص کرتے ہیں جو اسلام کے درجوں

الجیلانی السید عبداللّٰہ البغدادی العالم الربانی لا یخفی علیکم انی لما رایت عوام مسلمی الھند قدانھمکوا بجھلھم فی الاشراک والبدعات وتمسکوا بالشبھات الواھیات وجعلوا یعبدون القبور واھلھا وسئلوا بھم حاجاتھم قلما وجلھا الفت رسالۃ فی رد الاشراک باللّٰہ واستدللت فیھا بستۃ وعشرین اٰیۃ من کلام اللّٰہ وترجمتھا بالھندی تسھیلا لاستفاداتھم وکشفا للغطاء عن قبح متمسکاتھم واستدلالاتھم فنحمداللہ قدھدی الوف من النساء والرجال فما تردد فیھا الابعض المعاندین الجھال وبلغنی ان رسالتی ھذہ قد قرات بین یدیکم فقلتم حق الا انتساوی الاصنام وجمیع الناس والانبیاء فی باب

میں ترقی کر گئے ہیں اور حضرت محبوب جیلانی کے خلاصہ خاندان ہیں وہ کون عالم ربانی سید عبداللہ بغدادی مخفی نہ رہے کہ میں نے جب ہندستان کے عام مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی کہ اپنے جہل کے سبب شرک و بدعت میں محو ہو گئے اور واہی تباہی شبہوں کو حجت بنائے بیٹھے ہیں اور قبروں کی پوجا کرنے اور ان سے چھوٹی بڑی حاجتیں مانگنے لگے ہیں تو رد شرک میں ایک رسالہ لکھا اس میں قرآن مجید کی چھبیس ۲۶ آیتیں بطور دلیل کے پیش کیں اور لوگوں کے فائدہ حاصل کرنے اور ان کی بری حجتوں اور بدنما دلیلوں کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے اس کا اردو ترجمہ کیا الحمدللہ ہزار ہا مرد عورت راہ راست پر آ گئے اور بعض سرکش جاہلوں کے سوا کسی کو تردد باقی نہیں رہا مجھ کو خبر ملی ہے کہ جب میرا رسالہ آپ کے سامنے پڑھا گیا تو آپ نے کہا کہ یہ بالکل حق ہے لیکن خدا کی مخلوق اور بے اختیار ہونے میں بتوں اور عام آدمیوں اور انبیاء کو برابر کر دینا اگرچہ حق

المخلوقية وعدم الاختيار وان كان حقا داخلافي العقيدة لكنه نوع من سوء الادب لا بدله من سندو دليل لان الصنم نجس فكيف يذكر مع سيد الطاهرين صلى الله عليه وسلم؟ اقول وبالله التوفيق! هذه العبارة قدوقعت فى رسالتى رد السؤال العوام حيث يقولون الاستعانة والعبادة والسجدة انماهى ممنوعة للاصنام لا للانبياء الكرام والاولياء العظام فقلت الاستعانة الحقيقية لا تجوز عندالعقل الا من الذى له اختيار فى تدبير العالم وقد ثبت من النصوص القطعية القرآنية أن لا اختيار لغير الله فليس للانبياء والا ولياء فى هذا الامر الخاص اعنى استحقاق السجدة وانزال المطر واعطاء الاولاد على الاصنام وجميع الناس

اور عقیدہ میں داخل ہے مگر یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے اس کے لئے کوئی سند اور دلیل چاہیے کیونکہ بت ناپاک ہیں پھر سید الطاہرین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کا تذکرہ کیوں ہو؟ میں توفیق الٰہی سے اس کا جواب دیتا ہوں سنیے! میرے رسالہ میں یہ عبارت ان عام لوگوں کے سوال کی تردید میں واقع ہوئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بتوں سے مدد مانگنی ان کی پوجا اور انہیں سجدہ کرنا ممنوع ہے، انبیاء و اولیاء کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تو ناجائز نہیں معلوم ہوتا میں یہ کہتا ہوں کہ فی الحقیقت مدد اسی کی مانگنی چاہیے جو کو دنیا کے تمام کاموں کا اختیار حاصل ہے اور قرآن مجید کی ظاہر آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو کسی چیز کا اختیار نہیں پس اس خاص بات یعنی استحقاق سجدہ اور مینہ برسانے اور اولاد دینے میں انبیاء و اولیاء کو بتوں اور دیگر لوگوں پر ترجیح نہیں ہو سکتی مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب ان کے کمالات اور ایسی فضیلتیں ہیں کہ اس رتبے کو ان کے سوا

ترجیح اما قرب الانبیاء عنداللّٰہ تعالیٰ و کمالاتھم وفضائلھم التی لا یصل دون سراد قاتھا غیرھم فمسلم وھو امر آخر لا دخل لہ فی الربوبیۃ والالوھیۃ انتھیٰ والعجب کل العجب من جنابکم انکم اقررتم ان ھٰذا الامر حق داخل فی العقیدۃ ثم قلتم انہ سوء الادب لیت شعری اذاکان ثابتا من البراھین داخلا فی العقیدۃ کیف یتصورانہ سوء الادب فکلا مکم یشیر الی اجتماع الضدین والسند یطلب لماثبت بالدلیل وھٰذا الامر ثابت اجمالا فی القرآن فما الجرم فی تفصیل الاجمال ومع ذلک فقد قال اللّٰہ تعالیٰ لنبیہ فی القرآن: قل انما انابشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد. و لایخفی ان المخاطبین بقولہ انما انابشر مثلکم ھم المشرکون فکیف مثلا

اور کوئی نہیں پہنچ سکتا، ان سب باتوں کو ہم مانتے ہیں مگر یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں (انتہی) اور آپ کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ اس امر کے حق اور داخل عقیدہ ہونے کا اقرار کر چکے ہو اور پھر اسے بے ادبی بتاتے ہو سوچنے کی بات ہے کہ جب یہ دلائل سے ثابت اور عقیدے میں داخل ہے تو اس سے بے ادبی کیوں کر خیال میں آسکتی ہے؟ پس آپ کا کلام اجتماع ضدین کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور اس بات کی دلیل مانگی جاتی ہے جو خود دلیل سے ثابت ہے میں نے اجمال کی تفصیل کر دی تو کیا گناہ کیا؟ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ الآیۃ اے نبی ﷺ ان سے کہہ دے کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم! مجھ پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے یکتا ہے۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مثلکم کا خطاب مشرکین کی طرف ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو

اللّٰہ تعالیٰ فی البشریۃ نبیّہ بالمشرکین الذین ثبت نجاستھم فی القراٰن حیث قال اللّٰہ تعالیٰ: انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام. والا صنام من حیث انھا احجار وجمادات لا نجاسۃ فیھا والا یلزم ان یکون کل حَجَرٍ نجسا انما النجاسۃ فیھا بسبب المشرکین الذین صوروھا وجعلوھا معبودین فالمشرکون اشد نجاسۃ من الاصنام فافھم وتامل. ان قیل وان کان ھذا الامر ثابتا ولکن مالضرورۃ فی ذکرہ قلت الضرورۃ فی ذکرہ؟ ردشبھۃ العوام حیث یزعمون ان الا نبیاء والاولیاء یتصرفون فی العالم یفعلون مایشاؤن ھذا وقد تحقق عندی ان الرجل الفنجابی یوسوسکم فیاشیخ انک لست تعلم حالہ فانہ

بشریت میں ان مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن سے ثابت ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ مشرک ناپاک ہیں اس لئے مسجد حرام کے پاس نہ پھٹکیں اور بت چونکہ پتھر اور جمادات ہیں اس لئے ان میں نجاست نہیں پائی جاتی ورنہ کل پتھروں کا نجس ہونا لازم آئے گا بلکہ بتوں میں ان مشرکین کے فعل سے نجاست آ گئی ہے جنہوں نے ان کو گھڑا اور معبود بنالیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرک بتوں سے زیادہ نجس ہیں (ذرا سوچئے اور سمجھئے) اگر یہ کہا جائے کہ یہ بات تو بے شک ٹھیک ہے لیکن اس کا ذکر کرنا ہی کیا ضرور تھا؟ تو میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے ذکر کرنے سے عوام کا شبہ رفع کر دینا مقصود ہے جن کا گمان ہے کہ انبیاء واولیاء سارے جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں (اسے یاد رکھنا چاہیے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک پنجابی آپ کے دل میں کچھ وسوسے ڈالتا ہے اے شیخ آپ اس کے حال سے واقف نہیں وہ تو ایک بے عقل

رجل مخبط العقل مختل الحواس
غبی جاھل ویزعم لنفسه انه نحریر
فاضل لا یدری الیمین عن الشمال
فانه فی الحقیقة نائب الدجال لا نه
یقول تارۃ انا عبدالمحبوب
السبحانی وتارۃ یقول ان عبدالقادر
ھوالرزاق معاذ اللّٰه من ھٰذه
الکلمات الکفریة التی لایجوزھا
الجھلاء فضلا عن العلماء
فالمسئول من جنابکم ان لاتصدقوا
کلامه فی امری لانه رجل سامری
ھداہ اللّٰه الصراط المستقیم وثبتنا
وایاکم علی دینه القویم وصلی اللّٰه
علیٰ سیدنا ومطاعنا وشفیعنا محمد
المصطفی وعلیٰ اٰله شموس الھدٰی
واصحابه بدر الدجی تم ھٰذا
المکتوب حین کنت نزیلا فی
الکانفور سنة الف ومائتین واربعین
الی السید البغدادی حین وسوسه

مخبوط الحواس غبی اور جاہل آدمی ہے اور اپنے
آپ کو بڑا فاضل جانتا ہے حالانکہ اسے
دائیں بائیں کی تمیز نہیں وہ فی الواقع دجال
کا نائب ہے کیونکہ کبھی پکار اٹھتا ہے کہ میں
محبوب سبحانی کا بندہ ہوں، اور کبھی کہتا ہے کہ
عبدالقادر جیلانی روزی دینے والے ہیں
ایسے کلمات کفر سے کہ جن کو علماء سے قطع نظر
جہلا بھی گوارا بھی نہیں کر سکتے خدا کی پناہ
، آپ سے توقع ہے کہ میرے بارے میں
اس کے کلام کی تصدیق نہ کریں کیونکہ وہ
شخص سامری صفت ہے خدا اس کو سیدھی راہ
دکھلائے اور ہمیں تمہیں اپنے مضبوط دین پر
ثابت رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمارے
سردار ہمارے مخدوم ہمارے شفیع محمد ﷺ پر
جو منتخب ہیں اور ان کی اولاد پر جو آفتاب
ہدایت ہیں اور ان کے اصحابؓ پر جو اندھیری
رات کے چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرمائے
، فقط یہ خط سنہ بارہ سو چالیس ۱۲۴۰ھ میں
اس وقت تمام ہوا جب کہ میں کان پور میں تھا
اور سید بغدادی کے نام بھیجا گیا' جب کہ
جاہلوں نے ان کے دل میں وسوسہ

الجهال فبعد قراءة كتابي هذا جاءني معتذرا و قال لقد صدقت فيما الفت في رسالتك وما قلت فيك كان من عدم دراية كلامك لان كلامك في رسالتك كان هنديا وانا رجل عربي لا افهم الهندي والرجل الفنجابي قدافترى عليك واغلط في الترجمة كثيرا فلا تغضب	ڈال دیا اسے پڑھ لینے کے بعد وہ عذر کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا کہ تم نے اپنی کتاب (تقویۃ الایمان) میں جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے اور میں نے جو کچھ آپ کی نسبت کہا وہ محض اس وجہ سے تھا کہ میں آپ کا کلام سمجھ نہ سکا کیونکہ آپ کا رسالہ اردو زبان میں تھا اور میں عرب کا رہنے والا ہوں، اردو بالکل نہیں سمجھتا، اس پنجابی نے آپ پر بہتان کیا اور مجھے غلط ترجمہ کر کے سنایا آپ مجھ سے خفا نہ ہوں۔

واضح ہو کہ یہ خط بلا ریب مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ کا ہے، اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ سیّد بغدادی نے مولانا مغفور کو کان پور میں ایک خط لکھ بھیجا، اس کا جواب مولانا مرحوم نے کان پور سے بغدادی صاحب کی طرف دہلی میں روانہ کیا، بغدادی صاحب نے وہ خط مدرسہ میں مولوی محمدؐ یعقوب صاحب مرحوم کو سنایا کیونکہ بغدادی صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے، اس وقت حاضرین مجلس سے دو تین شخصوں نے اس خط کی نقل کر لی، بعدہ مولوی نصیر الدین صاحب و مولوی محبوب علی صاحب نے بھی اس خط کی نقل کی پھر اس عاجز نے مولوی نصیر الدین صاحب مرحوم کے خط سے اسے نقل کیا۔ (مترجم)

سوال وجواب فتاویٰ متعلقہ رسالہ تقویۃ الایمان وتذکیرالاخوان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ اول یہ ہے کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جو ہمراہ جناب سید احمد صاحب مرحوم براہ خداوند کریم شہید ہو گئے تھے ان کو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا مذہب جناب امام ابوحنیفہ میں درست ہے یا نہیں اگر نا درست ہے تو مردود اور بے ایمان اور کافر کہنے والا گنہگار کس درجہ کا ہے۔

مسئلہ ثانی یہ ہے کہ جو کتاب تقویۃ الایمان کہ مشہور ہے اس میں آیات الٰہی و حدیث نبوی ﷺ کا ترجمہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم یا دیگر کسی عالم نے کیا ہے وہ کتاب اچھی سمجھ کر اپنے پاس رکھنا چاہیے رکھنے سے کافر ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب: جواب مسئلہ اولیٰ کا یہ ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالم صالح مفتی بدعت کے قطع کرنے والے سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق کو ہدایت کرنے والے تھے تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ایسا حال ہو وہ ولی اور شہید اور جنتی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ.

ترجمہ: نہیں اولیاء اللہ کے مگر متقی۔

سو موافق اس آیت کریمہ کے مولوی صاحب ممدوح ولی ہوتے ہیں جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقویٰ کے ساتھ رہے اور فی سبیل اللہ شہید ہو وہ قطعی اہل جنت ہے اور ولی شہید ہے اور ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مومن کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے (درحدیث قدسی) مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

ترجمہ: جس نے عداوت کی میرے ولی سے تو میں اس کو اطلاع کرتا ہوں اپنی لڑائی کرنے

کی۔

پس دیکھو خدائے تعالیٰ سے لڑائی کرنے والا کون ہوتا ہے بہر حال ایسے عالم مقبول کو مردود وکافر کہنا سب ائمہ کے نزدیک قریب کفر کے ہے اور حق یہ ہے کہ مولوی صاحب سے اہل بدعت کو اس واسطے عداوت ہے کہ انہوں نے بدعات کو اکھاڑا اور بدعتیوں کے بازار کو بے رونق کر دیا اس لئے سب وشتم کرتے ہیں جیسا روافض شیخین اور اہل سنت میں سے شاہ عبدالعزیز صاحب اور اہل تصنیف رد روافض کو لعن کرتے ہیں سو مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو لعن کرنے والے ملعون ہیں کہ حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی کو لعن کرتا ہے اگر وہ محل لعن نہیں تو لعن کرنے والے پر لعنت الٹ کر آتی ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہبط رحمت الٰہی ہیں تو بالضرور لعنت کرنے والے ان کے ملعون ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لا جواب ہے استدلال اس کی بالکل کتاب اور احادیث سے ہے اس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے وہ خود کافر ہے یا فاسق بدعتی ہے اور اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے اس کا قصور فہم ہے کتاب اور مئولف کتاب کی کیا تقصیر۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال اضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید ، احمد گنگوہی عفی عنہ (مولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی) ابو مسعود۲، رشید احمد۔

الجواب صحیح محمد حسن۳، الجواب صحیح محمد علی رضا عفی عنہ۔ الجواب مصیب ۵ محمد اسمٰعیل عفی عنہ گنگوہی۔ الجواب صحیح امیر۶، حسن عفی عنہ۔ الجواب ثابت موافق بالشرع عنایت ۷، الٰہی عفی عنہ سہارن پوری۔ ہذا الجواب صحیح حق بلا ریب کانہ سیف قاطع عنق المبتدعین والمتعصبین احمد علی۔

عبارت فتویٰ مولوی عبدالرب صاحب واعظ دہلوی

مولوی اسمٰعیل صاحب شہید فی سبیل اللہ مہاجر الی اللہ کا حال جو اپنے والد ماجد محمد عبدالخالق مرحوم سے اور علماء سے جو سنا گیا وہ ایسا نہیں ہے کہ صفحہ قرطاس اس کی تحریر کو وفا کرے حضرت کو ان کے اشتیاق میں یہی کہتے سنا

وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

اور ان کے وصف قرآن شریف سے اور حدیث سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پھر ایسے شخص کو جو کافر کہے وہ کمال خسران اور ضلال میں ہے یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّتُوْبَ وَیَدْعُوْ اَنْ یَّتُوْبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ (مُہر عمدۃ الواعظین مولوی عبدالرب صاحب دہلوی) محمد ۹، عبدالرب۔

جوکوئی مولوی اسمٰعیل صاحب ولی کامل کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے اور مصداق ہے حدیث مَنْ بَارَزَنِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَةِ کا فقط محمد ۱۰، اکبر علی خاں (مُہر عبدالقادر دہلوی)

ہوالقادر وخلاق الخیر مولوی اسمٰعیل صاحب کو کافر کہنے والے کا کفر رجوع کرتا ہے طرف اسی کے۔ محمد ۱۱، عبدالحکیم ساکن عظیم آباد پٹنہ۔

مکفر مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے، حررہ خادم ۱۲، حسین عفی عنہ ساکن اعظم گڑھ۔

مکفر مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے۔ حررہ عبد ۱۳، المفتاق الی اللہ الہادی الاحد المدعو بہ بخشش احمد القاضی فوری عفی عنہ۔

مکفر مولوی اسمٰعیل کا خود کافر مردود ہے تقویۃ الایمان سراسر خلاصہ قرآن وحدیث ہے، حررہ اسد ۱۴، علی متوطن اسلام آباد در اضلاع کلکتہ صدر اسد علی۔

مکفر مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے راقم سید محمد ۱۵، ابراہیم عفر اللہ ساکن ہاپڑ فقط۔

سوال: حنفی مذہب کے علمائے کرام سے سوال ہے کہ مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی نسبت بعض لوگ کہتے اور لکھتے ہیں کہ وہ کافر تھے مردود تھے رسول اللہ ﷺ اور بزرگان دین کے دشمن اور ان کی توہین کرنے والے تھے وغیرہ، اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان ایمان کو کھونے والی انسان کو کافر بنانے والی اور گمراہ کرنے والی ہے اسے ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے وغیرہ وغیرہ تو کیا ان کا یہ قول درست ہے؟ مولانا اسمٰعیل اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق آپ حضرات حنفی المذہب علمائے کرام کا جو خیال ہو اور جو فتویٰ ہو درج فرما کر خدا سے اجر اور ہم سے شکر حاصل فرمائیں، جزاکم اللہ۔

دیگر گذارش یہ ہے کہ مولانا رشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی اور مولانا عبدالرب صاحبؒ دہلوی کا ایک فتویٰ تقویۃ الایمان کے ساتھ چھپا ہوا ہے جس پر تقریباً پندرہ اور علمائے کرام احناف کی بھی مہریں ہیں، اس فتوے میں انہوں نے لکھا ہے کہ مولانا شہید سچے مسلمان بلکہ ولی اللہ تھے، اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے وغیرہ وغیرہ، تو کیا آپ حضرات بھی اس فتوے کی تائید کرتے ہیں یا تردید؟ جواب سے شکر گذار کیا جائے، جزاکم اللہ۔

الجواب: ا، بے شک حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی ایک عالم باعمل سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے فداکار عاشق اور متبحر فاضل صوفی مشرب متقی بزرگ تھے ان کی تصنیفات مثل صراط مستقیم، منصب امامت، تقویۃ الایمان وغیرہ وغیرہ ان کے علم و تجر اور تقویٰ و تقدس پر شاہد عدل ہیں ان کی تمام عمر ترویج سنت اور امحاق بدعت میں گذری اور بالآخر اللہ کی راہ میں جہاد کر کے خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کاملۃً۔

ایسے متقی عالم اور مجاہد فی سبیل اللہ شہید کو کافر کہنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا اپنی عاقبت خراب کرنا اور خدا کے ساتھ لڑائی مول لینا ہے مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا کتاب تقویۃ الایمان بہت اچھی اور صحیح کتاب ہے اس پر عمل کرنا موجب نجات ہے اس کے اتمام استدلال کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صریح نصوص پر مبنی ہیں اور اس کے مضامین رشد و ہدایت

سے بھرے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے اور سنت نبویہ کی اطاعت واتباع کی توفیق دے آمین، کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

الجواب :۲، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید ایک سچے مسلمان اور عالم باعمل بزرگ تھے، ان کی تمام عمر قرآن وسنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اشاعت میں گذری، ان کے ہر عمل سے انتہائی فدائیت وجاں نثاری قرآن وحدیث کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اگر ان کو مسلمان نہ کہا جائے تو پھر کس کو مسلمان کہا جائے گا؟ محمد عظمت اللہ کان اللہ لہ نائب مفتی جمعیۃ علماء ہند دہلی۔

الجواب ۳، صحیح خادم العلماء سلطان محمود عفی عنہ مدرسہ فتح پور دہلی۔

الجواب ۴، صحیح محمد شریف اللہ مدرس مدرسہ فتح پور دہلی۔

الجواب ۵، حق والحق احق ان یتبع محمد میاں عفا اللہ عنہ لوالدیہ مدرسہ حسین بخش دہلی۔

الجواب ۶، صحیح شفاعت اللہ عفی عنہ مدرسہ حسین بخش دہلی۔

الجواب ۷، صحیح عبدالشکور عفی عنہ مدرسہ حسین بخش دہلی۔

الجواب ۸، صواب عبدالسمیع غفرلہ۔

لقد اصاب ۹، المجیب فیما تجیب خادم العلماء محمد عبدالاول غفرلہ۔

الجواب ۱۰، صحیح نہال احمد قریشی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ بُلی ماران حویلی حسام الدین حیدر دہلی۔

الجواب ۱۱، صحیح خادم علمائے ذی شان صوفیائے باعرفان محمد خلیل احمد غفرلہ المنان ناظم مدرسہ حسینیہ دہلی۔

الجواب ۱۲، صحیح محمد رفیع مدرسہ مولانا عبدالرب صاحب۔

الجواب ۱۳، صحیح محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی۔

الجواب ۱۴، صواب حضرت مفتی صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے، مولانا شہیدؒ ان اکابر علماء میں سے ہیں جن کے اتباع میں عنداللہ نجات ہے اور ان پر علماء

ہند کو فخر ہے، جو اُن کو کافر کہتا ہے اُس کو معلوم ہوتا ہے کفر اور ایمان میں امتیاز نہیں ہے، یہ حسداً وعناداً ایسا کہتا ہے قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ لَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ۔ فقط اللہ وسبحانہ وتعالیٰ اعلم

العتیبین محمد صدیق عفا اللہ عنہ صدر جامعہ صدیقیہ ومترجم القرآن، کوچہ قابل عطار، دہلی۔

ہذا ہوا الحق و مابعد الحق الا الضلال محمد حسین غفرلہ مدرس مدرسہ جامعہ صدیقیہ دہلی۔

جواب ۱۶، حضرت مفتی صاحب کا صحیح ہے بے شک حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرحوم دنیا کے تارک اور مولا کے قرب ورضا کے طالب صادق تھے، اپنی تمام عمر کو دین اسلام کی ہدایت واشاعت اور آں حضرت ﷺ کی سنن پر عمل کرنے کی ترغیب دلانے اور ان کے مقابلہ میں بدعات کو مٹانے میں صرف کر دیا ہے، نہایت خلوص کے ساتھ کیونکہ یہی خلوص کی علامت ہے کہ آپ کے وعظ سن کر بڑے بڑے فساق وفجار مرد اور عورتیں بھی متاثر ہو کر دل سے نادم وتائب ہو کر تمام خلاف شرع معصیات ومنہیات سے بلکہ دنیا سے دست بردار ہو کر ہر وقت اللہ عز وجل کی یاد میں مشغول رہتے تھے اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ اصلاح عقائد کے لئے نہایت مفید ہے فقط۔



حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

الجواب ۱۷، صحیح سکندر دین عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

صح الجواب ۱۸، وتم عبد الغفور عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

جواب ۱۹، درست ہے سجاد حسین بقلم خود مدرس فتح پوری دہلی۔

بلاشبہ جوب ۲۰، باصواب ہے محمد عبد القادر عفی عنہ مدرسہ فتح پوری دہلی

الجواب ۲۱، صواب کتاب تقویۃ الایمان حقیقۃً تقویت ایمان کا باعث ہے اس کو یا اس کے مصنف کو برے الفاظ سے یاد کرنا نہایت گستاخی ہے چہ جائے کہ کفر کے کلمات ان کے حق میں کہنا فقط فخر الحسن غفرلہ، مدرس فتحپوری۔

شہید۲۲، دہلوی علیہ الرحمۃ حامی سنن وقامع بدعات تھے ان کے خاندان کے علمائے ربانی وغیرہ ہم اہل عصر نے ان کی تصنیفات پر کوئی اعتراض نہیں کیا، حالانکہ وہ لوگ اپنے زمانہ میں ہر گمراہ کا سخت رد کرتے تھے، اہل بدعت وشرک ان کی بعض عبارتوں کے اپنی نارسا طبیعت سے عوام کے سامنے وہ معنی رکھتے ہیں جن سے عوام مشتعل ہوتے ہیں اور ان کے دام تزویر میں پھنس کر تغیر منکر سے محروم رہتے ہیں اور ان گمراہیوں میں پھنسے ہی رہتے ہیں جو ان میں مروج ہیں اور جن کی اپنی تصنیف میں ان جیسے باخدا حضرت نے کمال درجہ تغیر فرمائے ہیں، نہ یہ کافر اور نہ کافر گر اور نہ ان کی کتابیں، بلکہ یہ مخلص مسلمان اور باخلوص دعوت اسلام دینے والے تھے، گمراہ لوگ ان کو برا بھلا کہہ کر اپنا نامہ سیاہ کرتے ہیں خداوند تعالیٰ ان کے کید سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور حق عقائد اور عبادات شرعیہ کا آخذ وعامل بنائے، ان کے دشمن حق سے عناد رکھتے ہیں، گمراہ ہیں اور گمراہ کن، بہتر۷۲ ناری فرقوں میں سے ہیں، ہرگز ناجی فرقہ اہل سنت والجماعت سے نہیں، گو خلق خدا کو اپنا اہل سنت والجماعت کہہ کہہ کر دھوکا دیتے ہیں، شرک وبدعت اور کفریہ اعتقاد خود رکھتے ہیں پھر بقول شخص الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے اہل حق کو کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں عیاذاً باللہ۔ ابو محمد عبدالقیوم ولایت احمد عفی عنہما مدرس مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی۔

شاہ۲۳، صاحبؒ کی تصانیف کو میں نے بکثرت دیکھا ہے، کتابوں میں قرآن و حدیث کی تبلیغ کے سوا دوسری چیز نظر سے نہیں گذری، اور مختلف حضرات سے تقریراً اور سوانحات میں حضرت شاہ صاحبؒ کے تحریراً حالات پڑھے، مجموعہ سے حضرت شاہ صاحبؒ کا علم وعمل میں یکتا اور بے نظیر ہونا ثابت ہوتا ہے، علم ظاہر میں تو جامع معقول ومنقول تھے، اور علم باطن میں ولی کامل شیخ وقت مجاہد فی سبیل اللہ تھے، کفر تو درکنار ایسے حضرات سے انس و محبت موجب نجات آخرت ہے، اس لئے میں فتویٰ مطبوعہ اور اس فتویٰ میں جس قدر علماء نے لکھا ہے سب کی تائید کرتا ہوں، اور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ کو معترضین حضرات جیسا نہیں سمجھتا ہوں فقط، اشفاق الرحمٰن غفرلہ مدرس مدرسہ فتح پور دہلی۔

سوال: مولانا مولوی اسمٰعیل شہید اور مولوی خرم علی صاحب انبیاء اور اولیاء کی

اہانت کے کلمے بیان کرنے سے جو تقویۃ الایمان میں ہیں اور ان کی کتاب پھاڑ ڈالنے کے لائق ہے کئی وجہوں سے وجہ اول یہ کہ شرک کی مذمت کے باب میں اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں کہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور اسی طرح کے اور کلمے لکھتے ہیں اور پہلی پچھلی کسی تفسیر میں کسی مفسر نے اس طرح سے معنی اور فائدے نہیں بیان کئے، شریعت کی چاروں دلیلوں سے جواب فرمایئے۔

جواب: معلوم ہو کہ صاحب تقویۃ الایمان پر معترض کے اعتراض کا منشا یا غور نہ کرنا ان کے کلام میں ہے یا تعصب اور کند ذہنی ہے اگر وہ مصنف کے طرز کلام اور تقریر کے رو یہ کو غور اور تامل سے اور ساری کتاب کو انصاف کی رو سے دیکھتا تو ہرگز اس طرح اٹکل پچوں عیب نہ پکڑتا اور اعتراض نہ کرتا اس واسطے کہ رب العالمین نے قرآن شریف میں غور و تامل نہ کرنے سے اہل کتاب اور مشرکوں کو بارہا الزام دیا ہے فرمایا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ الآیۃ قرآن شریف کے جاننے والوں پر کچھ چھپا نہیں اور اگر اعتراض بسبب تعصب اور کند ذہنی کے ہے تو پھر اس کا کچھ علاج ہی نہیں۔

ناکس کا صفا کیش سے مطلب نہ بر آئے
جو کور ہو عینک سے اسے کب نظر آئے

علمائے شریعت کے دل روشن پر خوب روشن ہے کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مغفور مرحوم کا مقصود اصلی بیان کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں کا اور نصیحت و پند ہے اور تنبیہ اور ڈر ہے ان عوام لوگوں کا جو بے چارے مانند اور حیوانوں کے کچھ سمجھ اور بوجھ نہیں رکھتے مسلمانوں کے فرقے میں بدکیش ناعاقبت اندیش ہیں اور فقہا کا قاعدہ کلیہ ہے الامور بمقاصدھا اسی پر جناب مولوی صاحب مغفور نے عمل کیا اس واسطے کہ عوام لوگ اپنے جھوٹے گمان اور فاسد اعتقاد میں یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء اللہ مختار ہیں جو چاہیں سو کریں جس کو چاہتے ہیں اولاد اور مال اور منصب و عزت آبرو دیتے ہیں جسے چاہتے ہیں ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور اسی اعتقاد کے سبب نذر و نیاز میں شرک کرتے ہیں

اور ان کے ناموں کا وظیفہ ورد مقرر کرتے ہیں کوئی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہتا ہے کوئی یا علی یا علی یا حسین یا حسین یا خواجہ جی یا خواجہ جی یا بہت تقرب اور عجز و نیاز سے ان وظیفوں کا اہتمام کرتے ہیں اور رات دن پیر پرستی اور گور پرستی کے دریا میں ڈوبے رہتے ہیں اور شریعت کے حکموں سے بالکل غافل اور بے خبر ہیں کچھ خوف ہی نہیں رکھتے اور جس قدر اولیا اللہ سے ڈرتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی خدا کا خوف نہیں رکھتے اور جاہل مسلمانوں کا شرک و بدعت میں وہی حال ہو گیا ہے جیسے پہلے زمانہ کے کافروں کا تھا ایسے لوگوں کے اعتقاد کو رد کیا ہے اسی واسطے لکھا ہے امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں سورۂ یونس کی اس آیت شریف کے تحت میں کہ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ آخر آیۃ تک کہ ان لوگوں نے اپنے نبیوں اور بزرگوں کی صورتوں میں بت بنائے تھے اور یہ گمان کیا تھا کہ ہم ان کی تصویروں کی پرستش کریں گے تو وہ ہماری اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں گے اسی طرح اس زمانہ میں بہت خلقت بزرگوں کی قبروں کی تعظیم کرتی ہے اس اعتقاد سے کہ جب ہم ان کی قبروں کی تعظیم کریں گے تو یہ ہمارے شفیع ہوں گے قیامت کو، انتہی یہ ضروری مضمون تفسیر کبیر سے لکھا ہے اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ آیت شریف فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ چوتھے پیر پرست کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ اپنی کمال ریاضت اور مجاہدہ کے سبب اللہ کی درگاہ میں مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت ہو جاتا ہے تو جب اس جہان سے گذرتا ہے اس کی روح کو بہت بڑی قوت اور وسعت حاصل ہو جاتی ہے جو اس کی صورت کو برزخ کرے یا اس کی نشست و برخاست کے مکان یا اس کی قبر پر سجدہ سے اپنی عاجزی کرے تو اس بزرگ کی روح کو بسبب اطلاق و وسعت کے خبر ہو جاتی ہے اور دنیا اور آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرتے ہیں، یہ مختصر مضمون تفسیر عزیزی سے لکھا ہے اور تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت کہ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ۔

ولے کز نور الٰہی نیست روشن
مخوانش دل کہ آں سنگ است وآہن
ولے کز گرد غفلت زنگ دارد
ازاں دل سنگ وآہن ننگ دارد

لکھا ہے اس لئے کہ یا وہ پتھر ہیں یعنی بت یا بندے تابعدار یعنی بزرگ اپنے حال میں گھرے ہوئے اور واحد قہار عظیم الشان اپنے مقربان مخلص کو مشرکوں کے فاسد گمان کے سبب ڈراتا ہے اور فرماتا ہے لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنی انبیا کہ ایسی فضیلت رکھتے ہیں اور ان کی ایسی عالی شان ہے اگر شرک کریں تو ان کے عمل مٹ جائیں اوروں کی طرح ان کے عمل بھی حبط ہو جائیں کہ ان اعمال کا کچھ ثواب نہ ملے، یہ مضمون تفسیر بیضاوی اور تفسیر کبیر سے لکھا ہے دیکھو اس کو جو ان تفسیروں میں لکھا ہے کہ اوروں کی طرح یہ بھی ہو جائیں اس میں کیا نکتہ ہے کہ اللہ جل شانہ ان لوگوں کے اعتقاد فاسد کے رد کرنے کو فرماتا ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو نبوت کے درجہ سے خدائی کے رتبہ کو پہنچایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا الآیۃ جن کو خدا نے عقل دی ہے وہ جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ قابل ہلاکت اور عذاب کے نہیں ہیں اللہ جل شانہ نے صرف ان کے ایسے معتقدوں کے گمان رد کرنے کیلئے یہ تنبیہ وزجر فرمائی کہ وہ لوگ اپنے عقیدہ باطل سے توبہ کریں اور خداوند قہار وجبار کا حکم بجالائیں تو اس سبب سے صاحب تقویۃ الایمان علیہ الرحمۃ والغفر ان نے ایسے عوام لوگوں کے گمان باطل کرنے کو جو بزرگان دین اور اولیاء اللہ کو سمجھتے ہیں کہ جو چاہیں سو کریں لکھا ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے، جاننا چاہیے کہ یہاں درمیان دونسبتوں کے امتیاز کا بیان ہے ایک تو نسبت مخلوق کی خالق سے ہے اور دوسری نسبت ایک مخلوق کی دوسری مخلوق سے۔ تو یہاں پہلی نسبت کا ہی بیان ہے یعنی مقصود صاحب تقویۃ الایمان کا صرف یہی ہے کہ نسبت مخلوق کے مراتب کی، خالق کے مراتب کی نسبت کیساتھ بالکل کچھ بھی نہیں ہے

ایک ذرہ کے برابر بھی مخلوق کا مرتبہ خالق کے مراتب کے آگے نہیں ہے اس واسطے کہ تمام مخلوق حادث ہے محتاج ہے قدیم پیدا کرنے والے قدرت والے کی اس سے اس کو کچھ بھی مناسبت ومشابہت نہیں ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الآیۃ اس کی شان تو اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

حرفے است کاف کن زطوامیر صنع او
از قاف تابقاف بریں حرف گشتہ دال

اس دلیل سے یہ قول صاحب تقویۃ الایمان کا کہ ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے بہت بجا اور راست ہے کیونکہ ہر موحد عقل مند کا یہی اعتقاد ہے کہ اس عزیز ذوانتقام کی عزت عظیم کے آگے ہر مخلوق ذلیل ہے یعنی نہایت ضعیف اور عاجز بے سروسامان ذرہ کی طرح بلکہ اس سے بھی معرض فنا وزوال میں ہے

ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

اور اس سے زیادہ کیا ذلیل ہوگا کہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اسی کی شان ہے اور مراد ذلیل سے نہایت ضعیف و بے چارہ ہے تقویۃ الایمان میں اس واسطے کہ ذلت کی نقیض عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے عزت ذاتی قدیمی اور کسی کے واسطے نہیں، ذلت سے منزہ اور مبرا وہی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ یعنی نہیں ذلیل کہ مددگار کی حاجت ہو وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا یعنی اس کی عظمت بیان کر بڑی عظمت کہ اس کے واسطے بیٹا اور شریک اور ذلت اور جو اس کی شان کے لائق نہیں! نہ ٹھیرا، امام احمدؒ نے اپنی مسند میں حضرت معاذ جہنیؓ سے روایت کی ہے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہ آپ فرماتے تھے آیت عزت کی یہ تفسیر جلالین میں ہے وَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا الآیۃ وَاِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا الآیۃ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۔

گیواں غلام بارگہ کبریائے تست
گردوں غلام گردش دولت سرائے تست

پس شان ہر مخلوق کی اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اس خالق زمین وآسمان کی عظمت وشان کے سامنے جس کی صفتیں لاانتہا ہیں اور سب کمالات اس کے ذاتی ہیں ذرہ کے برابر بھی نہیں بلکہ چمار کی شان دنیا کے بادشاہ کی شان کے روبرو کچھ ہے بھی کیونکہ بادشاہ او... جود اور زندگی کی اور جو بشریت کی باتیں ہیں ان کے دونوں برابر محتاج ہیں اور عزت اور آبرو اور شوکت جو بادشاہ کو ہے وہ عارضی ہے اگرچہ اس میں برابر نہیں لیکن یہ باتیں فنا ہونے والی اور متغیر ہونے والی ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مالک الملک ہے کبھی بادشاہ صاحب شوکت کو تخت سلطنت سے اتار کر فقیری کے بورئے پر بٹھا دیتا ہے اور کبھی چمار جیسے ذلیل کو ذلت کے بستر سے عزت کے تخت پر پہنچا دیتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

قادر اقدرت بے عجز نہ دادی بکس

قدرت بے عجز تو داری وبس

اس پروردگار کی یہ ایک قدرت کا کرشمہ اور اس کی صنعت کا نمونہ ہے اس کی وہ شان ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ اس کے آگے سب ذلیل وخوار ہیں اور یہ حق امر اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ اس کا منکر مشرک اور شقی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یہ اس کی شان ہے خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ثنا اسی کے شایان ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ نِ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ اسی کی عظمت وقدرت کا بیان ہے وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ جس رب العالمین احسن الخالقین کی ایسی شان ہے اس کے آگے تمام مخلوقات ناچار وذلیل ہے اور ذرہ بے مقدار وضعیف وخوار ہے اور اس کی قدرت کاملہ سے مجبور ومقہور اور چمار بادشاہ کی نسبت ایسا نا چار نہیں اس واسطے کہ وہ اور بادشاہ وجود اور بقا اور لوازم بشری میں برابر ہیں اور مخلوق کو خالق سے کچھ بھی کسی طرح کی مناسبت ومشابہت نہیں اور صاحب تقویۃ الایمان کے کلام کے یہی معنی ہیں اہل عقل و

نقل کے نزدیک منصف سے کچھ چھپی نہیں اور کلام الٰہی میں جو وہو القاہر ہے وہ صاف حصر کا فائدہ دیتا ہے یعنی اس کے سوا کسی کو کمال قدرت اور کمال علم نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کامل وہی ہے اور اس کے سوا سب ناقص ہیں جب تم نے یہ جان لیا تو ہم کہتے ہیں کیا اسکے قاہر ہونے کی قدرت پر دلیل یہ ہے کہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا سب ممکن بالوجود لذاتہ ہیں کسی کا وجود اس کے عدم پر ترجیح نہیں رکھتا اور نہ اس کا عدم وجود پر ترجیح رکھتا مگر اللہ تعالیٰ ہی کے ترجیح دینے سے اور ہست کرنے سے اور پیدا اور ظہور میں لانے سے تو پس وہ قاہر ممکنات پر کبھی وجود کو عدم پر ترجیح دیتا رہتا ہے اور کبھی عدم کو وجود پر ترجیح دیتا ہے اور اسباب میں داخل ہے مارنا اور محتاج کرنا اور ذلیل کرنا اور اس میں داخل ہیں وہ سب باتیں جو آیۃ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ میں ہیں، یہ مضمون تفسیر کبیر سے لکھا ہے، معترض غافل کو چاہیے کہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کیا کرے تا کہ اس خلاق علیم وقہار حکیم کی عظمت وشان اس کے دل میں سما جائے اس واسطے کہ اس سورۂ شریف میں دو چیزوں کا بیان ہے ایک احدیت دوسری صمدیت کا اور باقی صفتیں سب انہیں کی شاخیں ہیں کیونکہ شرکت کبھی تو عدد میں ہوتی ہے اس کو تو لفظ احد نے رد کر دیا اور کبھی شرکت مرتبہ اور منصب اور آبرو میں ہوتی ہے وہ لفظ صمد سے جاتی رہی اور کبھی نسب میں ہوتی ہے اس کو لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ سے مٹا دیا اور کبھی کفو میں ہوتی ہے اسے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ سے باطل کیا اور صمد کے معنی حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ اور اس کے سب محتاج ہوں اور وجود کے سلسلہ میں ایسی ذات سے جو صمد ہو کسی کو چارہ نہیں اس واسطے کہ تمام عالم سراسر احتیاج رکھتا ہے اور جب ہر چیز حاجت رکھتی ہے تو ضرور ایسی ذات ہو کہ سب کی حاجتیں روا کرے اور خود کسی کا محتاج نہ ہو اور نہیں تو حاجتوں کا سلسلہ کبھی منقطع ہی نہ ہو، یہ افادہ بعضے اہل تفسیر علماء کا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ جو اسی ذات صمدیت صفات پر صادق آتا ہے اور سب مخلوق ان صفتوں سے کوسوں دور فرسنگوں دور ہے اور یہی معنی ہیں کہ ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے یعنی محض ضعیف ولاچار ہے کچھ ہست ونیست کوئی نہیں کر سکتا ہر آن ایک نہ ایک حادثہ

میں گرفتار ہے اور ہر لحظہ حاجتیں لگی ہوئی ہیں ۔

خداوند مائی و ما بندہ ایم
بہ نیروی تو یک بہ یک زندہ ایم

ہمہ زیرو ستیم و فرماں پذیر
توئی یاوری و تو دست گیر

چو در لشکر دشمن آری رحیل
بمرغاں کشی فیل و اصحاب فیل

تو بس وہ خالق بے نیاز و غنی ہے اور ہر مخلوق سراسر احتیاج و محتاج ہیں کسی طرح کی مناسبت اور برابری اور شرکت اور مقابلہ نہیں کیونکہ وہ خالق مطلق اور رزاق برحق ازل سے ابد تک عزیز و قوی و مالک الملک و قاہر و غالب قدیم ہے وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیۃ اور حدیث قدسی اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِیْ اسی عزیز السلطان کی شان ہے ۔

مراو را رسد کبریا و منی ۔ کہ ملکش قدیم است ذاتش غنی

ہر کہ ہست آفریدۂ و بندہ است
بندہ در بندہ آفرنیندہ است
پس کجا بندۂ کہ در بند است
لائق شرکت خداوند است

چنانچہ وہ رب العزۃ اپنی شان عزت و جلالت کے مقتضا سے آپ فرماتا ہے اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا عبد کے معنی ذلیل اور عاجز، یہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے اور ان میں سے حضرت عزیر و حضرت عیسیٰ نبی علیہما السلام کی جلالین میں تصریح کی اور صاف ذکر کیا ہے اور ذلیل گنا ہے کیا بے ادبی کی ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۔

ہنر بچشم عداوت قبیح تر باشد ۔ حسد بحاسد طبعے فصیح تر باشد

اور تفسیر مدارک میں اتی الرحمن عبدا کے معنی عاجز اور ذلیل لکھے ہیں اور تفسیر کبیر میں مطیع وخاشع لکھے ہیں اور خشوع کے معنی عاجزی اور مفردات القرآن میں امام راغبؒ نے ضعیف و ذلیل کے لکھے ہیں معترض غافل مزاج کاش کہ نظامی علیہ الرحمۃ کا سکندر نامہ دیکھتا تو صاحب تقوۃ الایمان پر ایسا لچر اعتراض نہ کرتا اور یہ بیہودہ باتیں نہ بناتا ؎

زتعظیم تو پیش تو ہست ونیست
اگر باشد وگر نباشد یکے ست

یعنی تیرے جلال ذات والا صفات کے مقابل موجودات ومعدومات اگر ہوں یا نہ ہوں برابر ہیں اس واسطے کہ تو قادر مطلق ہے نیست کے ہست کرنے پر اور ہست کے نیست کرنے پر تیری جلال شان کے سامنے سب ذلیل وضعیف ہیں اور یہی صاحب تقویۃ الایمان کی مراد ہے کہ چمار سے بھی ذلیل ہے آہ ؎

بارہا گفتہ ام وبار دگر مے گویم
من گم کردہ راہ نہ خود مے پویم
در پیش آئینہ طوطی صفتم واشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

اس معنی سے بادشاہ دنیا کے سامنے چمار ایسا ذلیل نہیں جیسے تمام خواص وعوام اس خالق منعم وعزیز علام کے روبرو ذلیل علی الدوام ہیں اور اسی وجہ سے ملا علی قاریؒ ہروی نے کہ بڑے علمائے حنفیہ سے ہیں مشکوۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں باب الایمان بالقدر میں انبیاء اولیاء اور کفار فجار سب کو شامل ایک طور پر ذکر کیا ہے اس حدیث شریف کے تحت میں

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ اٰدَمَ کُلَّھَا بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ کَقَلْبٍ وَّاحِدٍ یُصَرِّفُہٗ کَیْفَ یَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ میں لکھا ہے قال! قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

ان قلوب بنی ادم ای ھذا الجنس وخص بخصوصیة قابلیة التقلیب وبه اکدبقوله کلها مشتمل الانبیاء والاولیاء والفجرۃ والکفرۃ من الاشقیاء بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلب کل واحد ویصرف کیف یشاء ثم قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم الخ والظاھر ان کل واحد من العابد کما یفتقر الیه تعالی فی الایجاد لا یستغنی عنه ساعة من الامداد کما رواہ مسلم کذافی المشکوٰۃ۔

اس تصرف پر ہے قادر تو خدا
اور کو ہے یہ تصرف کب بھلا

اور اس بے نیازی کی ایسی عالی شان ہے کہ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ عَذَّبَ اَھْلَ سَمٰوٰتِہٖ وَاَھْلَ اَرْضِہٖ لَعَذَّبَھُمْ وَھُوَ غَیْرُ ظَالِمٍ لَّھُمْ اس حدیث شریف کو اختصار سے ذکر کیا ہے اس کو روایت کیا ہے احمدؒ وابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ نے ابی بن کعب وابن مسعود وحذیفہ وزید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مشکوۃ وغیرہ میں خوب شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسی سبب سے قول صاحب تقویۃ الایمان کا مطابق واقع کے ہے اور سب عقل مند مانتے ہیں بخلاف بے وقوفوں کے وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ۔ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ معترض غافل مزاج کو چاہیے اول ملا علی قاری کی تکفیر کرتا کہ انبیاء واولیاء اور کفار وفجار سب کو شامل ایک طور پر اللہ کے تصرف میں لکھا ہے اور کچھ حفظ مراتب نہیں کیا بعد اس کے صاحب تقویۃ الایمان کی تکفیر کرتا نعوذ باللہ من سوء الظن

منکراں چوں دیدۂ شرم وحیا برہم نہند
تہمت آلودگی بردامن مریمؑ نہند

حاشا وکلا دونوں بزرگوں کے کلام میں حقارت اور اہانت بزرگوں کی ہرگز نہیں بلکہ مقصود ادکا تنزیہ بیان کرنے موافق مدعا کلام الٰہی اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے جیسا کہ سید احمد

طحطاوی در مختار کے محشی نذر اللہ اور نذر غیر کے باب میں لکھتے ہیں اعلم ان بیان احکام الشریعة ممایجب العلماء ولیس فی ذلک تنقیص الولی کما یظنه بعض لا خلاق له بل هذا ممایرضی به الولی لوکان حیا وسئل عنه ذلک اجاب بالحق واغضبه نسبة التاثیر له وتامل .قوله فی حق السید عیسیٰ علیه السلام. إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ به طحطاوی میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ یعنی عیسیٰ بندہ ہے اور مانند اور بندوں کے، اب غور کرنا چاہیے کہ اس طرح کیوں لکھا اگر اہانت واستخفاف کی راہ سے لکھا تو کافر ہوا معاذ اللہ یہ امام کا مقصود نہیں بلکہ بد اعتقادوں کے رد کے واسطے اللہ تعالیٰ کے تنزیہ کو لکھا کہ اس کی ذات پاک شرک سے مبرا ہے اور تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ یوں افادہ کیا ہے ثم ذکر لازم الملک والحکم فقال یغفر لمن یشاء بعمیم فضله وان کان من الابالسة والفراعنة ویعذب من یشاء بحکم الالهیة والقدرة وان کان من الملائکة المقربین والمصدقین ۔مختصر کر کے لکھا گیا اور عیسیٰ ومریم علیہما السلام کے حق میں اللہ فرماتا ہے مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ کسائر النساء اللاتی یلازم من الصدق او یصدقن الانبیاء كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ یفتقران الیه افتقار الحیوانات یہ بیضاوی سے مختصر کر کے لکھا ہے اور جلالین میں لکھا ہے كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ کغیرهما من الحیوانات پس صاحب تفسیر بیضاوی اور جلالین نے حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو بسبب احتیاج اور ضعف اور اختیار نہ ہونے کے مانند اور حیوانوں کے لکھا ان کی حقارت کو اور مراتب کے تفاوت کو نعوذ باللہ من سوء الفہم اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اس خالق قہار وعزیز جبار کی جلالت شان میں فرمایا ہے ۔

گر بمحشر خطاب قہر کند
انبیارا چہ جائے معذرت است

پردہ از روے لطف گو بردار
کاشقیار ا امید مغفرت است

ایسا ہی صاحب تقویۃ الایمان کا قول ہے کہ چمار سے بھی ذلیل سمجھنا چاہیے کہ ذلیل کے معنی ضعیف اور عاجز اور ناچار و بے اختیار کے ہیں اس واسطے کہ وہ جل شانہ مالک الملک وعزیز اور سلطان اور قادر مختار مطلق ہے اور سب مخلوق کیا اعلیٰ اور کیا ادنیٰ اس کی عزت وقدرت کاملہ کے آگے مانند ذرہ کے ذلیل و خوار بے شک اہل اسلام کے عقیدے میں ہے الملک هو القدرة والمالك هو القادر فقوله مالك الملك معناه القادر على القدرة والمعنى ان قدرة الخلق على كل مايقدرون عليه ليست الا باقدار الله تعالىٰ فهو الذى يقدر كل قادر على مقدوره ويملك كل مالك على مملوكه. یہ تفسیر کبیر سے مختصر کر کے لکھا ہے اور تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں کہ ھُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ لکھا هے القهر بلوغ المراد بمنع غيره عن بلوغه اور ذلیل سے یہی معنی مراد ہیں یعنی ذلیل اور ضعیف ہے مقابلہ اور برابری سے اللہ کے کارخانہ میں اس لئے کہ وہ عاجز بالکل ہے نفع وضرر اور موت وحیات وتن درستی وبیماری میں اور اپنی حاجت برآری میں ایک ذرہ بھی قدرت نہیں رکھتا جیسا کہ عقل وشرع سے ثابت ہے اور صاحب تقویۃ الایمان کا قول اس پر صادق ہے چنانچہ وہ مالک الملک مشرکوں کے گمان باطل کرنے کیلئے سورۂ فرقان میں خود فرماتا ہے:۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۔

حسن غیور او نہ پسند د شریک را
آئینہ زا بدست نہ گیرو نگار ما

اب ذل و ذلت کے معنی جان لینے چاہئیں کہ کیا ہیں؟ ذل بالضم خواری ضد عزت اور یہی ذلت کے معنی کذا فی الصراح اور راغب مفردات قرآن میں لکھتے ہیں الذل ما كان عن قهر و يقال الذل القل الذلة القلة مختصر کر کے لکھا ہے غرض ذل و ذلت کے معنی ضعف

اور عجز و ناتوانی و بے سروسامانی ہے دوسرے کے مقابلہ سے اور اس کی ضد و نقیض عزت بمعنی قوت وغلبہ ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازیؒ نے اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے تفسیر کبیر میں وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ معنی الذل الضعف عن المقاومة ونقیضه العزة هی القوة والغلبة ظاہر ہے کہ ہر مخلوق مقابلہ میں خالق بدیع السموت والارض کی قوت وغلبہ کے بلاریب ذلیل ہے یعنی ذرہ کے مانند ضعیف وخوار طرح طرح کے حوادث میں گرفتار ہے اور اس کا منکر دیوانہ اور مسخرہ ہے اور ایسے منکروں کے حق میں پڑھنا چاہیے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ اور انہیں کا حال ہے ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ تفسیر ابو السعود میں لکھا ہے اذلة جمع ذلیل وانما جمع قلة للا یذان باتصافهم حینئذ بوصفی القلة والذلة اذ کانوا ثلثمائة وبضعة عشر وکان ضعف حالهم فی الغایة انتهٰی مختصراً اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ھے وانما قال اذلة ولم یقل ذلا عمل لیدل علی قلتهم وذلتهم بضعف الحال وقلة المراکب والسلاح انتهٰی کلامه پس قرآن شریف اور تفسیروں سے واضح ہوا کہ اس مالک الملک نے صحابہ کرامؓ کو بسبب ضعف وقلت مال کے کہ کفار کے مقابلہ سے ضعیف و بے سرمایہ تھے ذلیل فرمایا چہ جائے کہ اس مالک الملک کی عزت کاملہ و سلطنت قاہرہ کے آگے اور قوت باہرہ کے سامنے کیوں کر ضعیف و ذلیل ونحیف نہ گنے جائیں اس لئے کہ ذلت وضعف محتاج انسان کا نشان ہے اور فرمان عالی شان اللہ تعالیٰ کا اس پر دلیل ہے وہ فرماتا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اسی کی شان ہے هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ امام راغب نے مفردات قرآن میں لکھا ہے القهر هو الغلبة والتذلیل معا ویستعمل فی کل واحد منهما ۔ پس معنی آیہ کریمہ کے یہ ہیں کہ وہی غالب اور مذلل اپنے بندوں کو تذلیل کرنے والا ہے اور دنیا کے بادشاہ کی پکڑ اور گرفتاری چمار ذلیل و ضعیف کے بمقابلہ مواخذہ قدیر ذوالجلال کے ذرہ بھر بھی نہیں اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ یعنی پکڑ تیرے رب کی بڑی سخت ہے اس واسطے کہ اوروں کی پکڑ سے تو خلاصی گریہ وزاری وصبر سعی وسفارش سے ممکن ہے اور خدا کے عذاب سے کسی طور ممکن نہیں اوروں کی نہایت یہ ہے

کہ مار ڈالیں ہلاک کر دیں پھر مرنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ پھر جلا نہیں سکتے تو ہمیشہ عذاب نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ مرجانے اور خاک ہو جانے کے بعد بھی زندہ کرتا ہے اور اس کا عذاب ابدالاباد ہمیشہ ہے اس واسطے کہ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ جیسے تفسیر عزیزی میں بیان ہے اور آیہ کریمہ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ بھی اس کی عزت وقدرت کاملہ پر ناطق ہے کہ ہر مخلوق اس کے مقابلہ میں ذرہ اور ذلیل وخوار شرم سار ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ای امر يظهره في العالم علی ماقدره فی الازل من احياء وامامتة واعزاز واذلال واعدام واعطاء وغير ذلک صفات عزت لا انتہا اسی جل شانہ کے واسطے خاص ہیں انسان اگرچہ کیسا ہی کامل اور اکمل ہو خدائے تعالیٰ کی صفات سے مشابہ ومختص نہیں ہو سکتا سب عقل مندوں پر اظہر من الشمس ہے۔ حاصل کلام یہ کہ وہ خداوند خلاق ومالک علی الاطلاق اپنی شان عزت خالقیت اور شان عزت الوہیت اور شان عزت ربوبیت اور شان عزت قیومیت اور شان عزت قہاریت میں موصوف سرمدی ہے اور ہر مخلوق اپنی شان ذلت عبدیت اور شان ذلت عبودیت اور شان ذلت مقہوریت اور شان ذلت احتیاج میں مجبور وگرفتار ابدی ہے۔ تو مخلوق کا حال غنی وبے نیاز کے ایسے طرح طرح کے نشانوں کے مقابلہ میں سراپا طرح طرح کی ذلتوں میں عاجز وسرنگوں ہے۔

شکر فیض تو چمن چوں کندا ے ابر بہار
کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردہ تست

پس تقویۃ الایمان کی عبارت وبیان اللہ کے کلام ورسول اللہ کے فرمان کے موافق ہے اور علمائے ذی شان کے طرز پر ہے اب اہل انصاف کو لازم ہے کہ مقتضائے مکارم اخلاق غور فرمائیں اور صاحب تقویۃ الایمان پر غصہ نہ کریں اور پر غضب نہ ہوں۔

اندکے باتو بگفتیم و لے ترسیدیم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

سوال دوم: پیغمبر صاحب ﷺ کو بڑا بھائی کہا حالانکہ سب انبیاء کو آرزو رہی کہ ان کے اتباع اور امت ہوتے اور اگر خود آں سرور ﷺ نے صحابہؓ یا امت کو بھائی فرمایا تو

لازم نہیں کہ اور بھی کہیں۔

جواب: معترض کا اعتراض تقویۃ الایمان کے اس فائدہ پر ہے جو اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ یعنی اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کو عزیز گرامی جانو کی حدیث کے تحت لکھا ہے خبر دیتا ہے کہ معترض جاہل ہے اور اس کو قرآن شریف اور حدیث پر عبور نہیں اور دو وجہوں سے مدفوع اور رد ہے اول یہ وجہ ہے کہ سب مسلمان آپس میں کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ ایک اصل یعنی ایمان و اسلام کے نسب میں ہیں ایمان اور اسلام سب کا باپ ہے سب مسلمان دینی بھائی ہیں اور دینی اور اسلامی نسبت افضل و اشرف ہے آباء و اجداد کے نسب سے جیسے کفار کفر کی ملت کے سبب آپس میں بھائی ہیں سو خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔یعنی تحقیق سب مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں اس لئے کہ ان کی اصل ایمان ہے تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ من حیث انھم منتسبون الی اصل واحدوھو الایمان الموجب للحیوۃ الابدیۃ ۔ پہلا مسئلہ قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔بعضے اہل لغت نے کہا ہے کہ اِخْوَۃٌ وہ بھائی ہیں جو نسب میں ہوں اور اِخْوَانٌ وہ بھائی ہیں جو دوستی کے سبب ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔تاکید امر کے واسطے کہا اور اشارہ اس بات پر کیا کہ سب مسلمان آپس میں ایک باپ کی اولاد ہیں ان کا باپ اسلام ہے کسی نے ان میں سے کہا ہے ابی الاسلام لا اب (الی) سواہ ذاافتخروا بقیس او تمیم یہ تفسیر کبیر میں اور دوسری تفسیروں میں ہے کیا خوب کہا ہے۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

اور خوب ظاہر ہے کہ صیغہ مومنون اور مسلمون کا الفاظ عام میں سے ہے العام ھو اللفظ المستغرق بجمیع مایصلح بحسب وضع واحد . ایسا ہی لکھا ہے کتب اصول فقہ میں تو آیہ کریمہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔میں رسول مقبول ﷺ بھی شامل ہیں اور سب امت اور عورتیں مومنہ اور جب تک کوئی مخصص شرعی نہ ہو تخصیص غیر معقول اور مردود ہے

سب بڑے بڑے علماء اہل اصول کے نزدیک لان اخلاء المعنی من اللفظ العام الموضوع غیر معقول کمالا یخفی علی الماھربالا صول۔ اگر معترض یہاں قیاس کو دخل دے اور کہے کہ میں ناقص اور بد حال کہاں اور آنحضرت ﷺ کی ذات شریف سراسر فیض کمال کہاں اس وجہ سے ذات بابرکات آنحضرت ﷺ کی عموم نص میں اِنَّمَا المؤمنون اخوة. اور فاخوانکم فی الدین. وغیرہ میں شامل نہیں پس اس صورت میں آنحضرت ﷺ برادر ہونے میں داخل نہیں آنحضرت ﷺ کو بڑا بھائی کہنا جائز اور روا نہیں ہے اور جب جائز اور روا نہیں تو سراسر گناہ اور بے ادبی ہے۔ تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ قیاس سے خاص کرنا شیطان کا کام ہے کہ اس نے قیاس سے اپنے آپکو خاص کیا اور ملعون ہوا جیسا کہ تفسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے والرابع انه تعالی امر الملئکة بالسجود لآدم حیث قال وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ثم ان ابلیس لم یدفع هذ النص بالکلیة بل خصص نفسه عن ذٰلک العموم بقیاس ھو قوله خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ثم اجمع العقلاء علی انه جعل القیاس مقدما علی النص و صار بذٰلک السبب ملعونا وھٰذا یدل علی ان تخصیص النص بالقیاس تقدیم للقیاس مقدما علی النص وانه غیر جائز. یہ عبارت مذکورہ امام ربانی فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کی خاص تحریر ہے تفسیر کبیر سورۂ نساء میں ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ آلآیۃ اسی سبب سے ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور آنحضرت ﷺ نے کچھ نہ فرمایا اور رد نہ کیا اور اس بیان کا شروع یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نکاح کا پیغام حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھیجا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں نکاح کس طرح ہو؟ تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے دینی اور اسلامی بھائی ہو بموجب اللہ کی کتاب کے اور عائشہ سے میرا نکاح جائز ہے اور دینی بھائی ہونا نکاح کو مانع نہیں ہے بلکہ نسب یا دودھ پینے کے سبب بھائی ہونا مانع نکاح ہے سو وہ نہیں چنانچہ صحیح بخاری (کتاب النکاح) میں موجود ہے عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِىْ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِىَ لِىْ حَلَالٌ. ایسا ہی صحیح بخاری میں باب تزویج الصغار من الکبار کے اکیسویں پارہ میں ہے قولہ فقال لہ ابو بکر انما انا اخوک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی دین اللہ و کتابہ و ھی لی حلال نکاحھا لان الاخوۃ المانعۃ من ذلک اخوۃ النسب والرضاع لا اخوۃ الدین. ایسا ہی قسطلانی اور فتح الباری میں ہے اور حدیث عروہ کی صورت میں ارسال ہے اور معنی مرفوع ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور کچھ چھپا نہیں ان پر جو حدیث کے ماہر ہیں اور آیہ کریمہ سورہ براۃ میں ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ آلایۃ یعنی اگر کافر کفر سے توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین اسلام میں ان کے واسطے ہے جو تمہارے واسطے ہے اور ان پر ہے جو تم پر ہے یہ آیت بھی پہلی آیت کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ خطاب آنحضرت ﷺ کی نسبت زیادہ مقتضی ہے کیونکہ آپ ﷺ داعی اور ہادی اسلام کے اور بہت کامل اور بہت عالم اور بڑے متقی اور نہایت معزز ہیں تو اس خطاب کا منکر بلاشک گمراہ ہے چنانچہ ماہران نصوص پر مخفی نہیں اسی واسطے تفسیر کبیر میں سورۂ اعراف میں لکھا ہے لایجوز تخصیص النص بالقیاس انتہٰی! مختصراً اس سے لکھا گیا، پس رسول مقبول ﷺ دونوں آیتوں مذکورہ کی دلیل سے اسلامی بھائی ہونے کی راہ سے بڑے بھائی اور بزرگ تر ہوئے اور تمام امت مسلمان چھوٹے بھائی اور کم تر ہوئے ایمان کی حیثیت سے اس واسطے کہ ایمان رسول مقبول ﷺ کا تمام امت مسلمان کے ایمان سے کروڑوں درجہ زیادہ اور افضل جیسا کہ اپنے موقع پر بیان ہے

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا

قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِیْنَ لَمْ یَاْتُوْا بَعْدُ اِلٰی اٰخر ماروا ہ مسلم کذافی المشکوۃ فی الفصل الثالث من کتاب الطھارۃ قال العلامۃ الطیبی فی شرح ھذاالحدیث لیس نفیالا خوانھم لکن ذکرہ مزیۃ لھم بالصحبۃ علی الاخوۃ فھم اخوۃ وصحابۃ واللاحقون اخوۃ کما قال اللّٰہ تعالٰی انما المؤمنون اخوۃ انتھی کلام الطیبی فی شرح المشکوۃ

اس حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ دوست رکھتا ہوں اور مجھے آرزو ہے کہ کاش کے میں اور جو میرے ساتھ ہیں اپنے بھائیوں کو دیکھتے یعنی جو بعد میں آئیں گے، صحابہؓ نے جو ساتھ تھے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو بھائی فرماتے ہیں کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا تم میرے اصحاب ہو میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے، یہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے ترجمہ میں ہے اور جذب القلوب میں اور شیخ جلال الدین نے جمع الجوامع میں کئی حدیثیں اس مضمون کی بیان کی ہیں اور اسی سبب سے شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ کے پانچویں باب میں لکھا ہے۔ فضلت الصحابۃ علینا فانھم حصلوا الذات وحصلنا نحن الاسم ولما راعینا الاسم مراعاتھم الذات ضوعف لنا الاجروا ایضا الحسرۃ الغیۃ التی لم تکن لھم فکان لنا تضعیف علی التضعیف فنحن الاخوان وھم الاصحاب انتھٰی کلامہ۔ تو بس قول صاحب تقویۃ الایمان کا مطابق ہے قرآن مجید کے اور قول و تقریر رسول مقبول ﷺ کے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور صحابہؓ کے تو معترض نادان کو مجال گفتگو کی نہیں رہی اسے توبہ کرنی چاہیے اور اگر قرآن مجید اور فرمان آنحضرت ﷺ پر اعتقاد نہیں رکھتا تو بلاشک خطاوار و گنہگار و شرمسار ہے اور آیہ کریمہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ

اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ آلایۃ پراعتقاد رکھنا چاہیے کہ اس میں دو جہان کی بہتری کی خوش خبری ہے اور شریعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ رکھنا چاہیے جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ صاحب تقویۃ الایمان کی صداقت پر صادق ہے اور معترض متعصب نادان کی حماقت پر، صاحب تقویۃ الایمان کو حق پر سمجھنا چاہیے افسوس صد افسوس کہ معترضوں کے عقل وحواس ایسے بدل گئے ہیں کہ نصوص میں غور تامل ہی نہیں کرتے اور حق تو سمجھتے نہیں ناحق بے ہودہ اعتراض صاحب رسالہ پر کرتے ہیں عارف رومی علیہ الرحمۃ والغفر ان ایسے ہی ناسمجھوں کے حق میں فرماتے ہیں ؎

از شراب قہر چوں مستی دہی
نیستہا را صورت ہستی دہی

چیست مستی بند چشم از دید چشم
تا نماید سنگ گوہر پشم پشم

چیست مستی حسہا مبدل شدن
چوب گز اندر نظر صندل شدن

دوسری وجہ جو صاحب تقویۃ الایمان نے کہا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو ان کی تعظیم انسان کی سی کرنی چاہیے نہ خدا کی سی الی آخرہ۔ تو واسطے رد کرنے بڑے اعتقاد جاہل مسلمانوں کے ہے اور بعضے نادان صوفیوں کے جو رسول کریم ﷺ کو لوازم بشریت اور مرتبہ نبوت اور منصب رسالت سے بڑھا کر الوہیت کے درجہ پر سمجھتے ہیں اور محال باتیں جو اللہ تعالیٰ ذوالجلال کی ذات اور صفات وافعال کے ساتھ خاص ہیں ان کو رسول مقبول ﷺ کی طرف کرتے ہیں اور اس اعتقاد سے شرک وکفر میں گرفتار ہوتے ہیں لکھا ہے اور مطابق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خوب لکھا ہے اور غفلت وبے خبری کا پردہ جاہلوں کے منہ کے آگے سے اٹھا دیا ہے تفصیل اس اجمال کی اس طرح ہے کہ بعضے جاہل صوفی جو اپنے آپکو دین اسلام کا پیشوا جانتے ہیں یہ اعتقاد کرتے

ہیں کہ محمد ﷺ اللہ مجسم ہیں اور کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اسم اللہ کے مظہر ہیں اور سوا آنحضرت ﷺ کے اور لوگ اللہ کے اور ناموں کے مظہر ہیں جیسے رحمٰن و رحیم و قاہر مضل اور مظہر اس معنی سے کہتے ہیں کہ اسم اللہ جو متعین ہو محمد نام ہوا اور اگر محمد مطلق ہووے اللہ ہو جائے نعوذ باللہ منہا ، ہندو مہادیو اور رام کو اوتار کہتے ہیں انہوں نے محمد ﷺ کو کہا شاید کوئی بت بھی آنحضرت ﷺ کے نام کا بنالیں اور اس کی پرستش کریں انتہی ۔ یہ کلام مولوی ظہور الحق صاحب کا ہے کہ انہوں نے تنویر الطالبین میں جو جاہل صوفیوں کے رد میں لکھی ہے لکھا ہے اور یہ تحقیق الفرقت بے شک کا برابرے ایک فرقہ نصاریٰ یعقوبیہ کے قول کے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ الآية وهذا هو قول اليعقوبية لانهم يخوبون ان مريم ولدت الها ولعل معنى هذا المذهب انهم يقولون ان الله تعالى حل في ذات عيسى واتحد بذات عيسى ثم حكى تعالى عن المسيح انه قال وهذا تنبيه على ماهو الحجة القاطعة على فساد قول النصارى وذلك لانه عليه الصلوة والسلام لم يفرق بين نفسه وبين غيره في ان دلائل الحدوث ظاهرة عليه

یہ تفسیر کبیر میں ہے سورۂ مائدہ میں اور تفسیر مدارک میں ہے کہ بعضے نصاریٰ کہتے تھے کہ مسیح ہی بعینہ اللہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی صورت میں تجلی کرتا ہے اب کسی صورت میں عیسیٰ کی صورت میں تجلی کی ہے اور اسی سبب عیسیٰ سے وہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو کسی سے نہیں ہوتی ہیں مختصراً لکھی اور شاہ عبدالقادر شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہما کے چھوٹے بھائی سورۂ انعام کی اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ

يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ه تقویۃ الایمان کے قول کے مطابق موضح القرآن میں لکھتے ہیں یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے انہی کلام اور صاحب تفسیر کبیر شرک کے عقیدہ کے رد کرنے میں صاحب تقویۃ الایمان کی تقریر کے مطابق اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

فی الاية مسائل المسئلة الاولى ، اعلم ان هٰذا من بقية الكلام على قوله لولا انزل عليه اية من ربه. فقال اللّٰه تعالى قل هولاء القوم انما بعثت مبشرا ومنذرا وليس لى ان اتحكم على اللّٰه تعالى وامره اللّٰه تعالىٰ ان ينفى عن نفسه امور اثلثة اولها قوله لا اقول لكم عندى خزائن اللّٰه فاعلم ان القوم كانوا يقولون له ان كنت رسولا من عنداللّٰه فاطلب من اللّٰه حتى يوسع علينا منافع الدنيا و خيراتها ويفتح علينا ابواب سعادتها فقال تعالىٰ قل لهم انى لا اقول لكم عندى خزائن اللّٰه فهو تعالىٰ يؤتى الملك من يشاء ويعز من يشاء ويذل من يشاء بيده الخير لا بيدى. وثانيها قوله ولا اعلم الغيب ومعناه ان القوم كانوا يقولون له ان كنت رسولا من عنداللّٰه فلا بدان تخبر نا عمايقع فى المستقبل من المصالح والمضار حتى نستعد لتحصيل تلك المصالح ولدفع تلك المضار فقال تعالى قل انى لا اعلم الغيب فكيف تطلبون منى هذه المطالب والحاصل انهم كانوا فى المقام الاول يطلبون منه الاموال الكثيرة والخيرات الواسعة وفى المقام الثانى كانوا يطلبون منه الاخبار عن الغيوب ليوسلوا بمعرفة تلك الغيوب الى الفوز بالمنافع والاجتناب عن المضار والمفاسد وثالثها قوله ولا اقول

لکم انی ملک ومعناه ان القوم کانوا یقولون مالهذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ویتزوج ویخالطا لناس فقال تعالی قل لهم انی لست من الملائکة واعلم ان الناس اختلفوا فی انه ماالفائدة فی ذکر نفی هٰذه الاحوال الثلثة فالقول الاول ان المراد منه ان یظهر الرسول من نفسه التواضع لله والخضوع له والاعتراف بعبودیته حتی لا یعتقد فیه مثل اعتقاد النصاری فی المسیح علیه السلام والقول الثانی ان القوم کانوا یقترحون منه اظهار المعجزات القاهرة القویة کقولهم وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الی آخر الایة فقال تعالٰی فی اخر الایة قل سبحن ربی هل کنت الا بشرا رسولا یعنی لا ادعی الا الرسالة والنبوة واما هذه الامور التی تطلبونها فلا یمکن تحصیلها الا بقدرة اللّٰه تعالی فکان المقصود من هٰذا الکلام اظهار العجزو الضعف وانه لا یستقل بتحصیل هٰذه المعجزات التی طلبوها منه والقول الثالث ان المراد من قوله لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰه معناه انی لا ادعی کونی موصوفا بالقدرة المنتسبة باللّٰه تعالیٰ وقوله ولا اعلم الغیب ای ولا ادعی کونی موصوفا بعلم اللّٰه تعالی وبمجموع هذین الکلامین حصل انه لا یدعی الالهیة ثم قال ولا اقول الکم انی ملک وذلک لانه لیس بعدا لالهیة درجة اعلی حالا من الملائکة فصار حاصل الکلام کانه یقول لا ادعی الالهیة ولا ادعی الملکیة ولکنی ادعی الرسالة وهذا منصب لا یمتنع حصوله للبشر فکیف اطبقتم علی استنکار قولی ودفع دعوای انتہیٰ مافی

تفسیر الکبیر للامام الرازی۔

پس جیسی تقریر صاحب تفسیر کی ہے اشقیا کے باطل کرنے کو ویسی ہی صاحب تقویۃ الایمان کی ہے کند ذہنوں بدعقیدوں کے رد کرنے میں اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ سورۂ جن کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔ جاننا چاہیے کہ ذکر وعبادت مستلزم ہے طلب حضور اس شے کو یعنی جس شے کے حضور کی طلب ہوتی ہے اسی کا ذکر اسی کی عبادت کرتے ہیں تو جس مقام میں کہ وہ خدائے تعالیٰ کے واسطے ہے غیر کا ذکر وعبادت اس قسم سے ہے کہ جیسے ایک مکان ایک بادشاہ کے اترنے کے واسطے تیار کریں اور اس کے ساتھ کسی اور کو بھی رعیت میں سے بلائیں تو کمال بےادبی ہے وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ الایۃ اور وہ خدا کا بندہ جس وقت اٹھتا ہے اس لئے کہ وہ بندہ ہے اپنے خدا کو بلانا اسے ضروری ہے کہ اس نے اپنا مطلب عرض کرے اور اسی واسطے وہ اس لئے اٹھتا ہے کہ یدعوہ یعنی بلائے اپنے خدا کو اور اس کے بلانے اور یاد کرنے سے حق تعالیٰ اس کے دل پر تجلی فرمائے اور اس کے عمدہ مکان میں جو دل ہے اللہ کا نور نازل ہوگا اور اللہ اس محل میں مہمان ہوگا کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا تو قریب ہے کہ آدمی اور جن اس پر ہجوم کریں جیسے نمدہ کی تہ پر ہو جاویں کوئی تو اس سے فرزند مانگتا ہے اور کوئی روزی طلب کرتا ہے اور کوئی دنیا کی خدمتیں اور کوئی چاہتا ہے کشف ہو جائے علیٰ ہذ القیاس اور اسی طرح غرض کہ لوگ اس کو بھی پریشان کرتے ہیں اور آپ بھی شرک وکفر میں گرفتار ہوتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ جب اس دل میں بسبب ذکر وعبادت کے اللہ کا نور سمایا ہے تو یہ گویا بندہ خدا کے کارخانہ کا شریک ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو آبرو اور مرتبہ حاصل ہوگیا جو کچھ یہ کہے گا اللہ تعالیٰ کردے گا چنانچہ دنیا میں مہمان کی خاطرداری میزبان کرتا ہے اور اسی وجہ سے دنیادار تلاش میں رہتے ہیں کہ بادشاہ یا امیر یا حاکم تاج دار جس کے گھر میں آتے ہیں اس سے اپنی حاجت روائی چاہتے ہیں یہی خیال فاسد خدا کے بندوں سے کر کے پیر پرستی اور گور پرستی میں گرفتار ہوتے ہیں اور اس حادثہ میں جن اور آدمی دونوں شریک ہیں اور تجھ کو اے نبی دونوں کی رسالت کا منصب ہے، اگر اس امر میں اپنے

حق میں تو خوف کرے تو ان دونوں فرقوں سے کہوں دے یہ بات قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ الآیہ کہہ دے کہ تحقیق میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنے نور کی تجلی سے روشن کردے وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا اور میں اور کسی کو ہرگز شریک نہیں کرتا اور جب میں اس کے ساتھ اور کسی کو شریک نہیں کرتا اور اس کے بلانے میں مشغول ہوا تو مجھے کب گوارا ہے اور میں کب روا رکھوں گا کہ اور لوگ مجھ کو بلائیں یا مجھ کو اس کے ساتھ شریک کریں اور یہ جو دونوں فرقے یعنی آدمی اور جن تجھ سے نفع کی امید یا ضرر کی دہشت رکھیں تو صاف کہہ دے قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا کہ تحقیق میں مالک نہیں ہوں تمہارے واسطے ضرر کا نہ ایسی تدبیر کا جس سے مطالب نکلے جیسے پہلے جنوں کے وکیل اور ایلچی اور آدمیوں کی روحیں گمراہ دنیا داروں کو نفع کی طمع دینے اور ضرر سے ڈرانے کے سبب فریب دیتے تھے اور ان کے نزدیک اپنے آپ کو نفع وضرر کا مالک جتاتے تھے کہ اب وہ دفتر گاؤ خورد ہو گیا اور جو کسی حادثہ اور مصیبت میں تجھ سے پناہ لیں اور خدا کے غضب سے تیرے پاس آ چھپیں تو صاف صاف کہہ دے قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ الآیۃ کہ بے شک میرا یہ حال ہے کہ مجھے خدا کے غضب سے ہرگز کوئی نہیں بچا سکتا وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا اور ہرگز میں نہیں پانے کا اپنے دل میں کبھی کسی وقت خدا کے سوا کوئی ایسی جائے کہ اس کی طرف رجوع ہوں اور میل کروں تمام ہوا کلام شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی کا ومعنی الکلام ان النافع والضار والمرشد المغوی ھو اللہ وان احدا من الخلق لا قدرۃ لہ علیہ یہ تفسیر کبیر میں سے جاننا چاہیے کہ صاحب تقویۃ الایمان کی طرز وروش اور مولوی کرم علی مرحوم کی نصیحۃ المسلمین میں شرک کے رد کرنے میں اور فاسد عقیدوں کے باطل کرنے میں عام لوگوں کی مانند نہیں بلکہ طرز وروش مولانا شاہ عبدالعزیز و صاحب تفسیر کبیر کی ہے جو کتابوں سے ماہر ہیں ان سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں پھر صاحب تقویۃ الایمان اور نصیحۃ المسلمین پر قیل وقال کرنا جہالت اور کند ذہنی سے خالی نہیں نعوذ باللہ من الغمی الغوی۔ جاننا چاہیے کہ اب وہ اصل حدیث لکھی جاتی ہے جس کے فائدے میں مولوی محمد اسمعیل دہلوی نے لکھا ہے اور اس پر معترض نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَآءَ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَہٗ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَسْجُدُ لَکَ الْبَھَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ فَقَالَ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ وَلَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا الٰی اٰخِرِمَا فِی الْمِشْکٰوۃِ (باب عشرۃ النساء) رواہ احمد۔

ترجمہ: اس کا یہ ہے کہ روایت ہے عائشہؓ سے کہ آنحضرت ﷺ انصار و مہاجرین اصحابوں میں اپنے تشریف رکھتے تھے کہ ایک اونٹ نے آ کر آپ ﷺ کو سجدہ کیا تو صحابہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کو چار پائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں ان سے ہم سزاوارتر ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کو عزیز رکھو اور اس کی آبرو کرو اور بھائی سے مراد اپنی ذات شریف رکھی اور جو میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو امر کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، اس حدیث سے دو فائدے نکلے ایک یہ کہ صحابہ کرامؓ نے کمال محبت سے آنحضرت ﷺ کی تعظیم زیادہ چاہی ایسی کہ آپ کو سجدہ کریں لیکن آپ ﷺ نے سجدہ کی اجازت نہ دی کہ غیر مشروع اور ناروا ہے اس واسطے کہ سجدہ اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے اس سے بڑھ کر کوئی تعظیم نہیں تو یہ ایسے کے واسطے ہے جو اعلیٰ درجہ کی تعظیم ذاتی رکھتا ہو سو وہ ذات رب العالمین کی ہے، دوسرا فائدہ یہ نکلا کہ صحابہؓ کا قیاس جو انہوں نے جانوروں اور درختوں کے سجدہ کرنے پر کیا آنحضرت ﷺ کے نزدیک صحیح اور مقبول نہ ہوا کیونکہ وہ قیاس قیاس مع الفارق تھا اس واسطے کہ چار پائے اور درخت مکلف نہیں جیسے آدمی اور جن مکلف انبیاء کے احکام شریعت کے ہیں کہ ان کا سجدہ کرنا اللہ کے مسخر کرنے سے ہے اور یہ امر مباحث شرعیہ سے خارج ہے بخلاف جن و انسان کے کہ یہ بواسطہ انبیاء کے احکام شرعیہ کے تابعدار ہیں ان کو پابندی احکام شرع بہت ضرور ہے اور اسی واسطے فرمایا اعبدوا ربکم کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو کہ عبادت اسی کے واسطے خاص ہے اور صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا

اَطۡرَتِ النَّصَارٰی عِیۡسٰی ابۡنَ مَرۡیَمَ وَقُوۡلُوۡا عَبۡدُ اللّٰہِ وَرَسُوۡلُہٗ ۔ یعنی میری تعریف میں حد عبدیت سے زیادہ مبالغہ نہ کرو جیسا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا کہ عبدیت کے حد سے الوہیت کے درجہ کو پہنچایا اور کہو اعتقاد رکھو کہ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نویں رسالہ میں اپنے مکتوبات کے الدین النصیحۃ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی جتنے ہیں وہ سب عبدہ ورسولہ میں آئے اور عبودیت خاص آپ ﷺ کی ذات شریف سے مخصوص ہے کہ حقیقی بندہ آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا خدا خدا ہے اور وہ بندے اس کے انتہی کلامہ مختصراً اس لئے فرمایا اکرموا اخاکم یعنی بسبب رسالت صفات بشریت سے ممتاز ہو کر صفات الوہیت سے میں متصف نہیں ہوگیا کہ میری عبادت کرو اور سجدہ کرو بلکہ انا سید ولد ادم ولا فخرا جان لو اور اکرام کرو اور بزرگ جانو اور بھائی کہنا بنی آدم ہونے کے سبب اور انا بشر مثلکم کے ہے اور بزرگ اور بڑا کہنا بسبب اکرام کے اور مضمون انا سید ولد آدم کا اچھی طرح نکل آیا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ یعنی من جنسکم عربی مثلکم انتھی مافی البیضاوی قولہ من انفسکم وفی تفسیرہ وجوہ الاول یرید انہ بشر مثلکم کقولہ تعالی اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منھم وقولہ انا بشر مثلکم والمقصود انہ لوکان من جنس الملائکۃ تعصب الامر بسببہ علی الناس علی ما تقریرہ فی سورۃ الانعام ۔ یہ تفسیر کبیر سے لکھا ہے مختصر کر کے۔ اور سورۂ فصلت میں لکھا ہے قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ الآیۃ بیان اس جواب کا۔ کانہ یقول انی لا اقدر علی ان احملکم علی الایمان جبرًا او قھرًا فانی بشر مثلکم ولا امتیاز بینی وبینکم الا بمجرد ان اللّٰہ اوحیٰ الیّ وما اوحی الیکم فانا ابلغ ھٰذا الوحی الیکم انتھٰی ۔ تفسیر کبیر میں ہے اور تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔ قُلۡ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ

يُوْحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ. لست ملكا و لا جنيا لا يمكنهم التلقي منه

یہ تفسیر بیضاوی وغیرہ تفسیروں میں ہے۔ عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ اى رسول الله صلى الله عليه وسلم فَقَالَ اَصْحَابُهٗ يَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ

اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ اى بتخصيص السجدة له فانها غاية العبودية ونهاية العبادة

وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ اى عظموه تعظيما يليق له بالمحبة القلبية والاكرام

المشتمل على الاطاعة الظاهرية والباطنية وفيه اشارة الىٰ قوله تعالىٰ

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا

عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيّٖنَ. وايماء الى: ماقلت لهم الا ما

امرتني به ان اعبدوا الله ربي وربكم .واما سجدة البعير فخرق للعادة واقع

بتسخير الله تعالىٰ وامره فلا مدخل له صلى الله عليه وسلم في فعله

والبعير معذور واكرموا اخاكم هو بشر مثلكم ومضرع من صلب ابيكم

آدم اكرموا فانه اكرمه الله واختاره واوحى الله اليه كقوله تعالىٰ قل انما انا

بشر مثلكم يوحىٰ الى. انتهىٰ مافي المرقات شرح مشكوة لملا على

القاري بقدر الحاجة قوله: انما انا بشر مثلكم يوحى الخ البشر يطلق على

الجماعة والواحد يعني انه منهم والمراد انه مشارك للبشر في اصل

الخلقة ولو زاد عليهم بالمزايا التي اختص بها في ذاته وصفاته والحصر

مجازى لانه اتى به ردا على من زعم ان من كان رسولا فانه يعلم كل غيب

حتی لا یخفی علیہ المظلوم انتھی یہ فتح الباری میں ہے وانما یعلم الانبیاء من وجوہ الوحی۔

یہ عینی شرح بخاری میں ہے مختصر کر کے لکھا اگر معترض غافل مزاج سورۂ اعراف کو غور و تامل سے تلاوت کرتا تو ایسی خرافات زبان پر نہ لاتا اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ نے بشریت ہم جنسیت اور بنی آدم ہونے کے سبب حضرت ہود و حضرت صالح اور حضرت شعیب و کافروں اور مشرکوں کا بھائی فرمایا وصفے کہ کافر مشرک نجس ہیں جیسے خدا فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الآیۃ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا الآیۃ ایضا وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا الآیۃ تو اس صورت میں اگر صاحب تقویۃ الایمان نے ایسے جاہلوں کے گمان فاسد رد کرنے کیلئے جو پیغمبر خدا ﷺ کو الوہیت کے درجہ کو پہنچا ئیں اور بعضے تو خدا کے کارخانہ میں متخلل جانتے ہیں بڑا بھائی اور بزرگ کہا اور اس کی تحقیق اوپر بیان ہو چکی ہے تو شرعا کیا گناہ کیا بیان کرے شرع کی دلیل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے اور نہیں تو صرف اعتراض سے کیا مطلب نکلتا ہے لان الدعوے لا تسمع الابالبینۃ۔

آخر اے آہوے مشکیں کہ رمیدی از ما

چہ گنہ رفت و چہ کردیم و چہ دیدی از ما

صاحب تقویۃ الایمان نے کسی جگہ نہیں لکھا کہ بزرگان دین بری خصلتوں میں چمار کے مانند ہیں حاشا وکلا کہ ادنی آدمی بھی یوں نہیں کہہ سکتا مولوی صاحب مرحوم ایسا کب کہنے لگے اور میرے دعوی کے ثبوت کیلئے مولوی صاحب مرحوم کا کلام جا بجا تقویۃ الایمان میں شاہد عدل ہے اول کلام متنازع فیہ جس میں تنازع ہے کہ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا ایسی جگہ دیتا ہے کہ مراتب میں لوگوں کے تفاوت ہے سب برابر نہیں دوسرے اس آیہ کریمہ کے تحت میں کہ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا کہتے ہیں کہ سب بڑوں کے بڑے پیغمبر خدا ﷺ رات دن اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے تیسرے اس آیت کریمہ کے فائدے میں کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سوان

میں بیان کی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں آہ۔ چوتھے اعرابی کی حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت آہ۔ تھوڑا سا بطور نمونہ معترض کے سمجھانے کیلئے نقل کیا گیا اور مولوی صاحب خود شرع کی بے ادبی کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں کہ کسی نے یہ بیت کہا ہے ؎

دل از مہر محمد ریش دارم
رقابت با خدائے خویش دارم

اور کسی نے کہا ہے ؎

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اور کسی نے یوں کہا ہے کہ حقیقت محمدی الوہیت سے افضل ہے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے ایسی باتوں سے کیا اچھا بیت کہا ہے کسی شاعر نے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از لطف رب

تقویۃ الایمان سے نکھا طرفہ تماشا ہے کہ مولوی صاحب تو شریعت کی بے ادبی کرنے والوں کو بے ادب لکھتے ہیں اور یہ غافل مولوی صاحب کو بے ادب بتاتے ہیں حالانکہ مولوی صاحب مرحوم اپنے دونوں رسالہ میں جو عربی زبان میں سید عبداللہ بغدادی کے شبھے اور وسوسے مٹانے کیلئے لکھا تھا معترضوں کے سب سوالوں کا اچھی طرح جواب دے چکے ہیں مگر کج فہمی اور غباوت کا کچھ علاج نہیں کس واسطے؟ کہ جب کج فہمی اور کندذہنی وعداوت کے بھٹکے لوگ قرآن مجید کی شان میں کہہ چکے ہیں کہ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا اور اس طرف سے جواب پا چکے ہیں کہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الآیۃ۔ تو مولوی صاحب کب گمراہوں کو راہ پر لا سکتے ہیں۔ کیا خوب کہا ہے ؎

کسانے کہ زیں راہ برگشتہ اند
برفتند و بسیار سر گشتہ اند

اور معترض کا قول'' حالانکہ جمیع انبیاء خواہش آہ۔ اس کی بھی قرآن وحدیث سے دلیل نہیں

ــ وبیان کرنے علماء ماہرین منصف کی خدمت میں گذارش ہے کہ بموجب اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۔ کے عدل وانصاف کو کام فرمائیں ان اوراق صدق وفاق میں غور و تامل سے نظر کریں اور بموجب اپنے علم وفضل کے آداب کے شور وشغب اور غیظ وغضب نہ کریں کہ موجب صلاح وفلاح ہے۔

حافظا علم وادب ورز کہ در حضرت شاہ
ہر کرا نیست ادب لائق خدمت نبود

وما علینا اِلّا البلاغ ۔ عوارف المعارف سے نقل کیا ہے کہ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ النَّاسُ عِنْدَهٗ کالا باعر ۔ یعنی کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اس کے نزدیک سب آدمی مانند مینگنی کے نہ ہوں یہ حق ہے یا نہیں جواب جو صاحب تذکیر الاخوان نے نقل کیا ہے حق ہے فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ ۔ اس کی عبارت یوں ہے تریسٹھویں ۶۳ باب ذکر بدایۃ ونہایۃ میں الا بتحقیق صدقه و اخلاصه بالشیں متابعة امر الشرع وقطع النظر عن الخلق فکل الا فات علی البدایات لموضع نظرهم الی الخلق وبلغنا عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حدیث انه قال لا یکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عنده کالا باعر انتهی ۔ اور فوائد الفواد کی تیسری ۳ جلد آٹھویں ۸ مجلس میں حضرت نظام الدین اولیا کے ملفوظات میں ہے کہ کچھ ذکر توکل کا آیا فرمایا کہ اللہ پر اعتماد کرنا چاہیے اور کسی پر نظر نہ رکھنی چاہیے بعد اس کے فرمایا کہ کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو تمام خلقت ایسی نہ دکھائی دے جیسے اونٹ کی مینگنی تو دونوں کتابوں مذکور کا مضمون کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے موافق ہے قرآن مجید میں ہے اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اور فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ

یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا اور آیا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا ذٰلِکَ اَمْرُ اللّٰہِ اَنْزَلَہٗ اِلَیْکُمْ الآیۃ اور سب مخلوقات کو اونٹ کی مینگنی سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ موجود ہونے پر اور معدوم ہونے پر کچھ قدرت نہیں مخلوقات کو اپنے اختیار سے اور مینگنی بہ نسبت انسان کے محض ناچیز اور حقیر سراسر ہے اسے کچھ اختیار نہیں چاہو آگ میں جلاؤ چاہو پانی میں ڈالو چاہو پاؤں کے تلے اس کو چورا چورا کر ڈالو تو اسی طرح سب مخلوق عرش سے فرش تک اس قادر مطلق وقاہر حق کی قدرت قاہرہ وسلطنت باہرہ کے آگے عاجز ولاچار ہے وجود وبقاء وفنا میں بے اختیار ہے نفع حاصل کرنے میں اور نقصان دور کرنے میں اللہ کے ارادے اور مشیت میں مجبور ومقہور۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ

تیغ بگرفت بکف گفت کہ نازم اینست

سرفرو بردم وگفتم کہ نیازم این است

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

گر مرا بر دار بندد یار بہر امتحاں

کیست کاں ساعت بہ تیغ از دار بکشاید مرا

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے آخر میں جتایا ہے کہ سب ممکنات اسی کی طرف مستند ہیں اور سب کائنات اس کی محتاج ہے اور جمیع عقول اس میں حیران وششدر ہیں اور رحمت اور جود اور وجود سب اسی سے فائض ہیں اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ نقصان اور فائدہ دونوں اللہ کی قضاوقدر سے ہیں تو اس میں کفر وایمان اور طاعت وعصیان اور رنج وراحت اور افادات وخیرات اور لذات وجراحات سب داخل ہیں تو ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے واسطے شر مقدر کیا ہے اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں مگر وہی ہے اور جس کے واسطے تقدیر الٰہی میں خیر ہے تو اس کے فضل کا کوئی روکنے والا نہیں، یہ تفسیر کبیر سے مختصر لکھا ہے اور

نویں سطر اس سے پہلے لکھا ہے کہ جس نے اپنے مولا کو نہ پہچانا پھر اس کے بعد اگر وہ غیر کی طرف التفات کرے تو یہ شرک ہوگا اور یہ شرک وہی ہے جسے اولیاء شرک خفی کہتے ہیں اور چھٹی قید اللہ کا فرمانا وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ. الآیۃ اور ممکن لذاتہ اپنی ذات کی جہت سے معدوم ہے مگر اللہ کی ایجاد کی نظر سے موجود ہے تو جب یہ امر ہوا تو خدا کے سوا کسی کی ہستی نہیں مگر اللہ کی ایجاد سے تو اس صورت میں نہ کوئی نفع دینے والا ہے نہ نقصان پہنچانے والا مگر اللہ ہی ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ الآیۃ یعنی خدا کے سوا سب چیزیں ہالک ہیں اور جب یوں ہو تو اللہ کے سوا کسی کا حکم نہ کسی کی طرف رجوع دونوں جہان میں پھر آیت کے آخر میں فرمایا فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ الآیۃ سورہ یونس میں ہے یعنی اگر نفع وضرر میں اللہ کے سوا کسی غیر سے مدد طلب کی تو ظالم ہے کیونکہ ظلم کہتے ہیں ایک شے کو جگہ سے بے جگہ رکھنے کو اور جب غیر سے مدد طلب کی تو ایک شے کو جگہ سے بے جگہ رکھا تو ظلم کیا اور اگر کہو کھانا کھانے سے سیری طلب کی اور پانی پینے سے پیاس بجھانی اخلاص کے مخالف ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باتیں اخلاص میں خلل نہیں لاتیں کیونکہ روٹی اور روٹی کا پیدا کرنا سب اللہ کی ایجاد سے ہے اور جس شے کو نفع کے واسطے اللہ نے پیدا کیا ہے اس سے نفع طلب کرنا اخلاص کے بالکل خلاف نہیں لیکن اخلاص کی یہ شرط ہے کہ منتقل کی آنکھ جس چیز پر پڑے یہ جان لے کہ اپنی ذات سے یہ چیز معدوم ہے مگر اللہ کی ایجاد سے موجود ہے اور اپنی ذات کی رو سے ہلاک وفانی ہے اور اللہ کے باقی رکھنے سے باقی ہے تو اس صورت میں اللہ کے سوا سب کو معدوم محض دیکھے گا ان کی ذات کی رو سے اور اللہ کا نور وجود اور فیض احسان سب پر دیکھے گا۔ یہ تفسیر کبیر کی پانچویں جلد میں ہے تو اس نظر سے اس کے نزدیک تمام خلقت ایسی ہوگی جیسے اونٹ کی مینگنی اور چمار کے جوتی کی کیل اس واسطے کہ میدان قہر وجلال لایزال اس ایزد متعال قابل التوب شدید العقاب کی نہایت کی منتج اور نتیجہ سے جو اس کانوں کے بیابان خونخوار نما پیدا کرنے میں اپنی ہستی کی خاک ساری سے ذرہ وار تسلیم ورضا کی راہ کی گرد کو اپنے دل کی بینائی کا سرمہ کحل الجواہر بنائے وہ بڑا مرد بہادر ہے

شہسوارے کہ منم گرد رہ جولانش
آفتاب از مژہ جاروب کش میدانش

سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون وسلٰم علی المرسلین والحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

عقائدنامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلویؒ منظوم بزبان اردو

وہی خالق خلق و معبود ہے
جہاں دیکھیے اُس کو موجود ہے

اگر برگِ گل ہے وگر نوکِ خار
ہر اک ذاکر حمد پروردگار

ثنا میں تری کُند پائے خیال
تصور اسیرِ کمند محال

تری کنہ میں عقل ششدر رہے
خرد عجز کا پہنے زیور رہے

سیاہی نہ کاغذ پہ ہووے رواں
قلم کو رہے عذر عقد اللساں

جبہ فرسائی خامہ نگاریں تحریر نعت سید المرسلینؐ

معلّٰی ہے رتبہ سخن کا مرے
گلِ تر ہے سبزہ چمن کا مرے

فرشتے مرے آج مشتاق ہیں
کہ ممنونِ احسانِ عشّاق ہیں

مرے بختِ شوریدہ کھلتے ہیں آج
سعادت مجھے بھیجتی ہے خراج

ہما سایہ افگن ہے سر پر مرے
سرِ عجز و تمکیں ہے در پر مرے

ستارہ مرا آج تابندہ ہے
چراغِ فلک جس سے شرمندہ ہے

عجب کیا ہے اس کی عنایات سے
مجھے رستگاری ہو سئیات سے

خطائیں مری داخلِ سہو ہوں
گناہوں کے دفتر مرے محو ہوں

کہ میں مادحِ شاہِ لولاک ہوں
غلام درحضرت پاک ہوں

شفیع الامم خاتم الانبیاء
کثیر الثناء و عمیم العطاء

وہ ایسا ہے سلطان امت پناہ
کہ ہم ہوں گنہگار وہ عذر خواہ

محمد قلم اٹھا کر مستند ہو
درِ نعت پر عجز سے کُند ہو

بشر ایسا کرے اس کا وصفِ مبیں
کہے حق جسے رحمۃ العالمین

فضیات میں آدم سے افضل ہوا
یہ آخر ہوا گو وہ اوّل ہوا

کیا مطلع شرع احکام سے | بچایا ہمیں شرک کے کام سے
توقع پڑی حسنِ انجام کی | دکھائی ہمیں راہ اسلام کی
وجود اس کا شمعِ ہدایت ہوا | کلید درِ باغِ جنت ہوا
مٹایا رہ و رسمِ کفار کو | مروّج کیا دینِ مختار کو
بتوں کی پرستش کو باطل کیا | بنائے شریعت کو کامل کیا
کوئی امر اگر اس میں ایجاد ہو | وہ بدعت ہے گو فعلِ اُوتاد ہو
زمانِ شریعت سے تا تابعین | ہدایت ہے باقی ضلالِ مبین
غرض اٹھ گئے شیوۂ دین سب | کئے اس نے منسوخ آئین سب
کبھی اس نے مردوں کو احیا کیا | کبھی سنگ خارا کو گویا کیا
کبھی شق کیا اس نے مہتاب کو | کفایت کیا جرعۂ آب کو
خدا نے کیا اس پہ نعمت تمام | علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

منقبت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سلام اس پہ جو صاحبِ غار تھا | بلاؤ مصیبت میں غم خوار تھا
خلیفِ مومنین کا ہوا وہ امام | ہوا وہ رسالت کا قائم مقام
امامت پہ اس کی ہوا اتفاق | تمام امّتِ خاص کا بے نفاق
خلافت سے اس کی جو بیزار ہے | اسے ساری امت سے انکار ہے
ہوئے متفق اس پہ سب اہلِ دیں | یہ ہیں نائبِ سیّد المرسلین
علی مرتضیٰؓ نے بھی بیعت کیا | خلافت میں اس کی اطاعت کیا
تجھے گر ہے صدیقؓ سے انحراف | تو کیوں کھل کے کہتا نہیں صاف صاف
کہ ہم فیضِ صحبت کے قائل نہیں | تذکیر نبی پر کبھی دل سے مائل نہیں

نیاز گذاری خامۂ منطوق بمنقبت حضرت عمر فاروق وکامل الحیاء والایمان حضرت عثمان وخاتم الخلفاء حضرت علی مرتضیٰ وستۂ باقیہ عشرۂ مبشّرہ وسبطین رسول الثقلین رضوان اللہ علیہم اجمعین

سلام اُس پہ جو صاحبِ عدل تھا
انیس نبی جامع فضل تھا
اور اس پر حیا میں جو فاضل ہوا
شہادت کا وہ بدرِ کامل ہوا
امام جہاں اشجع نام دار
علی ولی صاحبِ ذوالفقار
اٹھا داغِ کفر ان کی شمشیر سے
شجاعت میں فائق تھے وہ شیر سے
بِنا دین کی ان سے برپا ہوئی
مقدم انہیں فکرِ عقبیٰ ہوئی
سو اُن کے جو ہیں بشیرِ بہشت
شہنشاہِ جنت امیرِ بہشت
زبیرؓ اور طلحہؓ وسعدؓ و سعیدؓ
فضائل میں ہر اک وحید وفرید
رقم کیا کروں بو عبیدہؓ کا حال
سپہرِ کرامت کے بدرِ کمال
ابن عوفؓ بھی ان میں محسوب ہیں
یہ دس یار بے شبہ محبوب ہیں
جہاں سے یہ سب پاک داماں گئے
نہ پابندِ سیّات و عصیاں گئے
پیغمبرؐ کے لختِ جگر نورِ عین
امام حسنؓ، اور امام حسینؓ
بِنائے امامت کی دیوار ہیں
جوانانِ جنت کے سردار ہیں

بیان کف لسان بخدمات صحابہ علیہم الرضوان ومعرکہ اہلِ شام

نبی کا جسے فیضِ صحبت ملا
اُسے مفت میں باغِ جنت ملا
خطا سے لیں گے نہ معصوم اسے
کریں گے نکوئی سے موسوم اسے
خدا جانے کیا ان کی تقصیر ہے
ہر اک خواب کی الٹی تعبیر ہے
ہمیں چاہیے پاسِ صحبت ضرور
گناہوں کا سب کے خدا ہے غفور

امامِ زماں سے پھرے اہل شام — بغاوت خلیفہ سے کی لاکلام
مگر ہم پہ لازم نہیں طعن و ذم — کہ دیں اس کے بدلہ میں لعن و شتم
ادھر ابن عمِّ رسولِ امیں — اُدھر کو اخ مادرِ مؤمنین
بس اتنا ہمیں جاننا چاہیے — ہر اک شخص کو ماننا چاہیے
کہ تھا حق و منصب علیؓ کے لئے — نہ اہلِ خطاؤ بغی کے لیے
زمانِ خلافت رہا تیسؔ سال — ہوا پھر امیرانہ جاہ و جلال
نہ بڑھ اس جگہ خامۂ سحر کار — خموشی کر اس بات میں اختیار
زرِ نعت کو دُرّۃ التاج کر — بیانِ شبِ وصلِ معراج کر

بیان معراج نبیّنا صلّی اللہ علیہ وسلّم

وہ شب جس سے ہو چاک دامان صبح — پھٹے لاکھ جا سے گریبان صبح
اگر صبح صادق اسے دیکھ پائے — تو پردے میں ظلمات کے منہ چھپائے
رسولِ عرب شاہِ گردوں جناب — مکانِ مقدس میں مشغول خواب
دلِ افکارِ امت سے اندوہ گیں — کہ حاضر ہوئے جبرئیلِ امیں
لئے ساتھ اک مرکبِ تیز گام — سبک عقل سے وہم سے خوش خرام
جگایا شہنشاہِ افلاک کو — کہا مژدہ خالق پاک کو
بٹھایا سرِ زیں پہ لے کر شتاب — رکابی ہوا تھام کر وہ رکاب
جسد سے گئے بیتِ اقصیٰ تلک — بلا ریب و بے شبہ و بے وہم و شک
وہاں سے جہاں تک کہ تھا امرِ حق — گئے آپؐ طے کر کے ہر ہر طبق
خدا جانے کیا کیا وہاں سیر کی — پلک مارتے وجعت خیر کی
رہ آورد سے سب کو حصہ دیا — چھپے راز کو اس کے افشا کیا

آغاز داستان در ماہیت اشیاء وتوحید بے ہمتا واحتراز شرک وریا

سخن ساز ہو خامہ موشگاف
اصولِ عقائد کو لکھ صاف صاف

نہ ہو قاصرِ نکتہ ہائے دقیق
نہ دے دیدۂ طبع میں کحل ضیق

خدانے جو عالم کو پیدا کیا
ہر اک چیز کو اک حقیقت دیا

نہ آتش پہ اطلاق ہو آب کا
نہ پانی پہ ہو وہم سیماب کا

تداخل کا جو کوئی قائل رہے
وہ راہِ ضلالت پہ مائل رہے

ذرا شک [illegible] علم [illegible]
تو برہان قائم ہے ہر چیز پہ

[illegible] و جہد اس سے آگاہ ہے
وہ عالم ہے جو ما سوا اللہ ہے

عدم سے دیا اس کو قیدِ وجود
بنایا علامات [illegible]

کرے گا وہ اک روز معدوم اسے
بنایا ہے کیا نقش موہوم اسے

ملک عرش و کرسی بہشت و جحیم
نہ ہوں گے بجز ذاتِ پاکِ قدیم

وہ بے واسطہ آپ موجود ہے
کسی کا نہ والد نہ مولود ہے

کیا کُن سے سب عرصہ کائنات
فلک ارض و ارواح وموت و حیات

دوعالم نہ تھے جب وہ موجود تھا
اسے خلق سے عرف مقصود تھا

نہ محتاجِ یار و مددگار ہے
غرض فعل کا اپنے مختار ہے

اگر روز و شب ہے وگر صبح و شام
یہ ہیں رشحۂ کلکِ قدرت تمام

جہاں سب سے حادث وہی ہے قدیم
قدیر و نصیر و علیم و حکیم

جو چاہے کرے پل میں عالم سیاہ
منوّر کرے ساتھ خورشید و ماہ

منزّہ حدودِ مکانات سے
مبّرا بلیّات و آفات سے

برنگِ بشر قامت و سر نہیں
اسے مبدأ و جسم و جوہر نہیں

نہ ترکیب کوئی نہ ہیئت کوئی
معیّن نہیں اس کی صورت کوئی

نہ قید تعلّق نہ قید جہات
مگر ہے قدیم اس کی ذات و صفات

نہیں کنہ اس کی سے کچھ آگہی ازل سے ابد تک وہی ہے وہی
زوال و ترقی سے وہ پاک ہے فرد عاجز فہم و ادراک ہے
نہیں علم سے اس کے باہر کوئی نہیں وضع سے اس کی ماہر کوئی
کسی کا وہ محتاج و طالب نہیں خدا پر کوئی چیز واجب نہیں
یہ واجب ہو تب جب کہ محکوم ہو بشر کی طرح خلق و معدوم ہو
ہر اک فعل حکمت سے آلودہ ہے تدارک نہیں [illegible]
کسی کو ضلالت میں رکھے مدام پلائے کسی کو ہدایت [illegible]
کسی کو جہنم کا رستہ دکھائے کسی کو کرم سے جنتی بنائے
بہت اس کے مشہور نام و صفات فقط ایک اللہ ہے اسم ذات
اسے فارسی میں خدایا کہیں جو ترکی میں تنگری تعالیٰ کہیں
نہ کوئی شریک اور نہ کوئی سہیم صفاتِ احد اس پہ سب مستقیم
دوئی جس کے دل میں گذارا کرے اگر موم ہو سنگِ خارا کرے
تعصب سے باز آ دوئی چھوڑ دے بس اب رشتہ وہم کو توڑ دے
اگر مثل پیدا کرے مثل کو تو واجب پہ اطلاقِ واجب نہ ہو
پڑے ایک سے ایک کو افتقار نہ باقی رہے شانِ پروردگار
نہ پیدا کیا اس نے اپنا شریک خدا ایک ہے وحدہٗ لا شریک

بیان شناعتِ شرک واقسامش

پڑا جس کی گردن میں زنّارِ شرک نہیں اس پہ اطلاق اسلام کا
مگر شرک کے بھی کئی نام ہیں خفی اور جلی اس کے اقسام ہیں
خدا نگرد سے اس کی مصئوں کرے نہ مشرک بنا کر کے ملعوں کرے
عبادت کا ہے شرک کفر عظیم جزا اس کی لکھی ہے نارِ جحیم

یہ جس طرح کرنا رکوع و سجود
یہ عنوان تعظیم ربِّ ودود
خدا کے سوا غیر کے واسطے
ضرر ہووے یا خیر کے واسطے
دیا نسبتِ صوم کرنا کبھی
یہ صوم نبی ہے یہ صوم علیؓ
ثواب اس کا البتہ معمول ہے
ذبیحہ بھی اس طرح مقبول ہے
پکارے نہ گر نسبتِ خاص سے
محبت سے ہو یا کہ اخلاص سے

فصل در بیان شرک فی العلم والقدرة

مقامِ دوم علم وقدرت میں ہے
مجاز اس خطا کا ضلالت میں ہے
وہ کیا ہے سمجھنا کسی کو علیم
خبردار اسرار ہائے قدیم
سمجھنا کرامت کو مصداق غیب
سراپا غلط ہے سراپا ہے ریب
وہ بندے سے جو کچھ کہ چاہے کرائے
طلسمات عالم کے پل میں دکھائے
کرے شق کبھی ماہِ پُر نور کو
جلائے برنگِ حطب طور کو
بشر دعوئے غیب دانی کرے
تو سوکھے میں گھر اپنا پانی کرے
نبی کو جب انکار ہو غیب سے
تو سمجھو یہ ہیں شعبدے ریب سے
رہا شرکِ قدرت وہ معلوم ہے
شناعت میں اس سے بھی مذموم ہے
خدا کے سوا کوئی قادر نہیں
خبردار اسرار و ناظر نہیں
بشر کے تصرف کا قائل نہ ہو
طلسم خیالی کا مائل نہ ہو
مقام ان کے گو قربِ معراج ہیں
مگر انبیا اس کے محتاج ہیں
سوا اس کے اک اور بھی قسم ہے
کہ جس کا خفی عرف میں اسم ہے
وہ کیا ہے کسی سے مدد مانگنا
کبھے رزق گاہے ولد مانگنا
نہ بُعدِ مکانی پہ کرنا نظر
نبی یا نبی کہنا آٹھوں پہر
سلام ایسی سنت تو معیوب ہے
مگر بندگی سب کو محبوب ہے

خرافات حکم پیمبر ہوا جہاں بدعت وشرک کا گھر ہوا

بیان امتناع اسمائے نامشروع

رواج اس زمانے میں ہے نام کا نتیجہ ہو بد جس کے انجام کا
خدا بخش سے آگیا ہے نفور ولی بخش پہ دل ہے یاں چُور چُور
نبی بخش ہو یا کہ سالار بخش یہ اسما شریعت میں ہیں خوار بخش

قسمؔ اٹھ گئی صاف اللہ کی
رہی مصحف و حضرتِ شاہ کی

فصل دربیان تنزیہ باری عزّ اسمہٗ

رسائی پہ آجا سمندِ خیال . بیاں کر ذرا قدرتِ ذوالجلال
کر آگاہ خلقت کو توحید سے رہ و رسم تنزیہ و تجرید سے
نہیں ذاتِ واجب کا کوئی عدیل نہ کوئی معاون نہ کوئی کفیل
نہ نورِ قمر ہے نہ وہ بوئے گل یہ مخلوق وہ خالقِ جزو کل
نہ قائم نہ قاعد نہ نائم کبھی یہ لائق نہیں اس کو دائم کبھی
غرور و تکبّر سے بے زار ہے اسی کے لیے سب سزاوار ہے
رضا اس کی گر تجھ کو مطلوب ہو تو مسلوکِ افعال محبوب ہو
قدم رکھ شریعت پہ بے خوف وبیم کہ بے شک ہے یہ جادہ مستقیم
اگر تو نے چھوڑے ہیں اعمالِ زشت تو حصّے میں ہے تیرے باغِ بہشت
گناہوں کی گر تجھ کو عادت رہے تو پھر سیکڑوں کوس جنت رہے
وہ ہر چند ہے فاعل کاروبار مگرردہے تشکیکِ جبر اختیار

یہی ہے ترے امتحاں کا مقام کھلے گا اسی جا پہ پختہ و خام
اگر تجھ کو ارضا و تسلیم ہے تو مٹی ترے ہاتھ میں سیم ہے
اگر جبر سے آشنا دل ہوا تو نارِ جہنم کے قابل ہوا

بیان توحید ربّ العزت واتّباع رسالت

اگر بوئے ایماں سے کچھ کار ہے ترا دل ضلالت سے بیزار ہے
تو پی ساغر صاف توحید کو نہ کر کور چشمانِ امید کو
صداقت سے سُن لے کلامِ رُسل بہت مرتفع ہیں مقامِ رُسل
زباں اُن کی جس شے پہ ناطق ہوئی خبر وہ ہر آئینہ صادق ہوئی
اطاعت ہے ان کی دلیلِ بہشت ہدایت ہے ان کی وکیلِ بہشت
نواہی و امر ان کے مانا کرو انہیں صادق القول جانا کرو
خطا سے مبّرا و محروم ہیں گناہوں سے یہ لوگ معصوم ہیں
نہ پندان کی محمولِ بہبود تھی ہدایت انہیں سب کی مقصود تھی
طریق و روش ان کی کر اختیار جہاں میں ہیں یہ نائب کردگار
نبی ایک سے ایک افضل ہوئے کمالات وخوبی میں اکمل ہوئے
ہر اک صاحبِ کشف و اعجاز تھا براہینِ قاطع سے ممتاز تھا
مگرسب پہ آدم کو تقدیم ہے ملائک نے کی جس کی تعظیم ہے
ہوئے مہبطِ وحی پھر بے شمار کم و بیش اک لاکھ چوبیس ہزار
مگر سب سے افضل نبی کریمؐ کیا جس نے منسوخ شرع قدیم
امیر عرب خاتمِ انبیاء رسولِ دوعالم حبیبِ خدا
ملائک میں افضل بشر میں شریف غرض ہیں یہ اشخاص خیر ولطیف
کتاب ان پہ جو جو کہ نازل ہوئی وہ تسلیم کرنے کے قابل ہوئی

صد و چار ان میں سے مشہور ہیں … مگر چار ان سب میں مفخور ہیں
مسیحاؑ کو انجیل حاصل ہوئی … تو موسیٰؑ پہ توریت نازل ہوئی
زبور اُس نے بھیجا تھا داؤدؑ کو … محمدؐ پہ قرآنِ محمود کو
فصاحت بلاغت سے ممتاز ہے … نبی کا ہمارے یہ اعجاز ہے
مبرا ہے وہ قصر و تطویل سے … معرّا ہے تحریف و تبدیل سے
نہیں اس میں ہووے گا کم اور فزوں … کہا اس نے اِنّا لہٗ حافظون

داستان دررویت حضرت واجب العزّت وخدماتِ ملائکہ علیہم السّلام

اگر نورِ ایماں ترے دل میں ہے … عروسِ صفا تیرے محمل میں ہے
وہ مژدہ لکھوں جس سے دل شاد ہو … ترا باغ امید آباد ہو
مسرت کوئی اس سے افزوں نہیں … برابر کوئی گنجِ قاروں نہیں
کرے گا خداوندِ ناز و نعیم … زبس جلوۂ نورِ پاکِ قدیم
جمال اس کا دیکھیں گے سب مومنین … بقدرِ مراتب کہیں اور نہیں
نہ پردہ ہو حائل نہ بند نقاب … بہ رنگِ مہِ چار دہ بے حجاب
کوئی ایک ہفتہ کوئی ایک سال … کوئی عمر بھر میں علیٰ قدر حال
ملائک کی رویتؔ خبر میں نہیں … حدیث و کتاب و اثر میں نہیں
نہیں ان کے معلوم نام و شمار … مگر علم قدرت میں ہو انحصار
مگر چار ان سب میں مشہور ہیں … ہر اک اپنے کاموں پہ مامور ہیں
ملی خدمت وحی جبریلؑ کو … دمِ صورِ محشر سرافیلؑ کو
ہے میکالؑ کو امر رزق و فتوح … رہا ایک وہ صاحبِ قبضِ روح
تداخل نہیں باہم افعال میں … تصرف نہیں ان کے اعمال میں
گناہ و تکبّر سے یہ پاک ہیں … عبادت میں کیا چست و چالاک ہیں

نہ غفلت نہ شہوت نہ کذب وریا
سدا ذکر نام پاکِ خدا
عزازیل معروف ابلیس ہے
یہی صاحبِ مکرو تلبیس ہے
حقیقت میں جن ہے فرشتہ نہ تھا
عبادت سے جا ان میں داخل ہوا
کوئیں میں جو بابل کے محصور ہیں
وہ ہاروت و ماروت مشہور ہیں

داستانِ دربیانِ معادوپارۂ ازاحوالِ قیامت

نظر کر ذرا آخرِ کار پر
خبردار ہو کر خبردار کر
کہ اس فصل میں شرع و احکام کی
ہے لازم تجھے فکر انجام کی
مصدّق ہے اس کی خبر اور کتاب
کہ فساق ہیں مستحق عذاب
جہنم ہے کفار کے واسطے
بہشت اہل ابرار کے واسطے
مسافر پہ واجب ہے تدبیر ساز
رہِ پُر خطر ایسی منزل دراز
عبادت کے مرکب پہ ہو کے سوار
جدھر چاہے جاتو برنگِ غبار
ریاضت کے توشہ کو ہمراہ لے
گذر کر جہان پُر آفات سے
وگر حبِّ دنیا سے دل ریش ہے
جزائے عمل تجھ کو درپیش ہے
نعیم و سقر کا نمونہ ہے گور
مکافات ہونا یہاں ہے ضرور
ہوا مرکے گو طعمۂ دام وددد
گڑھے کا نہیں نام رنج لحد
کریں گے سوال آکے منکر نکیر
کوئی جز عمل واں نہ ہو دست گیر
قیامت کو اٹھیں گے سب خواب سے
ملاقات ہووے گی احباب سے
یقیں جان سن کر اس اخبار کو
میں لکھتا ہوں محشر کے آثار کو
یہی شیوۂ اہلِ عالم رہے
زنا غیبت وکذب باہم رہے
محبت اٹھے خویش و اخوان سے
علاقہ رہے کچھ نہ ایمان سے
وقوعِ غضب دورِ دجال ہو
جو اس عہد میں ہو برا حال ہو

پھر آئے زمانِ ظہورِ امام نزولِ مسیحا علیہ السلام
پھکے صور ہو باب توبہ کا بند چڑھے غرب سے آفتاب بلند
اٹھیں شور سے خفتگانِ زمین صغیر وکبیر وکہین ومہین
تلیں پھر عمل نیک و بدکار کے ملیں سب مکاتیب کردار کے
گراں جس کی میزانِ اعمال ہو وہی صاحبِ بخت و اقبال ہو
بزہ کاریوں کا نتیجہ کھلے متاعِ عمل ذرّہ ذرّہ تلے
ملے حوضِ کوثر نبیؐ کے لیے سقائی عطا ہو علیؓ کے لیے
مزے میں وہ ہو شہد سے خوشگوار خجالت دہِ بوئے مشکِ تتار
کہوں شیر یا اس کو پانی کہوں دیا چشمۂ زندگانی کہوں
علی مرتضیٰؓ ساقیؓ آب ہوں پلائیں انہیں جو کہ احباب ہوں
علیؓ کی محبت جو دل میں نہ ہو تو تو آبِ کوثر سے پھر ہاتھ دھو
ابی بکرؓ سے جو کہ ناراض ہے اسے جامِ کوثر سے اعراض ہے
نہ دوں حوضِ کوثر سے اس کو اک جرعہ آب یہی کہتے تھے شاہِ عالی جناب
اگر تشنۂ آبِ کوثر ہے تو صداقت کُن قولِ حیدرؓ ہے تو
غبارِ تعصب سے دل پاک کر مواعیدِ قاطع کو ادراک کر

داستان دربیان صراط وشفاعت سیّدالمرسلینؐ ودیگرانبیاؑ واولیاءؒ

ملائک دھریں پشتِ دوزخ پہ پل برائے گذر کر دن جزو کل
دمِ تیغ سے جو کہ باریک ہے سفر دور کا راہ تاریک ہے
کوئی برق کی طرح جائے گذر کسی کو کسی کی نہ ہووے خبر
پیادہ کوئی ہو کوئی ہو سوار کوئی مست کوئی برنگِ غبار
عمل کے سوا کوئی مرکب نہ ہو سیاہیٔ دل کے سوا شب نہ ہو

چراغِ گذر نورِ ایماں بنے | عصا دست گیری پیراں بنے
تموج جو دریائے رحمت کرے | معاصی کی صالح شفاعت کرے
شفاعت نہ ہووے کسی کی قبول | مگر اذن جس کے لیے ہو نزول
تُرا فکر روزِ جزا لازم است | محمدؐ شفیع وخدا حاکم است
شفاعت میں جو مردِ میداں بنے | رہا کار فوج اسیراں بنے
وہ ہو ذات پاکِ رسولِ امیں | کریم الامم شافعِ مذنبیں
شفاعت کریں انبیاء اولیاء | بقدر اپنے رتبہ کے ہر اک جدا
مگر سب اُسی کے یہ الطاف ہیں | سُراپا عنایات واعطاف ہیں
وسیلے لگا کرکے بخشے گناہ | کرے کچھ نہ افعالِ بد پر نگاہ
نہیں تو اگر اذن ثابت نہ ہو | شفاعت مفید شفاعت نہ ہو
نہ بخشے تو کچھ اُس پہ لازم نہ ہو | خدا پر کوئی شخص حاکم نہ ہو
ہوئی خیر کے ساتھ موسوم ہے | یہ امت بلا شبہ مرحوم ہے
عجب کیا ہے گر بخش دے کردگار | گناہانِ معدود کو ایک بار
مگر ہے مقدم جزائے عمل | نہ ہو نیشِ عقرب سے پیدا عسل

داستان درمحرماتِ شرعیہ

گر ایمانِ کامل سے تو ہے منیر | نہ کر امتیازِ صغیر و کبیر
گناہ و خطا کوئی اصغر نہیں | عمامہ نہیں جیب و چادر نہیں
خطا جو کہ ہو اس کو اعظم سمجھ | ہلاہل سمجھ نشترِ غم سمجھ
مگر اہل حق جس پہ مائل ہوئے | خطا ہائے اکبر کے قائل ہوئے
قلیل ان سے قالب میں لاتا ہوں میں | بیانِ مطالب میں لاتا ہوں میں
لواطت زنا قتل غیر صواب | نفاق و دغل شرک شربِ شراب

قذف سود سرقہ جلق کشفِ راز — زرِ ارتشا ترکِ صوم و نماز
عناد و حسد اکلِ مالِ یتیم — قسم جھوٹ کھانا بلا خوف و بیم
نہ کرنا تمیز حلال و حرام — مزا میر سننا سرِ صبح و شام
جہاد اور فطرے سے کرنا گریز — رہ و رسمِ دنیا میں چالاک و تیز
تنازع پہ باہم کمر باندھنا — فساد و فتن کی سپر باندھنا
سمجھنا نہ ماں باپ کو محترم — اقارب پہ رکھنا بنائے ستم
زمانہ اگر دیوے فرصت کبھی — نہ کھولیں کتابِ نصیحت کبھی
تراویح پڑھتے تو ہوں پاؤں شل — جو میلہ لگے جائیں واں سر کے بل
بساط اور شطرنج پر جان دیں — لگا شرط میں دین وایمان دیں
اگر گنج قاروں کا بھی ہاتھ آئے — تو کعبے مدینے کو جایا نہ جائے
اوامر نواہی سے بیزار ہوں — یہ لوگ اس زمانے میں دیندار ہوں
اگر لحم خنزیر کے ہوں کباب — گزک اس کی ہو اور کیفِ شراب
نہ سمجھیں کسی ایک کو بھی حرام — پئیں شیرِ مادر سمجھ کر مدام
کہاں کا خدا اور کہاں کا عذاب — بہشت اپنی دنیا ہے پی لیں شراب
شہادت اگر راست ہو منہ چھپائیں — جو جھوٹی ہو تو بن بلائے بھی جائیں
غرض جس کو اللہ کہہ دے حرام — اسی پر اقامت اسی پر دوام
مزا اس تخلف کا نزدیک ہے — نمونہ ذرا گورِ تاریک ہے
تجھے کام آئے گا واں پر عمل — عمل کر عمل کر عمل کر عمل
خدا کی نہ رحمت سے مایوس ہو — نہ مفتون دنیائے سالوس ہو
تجھے چاہیے دل سے امید و بیم — اگر بخشدے ہے غفورٌ رحیم

داستان دربیان تصدیقِ ایمان و مدح صداقتؒ

دلا شرطِ ایماں سے آگاہ ہو
نہ کذب وہوا کا ہوا خواہ ہو
جگر نورِ وحدت کا عاشق رہے
زباں ناطق و قلب صادق رہے
صداقت ہی بنیانِ اسلام ہے
صداقت دلیل خوش انجام ہے
صداقت رہی منصبِ انبیاء
صداقت ہے سرمایہ اولیاء
صداقتِ رہ ورسم صدیقؓ ہے
دغل طرز بوجہل زندیق ہے
اگر خوفِ جاں سے کرے باک تو
رکھے قلب کو صاف اور پاک تو
زباں گو کہ منطوقِ تکفیر ہو
نہ اصلا تو ماخوذِ تقصیر ہو
اگر فدیّہ راہ اسلام ہے
شہیدوں میں داخل ترا نام ہے
ابھی وقت باقی ہے اے بے خبر
صداقت کوکر کحلِ نورِ بصر
نہ نقدِ جوانی کو غفلت میں کھو
غنیمت سمجھ اس کو حسرت میں کھو
دم نزع جینے سے جب یاس ہو
سرِ رخصت و حالتِ باس ہو
نہ کام آئے اس وقت زاری تری
نہ توبہ نہ یہ انکساری تری

نہ ہو مثلِ فرعون ایماں قبول
جہنم ترا ہو مکانِ نزول

دربیان کرامت اولیائے کرام وفضیلت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

مجھے فکر بعث کرامات ہے
جسے کہتے ہیں خرق عادات ہے
کرامت نہیں نام تلبیس کا
یہ ہے شعبدہ مکرِ ابلیس کا
کرامت نہیں کنج و دستار میں
کرامت نہیں سبحہ وتار میں
ریاؤ کرامت ہیں باہم تضاد
نقیضوں میں ہووے کہیں اتحاد؟
اگر تو ہے خواہانِ کشفِ مبین
تو کر اتباعِ رسولِ امیں

کرامت ہے عکس آپ کے سینہ کا
مقابل رہا کر اس آئینہ کا
کرامت کی تحقیق میں شک نہیں
کہ ناطق ہے اس پر کلامِ مبیں
زمانِ صحابہؓ سے تاایں زماں
نہیں اہلِ باطن کا حدِ بیاں
خوارق جو سب اُن کے مشہور ہیں
ہمیں دل سے مقبول ومنظور ہیں
انہیں اپنا مولیٰ سمجھتے ہیں ہم
درِ راہِ حقبیٰ سمجھتے ہیں ہم
کواکب جو چرخِ کرامت کے ہیں
یہ سب نور نورِ ہدایت کے ہیں
مگر سب میں جو افضل النور ہے
لقب دست گیر اس کا مشہور ہے
شہنشاہِ بغداد سالارِ جیل
سوادِ طریقت کا کامل دلیل
اور اس عہد میں جس پہ ہو یہ مدار
وہ ہے سیّدِ احمدِ نام دار
نہ کیوں کر ہو تبلیغ دیں میں وجیہ
وہ سیّد ہے والولد سرّابیہ

خدا اس کو منصور دیں پر کرے
نشاں اس کا قائم زمیں پر کرے

داستان صدورخوارق ازفساق وکفار وعوام اہلِ اسلام وانبیاء علیہم السلام

عوام اور فاسق سے جو خرق ہو
معونہ کہو اور تمہل کہو
خوارق جو کافر سے پائیں ظہور
اسے درج کہتے ہیں اہل شعور
ولی و نبی سے جو یہ سماز ہو
وہ بے شک کرامات و اعجاز ہو
جو مسلم سے ہو بعض افعالِ کفر
نمایا ہوں اطوار و اعمالِ کفر

ملامت کریں کفر دائر کہیں
نہ ہم اہل قبلہ کو کافر کہیں

داستان در خاتمۂ کتاب و جوازِ فاتحہ وغیرہ

میں اب خاتمہ پر کمربستہ ہوں
ہجوم تردّد سے دل خستہ ہوں
مری پندِ روشن کو سن بے خبر
کہ مَیں ہو رہا ہوں چراغ سَحر
ولی لاکھ رُتبے میں ہو سربلند
نہ پہنچے نبوّت پہ اس کی کمند
کرے لاکھ بندہ پرستندگی
نہ بندے سے ہے مفترق بندگی
اگر جذب ہووے تو مجبور ہے
تکالیفِ شرعی سے معذور ہے
عقیدت اگر ان سے رکھتا ہے تو
ذرا نیک و بدکو سمجھتا ہے تو
مقابر کو ان کے نہ کر سجدہ گاہ
کہ یہ مشرکوں کی ہے آئیں راہ
سلام ان پہ بھیج اور درود و فتوح
دعا کر کہ تاشاد ہو ان کی روح
عجب دَور اپنا پُر آشوب ہے
کہ جو منع ہے سب کو مرغوب ہے
طباقوں کو لے ہاتھ میں قل پڑھیں
مزاروں پہ رومال و چادر چڑھیں
انہیں جان کر دل سے حاجت روا
کریں اپنی حاجات میں التجا
چراغ اور پردوں کی ہووے بہار
لگے گرد مردنگیوں کی قطار
غرض شمع وگل پر کرامات ہے
لحد گاہ کیا ہے کہ شبرات ہے
یہ پیرانِ نابالغ و بدمآب
نہ محتاج کو دے کے بخشیں ثواب
درود اور قرآں نہ کوئی پڑھے
مگر قبرِ میّت پہ طغرا گھُدے
بنے گرد سَرو چراغاں ضرور
وہیں متّصل سنگِ فرش بلور
یہ حسن اور تکلّف تو سارا کریں
عروسًا نہ مرقد سنوارا کریں
مگر دیں نہ للہ اک جامِ آب
کہ ہوتا ہے مُردے سے رفعِ عذاب

خدا دے نہ جاہل سے صحبت کبھی
عداوت ہے بے عقل کی دوستی

داستان وجہ نظمِ کتاب

پس اب طبع جادو خیالی نہ کر
جواہر سے گنجینہ کالی نہ کر
کہ دقت تری ہم کو معلوم ہے
جہاں میں تری فکر کی دھوم ہے
قلم نے یہاں کند پائی سی کی
تصوّر نے کچھ نارسائی سی کی
موانع کئی ان کو درپیش تھے
سرِ خامہ میں ریش پر ریش تھے
نہ نشوونما مجھ کو منظور تھا
میں اک امر پر خیر مامور تھا
کتاب اک عقائد میں چھوٹی سی تھی
رقم کردۂ عبدِ حق دہلوی
ہوا امر استادِ عالی جناب
کہ دے صورتِ نظم اس کو شتاب

کیا آرزو نے اُسی دن تمام
سخن ختم ہوتا ہے بس والسلام

خاتمۃ الطبع

ہزاروں ثنا ہے اُسی کو رَوا
کیا خلق کو جس نے ایماں عطا
ممیّز کیا کفرو ایمان میں
مبصّر کیا نفع و نقصان میں
کیئے اس نے مرسل نبی و رسول
کہ پاویں ہدایت ظلوم وجہول
خصوصاً وہ صدرِ صفِ انبیاء
ہوئی دین کی جس سے محکم بنا
اسی سے ہے قائم قیام و قعود
اسی سے وجودِ رکوع و سجود
درود اس پہ اور جو کہ اصحاب تھے
عقائد کے جن سے قواعد بنے
پس اصحابِ ایماں کو معلوم ہے
عقائد میں یہ نظم منظوم ہے
مصنف کا ہے نام حیدر حسین
صفاتِ حسن جس سے بازیب وزین

وہ آگاہِ معقول و منقول ہے
سخن اس کا ہر فن میں مقبول ہے
ذہانت پہ اس کی یہی ہے دلیل
لکھی ایک دن میں یہ نظم جمیل
غرض اس کے اوصاف ہیں بے شمار
و لے ہے مناسب یہاں اختصار
گہِ طبع ایں نظم صافی ادا
مہینہ جمادی کا تھا دوسرا
سنِ ہجرتِ پاک سے تھا شمار
زباں پر دو صد شصت ہفت و ہزار
رہے فیض سے تیرے اے کردگار
یہ باغِ عقائد ہمیشہ بہار
تو مؤمن کو توفیق دے خیر کی
مصنف کو اس کے جزا خیر کی

الحمدللہ والمنۃ کہ رسالہ عقائدنامہ شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی تمام ہوا۔

فتویٰ از علمائے حنفیہ در مسئلۂ علم غیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے محققین احناف رحمہم اللہ مسئلہ ہذا میں کہ زید کہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا کل علم غیب آنحضرت ﷺ کو عطا فرما دیا تھا اور اب بھی آپ ﷺ مخلوق کے ہر ایک حال ظاہر و باطن خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں یہاں تک کہ مچھر کے پر ہلانے کا بھی آپ ﷺ کو علم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کی آواز خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں بہ ذات خود سن لیتے ہیں پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرۂ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر و مشرک ہو گیا؟ بینوا وتوجروا۔

جواب: از علمائے دیوبند وغیرہ زید مجدہم جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں کہ جو کوئی نکاح کے شاہدین اللہ ورسول اللہ مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے۔ اور مشرک تو اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے یا قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے اس واسطے کہ اشراک فی الذات یعنی تعدادلہ کا قائل تو بہت ہی کم کوئی ہوا ہوگا، شامی نے ردالمحتار کی کتاب الارتداد میں صاف طور سے ایسے عقیدے رکھنے والے کی تکفیر کی ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے رسول اللہ ﷺ کو محشر میں بھی بعض لوگوں میں قابل سقی ماء کوثر ہونے کا احتمال ہوگا اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔ اخرج البخاری الحدیث الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ ۱، مصاب المجیب عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند۔ ۲، اصاب من اجاب محمد ناظر حسن یو بندی الجواب ۳، صحیح

خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۔۴، اصاب من اجاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ ۔۵، الجواب صواب عبدالمؤمن مدرسہ میرٹھ ۔ ۶، ھٰذا ھوالحق وماذا بعد الحق الا الضلال اسمہ احمد ۔۷، الجواب صحیح محمد اسحٰق عفی عنہ مدرس مدرسہ میرٹھ ۔۸، الجواب صحیح خاکسار سراج احمد عفی عنہ میرٹھی ۔۹، احمد حسن الحسینی الامروہی عفرلہ ۔۱۰، جواب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی دامت برکاتہم ۔علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں رشید احمد۔

جواب از جانب علمائے دہلی بے شک یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کل علم غیب آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا تھا یا مخلوقات کے تمام حالات جزئی وکلی سے آپ ﷺ واقف ہیں اور بذات خود ہمارے تمام اقوال واحوال کو خواہ ہم کہیں ہوں آپؐ سنتے اور دیکھتے ہیں کفر ہے۔شرح فقہ اکبر میں ملاعلی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعلم ان الانبیاء لم یعلمو المغیبات من الاشیاء الاما علمھم اللّٰہ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقادہ ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی انبیاء علیہم السلام امورِ غیبی سے واقف نہ تھے مگر جتنا جس وقت اللہ نے ان کو بتلا دیا اور حنفیوں نے صراحت کے ساتھ فتویٰ دیا ہے کہ جو آپ ﷺ کی غیب دانی کا اعتقاد رکھتا ہے کافر ہے کیونکہ یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ (قل لایعلم الخ) کے۔اس عبارت سے احناف کرام کا مذہب بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ ایسا مذہب رکھنے والے کو جو رسول اللہ ﷺ کو غیب داں کہے کافر لکھتے ہیں۔زیادہ تفصیل کتب مطولات فقہ میں موجود ہے من شاء فلیرجع الیہ،اور حال میں اس عقیدۂ واہیہ کے ابطال میں ایک فتویٰ مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے مذہب حقہ احناف کرام معلوم کرنے کے لئے وہی کفایت کرتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔امیدوار شفاعت محمد عبدالقادر العقیدۃ عندی ان الرسول لا یعلم الغیب الا باخبار من اللّٰہ والھام منہ او کشف منہ وھٰذا ایضًا بعض الاشیاء لا کلھا ولا یعلم الغیب بدون ھٰذہ الطریق ایضًا ۱۲ حررہ فتح محمد عفی عنہ (میرا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ غیب

داں نہ تھے اور بجزان طرق وحی یا الہام یا کشف کے غیب معلوم نہ کر سکتے تھے اور وہ بھی بعض غیب نہ کُل)

بلا ریب عقیدہ مذکورہ سوال از عقائد اہل سنت والجماعۃ نیست تا احناف کرام چہ رسد وانچہ عقیدۂ اہل سنت و برآں اجماع کل امت شدہ آنست کہ علم کسے مثل علم خداوندی نخواہد شد واحاطہ علم کل اشیاء کسے رانیست اگرچہ باطلاع خداوندی باشد ،فقط محمد سیف الرحمٰن عفی عنہ پشاوری ٹونکی، حال وارد دہلی۔

کوئی مسلمان جس کو ذرا بھی قرآن واحادیث وعلم عقائد کی کتابوں سے تعلق ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت ﷺ یا اور کوئی نبی غیب دانی میں حق سبحانہ، کے برابر ہے اور نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حق سبحانہٗ نے جملہ غیب کسی بشر کو عطا فرمادیے ہیں؟ اس لئے کہ آیت وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو . وغیرہا بہت سی وارد ہیں اور نہ کسی آیت وحدیث سے یہ بات ثابت ہے اور کتب عقائد اسلامیہ میں بھی یہی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے ۱۲ ابومحمد عبدالحق عفی عنہ۔

العجب کل العجب من یتسم بسمة اهل العلم ویتزی بزیهم کیف یترددفی تکفیر مثل هٰذا الشخص و کیف لا یقطع بکفره ومن یقول من اهل العلم انه صلی الله علیه وسلم لم یکن یعلم بعض الاشیاء باخبار الله ایضا بل هو صلی الله علیه وسلم اعلم الانبیاء بل النبوة کمال علمی کماهو مسطور فی الکلام انما الداهیة الدهیاء فمن یشیع الفاحشة علی المنابر ویزیغ الباطل فوق المنائر من انه اوتی علم کل الاشیاء بقضها وقضیضها فانه اشراکا صریحا اتفقت کلماتهم علی تکفیر مثل ذٰلک والتعجب کیف یستنصر هٰذا القائل وهو مخالف للسنة عن اخرها والله ولی الامور قل الخیر والا فاسکت ۔انورشاہ کشمیری مدرس اول مدرسہ امینیہ۔

ترجمہ: بڑا تعجب ہے اُس شخص سے جو زمرۂ علماء میں ہو کر ایسے شخص کی تکفیر میں

تردد کرے اور قطعاً اس کو کافر نہ کہے بھلا کوئی عالم یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خدا کے بتائے سے بھی بعض چیزوں کی خبر نہ ہو ہرگز نہیں بلکہ آپ ﷺ تو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ عالم تھے اور نبوت تو نام ہی کمال علمی کا ہے جیسا کہ علم کلام میں مسطور ہے بڑا فتور تو وہ شخص برپا کر رہا ہے جو ہر جگہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ آپ ﷺ کو جمیع اشیاء کا علم دے دیا گیا ہے حالانکہ یہ صریح شرک ہے اور تمام فقہاء متفق اللفظ ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں تعجب ہے کہ یہ شخص کس دلیل سے حجت پکڑتا ہے حالانکہ یہ تمام احادیث کے مخالف ہے واللہ ولی الامور۔ الجواب صحیح بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ۔

رائیت ہذا الجواب فوجد صحیحاً ،عبدالرحمن عفی عنہ جانشین مولوی عبدالرب صاحب مرحوم، بخاری شریف کی حدیث ہے وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ۔اس حدیث کی شرح میں جناب شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ یوں فرماتے ہیں۔والحاصل انہ یرید نفی علم الغیب عن نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ لیس بمطلع علیہ انہ غیر واقف ولا مطلع علی المقدور لہ ولا بغیرہ والمکنون من امرہ وامر غیرہ ۔دیکھو یہ استاد المحدثین صاف صاف مکرر الفاظ سے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہرگز غیب داں نہ تھے فقط۔ واللہ اعلم بالصواب فقیر محمد حسین ،یقال لہٗ ،ابراہیم۔

جواب از مولوی کرامت اللہ صاحب

علم غیب بالذات خداوند تعالیٰ ہی کے واسطے ہے اور اس کے علم کے برابر کسی کو علم نہیں ہو سکتا جیسا وہ اپنی ذات میں یکتا ہے اپنی صفت علم میں بھی یکتا ہے اگر کوئی اس طرح کے علم میں اس کا کسی کو شریک بتائے وہ بے شک مشرک ہے اور یہی مراد فقہائے حنفیہ کی ہے جہاں نفی علم غیب غیر سے کرتے ہیں اور جن احادیث سے غیر کا عالم بالغیب ہونا ثابت ہوتا ہے وہ باطلاع اللہ تعالیٰ بالعرض مراد ہے فثبت التوفیق بین القولین۔اب مطلق انکار یا اثبات دلیل جہالت ہے ہمارے حضور پُر نور فخر الاولین والآخرین ﷺ کو بے شک بعض غیوبات من غیب اللہ تعالیٰ کا علم ہے اس کو خداوند تعالیٰ ہی جانتا ہے ہاں بعد خداوند تعالیٰ کے جس قدر آپ ﷺ کو علم ہے وہ بے شک تمام مخلوق سے خواہ فرشتہ ہو یا نبی یا غوث یا جن یا شیاطین کوئی بھی ہو بڑھ کر ہے اور آپ ﷺ

کا کوئی مماثل نہیں اس صفت میں۔ حررہ، محمد کرامت اللہ۔

فتویٰ از علم غیب از جانب غیر مقلدین

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واضح ہو کہ مولوی ہدایت رسول صاحب لکھنوی وارد حال دہلی اپنے اکثر وعظوں میں یہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرام ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا کل علم غیب عطا فرما دیا تھا اور اب بھی آپ ﷺ کو غیب کا علم ہے اور مخلوق کے تمام حالات سے آپ ﷺ بخوبی واقف ہیں حتی کہ مچھر کے پر مارنے کا بھی آپ ﷺ کو علم ہو جاتا ہے اور ہمارے "یا رسول اللہ" کہنے کی آواز آپ ﷺ یہاں سے سن لیتے ہیں، لکھنوی صاحب کو باوجود ان عقائد شرکیہ کے حنفیت کا بھی دعویٰ ہے، جاننا چاہیے کہ یہ عقائد شرکیہ ہیں اور شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ شریعت میں نہیں ہے نہ اس کی بلا توبہ مغفرت ہے پس تمام بھائی مسلمانوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اس سے بچیں اور اپنے احباب واقارب کو بھی بچائیں قرآن مجید فرقان حمید میں ہے اور بہت سی صحیح حدیثوں میں بصراحت مذکور ہے کہ علم غیب خاص خدائے تعالیٰ ہی کو ہے اور اس کے سوا کسی کو حتی کہ ہمارے حضرت محمد ﷺ کو بھی نہ تھا جن میں سے چند آیتیں اور حدیثیں نقل کرتا ہوں۔

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آیت اول) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پارہ ۱۴ سورہ نحل (آیت دوم) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ پ ۷ سورہ انعام (آیت سوم) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ پ ۲۰ سورہ نمل (آیت چہارم) قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ پ ۷ سورہ انعام (آیت پنجم) وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ پ ۹ سورہ اعراف (آیت ششم) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ پ ۲۶ سورہ احقاف

ترجمہ: خاص اللہ ہی کے لئے ہے غیب آسمانوں اور زمین کا اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا اس کو کوئی سوا اس کے، اور زمین و آسمان میں کوئی شخص بھی خدا کے سوا ایسا نہیں جو غیب جانتا ہو (اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں اور جو میں غیب جانتا ہوتا تو کثرت سے بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی بُرائی بھی نہ چھوتی میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے اور تمہارے ساتھ کیا، اب چند حدیثیں نقل کرتا ہوں۔

(اول) ام علاءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا باوجودیکہ میں خدا کا نبی ہوں پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے رواہ البخاری۔

(دوم) ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ چند لڑکیاں گا رہی تھیں ان میں سے ایک بولی کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہہ بلکہ جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔ رواہ البخاری۔

(سوم) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جو تم سے کہے کہ حضرت ﷺ جانتے تھے کہ قیامت کب ہوگی یا مینہ کب برسے گا یا مادہ کے پیٹ میں کیا ہے یا کل کیا ہوگا یا آدمی کہاں مرے گا وہ بڑا جھوٹا ہے۔ رواہ البخاری۔ علاوہ اس کے ہزارہا واقعات سرور کائنات ﷺ کی حیات بابرکات کے ایسے ہیں کہ جن سے صاف معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ علم غیب نہ جانتے تھے چنانچہ چند واقعات نقل کرتا ہوں۔

(اول) واقعہ افک کہ محبوب رب العالمین کی محبوبہ صدیقہؓ پر لوگوں نے تہمت لگائی اور ہر چند کہ آپ اس واقعہ کی تحقیق اور تفتیش میں لگے رہے اور اکابر صحابہؓ سے مشورے کیے لیکن حقیقت الامر آپ ﷺ پر منکشف نہ ہوئی بعد ایک ماہ کامل بذریعہ وحی آپ ﷺ کو خدا نے بتلایا کہ صدیقہؓ اس تہمت سے پاک ہیں۔

(دوم) شان نزول سورۂ تحریم، حضرت ﷺ کو شہد بہت بھاتا تھا اور آپ ﷺ حضرت زینبؓ کے پاس اکثر تشریف فرما کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی ترکیب نکالنی چاہیے کہ آپ ﷺ کی حضرت زینبؓ کے پاس کی زیادہ نشست کم ہو جائے چنانچہ آپس میں مشورہ ہو گیا کہ ہم میں سے جس کے پاس پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں وہ آپ

سے یہ کہہ دے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ ﷺ ضرور فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہوگی، پس چونکہ آپ ﷺ کو بدبو سے نفرت ہے آپ ﷺ شہد پینا ترک فرمائیں گے اور حضرت زینب کے پاس کی نشست کم ہو جائے گی، چنانچہ ان کی یہ بات چل گئی اور سرور عالم ﷺ نے قسم کھالی کہ اب کبھی شہد نہ پیوں گا۔

(سوم) واقعہ بیر معونہ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو جاؤں گا، آپ ﷺ نے ستر صحابہ ؓ جلیل القدر قاری قرآن اس کے ہمراہ کر دئے راستہ میں وہ سب کے سب عذر اور بے وفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ ﷺ کو کمال حزن وملال ہوا کہ ایک مہینہ تک قاتلین کے اوپر صبح کی نماز میں بددعا فرماتے رہے، یہ تینوں حدیثیں چونکہ صحاح ستہ کی سب کتب میں موجود ہیں حوالہ کی ضرورت نہیں، پس ان ہر سہ واقعات سے ہر ایک پر روشن ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کو علم غیب ہوتا تو کیوں افک کے معاملہ میں ایسے متردد ومتفکر ہوتے اور کیوں اتنی مدت تک صدیقہؓ کا گریہ وزاری و بے قراری میں رہنا پسند کرتے بلکہ صاف اسی وقت فرمادیتے کہ عائشہؓ پاک ہیں اور مفتری جھوٹے۔ اور کیوں حضرت حفصہؓ اور عائشہؓ کی ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے علیٰ ہذا القیاس اگر معلوم ہوتا کہ (اصحاب) اس طرح شہید کئے جائیں گے تو آپ ﷺ ان کو کیوں روانہ فرماتے اور اگر صحیح بھی؟ تو ان کے مدد ومعاون ضرور لگائے رکھتے کہ وقت پر ان کی مدد کرتے۔ اور بھی اس مضمون کی آیتیں قرآن شریف اور کتب حدیث میں بہ کثرت پائی جاتی ہیں جن میں سے تھوڑی ذکر کی گئی ہیں اور ماننے والے کو یہی بس اور کفایت کرتی ہیں اور ان کے آگے کسی اور عقلی ونقلی دلیل لانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن بعض اشخاص جن کی صرف قرآن وحدیث سے سیری نہیں ہوتی اور ان کے نہ سمجھنے یا ان میں ناسخ ومنسوخ واقع ہونے کا بہانہ کر کے مذہب فقہا کے طالب ہوتے ہیں لہٰذا ان کے لئے چند اقوال کتب فقہ حنفیہ وعلمائے محققین کے ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ پھر انہیں کچھ چون وچرا کی گنجائش نہ رہے اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہونا تو کجا،

ان کے مذہب اور علماء کے عین موافق ہے ،فتاویٰ قاضی خاں ص ۴۶۹ ج ۴ میں ہے کہ ومن ادعی الغیب کان کافرا ۔ یعنی جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرے کافر ہے اور اسی میں ہے ص ۴۶۰ ج ۴ رجل تزوج امرأة بغیر شهود فقال الرجل والمراة خدا و پیغمبر را گواه کردیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهوما کان یعلم الغیب فی الحیوة فکیف بعد الموت یعنی اگر کسی نے اپنے نکاح میں خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کو گواہ کیا تو اس کہنے سے کفر لازم آیا کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی غیب دانی کا اعتقاد کیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات میں تو غیب داں تھے نہیں پس بعد وفات آپ ﷺ کیسے غیب داں ہو گئے ،اور اسی طرح درمختار اور اس کی شرح میں ہے اور فقہ اکبر جو خاص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف و تصنیف سے مشہور ہے اس کی شرح میں ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الاما علمهم الله احیانا وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاده ان النبی یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالی قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا الله یعنی انبیاء علیہم السلام کو غیب کی چیزوں کی خبر نہ تھی مگر جس قدر اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً انہیں بتائی اور حنفیوں نے اس عقیدہ رکھنے والے پر کہ رسول اللہ ﷺ غیب داں تھے صراحت کے ساتھ کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ کے یعنی اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ زمین و آسمان میں میرے سوا کوئی شخص بھی غیب داں نہیں اور یہ بخلاف فرمودۂ خدا پیغمبر ﷺ صاحب کو غیب داں بتاتا ہے اور فتاویٰ بزازیہ وغیرہ میں ہے من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر ۔ یعنی جو شخص کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر اور ہمارے حال سے واقف ہیں وہ کافر ہے ۔ از مائۃ مسائل مولانا شاہ اسحٰق صاحب ،اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے جابجا اپنی تفسیر میں اس عقیدۂ باطلہ کا رد فرمایا ہے علی الخصوص آیہ سورۂ جن عالم الغیب الخ کے فوق و تحت میں لکھتے ہیں کہ میں (یعنی آنحضرت ﷺ) غیب داں نہیں ہوں اور نہ میں نے تم سے کبھی غیب دانی کا دعویٰ کیا بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدائے

تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اس کے سوا کسی کو یہ علم حاصل نہیں مگر بہ طریق معجزہ جس قدر رسولوں کو اس نے معلوم کرایا تا کہ وہ اور لوگوں کو پہنچائیں (ملخصاً) اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رسالہ مالا بدمنہ جو فارسی میں فقہ حنفیہ کی ابتدائی کتاب اور درس میں داخل ہے لکھتے ہیں کہ انبیاء و ملائکہ باوجودیکہ اشرف مخلوقات ومقربان درگاہ اند مگر مثل سائر مخلوقات ہیچ علم و قدرت ندارند مگر آنچہ آنہار اعلم دادہ است وقدرت دادہ است الخ پھر آگے لکھتے ہیں کہ بندگان خاص الٰہی را در صفات واجبہ (محشی گویدا ے صفاتے کہ مختص بواجب تعالیٰ است مثل رزق واماتت واحیا وتکوین وعلم غیب الخ) شریک داشتن یا آنہار ادر عبادت شریک ساختن کفر است اور مولانا شاہ اسحٰق صاحب مہاجر بیت اللہ مائۃ مسائل کے ۲۴ سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر غیر خدارا بایں اعتقادمی گوید کہ ہروقت کہ من ندامی کنم اومی شنود پس ایں قسم ندا کردن غیر خدارا موجب شرک وکفر است چنانچہ آیات قرآنی واحادیث رسول اللہ ﷺ وروایات فقہیہ برانہا دال اند قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے چند آیتیں اور حدیثیں اور فقہ کی عبارتیں نقل فرمائی ہیں جن میں سے بعض ہم نے نقل کی ہیں، اب اگر کوئی شخص یوں کہے کہ آنحضرت ﷺ عالم الغیب نہ تھے تو پھر یہ سیکڑوں چیزیں غیب کی جو آپ ﷺ نے بیان کیں تو کیونکر کیں؟ جواب یہ ہے اور ہم اہل سنت والجماعۃ کا اعتقاد یہی ہے کہ بے شک سیکڑوں کیا بلکہ ہزاروں چیزیں زمانہ ماضی وحال واستقبال کی آپ ﷺ نے بیان فرمائیں مثلاً قصص انبیاء سابقہ اور ان کی امتوں کے احوال اور قیامت کے حالات بعث ونشر وحشر کا ذکر دوزخ اور اس کی تکالیف جنت اور اس کی نعماء وغیرہ ذلک من الملاحم وغیرہ، لیکن یہ سب باتیں وقتاً فوقتاً اللہ تبارک وتعالیٰ علام الغیوب کے معلوم کرانے سے بطریق معجزہ اور بذریعہ وحی آپ ﷺ سے ظہور میں آئیں اور یہ دونوں یعنی معجزہ اور وحی آپ ﷺ کے اختیار میں نہ تھے کہ جب آپ ﷺ چاہیں معجزہ کر دکھائیں اور وحی لے آئیں تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے اور قرآن مجید کی بہت سی آیتیں اس پر شاہد ہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ترجمہ: کسی رسول سے نہیں

ہوسکتا کہ بغیر اذن خدا کوئی نشانی (معجزہ) لے آئے اور آنحضرت ﷺ کو ارشاد ہوتا ہے وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ الخ ترجمہ اگر تم پر کفار کا اعتراض سخت گزرتا ہے پس اگر تم میں اتنی طاقت ہے تو زمین میں سرنگ کھود کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی معجزہ لے آؤ، علیٰ ہذا القیاس وحی بھی آپ ﷺ کے اختیار میں نہ تھی بلکہ چند مرتبہ وحی کی آپ ﷺ کو اشد ضرورت پڑی اور نزول وحی کے لئے نہایت آرزو ظاہر فرمائی پھر بھی وحی نازل نہ ہوئی چنانچہ جب کفار مکہ نے یہود کے کہنے سے سرور عالم ﷺ سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین اور روح کا حال دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرما دیا میں کل بتادوں گا اس پر اٹھارہ ۱۸ روز تک وحی نازل نہ ہوئی آپ ﷺ نہایت بے تاب و بے قرار ہوئے خیال کا مقام ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وعدہ کس سے؟ دشمنان اسلام سے وقت پر پورا نہ ہونا آپ ﷺ پر کتنا شاق گزرا ہوگا؟ آپ ﷺ کو صادق الوعد ہونے کا خیال دشمنوں کے طعن و تشنیع کا ملال پھر اکٹھے اٹھارہ روز کا وقفہ العظمۃ للہ کون آپ ﷺ کے حزن و ملال کا اندازہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اگر نزول وحی پر آپ ﷺ کو اختیار ہوتا یا اسی غیبی واقعہ کے معلوم کرنے کی آپ ﷺ کو قدرت ہوتی تو اس موقع پر ضرور اس کا اظہار فرماتے اور اس قدر صدمہ جاں کا نہ اٹھاتے، اٹھارہ روز بعد نزول وحی ہوا تو سبب توقف بھی یہی نکلا کہ آپ ﷺ نے بغیر انشاء اللہ کہے وعدہ کر لیا تھا جس سے ایک شائبہ قدرت سمجھا جاتا تھا خداوند کریم کو یہ بھی منظور نہ ہوا اور ارشاد ہوا وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ، یعنی ہرگز بغیر ان شاء اللہ کہے یہ مت کہا کرو کہ میں یہ کام کل کروں گا، اور رسول اللہ ﷺ نے جب جبرئیل امین سے فرمایا کہ تم نے بہت انتظار کرایا اتنی تاخیر کیوں ہوگئی تو انہوں نے جواب دیا وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ. ہم بغیر حکم ربی نہیں اتر سکتے پس معلوم ہوا کہ معجزہ اور وحی دونوں رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں نہ تھے کہ جب آپ ﷺ چاہتے بذریعہ وحی یا معجزہ غیب معلوم کر لیتے پس جو کچھ آپ ﷺ نے ہمیں بتلایا اور غیب کے حالات سے اطلاع دی وہ سب اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے نہ اپنی قدرت اختیار سے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا ہی عالم الغیب ہے اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں

فرماتا مگر جس رسول کو پسند کرے اس پر کچھ تھوڑا سا ظاہر فرما دیتا ہے چنانچہ کتب تفسیر دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے تفسیر مدارک میں لکھا ہے الا رسولا قدار تضاه لعلم الغيب ليكون اخباره عن الغيب معجزة له فانه يطلعه على غيبه ماشاء و كذافى الخازن والكبير وغيرهم ۔مگر جس رسول پر خدا کی مرضی ہوتی ہے تھوڑا سا غیب اس پر ظاہر فرما دیتا ہے تا کہ اخبار بالغیب اس کا معجزہ ہو پس جس قدر خدا چاہتا ہے اپنے غیب پر مطلع فرما دیتا ہے اور ایسا ہی خازن اور کبیر وغیرہ میں لکھا ہے، اگر رسول ﷺ کا علم الغیب ہونا اس حدیث سے مانا جاتا ہے کہ خدا نے آپ ﷺ کو چند امور غیبی پر اطلاع دے دی تھی کیونکہ خدا کے علم غیر محدود کے آگے لاکھوں باتیں بھی چند سے زیادہ نہیں اور وہ آپ کو معلوم نہیں پس اس حیثیت سے ہر ایک شخص عالم الغیب ہوسکتا ہے اور صرف قیامت نامہ پڑھنے والا بھی بہت سے غیوب پر مطلع ہوسکتا ہے کیونکہ جس اللہ تعالیٰ نے ان کو غیب کی باتوں کی خبر دی اور اس سے آپ عالم الغیب ہو گئے پس وہ سب غیب اور شہادت جو آپ ﷺ پر نازل اور آپ کو معلوم ہوا آپ نے امت مرحومہ کو بتا دیا کیونکہ خود خدا فرماتا ہے کہ ہمارے پیغمبر کو جو غیب معلوم ہو جاتا ہے اس کے بتلانے اور اظہار کرنے میں وہ بخیل نہیں ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ اور آپ ﷺ کیوں نہ بتلا دیتے کیوں کہ آپ ﷺ کو تو ارشاد رب العالمین یہی تھا يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ یعنی اے رسول لوگوں کو پہنچاؤ جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے اترا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اپنی رسالت تم نے نہیں پہنچائی۔ پس کیا اس سے ساری امت محمدیہ عالم الغیب ہو جائے گی اور شاید ان مدعیوں کا یہ بھی عقیدہ ہو العیاذ باللہ العیاذ باللہ اور اگر آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنے سے یہ مطلب ہے کہ خدا نے آپ ﷺ کو ایسی قدرت عنایت فرمائی تھی کہ جب اور جو آپ چاہتے غیب معلوم کر لیتے تو بفضلہ تعالیٰ اس کی تردید قرآن و حدیث اور آثار صحابہ اور اقوال مجتہدین اور علمائے محققین سے بخوبی کر دی گئی فالحمد للہ علی ذلک کثیرا کثیرا۔

اب آخر میں عرض اس ناچیز کی یہ ہے کہ من جملہ کثیر التعداد آیات و احادیث و

اقوال فقہا کے چند آیتیں اور حدیثیں اور قول عاجزی پیش کئے جن سے بخوبی کالشمس فی نصف النہار روشن ہوگیا کہ سوائے اس معبود مسجود علام الغیوب کے کوئی نبی مرسل حتیٰ کہ خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء اور کوئی فرشتہ مقرب اور کوئی فرد بشر بھی علم غیب سے واقف نہیں مگر جس قدر اور جس وقت خدا اپنی مرضی سے انہیں بتلا دے۔ مولوی ہدایت رسول یا کوئی ان کا ہم مشرب ان آیات واحادیث کے مقابلہ میں ایک ہی آیت اور ایک ہی صحیح حدیث اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کریں وگرنہ خدا سے ڈریں اور ان عقائد باطلہ شرکیہ سے توبہ کریں کیوں کہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ الآیۃ اور نہ اس کی بلا توبہ بخشش ہوگی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ الآیۃ اور ہر امر میں سرًّا وجہرًا اتباع رسول اللہ ﷺ کا خیال رکھیں لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ الآیۃ اور ان کی مخالفت سے ڈریں فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ الآیۃ کیونکہ مسلمان کی شان سے بعید ہے کہ جب کسی امر میں خدا اور رسول ﷺ کا فرمان معلوم ہوئے تو اس کے قبول کرنے میں ذرا بھی تأمل نہ کرے اور زید وعمرو کے قول کا پابند نہ بنا رہے مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ الآیۃ کیونکہ کہ خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی میں سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا الآیۃ۔ فقط

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

راقم

خاکسار ذرّہ ناچیز خادم اہل حدیث محمد عبد العزیز عفی عنہ

3

حارق الاشرار رسالہ از جناب شیخ فتح اللہ صاحب مرحوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا الٰہی تو بڑا غفّار ہے سب کے عیبوں کا تو ہی ستّار ہے
تیرے آگے ہر کوئی ناچار ہے کُل کا تو ہی مالک و مختار ہے
فضل تیرا ہر طرح درکار ہے

کُن کے کہنے سے کیا سب کو عیاں عرش و کرسی و زمین و آسماں
حور و غلمان و ملائک انس و جاں ہو سکے کب تیری قدرت کا بیاں
عاجز اس جا اب مری گفتار ہے

وصف میں تیرے کہے جب مصطفیٰ ماعبد ناحق لا احصی ثنا
پھر کسی کو طاقت و جرات ہے کیا کر سکے تعریف جو تیری ادا
خامہ اور کاغذ نحیف و زار ہے

انبیاو مرسلین کو صبح و شام فخر ہے تیری غلامی سے مدام
اولیاؤ غوث و قطب اور سب امام ہیں تری درگاہ والا کے غلام
کیا بلند عالی تری سرکار ہے

شہ کو تو چاہے کرے دم میں تباہ دے گدا کو شاہی و تخت و کلاہ
سب نے پایا ہے تجھی سے عزو جاہ تیرے آگے سب کی ہے نیچی نگاہ
کیا گدا کیا شاہ کیا سرکار ہے

قہر تیرا جب کسی پر ہو نزول نہ امام ہرگز نہ کام آئے رسول
تو ہی جب چاہے شفاعت ہو قبول جو نہ مانے یہ سخن وہ ہے جہول
ناصحش تلوار ہے یا دار ہے

تو وہ غالب ہے کہ سارے جنتی چاہے تو دوزخ میں لے جاوے ابھی
جنت اعلیٰ میں کر دے دوزخی کوئی بھی ہرگز نہ دم مارے کبھی
مالک اپنے ملک کا مختار ہے

خاک تیرے مہر کی پاکر چمک ہو گئی ہے قبلہ حورو ملک
قہر سے تیرے ہی شیطاں سا ملک ہے ذلیل و خوار و رسوا اب تلک
لعنت اب اس کے گلے کا ہار ہے

بس تو ہی ہے لائق حمد و ثنا شان تیری ہے غنی و کبریا
تجھ سے جو جس چیز کا سائل ہوا پا گیا بے شک وہ اپنا مدعا
لطف تیرا کم نہیں بسیار ہے

جز ترے مشکل کشا کوئی نہیں دینے والا مدعا کوئی نہیں
تجھ سوا باقی رہا کوئی نہیں سچ ہے جس کو ہے بقا کوئی نہیں
پھر مدد کرنا اُسے دشوار ہے

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد ہے گلے میں اس کے حبلٌ من مسد
سب کی اُس پر لعنت و پھٹکار ہے

یا الٰہی شرک مجھ سے دور کر دل مرا توحید سے معمور کر
خلعتِ عرفان سے پر نور کر دولتِ ایمان سے مسرور کر
بس مدد سے تیری بیڑا پار ہے

لا ولیّ لا نصیری تجھ سوا لا شفیع ولا حمیم اے ربنا
لا الٰہ غیرک لا ربّ لنا ہیں گواہ اس بات کے ارض و سما
از ازل یہ تا ابد اقرار ہے

بھیج رحمت بے حد و عد یا خدا بر محمدؐ آل و اصحابش نیز
رحمۃ للعالمیں جس کی ثنا از طفیلش بخش سب میری خطا
مگر مُقِر یہ سخت بداطوار ہے

یار اسکے چار تھے عادل عمرؓ سب صحابہؓ تھے وہ اور بیشتر
بعدہٗ عثمانؓ صاحب باوقر پیشوا صدیقؓ اوّل نام کر
ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہے

ہے فضیلت اُن کو بھی بر یک دگر مرتبہ والا ہے بوبکرؓ از عمرؓ
ہے عمرؓ عثمانؓ علیؓ سے مفتخر ہیں علیؓ عثمانؓ برابر در خبر
ذات اُن کی مطلع انوار ہے

ان میں سے جو ایک کو جانے جدا اس کو بد سمجھیں تمامی انبیاء
دشمن ان کا ہے عدوئے مصطفیٰؐ لعنت اُس پر کرتے ہیں ارض و سما
دین و دنیا میں وہ موذی خوار ہے

بعد ازیں مجھ کو یہ ہے آرزو شرک و وحدت میں کروں کچھ گفتگو
راستی کی دے مجھ توفیق تو کذب اور باطل نہ ہو اس میں کبھو
نام اس کا حارق الاشرار ہے

جو کہ قرآن میں لکھا ہے وہ کہوں مصطفیٰؐ نے جو کہا ہے وہ کہوں
عالموں سے جو سنا وہ کہوں مشرکوں پر جو ہوا ہے وہ کہوں
نسخۂ احوال اور اخبار ہے

یا خدا مقبول کر میرا کلام گرچہ ہے وہ بے عروض شعر و خام
پر دعا یہ ہے کہ سمجھیں خاص و عام جہل میں جو ہو رہے ہیں کالانعام
واسطے ان کے کیا ایثار ہے

ہے نصیحت اس سرے اس سرے — تا ہر اک سُن شرک سے توبہ کرے
اس کو بھی سن کر نہ جو حق سے ڈرے — کفر کی حالت میں وہ بے شک مرے
رُوسیہ مردود نابنجار ہے

بر خلافِ شرع جو ہے رسم و چال — سب بیاں کرنا تو اس میں ہے محال
کچھ بیاں کرتا ہوں بے وہم وخیال — مستمع غفلت کو اب سر سے نکال
ہوش میں آجا اگر سرشار ہے

پاک کر اوّل تو کلمہ سے زباں — شاد رکھ اس کام میں بس اپنی جاں
اور عمل بھی اس پہ کر تو بے گماں — معنے اس کے یہ ہوئے اے مہرباں
ایک اللہ ہی بڑا کردگار رہے

اس نے بھیجا فضل سے اپنے رسول — جس نے بتلائے فروع اور سب اصول
سب پیام اس کے کئے ہم نے قبول — ہے طفیل اس کے ہمیں ایماں حصول
اور زبان و دل سے بھی اقرار ہے

ہے یہی حکم خداؤ مصطفٰے — نہ کوئی معبود ہے غیر از خدا
بلکہ اس تاکید میں سب انبیاؑ — منّت اور پوجا نہ کر اس کے سوا
جو تجھے کچھ خواہشِ گل زار ہے

جو ہیں اُس کی شان پر موقوف کام — خلق سے جن کا نہ ہو کچھ انصرام
غیر حق سے مانگنا وہ ہے حرام — شرع سے تحقیق کرائے نیک نام
یہ اُسی تکرار کا اظہار ہے

تو ہے محتاج اور خدا ہے بے نیاز — ہر مصیبت میں وہی ہے کارساز
مانگ اس سے مانگنے سے رہ نہ باز — نردبان بام و صفش کر دراز
فضل اس کا ہر طرح درکار ہے

اس نے آدمؑ کی کری توبہ قبول   تا خلافت اور نبوت ہو حصول
جب ہوا نوحؑ نبی خاطر ملول   دی اماں اس کو ڈبائے سب جہول
یہ حدیث اور آیتِ اخبار ہے

جب خلیلؑ اس کو پکارا بے قرار   آگ کو اس پر کیا باغ و بہار
جب ہوئے سختی میں عیسیٰؑ دل فگار   لے گیا گردوں پہ اس کو جوں شرار
آسماں پہ اب وہ خوش کردار ہے

دی ذبیح اللہؑ کو اس نے اماں   قصہ یوسف بھی ہے سب پر عیاں
بادشاہی اس کو بخشی بے گماں   کھو دیا اس سے غلامی کا نشاں
دل میں سوچو یہ اسی کا کار ہے

جب ہوا ایوبؑ غم میں مبتلا   نیش نے کیڑوں کے بے طاقت کیا
تب پکارا اس کو یارب دے شفا   آن میں اس کو کیا چنگا بھلا
ایسی تکلیفوں میں اللہ یار ہے

دی انگوٹھی جب سلیمان نے گنوا   سلطنت پر اُن کی جن قابض ہوا
تب ہوا نالاں بدرگاہِ خدا   دی خدا نے سلطنت اُن کو دلا
جانتا اس کو ہر اک ہشیار ہے

پیٹ سے مچھلی کے یونسؑ کو نجات   دی اسی نے ہے کریم اس کی صفات
قوم بھی کر دی مسلماں اسکے ساتھ   ہیں گی بے تعداد بس اس کی صفات
کیا لکھے خامہ یہ بے مقدار ہے

ہودؑ کو جب عادنے عاجز کیا   تند آندھی سے دیا اس کو اُڑا
لوطیوں کو لوطؑ سے کرکے جدا   شہر اُن کا زیر و بالا کر دیا
اس طرح کا قادر و جبّار ہے

جب محمدؐ نے پکارا یا الٰہ کافروں سے میں ہوں عاجز بادشاہ
چاہیئے میرے تئیں پشت و پناہ دی عمرؓ بفضل سے مولا نے راہ
اور کہا لو یہ تمہارا یار ہے

اب ہمارے دیں کا طالب ہوگا یہ کافرِ سرکش پہ غالب ہوگا یہ
تو مثالِ جان قالب ہوگا یہ مستحق رحمت رب ہوگا یہ
وہ اشدّا علی الکفار ہے

جب کیا حق نے عمرؓ کو دین دار دین کے گل زار میں آئی بہار
دن بدن ہونے لگے کفار خوار مٹ گئے جنگِ بدر میں سب وہ خار
نام ان کا اور نشاں مسمار ہے

الغرض جب تک رہے حضرتؐ حیات ہر لڑائی میں تھا وہ جاں باز سات
زندگی سے دھو چکا تھا اپنی ہات پاسباں لشکر کا ہوتا ساری رات
دیدۂ عاشق سدا بیدار ہے

شمعِ احمدؐ پر سدا پروانہ تھا عشق میں ثابت قدم مردانہ تھا
صحبتِ اغیار سے بیگانہ تھا صورتِ جاناں نہ پر دیوانہ تھا
جانِ عاشق فرقہ انوار ہے

بعد حضرتؐ کے بھی وہ مرد خدا کافروں سے روز و شب لڑتا رہا
بعد اس کے پھر یہ چرچا اٹھ گیا کوئی بھی گھر سے نہ لڑنے کو گیا
پوچھ علماء سے اگر انکار ہے

یاں تلک فاروقؓ کی کارزار روم اور لندن تلک دریا کے پار
فارس اور ایراں کو پہنچا نام دار دین روشن کر دیا تلوار مار
کیا قوی بازو ہے کیا تلوار ہے

فارس وایراں کے کافر پہلواں کانپتا تھا جن ز ہیبت سے جہاں
سب کو مارا توڑ ڈالے وہ مکاں دیں مسلمانوں کو ان کی بیٹیاں
یہ اُسی عہد کا طومار ہے

یہ فقط تائیدِ حق کا تھا اثر ورنہ تھا ادنیٰ عرب علیؓ عمرؓ
جو پکارا ہے اسے خستہ جگر کی مدد اس کی خدا نے آن کر
اس سوا دیکھو جسے ناچار ہے

ایسا مالک چھوڑ کر کے روز وشب مدعا قبروں سے کرتے ہیں طلب
پیر ولیوں کا پکڑتے ہیں سبب فاسق و نامرد مشرک ہیں یہ سب
حق کے گھر کا کیا کوئی مختار ہے

توبہ پڑھتے ہیں منافق ناروا واسطے مطلب براری کے سدا
روزو شب ہے اولیا سے التجا ہو چکا ابلیس ان کا پیشوا
جائے ان کی بے شبہ فی النار ہے

یہ خدا کو جانتے ہیں جوں بشر تا سنے پیروں کے کہنے سے خبر
عرض کروانے کو مردک دربدر سیکڑوں کوسوں سے کرتے ہیں سفر
ہر برس اک میدنی تیار ہے

جانتا ہے وہ ہر اِک کے دل کا بھید عرض بیگی کی نہیں رکھتا ہے قید
عرض کروانا ہے شیطانوں کا کید رحمتِ حق سے ہے مشرک ناامید
نحنُ اقرب سے اُسے انکار ہے

جو کہ کرتا ہے زیاراتِ قبور واسطے دنیا کے رحمت سے ہے دور
ہے مگر اِک راہ سے سنت ضرور موت کو جو یاد لاوے باشعور
منتفا [illegible] سے اولیا بیزار ہے

خانقاہوں کے مجاور دیں کے چور اولیا کی قبر کے ہیں صدقہ خور
عرس میں قبروں پہ کرواتے ہیں شور چھینتے ہیں مال ہر اک سے بزور
گرم اس جا لوٹ کا بازار ہے

پیرزادے بعضے ایسے ہیں پلید واسطے دنیا کے کرتے ہیں مرید
حق و باطل کی نہیں کچھ ان کو دید کسبیوں کا مال کھاتے ہیں مزید
فخر ان کا جبہ و دستار ہے

آج کل کے جتنے ہیں سائل گدا مانگتے ہیں لے کے نام اولیاء
نقشبند وغوث اعظم مرتضیٰ ناروا ہے ناروا ان کی صدا
بھیک ان کی بے شبہ مردار ہے

جانتے ہیں سب کا وہ رازق ہے رب ہیں اسی کے روز و شب مرزوق سب
بے دلائے اس کے کچھ ملتا ہے کب بے رضا پیروں کا کب ہلتا ہے لب
پیر جی حیرت میں خود بیمار ہے

رافضی میں اک منافق ہے کھلا بلکہ ہے ان کی کتابوں میں لکھا
مدعا یہ ہے کہ حضرت مرتضےٰ مرشد و استاد ہے جبرئیل کا
اور یہ بہتان کا طومار ہے

آدم ابراہیم اور یعقوب سب یونس و ایوب یوسف پُرلقب
جب مصیبت سے ہوئے تھے مضطرب کی اعانت مرتضیٰ نے ان کی سب
یہ زٹل اور جھوٹ کی بھرمار ہے

آدمی آدم سے پہلے کون تھا اور ملک کو آدمی سے ربط کیا
یہ سبق جبریل نے ان سے پڑھا انبیا تھے جب کہاں تھے مرتضیٰ
یہ کسی گمراہ کی گفتار ہے

ایسی باتوں سے ذرا بچنا ضرور ورنہ بس اُڑ جائے گا ایمان کا نور
دو غلے عالم سے ڈر کر بھاگ دور جو کبھی کرتا ہے حق سے بے شعور
وہ بڑا فی الواقع مکار ہے

جون سی قبروں پہ ہوں زریں غلاف یا چراغاں ہووے یا رقص و طواف
تھان بُت کا جان اس کو بے خلاف میں نے تجھ سے کہہ دیا اب صاف صاف
یاد رکھ یہ نکتۂ اسرار ہے

زور مندی ہو تو بت خانہ اُجاڑ چھت کو اور گنبد کو قبروں سے اجاڑ
مسجدیں مضبوط کر مثل پہاڑ تعزیہ قندیل کو ہاتھوں سے پھاڑ
دینِ احمد میں یہ بے شک خار ہے

تعزیہ داروں کو کر جلدی تباہ مرثیہ خوانوں کا ہووے روسیاہ
یہ بُرے ہیں بد طریقہ وزشت راہ رات دن بدعت پہ ہے ان کی نگاہ
بت پرستی صاف ان کا کار ہے

تعزیہ کو بُت سے بدتر جان رکھ دیکھنے اس کو نہ جا ایمان رکھ
مرتبہ حسنینؓ کا پہچان رکھ مرثیوں پر تو نہ ہرگز دھیان رکھ
سر بسر وہ جھوٹ کا طومار ہے

مرثیہ پڑھنا مجوسوں کا شعار ہے سدا سے یاد رکھ اے ہوشیار
نوحہ کر کے ہاتھ سینہ پر نہ مار کافروں کا ہے طریق اے دین دار
جو کرے ابلیس کا دلدار ہے

مرثیوں میں ہے یہ باطل ماجرا شبّرؓ و شبیرؓ نے جو کر دیا
ہو گیا اس بات سے راضی خدا بخشدے اُمت کی سر تا پا خطا
رشوت اللہ کو مگر درکار ہے

فرض ہے امت پہ جو گر یہ کرے بدلے بخشانے کے رشوت ان کو دے
صاف رشوت ہے عیاں اس بات سے جاہلوں کی پر سمجھ کب آتی ہے
ناصحوں سے جنگ کو تیار ہے

مرثیوں میں ہے شکست اس کی عیاں اور شجاعت بدعتی وگمراہاں
نام جورو بیٹیوں کا کر عیاں ہیں سناتے خلق کو یہ دشمناں
کیا یہ حبِّ حیدرِ کرار ہے

کہتے ہیں جب حشر ہووے جلوہ گر فاطمہؓ پیشِ خدا ہوں ننگے سر
خوں بہا حسنینؓ کا مانگیں مگر خلد میں لے جاویں امت بے خطر
واہیات ایسی سے استغفار ہے

کس شریعت میں بھلا جائز یہ مدعی اللہ سے دعوی کرے
اور اس کو خوں بہا اللہ دے یا کہ خود مملوک دعوی کر کے لے
زعم میں خالہ کا کچھ گھر بار ہے

دیکھ لو دنیا میں تم بھی کر کے غور جو خطا کرتا ہے وہ پاتا ہے جور
چور کے بدلے نہیں مرتا ہے اور حق تعالیٰ کو بھی بھاتا ہے یہ طور
منصفی سب عادلوں کا کار ہے

حق تعالیٰ سے نہیں کوئی بڑا قول و فعل اس کا سراپا بے خطا
اس نے یہ قرآں میں کس جا کہا اے مسلمانو اسے چھوڑو ذرا
ورنہ یہ شیطان کا اصرار ہے

بُول و غائط تک تو فرمایا بیاں ان پہ رونے کا نہیں ملتا نشاں
صبر ہر سختی پہ آیا بے گماں اس کے بدلے کرتے ہیں شور وفغاں
مرثیہ ہے شور اور اشعار ہے

مان تو دل میں یہ قولِ مصطفےٰ ہے نجس من زار لا مدفوں سُدا
تعزیہ کو قبر کہنا ہے خطا فاتحہ اس پر زیارت ناروا
طعم اس پر جو چڑھا مردار ہے

جنت اعلیٰ میں ہے روحِ حسینؓ رزق پاتے ہیں وہاں کرتے ہیں چین
پھر بھلا کس واسطے یہ غم کے بین کرتے ہیں ناپاک ماتم شور وشین
راحتِ حسنینؓ سے انکار ہے

حال بیماری کا تھا اُن پر یہاں جب وہاں پہنچے تو رنج وغم کہاں
اب کرے جو ان کا درد وغم بیاں پھر وہ بیماری کی کھولے داستاں
جہل میں بد بخت خود بیمار ہے

دوست وہ ہے جو شفا سے شاد ہو غسل صحت سے مبارک باد ہو
قیدِ بیماری سے وہ آزاد ہو ذکر خیر ان کے سے دل آباد ہو
یعنی اُن پر مہرباں غفار ہے

جاہلوں سے یاد رکھ یاری نہ جوڑ بھاگ اُن سے صحبتِ باطل کو چھوڑ
رشتۂ اخلاص وملت اُن سے توڑ سنگ سے فرقت کے ان کے سر کو پھوڑ
صحبت اُن کی مثل زہر مار ہے

آج تک سارے امام وپیشوا مرثیہ کو کہتے آئے ناروا
فاطمہؓ نے جو کہ کہتا ہے پڑھا بے شبہ ہے رافضی کا افترا
پر خطا کب شیوۂ ابرار ہے

مرثیہ سے منع فرما دیا رسولؐ اور کریں پھر فاطمہؓ اس کو قبول
واہ کیا مذہب ہے کیا راہِ جہول چھوڑ دے اس راہ پر اب ڈال دھول
بند بہتر رخنۂ دیوار ہے

نسل کو اعدا کی رونا چاہیے خار آنکھوں میں چبھونا چاہیے
رات دن مغموم ہونا چاہیے جان تک اس غم میں کھونا چاہیے
یعنی ان کا پیشوا فی النار ہے

مولوی ملّا بھی جو باندھے کمر پیروی میں بدعتوں کی ہے وہ خر
علم پڑھوانے میں لیویں سیم وزر مال شاگردوں کا کھاویں لقمہ تر
وہ مثل میں یحمل الاسفار ہے

یعنی قرآں میں خدا نے یوں کہا اس طرح کا مولوی ہے گا گدھا
بے عمل جتنی کتابیں وہ پڑھا مثل خر کے بوجھ سے وہ لد چکا
جملہ گمراہوں کا وہ سردار ہے

دوسرا بھی اک سنایا میں پتا جس طرح ہو ایک کتّا بھونکتا
یعنی سمجھانے سے ہوتا ہے خفا اس لئے حق نے اسے کتّا کہا
کاٹ کھانے کو وہ سگ تیار ہے

آج کل کے بدعتی بسیار ہیں شیخ سدو جی کے برخودار ہیں
اس کا بکرا کھانے کو تیار ہیں زر کمانے میں غرض سرشار ہیں
ہے ہڑپ وہ چیز جو مردار ہے

فال گنڈا فعل شیطانوں کا جان سحر اور شگون ہرگز نہ مان
وقت سعد ونحس کا مت کر تو دھیان شرک فی العادت یہ سب ہے بے گماں
جو بچا اُن سے وہ برخوردار ہے

فاتحہ مردوں کو پہنچاوے اگر   سامنے کھانا نہ پانی اپنے دھر
صندل ولوبان کو خاکستر نہ کر   دے کھلا غربا کو کھانا بے خطر
یہ طریقِ فاتحہ ابرار ہے

مت سمجھ تخصیص کھانے کی سدا   اور نہ یار وباپ بھائی کو ملا
خاص محتاجوں کو دے بہرِ خدا   حقہ کش بھنگ نوش کو مت کر جدا
گرسنہ ہو نیک یا بدکار ہے

یوں نہ کر تو جس طرح عوراتِ ہند   کرتی ہیں بی بی کی صحنک شیر قند
آپ کھاتی ہیں وہ عادت سی دو چند   مرد کے سایہ سے بھی کرتی ہیں بند
رسم یہ بد ہے بُرا اطوار ہے

یا مثالِ گیارھویں پیران پیر   جس طرح کرتے ہیں کوٹے کے امیر
مالِ غصبی جمع کرتے ہیں شریر   سوغنی کھاویں نہ بلواویں فقیر
یہ ستم ہے کیا برا اطوار ہے

بند کرتے ہیں وہ مسکینوں کی راہ   ہیں بلاتے فاسقوں کو کر کے چاہ
ناچ کرواتے ہیں اس جارو سیاہ   ماسوا اس کے بہت کار تباہ
دین کا بد خواہ اب سردار ہے

توپ کا بکرا سراسر ہے حرام   اس کا کھانا مومنوں کا کب ہے کام
یا وہ بکرا جس پہ ہو پیروں کا نام   جس طرح کرتے ہیں اکثر عقل خام
صاف وہ مردار بے تکرار ہے

گوشت بکروں کا نشانوں کے نہ کھا   توپ کا یہ بچہ ہے جو نام کا
نذر ہے غیرِ خدا کی ناروا   کھانے والے اس کے ہیں سب بے حیا
ظاہر اُن پر لعنتِ قہار ہے

عورتوں سے مشورہ ہرگز نہ کر ورنہ تو ہووے گا خوار و بے وقر
رکھ اُسے پردہ میں دائم اپنے گھر روبرو اپنے بندھا بہتر ہے خر
چور اور قزاق اگرچہ یار ہے

عورتوں کا مال بس ہرگز نہ کھا ورنہ تو مشہور ہو گا بے حیا
جو کوئی محکوم عورت کا ہوا ہوچکا وہ خوار و رُسوا جا بجا
اس طرح کی زیست پر پھٹکار ہے

عمر بھر کرنا نہ تو وعدہ خلاف بات ممکن میں بھی مت تو مار لاف
کافروں سے بھاگ مت روز مصاف یہ قصور ہرگز نہیں ہوتا معاف
ہمتِ دل تیزیٔ تلوار ہے

رکھ نہ پٹے اور نہ داڑھی کو مُنڈا مثل مُوچھیں لبوں پر مت چڑھا
پائچوں سے ٹخنہ کو باہر رکھ سدا رہ نہ تو بے غسل نے مِسّی لگا
زیبِ و زینت عورتوں کا کار ہے

کر تواضع خلق کی بس اپنی خو علم کی جب تک سکے کر جستجو
نرم کر سب دوستوں سے گفتگو جو خطا تیری کرے کر دے عفو
بغض رکھنا فاسقوں کا کار ہے

جو خدا تجھ کو کرے گردن بلند یا تجھے دے مثل سے قوت دوچند
مت تکبر کر جو تو ہے عقل مند خلق سے عاجز رہا کر مستمند
قادرِ مطلق کو استکبار ہے

کر حذر غیبت سے اور چغلی نہ کھا کب روا ہے گوشت کھانا بھائی کا
بلکہ ہے غیبت بھی بدتراز زنا فاسقوں کی ہے مگر غیبت روا
قہر سے ڈرنے کا یہ آثار ہے

یعنی جو کرتا ہو گمراہی کے کام اس کی شہرت چاہیے درخاص و عام
تا کہ سب کو خوف کا ہو وہ مقام چھوڑ دے اس کام کو پھر لے نہ نام
اب ثواب اس بات کا بیسار ہے

حج کو جا جس دم خدا دے تجھ کو زر اور زیارت کے لئے مت کر سفر
لائقِ صرف و خرچ ہے رب کا گھر یہ حق اس کا غیر جا مت صرف کر
اک زیارت احمدِ مختار ہے

فاتحہ حضرت پہ پڑھنا باادب اور جو مدفوں وہاں ہیں سب کے سب
لیکن اُن سے کچھ نہ کر حاجت طلب ورنہ تجھ پر حق کا آوے گا غضب
وہ رحیم اس شرک سے بیزار ہے

جو گیا مکے ہوا وہ جنتی حق نہ ڈالے اس کو دوزخ میں کبھی
عمر بھر کے بخشدے عصیاں سبھی ہے تو نگر تو بس اٹھ چل ابھی
کوچ ہی کر دے اگر زردار ہے

جاوے دوزخ میں سنا میں نے وہ غول جو کہ زر دے حج کو لے حاجی سے مول
اپنے منہ پر تو درِ دوزخ نہ کھول مال دار ہو کر کے اب کنکر نہ تول
تجھ کو جانا کیا وہاں دشوار ہے

خرچ کر زر ہو سواری میں سوار دیکھتا جا دشت و دریا کی بہار
لے رفاقت میں جو ہوں دو چار یار یہ سمجھ لے ہے جواں مردوں کا کار
کاہلی مت کر جو تو دیں دار ہے

دے زکوۃ ہووے جو تیرے پاس مال تو نہ آوے مال پر تیرے زوال
دل سے اپنے تو بخیلی دے نکال دوست رکھتا ہے سخی کو ذوالجلال
نفل خفیہ اور فرض اظہار ہے

زندگانی کا بھروسا کچھ نہ کر رکھ شہادت کی رہِ حق میں نظر
کافروں سے لڑ بشمشیر وتبر جا وہاں تو بھی نہ کر مرنے کا ڈر
فتح تیری کافروں کی ہار ہے

جو نہ جاوے سن کر گھر بیٹھا رہے مال اور جورو کی فرقت سے ڈرے
اس کا درجہ خوک سے جانو پرے جلد آفات و بلا میں وہ مرے
گور میں اس کو خدا کی مار ہے

ہے بڑی نعمت ترا مرنا وہاں ہے شہیدوں کے لئے باغِ جناں
ہے وہ گلشن بہتر از باغِ جناں منتظر ان کے لئے حوریں ہیں واں
ہرگھڑی حق کا انہیں دیدار ہے

ہے حدیثوں میں قولِ مصطفےٰ دے شہیدوں کو مقام ایسے خدا
اہلِ جنت کے مدارج سے سوا ہے زمیں سے جس طرح اونچا سما
مِن رحیق تحتہا الانہار ہے

قربِ حق بندے کو ہے اندر نماز پانچ وقت اس کو ادا کر پاک باز
با ادب اور شرط سے اے سرفراز تا کہ وہ ہووے قبولِ بے نیاز
بالعشی تحقیق والا بکار ہے

دور ہے از تارکِ صوم و صلوٰۃ بے وضو رہتے ہیں فاجر دن و رات
ہم نشیں رہتا ہے شیطاں ان کے ساتھ نادرست و ناروا ہے ان کی بات
سجدۂ خالق سے ان کو عار ہے

قوتِ مغزِ عبادت ہے دعا سب گناہوں کی شفاعت ہے دعا
دافعِ ہر درد و آفت ہے دعا بخششِ قرضوں سے راحت ہے دعا
مانگ حق سے جو تجھے درکار ہے

دن جمعہ کے غسل کر ہو باصفا   کر نماز اسکی ادا مسجد میں جا
جب تلک جیتا رہے مت کر قضا   ہے یہی قرآن میں حکم خدا
جو نہ مانے نطفۂ فجار ہے

ترک کر سب کام جب ہووے اذاں   ہے یہی ایمانِ مؤمن کا نشاں
جمعہ کا تارک ہے بے شک بے ایماں   سورۂ جمعہ میں ہے اس کا بیاں
لیک بارہ شرط کی تکرار ہے

گرچہ شرطیں سب ملیں تو ہو بھلا   بے شبہ جمعہ وہاں کرنا ادا
لیک جس جا شرط ہو کم اے فتا   تو بھی جمعہ کو نہ کر ہرگز قضا
ظہر بھی پڑھ لے تو بہتر کار ہے

منہ نہ تو ہرگز نصیحت سے پھرا   دین کی باتیں سُناتا رہ سدا
گالیاں دے کوئی یا مانے بُرا   جان یہ نعمت ہے ارث انبیاء
نوحؑ اور یونسؑ کا ورثہ یار ہے

ایک دن یونسؑ نے مانا تھا بُرا   بھاگے اپنی قوم سے ہو کر خفا
اُس گھڑی آیا یہ پھر حکمِ خدا   واہ یونس تو نہ ایذا سہ سکا
تو ہمارا یار کچّا یار ہے

تُو تو بھرتا تھا مری الفت کا دم   کیوں نہ ٹھیرا عشق میں ثابت قدم
راہ میرے گھر کی ہے رنج والم   دردایذا ہے ستم پر ہے ستم
دیکھ لے گل کی نشانی خار ہے

سختیاں کفار نے حضرتؐ پہ کیں   آپؐ نے جز صبر دم مارا نہیں
کی نصیحت سب طرح ان کے تیئں   تا کہ سیدھی راہ پر آویں لعیں
ہم کو بھی سنت وہی درکار ہے

چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں یا وہابی اور بے ملت کہیں
یا ہمیں گمراہ بدنیت کہیں یا کہ کافر اور بے عزت کہیں
اپنے حق میں صیقل زنگار ہے

جتنی اُن کی جھڑکیاں کھاتے ہیں ہم لذتیں ہر طعن میں پاتے ہیں ہم
کل کے اُس کوچے سے کب جاتے ہیں ہم سر کو اب قبروں سے ٹکراتے ہیں ہم
اک زمانہ ہم سے گو بیزار ہے

آگ میں ڈالے گئے جس دم خلیل پاس اُن کے آئے حضرت جبرئیل
اور کہا تو کہہ میں تیرا ہوں کفیل آپ بولے کافی ہے ربِّ جلیل
غیر کی نصرت نہیں درکار ہے

ہم نے اس کوچہ کا پایا ہے مزا حق نہ دکھلاوے ہمیں درغیہ کا
جو برا کہتا ہے وہ ہے خود برا حق تعالیٰ ان کو رستہ دے بتا
دو خصم رکھے وہ زن بدکار ہے

ہم کو کافی ہے فقط ذاتِ خدا پیر جی صاحب ہمیں دیویں گے کیا
وہ کسی کی کیا کریں حاجت روا قبر کا صدقہ ہے جب ان کی غذا
پیر کیا ہے مال مردم خوار ہے

دوست میرے یہ نصیحت یاد رکھ صبر سے تو جان و دل کو شاد رکھ
خاطر اپنی حرص سے آزاد رکھ کچھ شکایت لب پہ نہ فریاد رکھ
گرچہ فاسق ہر کوئی زردار ہے

مؤمنوں کو قید خانہ ہے جہاں قیدیوں کو چین و راحت ہے کہاں
فاسقوں کو ہے یہ جنت بے گماں زیست بھر کر لیں وہ اس میں خوبیاں
دم جو نکلا داخل فی النار ہے

ماتم و شیون مصیبت میں نہ کر ورنہ تو ہو جائے گا اہلِ سقر
ہاں جو ہوتو رنج میں خستہ جگر ہے تجھے رخصت کہ کر لے چشم تر
شور و غل کرنا نہایت خوار ہے

سینہ زن ہونا مردودوں کا کام صبر کرنا ہے جواں مردوں کا کام
اشکباری ہے دل افسردوں کا کام منع کرنا اس سے بے دردوں کا کام
دیدۂ غم ناک گوہر بار ہے

جب کوئی مرتا ہے وارث مال دار رنڈیاں روتی ہیں چیخیں مار مار
رافضی بدتر ہیں ان سے نابکار روتے ہیں نوبت بجا کر بار بار
شور وغل ہے نعرہ ہے للکار ہے

تعزیہ بھی خوب ہے زینت بھرا فرش ہے اور روشنی ہے جابجا
سجدہ ہے تعظیم ہے قرآں دھرا بعد دس دن کے اسے ٹکڑے کیا
اور کہا شیطان نے دھتکار ہے

ن تم کیسے ہو مردک بے ایماں توڑ ڈالا اپنا معبود الاماں
تم سا بد کردار ہوتا ہے کہاں میں بھی ہوں بیزار تم سے بے گماں
یہ تمہارا فعل نابجار ہے

صبر کر تجھ پر جو کچھ آوے بلا ہر گھڑی راضی رہا کر بر رضا
ابتدا سے ہر زمانے میں سدا دوستان حق کو غم ہوتا رہا
عقل اس چون و چرا میں خوار ہے

یاد کر آدمؑ کو کیا کیا دکھ ہوا فرقتِ حوّا میں کیا صدمہ سہا
غ پھر ہابیل کا ان کو ملا غم سے خالی تھا نہ جب تک دم رہا
چشم گویا ابر دریا بار ہے

نوحؑ کی ایذا کروں گرچہ بیاں تھر تھرا جاویں زمین و آسماں
کافروں کی مار سے اے مومناں ریزہ ریزہ ہو گئی تھیں ہڈیاں
جائے مرہم طعن بدگفتار ہے

سُن چکا تو ذکر ابراہیمؑ کا آگ میں پھینکا تھا ان کو بے خطا
ذبح اسمٰعیلؑ کا پھر غم ہوا ہاتھ سے بیٹے کا کٹوایا گلا
حکم برداری سے برخوردار ہے

پھر ہوا یعقوبؑ رنج وغم کا صید بھائیوں نے جب کیا یوسفؑ پہ کید
روتے روتے ہو گئیں آنکھیں سفید اور کیا یوسفؑ کو بھی زنداں میں قید
تہمت و رسوائی بازار ہے

باپ یوسفؑ کو ابھی بھولا نہ تھا ابن یامیں کا پھر اک صدمہ ہوا
ہوگئے مضطر کہا وا حسرتا صبر دے مولا یہ سخت آئی بلا
اب زمانہ درپئے آزار ہے

لوطؑ نے اک دم نہیں پایا قرار ان پہ ایذا رہتی تھی لیل و نہار
سب وہ کرتے تھے لواطت بدشعار آپ ہوتے اس بدی سے دل فگار
آخرش الٹا پڑا گھر بار ہے

کیا ستم صالحؑ پہ کافر نے کیا مار ڈالی ناقۃ اللہ بے خطا
اپنے بدکردار کی پائی سزا چیخ عزرائیلؑ نے ماری جو آ
جس کو دیکھو دم بخود مردار ہے

ہودؑ کے عادی ثمودی یار تھے ایک نے سچا نہیں جانا اُسے
زور میں اپنے وہ اندھے ہو گئے نخل کے مانند اوندھے گر پڑے
مر گیا سوراخ وار و پار ہے

ہے بہت ایوبؑ کا مشہور حال
گر پڑی تھی سب بدن کی گل کے کھال
ہو گئیں آنکھیں تباہ اولاد و مال
آپ تھے ایسی بلا میں چند سال
مستحق رحم وہ بیمار ہے

اور تھے فرعون سے موسیٰؑ تنگ
کرتے تھے ہر بار اس سے بحث و جنگ
حق نے جب آ کر دکھایا اپنا رنگ
ہو گئے غرق اہلِ باطل بے درنگ
مر گیا ہر اک بحالِ زار ہے

زکریاؑ کے سر پہ بھی آرہ چلا
اور کٹا یحییٰؑ کا خنجر سے گلا
خاک میں ذی الکفلؑ کا پھر خوں ملا
سیکڑوں مارے گئے ہیں انبیاء
لا اُبالی رب کی کیا سرکار ہے

بادشاہی گو سلیمانؑ کو ملی
لیکن ان کو اس پہ بھی ایذا رہی
راحت اس دنیا میں ان کو کیا ہوئی
تھے عجب غم انگوٹھی جب گئی
گھات میں اقبال کی ادبار ہے

باپ تھا داؤدؑ ان کا بادشاہ
قوت ان کی تھی زرہ سازی کی راہ
اس مشقت پر ذرا کرنا نگاہ
کیا مقام خوف ہے دنیا میں آہ
کیا یہاں تقدیر سے تکرار ہے

مؤمنو مشہور ہے یونسؑ کا غم
قوم نے ان کو دیا رنج و الم
شہر سے باہر نکالا جب قدم
کھا گئی مچھلی مگر مارا نہ دم
دل میں غم ہے لب پہ استغفار ہے

اہلِ مدینؑ سے ہوئے عاجز شعیبؑ
سو طرح کے آپ پر دھرتے تھے عیب
اور نبوت میں کیا تھا شک و ریب
اک صدائے غیب جو آئی زغیب
اُن کا ویراں آج تک گھر بار ہے

ایک بھی کافر نہ آیا پھر نظر مر گئے فانی ہوئے سب گھر کے گھر
بلکہ کنارے گر پڑے دیوار و در کوئی واں بستا نہیں اب تک بشر
بچ گئے مؤمن خدا غفار ہے

بعلبک والے تھے الیاسؑ کو رنج دیتے پوجتے بُت رو برو
آگ برسی مر گئے سب زرد رو مؤمنوں کی حق نے رکھ لی آبرو
حق کے رحم وفضل کا آثار ہے

بعد موسیٰؑ کے ہوئے عیسیٰؑ نبی ہو گئے ان کے یہودی مدعی
سال ہا جنگ وجدل ان سے رہی مارنے میں کچھ نہ کی اُن کے کمی
قتل کے درپے ہوئے کہ بدکردار ہے

حق تعالیٰ نے وہ بدلا تب لیا جب عمر فاروقؓ کا عہد آگیا
قتل سب قومِ نصاریٰ کو کیا بچ گئے جو جزیہ دینا لکھ دیا
آج تک جزیہ رساں کفار ہے

روم کا سلطان لیتا ہے خراج ہے عمرؓ کی رسم ڈالی زندہ آج
لونڈیاں دوسو فرنگن خوش مزاج پہنچتی ہیں ہر برس واں لا علاج
کیا عمرؓ کی ہیبتِ تلوار ہے

بعد عیسیٰؑ کے نبیؐ آخر زماں تھے سدا کفار سے زحمت کشاں
ہاں مگر دنیا نہیں جائے اماں دوستوں کا ہے مقامِ امتحاں
ہر چمن میں پاس گل کے خار ہے

ہر نبی وہر ولی سے اشقیا بحث کرتے آئے ہیں اب تک سدا
جو ہے سمجھاتا انہیں راہِ خدا اس کے دشمن ہوتے ہیں وہ بے حیا
رنج سہنا سنّتِ ابرار ہے

تھے جو اسمٰعیل غازی مولوی ۔ علم کے دریا مراتب میں ولی
اک کتاب حق انہوں نے جب لکھی ۔ اس میں تفریقِ حق و باطل ہوئی
پھر گیا جو مرد نابکار ہے

اک زمانہ دشمن ان کا ہو گیا ۔ رنج وایذا آپ کو دینے لگا
یعنی جس کا ریوڑی گتا چھٹا ۔ قبر کا صدقہ جو کھاتے تھے سدا
مرد گول کی اور یہ گفتار ہے

میدنی کا کیوں کیا جانا حرام ۔ سیکڑوں برسوں سے تھے یہ دھوم دھام
مفت کا تھا ناچ اور لذت کے کام ۔ پیر جی کی روح خوش تھی لاکلام
گھنگروؤں کی ہرطرف جھنکار ہے

صوفیوں کو راگ سے آتا تھا حال ۔ مست ہوتے تھے بیادِ ذوالجلال
پیر جی کا ہر برس بڑھتا کمال ۔ خادموں کے ہات لگ جاتا تھا مال
کیا چتر ہے چادرِ زرکار ہے

کسبیوں کے ناچ چھمکے کا مزا ۔ قبر میں سے دیکھتے ہیں اولیاء
روح ان کی شاد ہوتی ہے سدا ۔ منع خود کرتے اگر ہوتا برا
منع کرنا اُن پہ کیا دشوار ہے

اس طرح تقریر کرتے ہیں غوی ۔ بلکہ کہتے ہیں وہابی مولوی
دین میں راہیں نکالی ہیں نئی ۔ ہو گئے اُن کے یہ شیطاں مدعی
اب جواب ان کے میں یہ گفتار ہے

یعنی تم فاسق ہوئے ہو سب کے سب ۔ کرتے ہو انکارِ حسن آیاتِ رب
آیتوں سے کر دیا ثابت یہ اب ۔ بدعتی گمراہو تم مانو گے کب
پھر رہی کس بات کی تکرار ہے

تم اگر سچے ہو تو لاؤ دلیل　　کس لئے جھگڑا ہے یہ طول وطویل
ورنہ چھوڑو شیطنت کی قال وقیل　　پیر جی کے رو برو ہو گے ذلیل
حشر کے دن تم سے وہ بیزار ہے

زندگی میں جب نہ دیکھا ناچ رنگ　　قبر میں اس فسق سے وہ ہے بتنگ
اولیا سے خوب تم کرتے ہو جنگ　　ڈھولک اور مردنگ ہے تیر تفنگ
اور نگاہِ کسبیاں تلوار ہے

رات کو زانی سے کروائیں زنا　　دن کو ناچیں پیشِ قبر اولیاء
خوب تحفہ پیر جی کو یہ ملا　　کیا کرامت کا مگر دفتر کھلا
فاسقوں کا گرم اک بازار ہے

زانی و بھنگڑ وہاں لاویں نذر　　ریوڑی اور گٹے چڑھاویں قبر پر
کسبیوں کے حسن پر کرکے نظر　　پہنچتے ہیں رات کو پھر اُن کے گھر
قبر کیا مشاطہ مکار ہے

کسبیاں بھی سوطرح کرکے سنگھار　　ناچتی ہیں اور دکھاتی ہیں بہار
رنجھتے ہیں خوب خوش ہوتے ہیں یار　　رات کو شہوت کا چڑھتا ہے خمار
کیا مرید پیر بداطوار ہے

ساون اب آیا ہے قطب الدین کے گھر　　کسبیاں بھی جائیں گی سنگھار کر
پھول کا پنکھا چڑھے گا قبر پر　　پیر جی کا سرد کرنے کو جگر
گرمی لگتی ہے ہوا درکار ہے

فاسقوں کا بھی گذارا ہوئے گا　　گھات بھی ہوگی اشارا ہوئے گا
دید بازی اور نظارا ہوئے گا　　ناچنا دل کو پیارا ہوئے گا
بج رہا مردنگ اور سہ تار ہے

راگ سے آوے گا حالِ صوفیاں رات دن شیطاں کرے گا اندھیاں
فرش پر لوٹیں گے جیسے مچھلیاں واہ واہ ہوگی بجیں گی تالیاں
دم بخود عقل حیراں کار ہے

کوئی کہتا ہے مجھے فرزند دو آنکھ پھوٹی ہے مری اچھی کرو
تم بڑھا دو میری روزی رزق کو پیر جی مجھ سے بغی جورو نہ ہو
آپ پر صدقے مرا گھر بار ہے

کوئی کہتا ہے مجھے دولت ملے حشر میں مجھ کو بچانا آگ سے
مارتی ہے جوتیاں جورو مجھے پیر جی قدرت سے سمجھاؤ اُسے
پھر کڑاہی آپ کی تیار ہے

کوئی کہتا ہے فلانی گل عذار چھُٹ گئی مجھ سے کیا ہے اور یار
پُوجنے آیاں ہوں میں تیرا مزار وہ ملا دے میرا بیڑا کر دے پار
زندگی اُس بن مجھے دشوار ہے

کوئی کہتی ہے مجھے کر دو حسیں خوب کھانے کو ملے کپڑے مہیں
یار میرا رات دن چُومے زمیں ہوش کھو دے دیکھ کر انگیا کی چیں
پیر جی مجھ کو یہی درکار ہے

کوئی کہتی ہے مرا کر دو یہ کام ہے خصم سرکش وہ ہو جاوے غلام
جوتیاں ماروں نہ بولے کچھ کلام رت جگا تیرا کروں با دھوم دھام
کاکا، چلّا بھی چکرّ دار ہے

تعزیوں پر بھی یہی ہے ماجرا بلکہ اُن پر دھوم ہے اس سے سوا
وقتِ شب ہے ساتھ ہیں سب آشنا ہاتھ پکڑا چٹ سے بوسہ لے لیا
شہوت افزا کوچہ و بازار ہے

آشنا جس کے نہ ملتے ہوں کبھو — تعزیوں پر ہو وہ حاصل آرزو
پھرتے ہیں لاکھوں حسین و ماہ رُو — ڈھونڈتے یاروں کو اس دن کو بہ کو
کیوں نہ چل زیادہ ہو ماتم وار ہے

رافضی ان بدعتوں کے ہیں امام — مقتدی ہیں دیکھنے والے تمام
اہل سنت سے نہیں ہوتا یہ کام — کیوں کہ ہیں بیزار ان سب سے امام
ان کی بدعت میں خوشی دشوار ہے

اہلِ سنت جو بناوے تعزیہ — دین دار ان کو سمجھنا ہے خطا
بُت پرست اور اس میں ہے پھر فرق کیا — بلکہ بھائی ہے وہ آزر کا بڑا
خوب بت خانہ کیا تیار ہے

دوستو بت خانہ میں ہوتا ہے کیا — غیرِ تصویراتِ مخلوقِ خدا
تعزیہ خانہ میں بھی ہے کیا دھرا — وہ ہے بت خانہ براق اس کا گدھا
راکب اک دجّال خر بردار ہے

یعنی راکب صورت دجال ہے — اور سواری کو گدھا چنڈال ہے
مورچھل شیطاں لئے دنبال ہے — اس کی خدمت میں بہت خوشحال ہے
وائے اس دانش پہ اور پھٹکار ہے

وہ اسی صورت کرے گا جب ظہور — سب شیاطین ہوئیں گے اس کے حضور
یہ اسی کی نقل سمجھو بے قصور — بھاگ ن لاحول پڑھ کے اس سے دور
دین داری کا یہی اطوار ہے

جو کہ ان باتوں پہ کرتے ہیں عمل — دین میں کیوں کر نہ ڈالیں وہ خلل
کیوں نہ اسمٰعیل سے ہو ان کو جھل — کیوں نہ جاویں میدنی میں سر کے بل
پیشوا ابلیس کا مکّار ہے

پوجنے کو اک فقط اللہ ہے دوسرے کی یا بھلا پرواہ ہے
بے خلل اور صاف سیدھی راہ ہے اس سے جو بہکا وہی گمراہ ہے
اس سوا جو راہ ہے پُر خار ہے

رافضی کی اصل ہے آتش پرست بغض سے اصحاب کے بیہودہ مست
دی عمرؓ نے اہلِ ایراں کو شکست وہ عداوت آئی ہے دست و بدست
جز علیؓ سب سے عداوت دار ہے

رافضی مکّہ میں جب جاتا ہے شوم طور کرتا ہے مثالِ اہلِ روم
مذہب اپنا وہ چھپا لیتا ہے بوم جو گیا کھل تو غجب مچتی ہے دھوم
ہر طرف سے ضربتِ پیزار ہے

رافضی زن ہے مجوسی ہے خصم ہو گئے صحبت میں ملّت میں بہم
اہلِ دیں میں جنگ کے ساماں ہیں کم لیک ہیں اسلام میں ثابت قدم
یعنی شرک و کفر سے انکار ہے

ہو جو غزوہ کا کہیں پر اتفاق یہ خصم جورو کو دے بھاگے طلاق
پھر یہ زن خصلت مسلماں بانفاق پاؤں پر آکر گرے باشتیاق
اس طرح ان پر ہوا سو بار ہے

جب خصم اس کو نظر آیا قوی اُس کی جورو بن گیا یہ رافضی
دین و آئیں اور رسوم اس کی سبھی کیں قبول اس نے بچایا اپنا جی
واقف اس سے ہر کوئی ہشیار ہے

اور تقیّہ نام ہے اس کار کا معنی اس کے یہ کہ ڈر کر چھپ گیا
اور یہ کہتا ہے اماموں نے کیا اُن کو بھی سمجھا ہے یہ ڈر پوک کیا
ایسے مذہب پہ خدا کی مار ہے

ان کی یہ جرأت کہ اپنے سر دیا بدعتی کا پر نہیں کہنا گیا
لومڑی بن کر نہ کونے میں چھپا دور کر مردک یہ دل سے افترا
اس ترے کہنے سے اُن کو عار ہے

ہے سوال اک تجھ سے میرا رافضی کس نبی نے یوں بچایا اپنی جی
یا ولی کوئی بنایوں لومڑی بلکہ ہے قرآن میں نصِّ جلی
وہ منافق ہے یہ جس کا کار ہے

ظاہر اور باطن برابر چاہیے دین کا مصحف نہ ابتر چاہیے
پر تجھے اے رافضی ڈر چاہیے لومڑی بننا مقرر چاہیے
دل میں کچھ ظاہر میں کچھ اقرار ہے

جو دلاور تجھ کو آوے مارتا دوڑ کر اس پر اس کے قدم پر لوٹ جا
دین اس کا مان کر جی کو بچا اس سبب تجھ پر تقیّہ ہے روا
کربلا کا تو بڑا زوّار ہے

یعنی ہے تیرے مسائل میں لکھا کربلا میں جو کہ تم میں سے گیا
واجب اس کو ہے کہ جنت دے خدا گرچہ ماں سے بھی کیے ہو سو زنا
اور باتوں کا تو کیا اذکار ہے

جب زنا سو بار ماں سے تو کرے جنت الفردوس پھر تجھ کو ملے
پھر خطا اس سے زیادہ کون ہے جس کے کرنے سے تو دوزخ میں پڑے
دین و تقویٰ کیا تجھے درکار ہے

اک روایت دوسری میں ہے خبر جو غمِ حسنینؑ میں ہو چشم تر
فرض واجب ہو گیا اللہ پر جنت الماویٰ کرے اس کا مقر
گو وہ فاسق ہے کہ بدکردار ہے

اور رونا بھی اگر آوے نہیں   تو بناوے آپ کو اند وہ گیں
تو بھی جنت دے اسے جاں آفریں   واہ کیا آساں ملی خُلدِ بریں
ہو گیا اللہ تابعدار ہے

فرض واجب اب کرے تو کیوں ادا   اور زکوٰۃ مال دے تیری بلا
اور جہاد وحج سے تجھ کو کام کیا   رولیا بس جنتی تو ہو گیا
تیرا اس رونے سے بیڑا پار ہے

مصطفیٰ پچھلے کو اٹھتے تھے مدام   اس قدر تھا آپ کو شوقِ قیام
پاؤں پر آماس رہتا تھا مدام   بار ہا اس شان پر تھا یہ کلام
حشر کے دن مجھ کو خوف نار ہے

کہا کرتے تھے رو کر یا خدا   مجھ کو تو نے کس لئے پیدا کیا
ہائے مجھ کو ڈر ہے حشر و نار کا   تھرتھراتا ہے جگر اور دل مرا
میں ہوں عاجز اور تو قہار ہے

فاطمہؓ کو ایک دن فرمادیا   لے یہاں مجھ سے جو جی چاہئے ترا
کچھ نہ تیرے کام واں آؤں ذرا   وہ عمل کر جس سے راضی ہو خدا
نار سے بچ گرچہ تو ہوشیار

ایسی باتوں سے وہ خرتھا بے خبر   جس نے جنت سہل کر دی اس قدر
یا بسورے یا کہ کرلے چشم تر   جب مرے جنت میں جاوے بے خطر
تھا گدھا جو واضع اخبار ہے

بس اسی کے ہیں یہ شیطان تابعیں   فکر اور دانش ذرا ان کو نہیں
کیا بنے ہیں وارثِ خلدِ بریں   ہے انہیں اس خر کے کہنے کا یقیں
خواب دیکھا ان میں سبزہ زار ہے

اس سخن کو کرنہ سن اللہ طول　　حد سے زائد سر پھرانا کیا حصول
اب کریں گے یہ نہیں اس کو قبول　　شرک اور بدعت میں ڈوبے ہیں جہول
راہ پر آنا بہت دشوار ہے

جیسے بوطالب سے احمدؐ نے کہا　　اے چچا اللہ پر ایمان لا
لاؤں تو ایماں کہا اے مصطفےؐ　　پر مجھے ہے پاس اپنی قوم کا
بولہب اور مشرکین سے عار ہے

یعنی میری قوم اور مادر پدر　　طعنہ زن ہوویں گے مجھ پر سر بسر
مجھ کو ہے ان کی ملامت سے حذر　　کچھ نہیں تیری نصیحت پر نظر
جاہلوں کو بھی وہی انکار ہے

پوجنا قبروں کو عادت ہو گئی　　شرک کی رسموں کو مدت ہو گئی
میدنی خواجہ کی سنت ہو گئی　　چھوڑ دیں تو ناک کٹ جاوے ابھی
عار پر کیا اختیار نار ہے

لوگ جانیں گے یہ بیٹا ناخلف　　ترک کر بیٹھا ہے سب رسم سلف
آبرو سب اس کی ہو جاوے تلف　　پیر سے توڑے جو بیعت کی حلف
قوم کی آنکھوں میں ناہموار ہے

یا کرے خواجہ کی نانہ میدنی　　سب کہیں منکر ہوا یہ دوزخی
تعزیہ داری اگر چھوڑے کہیں　　قوم میں اس کی بھی ہو بے عزتی
صورت بوطالب ان کو عار ہے

جس پہ ہو جاوے ذرا الطاف حق　　تقویت ایمان کا لیوے سبق
طبع اسمعیل کا روشن طبق　　ہر جز اس کا ہے ہدایت کا ورق
شرک کے حق میں عجب تلوار ہے

مؤمنوں کے حق میں تقویت ہے وہ فاسقوں کو باعثِ لعنت ہے وہ
فاقبلوا من ربکم نعمت ہے وہ قد خلت من ربکم سنت ہے وہ
آسمانی علم کا اظہار ہے

دین اک مدت سے سوتا تھا پڑا غازیٔ دیں نے دیا دیں کو جگا
ورنہ رفتہ رفتہ قبرِ اولیاء سجدہ گاہِ خلق ہوتی برملا
شکر خالق کا ہمیں درکار ہے

اور غزا کی بھی ادا سنت ہوئی بعدِ فاروق اس سے یہ ہمت ہوئی
یہ سوا اسلاف سے جرات ہوئی توپ اور بندوق کی شدت ہوئی
پس تکلف میں تیرا او تلوار ہے

یعنی سابق میں ہوئی ہے جن سے جنگ تھا مقابل میں نہیں توپ وتفنگ
اس غزا کا کچھ عجب نادر تھا رنگ ماہیاں غازی تھے اور کافر نہنگ
اس طرح لڑنا بہت دشوار ہے

غازیوں کے پاس شمشیر وسپر بلکہ خالی ہاتھ مومن بیشتر
اور ہزاروں توپ بندوقیں ادھر جاہوے آخر مقابل شیر نر
کون ایسی موت سے بیزار ہے

گر پڑے تو پوں پہ آخر پہلواں باڑھ اور چھرّے میں جھونکی اپنی جاں
تیغ پھر چلنے لگی آتش فشاں تیر اور نیزہ تبر اور برچھیاں
توپ او ر بندوق کی بھرمار ہے

جب کیا بندوق کا کافر نے وار پیش قدمی کی لیا جا اس کو مار
اس قدر کی پھرتیاں کیں ایک بار زخمیوں کا تن تھا گل زارِ بہار
خوں فشاں ہر چہرۂ گلنار ہے

وار جس کافر نے نیزہ کا کیا چھین کر نیزہ وہیں اس کو جڑا
آپ جھٹ پٹ اس کے گھوڑے پر چڑھا اور شمشیر و سپر کرنے لگا
ایک تن کا دو ہے دو کا چار ہے

تیغ تھی غازی کی یا برقِ دو دم جس پہ آئی سر سے کاٹا تا قدم
رعد ساں غازی گرجتے تھے بہم ہر تنِ واحد نہ تھا رستم سے کم
سیّد احمدؒ سپہ سالار ہے

نیزہ غازی کے ہوا سینہ کے پار اور اسی حالت میں کرکے اپنا وار
سرلیا کافر کا بھی تن سے اُتار کس نے دیکھی اس طرح کی کارزار
سر جُدا ہے مارتا تلوار ہے

تھا عجب حیرت میں یہ پیرِ فلک یہ تماشا تھا نہ دیکھا اب تلک
غازیوں کے تھے ثنا خواں سب ملک مرحبا تھا عرش سے لے تا سمک
آفریں خواں فرقہ ابرار ہے

تھا عجب حیرت میں چرخِ سبز رنگ دیکھ جس کو دنگ ہو عقلِ فرنگ
دم بہ دم تھے وار کرتے بے درنگ فرطِ حیرت سے ہوئے سب لوگ دنگ
کیسی چالاکی ہے کیا بھر مار ہے

اُس لڑائی میں کوئی کافر نہ تھا جو نہ گولی سے مُرا زخمی ہوا
مار کر میدان سارا بھر دیا غرب سے تا شرق تھا قہرِ خدا
حامی دینِ نبی غفار ہے

توپ پر شمشیر باز جاکے کی ایک سے پھر دوسری چلنے نہ دی
سیکڑوں کو واں شہادت ہو گئی اور شکستِ کافراں فاحش ہوئی
مار ڈالا فوج کا سردار ہے

آپ نے دس دس کو مارا ب خلاف کافروں سے کر دیا میدان صاف
دوش پر شمشیر ماری خوش غلاف چاک کافر کو کیا تازیرِ ناف
مثلِ سرگٹ لوٹتا مردار ہے

سیداحمد ساتھ تھوڑے مومنیں جا گرے فورا میانِ مشرکیں
جراتیں ہر اک نے اُس جا خوب کیں خون سے کفار کی تر کی زمیں
اُگ رہا جیسے کہ لالہ زار ہے

لڑتے لڑتے جب ہر اک غازی تھکا گولی اور باروت بھی سب ہو چکا
اور سوار اسّی ہزار آکر جُھکا پھر پرا گندہ ہر اک غازی ہوا
ہر طرف سے غلبۂ کفار ہے

ہر تن واحد نے کی سربازیاں عاشقوں کی طرح بے وہم وگماں
ہو گئے سب فضلِ حق سے اُس زماں مستحقِ رحمت و حورو جناں
دیکھ لے یہ رتبہ ابرار ہے

حق نے اسمٰعیلؒ کی عزت یہ کی لاش کو کفار سے ذلت نہ دی
پردۂ رحمت میں اپنے ڈھانک لی کی تلاش اعدا نے لیکن کب ملی
دشت دیکھا گرچہ سو سو بار ہے

سید احمدؒ کو بھی وہ رتبہ ملا لاش کا ان کی نہیں پایا پتا
ورنہ ان دونوں کو کافر بے حیا کھینچتے اورکرتے رسواجا بجا
دوست کی ذلّت سے حق کو عار ہے

رافضی سے یہ کوئی پوچھے ذرا لکھنو سا شہر تھا تم سے بھرا
کون سا تم میں سے مرنے کو گیا ایک بھی شاید نہ اس قابل ہوا
دوستدار حیدرِ کرار ہے

ہے کسی شیطان نے ایسا لکھا مہدئ غازی امام اولیا
ڈر کے باعث غار میں جا کر چھپا جب وہ نکلے تب لڑے وہ باصفا
کیا برا یہ فرقہ اشرار ہے

موت سے خائف جو خود ہووے امام کیوں نہ ہوں ڈرپوک پھر اس کے غلام
لغو ہیں ان کی کتابیں ال کلام کذب ہے بہتان ہے باطل حرام
غرق کر دینا انہیں درکار ہے

جس مسلماں کو نہیں ذوقِ غزا وہ مسلماں ہی نہیں نزدِ خدا
ناز و نعمت میں اگر زندہ رہا حشر تک جیتا رہا تو کیا ہوا
ایک دن مرنا اسے ناچار ہے

اے غنی تو جا نکل میدان میں ٹھان لے مرنا تو اپنے دھیان میں
صرف کر زر جنگ کے سامان میں لطف پیدا کر ذرا ایمان میں
اس سے زائد کیا تجھے درکار ہے

دین داری کی حمیت چل کے کر دین داروں کی حمایت چل کے کر
تیز لڑنے پر طبیعت چل کے کر مرد بن جا آدمیت چل کے کر
کیا گرفتارِ زنِ مکار ہے

تو مدد کر دیکھ مردِ کار زار کس طرح کرتے ہیں حق پر جاں نثار
خرچ کر زر دیکھ لے یہ بھی بہار نام مردوں کا رہے گا یادگار
مر گیا تو داخلِ گل زار ہے

قصر کے بدلے تجھے دے گا خدا خیمہ ہائے پر تکلف بر ملا
عورتوں کے بدلے حوریں با حیا مثل موتی کے بدن ان کا صفا
دیکھ گویا خوش ادا ول دار ہے

شاد غازی رہتے ہیں شام وپگاہ جنّت اُن کی ہوتی ہے آرام گاہ
اُن پہ ہے اللہ کی قائم نگاہ طالبِ مولیٰ کے سیدھی ہے یہ راہ
دوسروں پر یہ مگر دشوار ہے

اب جو سالک ہیں یہ ہے اُن کا شعار کہتے ہیں بیٹھو مرید و حلقہ مار
منتر اُن پر پھونکتے ہیں بار بار یعنی لاگھر سے جو کچھ رکھتا ہے یار
یہ توجہ کا کھلا اسرار ہے

گھر مریدوں کا مگر جاگیر ہے روز کھانے کو برنج وشیر ہے
ہے ضلالت مکر کی تقریر ہے یہ تصوف کیا ہے اک تزویر ہے
شاہ جی کا گرم کیا بازار ہے

اے عزیز و حق تعالیٰ سے ڈرو شرک اور بدعات سے بچتے رہو
مصطفیٰ ؐ نے جو کیا ہے وہ کرو سنت اور قرآن کے پابند ہو
دین کی نعمت اگر درکار ہے

کر دیا عاجز نے یہ نسخہ تمام ہے مذمت شرک کی یہ لا کلام
اولیا سے بغض ہے کافر کا کام شرک سے بچنا ہے مقصد اے ہمام
اس کو وہ مانے گا جو دیں دار ہے

تعزیہ قبروں کا جو ہے ماجرا کھول کر سب اس میں لکھا بر ملا
خوش ہو کوئی یا بُرا مانے تو کیا لیک فتح اللہ سے راضی ہو خدا
تلخ لگتی سب کو سچ گفتار ہے

رسالہ سعادتِ دارین دررَدِّ شرک و بدعت از جناب مولانا محمد سعید الدین عثمانی بدایونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاراں ہزار حمد وثنا اس خالق بے چون اور واحد بے نموں کیلئے کہ کوئی اس کا شریک نہیں بغیر اعانت اور بے دوسرے کے، ساری مخلوقات کو عدم سے وجود میں لایا ہمیشگی وبقا اسی کی ذات پاک کو ہے سوائے اس کے جو کچھ ہے آدمی اور جانور چور اور فرشتے جن اور پری اور زمین اور آسمان دریا اور جنگل درخت اور پہاڑ اور جو چیز کہ زمین وآسمان کے نیچے اور اوپر اور درمیان میں ہیں سب کو موت اور فنا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ دلیل قاطع اوپر فنا ہونے تمام مخلوات کے اور برہان ساطع اوپر باقی رہنے اس ذات پاک رب الارباب کے کافی اور وافی ہے جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے اور ہمیشہ کیلئے دوزخ اس کا گھر ہے اور ظاہر ہے کہ جب اشرف مخلوقات سرور کائنات زبدۂ موجودات حبیب خدا سرگروہ انبیاء باعث ایجاد ارض وسما سید المرسلین شفیع المذنبین سرور عالم فخر بنی آدم مہر عرب ماہ عجم صاحب جودوکرم دست گیر ماندگاں چارہ ساز بے چارگاں امید گاہ امیدواراں مراد مشتاقاں شفائے خستگاں دوائے مریضاں صحت بیماراں قرار بے قراراں حاجت روائے مستمنداں غم خوار غمگیناں مددگار مسکیناں انیس فقیراں رئیس امیراں شفیق یتیماں' رفیق ضعیفاں وارث بے وارثاں واقف اسرار الٰہی دانائے سفیدی وسیاہی مسندنشین عرش بریں مقرب رب العالمین مروج احکام دین متین ناسخ ادیان ماضیین خراج گیرندہ از سلاطین [illegible] کنندہ برمساکین رسانندہ حجت رسالت فرازندہ علم شجاعت وسیلہ نجات [illegible] شفیع گناہان ماوشما جناب مستطاب معلّی القاب والا خطاب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کہ حق تعالیٰ نے بسبب ہدایت ورہنمائی اس رسول مقبول کے ہم کو راہ راست اسلام کی عنایت کی اور شرک وکفر کی گمراہی وتاریکی سے بچایا اور اطاعت وفرمان برداری اس رسول برحق ﷺ کی ہم پر فرض فرمائی بلکہ بہ برکت

وطفیل اس اپنے حبیب ﷺ کے ہم کو اپنا محبوب فرمایا اور وعدہ وصول نعمائے بہشت بریں کا کیا، صلوات اللّٰه علیه وعلی آله واصحابه وازواجه وذریاته واتباعه ۔ اس دنیائے ناپائدار سے رحلت فرما ہوئے اور شربت فنا کا چکھا پھر دوسرا سوائے اس خالق بے ہمتا اور مالک یکتا کے کون اس لائق ہے کہ ہمیشہ زندہ اور باقی رہے۔

بعد اس کے بندۂ اضعف العباد راجی مغفرت رب العالمین محمد سعید الدین عثمانی بدایونی عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے سب بندوں کو صرف اپنی بندگی اور عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے اور بندہ کا کام بندگی ہے جو بندہ بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں اور بندوں کی ہدایت اور ارشاد کے واسطے ہر ایک وقت میں رسولوں اور نبیوں کو بھیجا کہ جس راہ نبی لے چلیں اسی راہ چلیں اور جو طریق وسبیل اللہ تعالی کی بندگی وعبادت کا ان کو بتادیں اسی کو دستاویز اور دستور العمل سمجھ کر قدم اپنا اس راہ سے باہر نہ رکھیں اور فرمادیا کہ جو کوئی ان کے حکم سے باہر چلے گا دوزخی ہوگا، آخر سب سے اس امت کی رہنمائی کے واسطے حضرت خاتم النبیین والمرسلین محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور پیروی اور اطاعت ان کی ہم پر فرض کی سو جو کوئی آنحضرت ﷺ کی اطاعت اور فرمان سے سرتابی کرے گا منہ پھیرے گا وہ مقرر (یقینا) اوندھے منہ دوزخ میں پڑے گا، الہی تو اپنی عنایت اور رحمت بے کراں اور فضل وکرم بے پایاں سے مجھ کو اور سب مسلمانوں کو پیروی کامل اور اطاعت صادق اس اپنے رسول مقبول کی دے ہمارا ایک دم اور ایک ساعت اس کی اطاعت ومحبت سے خالی نہ گذرے اور راہ راست اسلام کی ہم کو نصیب ہووے کہ اصلا مطلقا قدم ہمارا اس کی شریعت غرا وملت بیضا سے باہر نہ جائے اور اس سبب سے اس کے دوستوں میں اور تیرے خاص بندوں میں اور تیرے خاص بندوں کے گروہ میں شمار کئے جائیں اور زمرۂ فرماں برداراں میں محشور ہوں الہی جمیع فرائض اور واجبات اور سنن ومستحبات پر مجھ کو اور سب مسلمانوں کو قائم کر اور شوق واثق اور رغبت راسخ بطرف اتباع شریعت نبوی عنایت فرما اور سب منہیات وبدعات سے محفوظ رکھ اور راہ کج سے بچا اور خوف صادق اور بہشت کا اور دوزخ کے عذاب کا ہمارے دلوں میں ڈال اور بدی سے نیکی کی طرف لا اور قول وفعل جس شخص کا بال برابر بھی قول وفعل

آنحضرت ﷺ کے سے خلاف ہو اس کی پیروی سے ہم کو دور رکھ اور ہمارے دلوں کو ادھر سے ہٹا آمین الٰہی ثم آمین۔

اب بھائی مسلمانو! جب تم نے جانا کہ مرنا برحق ہے اور تمام مخلوقات کو شربت موت کا چکھنا لازم ہے اور جو کوئی خدا اور رسول ﷺ کی راہ سے قدم باہر رکھے اور بے توبہ واستغفار مر جائے وہ دوزخی ہے پس تم کو واجب ہے کہ ہر وقت ہر ساعت اپنی موت کو یاد رکھو اور ہمیشہ توبہ واستغفار کرتے رہو اور کبھی کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کے گرد مت جاؤ کہ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں شاید بعد گناہ کرنے کے اچانک موت آ پہنچے اور توبہ کرنے کی فرصت نہ ملے پھر بغیر توبہ کے تمہاری جان نکل جائے پھر تم اس گناہ کے سبب سے لائق عذاب دوزخ کے ہو جاؤ اور اللہ صاحب کی رحمت سے دور پڑو اور قیامت کے دن سب خلق کے آگے رسوائی اور شرمندگی اٹھاؤ حالانکہ اس دن کی شرمندگی اور منت داری کچھ پیش نہ چلے گی کام نہ آئے گی اس واسطے چاہیے کہ پہلے ہی سے وہ کام نہ کرے کہ جس سے آخر کو رسوائی اور بدنامی ہو اور اگر بر تقدیر اور بمقتضائے بشریت اور ہوائے نفسانی اور اغوائے شیطانی کچھ قصور اور گناہ ہو جائے تو جلد اور شتاب توبہ کرو اور طریق دین محمدی کا سیکھ کر اس کے موافق عمل کرو اور اپنی جورو اور لڑکوں کو باندی غلام کو دوست آشنا کو سکھاؤ اور مرنے کی سختیوں سے اور قبر اور دوزخ کے عذابوں سے سب کو ڈرسناؤ خوف دلاؤ اور کوئی کام خلاف حکم خدا اور رسول ﷺ کے ہرگز مت کرنے دو شادی و غمی میں صحت و مرض میں فراغت و تکلیف میں سوائے رسوم مسنون و مشروع کے کوئی رسم و ریت کافروں اور مشرکوں اور ملحدوں اور بد مذہبوں کی بلکہ اپنے باپ دادوں کی اور اقرباؤں اور اپنے گھر والوں کی گرد مت آنے دو جہاں تک بن آئے اور جس طرح ہو سکے ان سب رسومات خلاف (شرع) کو مٹاؤ نیست و نابود کرو اور بہر حال شریعت محمدیہ کو رواج دو جاری کرواور کسی وقت کسی حال میں اس صراط مستقیم اور راہ سلیم سے قدم باہر نہ رکھو اور اپنے اس پیدا کرنے والے کو روزی دینے والا حاجتیں پوری کرنے والا آل واولاد و صحت و مرض موت و حیات عزت و ذلت قلت و برکت دینے والا سب چیز پر قدرت رکھنے والا مرادیں برلانے والا جانو اس کے سوائے اور کسی کو

ایسا مت سمجھو مشکل کا آسان کرنے والا ہر آن میں اسی کو جانو دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ مت رکھو اس کے دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے دشمنی کرو اور اس کے سب احکام کی تعظیم اور پیروی بجالاؤ اور اس کے دیدار شریف کا شوق رکھو اور اس کی رحمت کے امیدوار اور قہر سے ترسگار رہو اور اسکے ذکر سے آرام پاؤ اور خوش رہو اور اس کے حلال کئے کو حلال اور حرام کئے کو حرام جانو اور ان سب باتوں کی ضد و خلاف سے بچو اور دور بھاگو اور مشکل کی آسانی کے واسطے اسی حلال مشکلات کی نذر و نیاز مانو منت زاری سے گڑگڑاؤ ہاتھ پھیلا کر مانگو بھلا خیال تو کرو اور دل میں تو سوچو کہ جب اس مالک مطلق ارحم الراحمین نے تم کو پیدا کیا ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان زبان صحت تندرستی جان مال آل اولاد باندی غلام اور ہزاروں نعمتیں بغیر مانگے تم کو دیں اور اپنے سایہ رحمت وشفقت میں پالا پرورش کیا پھر جب اس سے تم اپنی حاجت کی چیز ہاتھ پھیلا کر مانگو گے تو کیسے نہ دے گا اور کیوں کر تم کو کسی غیر کے دروازے پر جانے کا روادار ہووے گا تم جو خود اس کے ادنیٰ بندے اور غلام ہو اگر اپنی کسی باندی غلام کو یا نوکر چاکر کو دیکھو یا سنو کہ اپنی حاجت کسی اور کے پاس لے گیا تھا اور اس سے حاجت روائی چاہتا تھا باوجودیکہ وہ شخص بہ نسبت تمہارے بڑا امیر دولت مند ہو تو تم غیرت میں ڈوب جاؤ اور شرم سے سر اوپر نہ اٹھاؤ اور اس غلام ونوکر کی صورت سے بیزار ہو جاؤ اور اپنے گھر سے نکال دینے پر تیار ہو جاؤ سو وہ مالک الملک شہنشاہ تو بڑا صاحب شوکت اور پرلے درجہ کا صاحب غیرت ہے اور تم اور سب امیر و بادشاہ اسی کے بندے اور غلام ہو اس کو کب منظور اور گوارا ہوگا کہ تم ایسے بادشاہ عالم پناہ کے غلام ہو کر اس کے خلاف حکم دوسرے کے دروازے پر جا کر کچھ مانگو حالانکہ وہ دوسرا بھی اسی بادشاہ عالم پناہ کا بندہ اور اسی کا غلام ہے کسی چیز کا آپ مالک ومختار نہیں غلام کو لازم ہے کہ آقا کا حکم بجالاتا رہے اور مرضی و نامرضی ہر وقت دریافت کرتا رہے اور جس کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کا حکم دے اس کا مطیع اور تابع فرمان رہے لیکن اپنے مالک کے دروازے سے نہ ٹلے اپنی سب حاجات ومطالب اسی مالک سے چاہا کرے تو آقا بھی اس غلام سے خوش اور راضی رہے اور اس کی سب غرض ومطلب اور دل کی تمام آرزوئیں اور خواہشیں پوری کر دیا کرے اور جو غلام خلاف مرضی

آقا کے چپکے کا بغیر مرضی اس کے کوئی اپنی غرض دوسرے کے پاس لے جائے گا تو حسب دستور وہ مالک پہلے اس غلام کو اپنے کسی دوست اور مصاحب کی معرفت سمجھا وے گا اور دہشت دلا وے گا کہ اگر اس مرتبہ تو اپنی خطا سے توبہ کرلے اور قصور سے باز آئے اور آیندہ کوئی حرکت ہماری مرضی کے خلاف نہ کرے تو ہم اس خطا کو معاف کر دیں نہیں تو ہم تجھ کو بہت خراب کریں گے اور اس عدول حکمی کی سزا دیں گے پھر ہرگز تیری عاجزی اور منت وزاری کو نہ سنیں گے پھر اگر وہ غلام اس دوست اور مصاحب کے سمجھانے سے سمجھ جائے اور منت خوشامد کر کے آقا سے اپنی تقصیر معاف کراوے اور آیندہ کو ہوشیار ہو جائے اور جان بوجھ کر خلاف مرضی مالک کے نہ کرے تو البتہ مالک کے دل میں اس غلام کی بڑی جگہ ہو جائے اور اس کو اپنے فرماں برداروں میں داخل کر کے اس کے درجے بلند کرے اور ہر حاجت پوری کر دیا کرے اور اگر بر تقدیر وہ غلام اپنی کم بختی اور شامت سے اس مصاحب کا کہنا خیال میں نہ لایا اور سمجھانا نہ سمجھا اور اپنے کئے سے باز نہ آیا توبہ نہ کی تقصیر معاف نہ کرائی اور مالک کی خفگی اور غصہ کو سہل جانا تو اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری اور مالک کی نظروں سے گرا اور عتاب وعقاب میں پڑا اب تو وہ مالک ناخوش اور خفا ہو کر بغیر پوچھے اس کو قید میں ڈالے گا طرح طرح کے عذاب وآفت میں گرفتار کرے گا دائم الحبس کرے گا پھر کوئی دوست اور مصاحب سعی سفارش نہ کر سکے گا چنانچہ فی الحقیقت ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور یہی دستور جاری ہے پس اے بھائیو جب تم نے اس دنیائے چندروزہ کے مالک اور غلام کا حال اور غیرت کو دریافت کیا تو اسی مثال پر اس مالک الملک شہنشاہ حقیقی کا تمام مخلوقات کے بادشاہ کا حال سمجھو اور معلوم کرو کہ وہ تو تمہارا اور سب حاکموں اور بادشاہوں اور آقاؤں کا مالک اور آقا ہے اور تم اور سب بادشاہ اور حاکم اس کے ادنیٰ غلام ہو اس نے سب کو اپنی بندگی اور خدمت اور اطاعت کے واسطے پیدا کیا اور دنیا میں بھیجا پھر جب کسی قوم نے اس کی عدول حکمی کی اور سر پھیرا اور بندگی وخدمت میں سستی کی یا نافرمانی سے پیش آیا اور اپنی عقل پر چل کر اوروں کی بندگی پوجا کرنے لگے غیروں سے حاجتیں چاہنے لگے ان کو حاکم اور مالک حلال مشکلات برآرندہ حاجات جان کر شرک اور کفر میں پڑے تب اس مالک مطلق

نے ان کے سمجھانے کیلئے تعلیم اور تنبیہ کیلئے اپنی طرف سے پیغمبر بھیجے کہ بخوب وجہ فہمائش کر کے راہ راست پر لاویں اور اپنے اس مالک حقیقی کی اطاعت قبول کریں دوسری طرف جانے سے غیر کو اپنا مالک سمجھنے سے باز آئیں چنانچہ بموجب ارشاد کے ان پیغمبروں نے ان کو سمجھایا اور مالک کی خوشنودی اور رضامندی کا طریقہ سکھایا اور بڑی محبت اور پیار سے اس کے دربار میں پیش آنے کا اور قصور معاف کرانے کا سلیقہ بتایا پھر جس نے ان کی ہدایت اور رہنمائی کو قبول کیا اور راہ کج جو اپنی عقل سے اختیار کی تھی اس کو چھوڑ دیا اور غیروں کو حاجت روا اور مالک سمجھنے سے دست بردار ہو کر توبہ اور استغفار کیا اور دست بستہ ہو کر مالک قدیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغمبروں کی تعلیم کو پیش نظر رکھ کر حکم کے موافق عمل کرتا رہا تو اس مالک کے دربار میں حاضر ہونے اور بات کرنے کا رتبہ لیا اور دنیا و عقبیٰ اس کی درست ہوئی اور لائق دخول جنات اور قابل دخول درجات عالیات کا ہوا اور جو کوئی پیغمبروں کی امر و نہی کو خیال میں نہ لایا اور ان سے خلاف ہو کر اپنی عقل ناقص کا تابع رہا وہ دنیا میں مقید و مقتول اور ذلیل و خوار ہوا عاقبت میں دوزخ کے منہ کا لقمہ بنا غرض کہ ایک مدت تک اسی طرح طریقہ عصیان و اطاعت و فہمایش اور انکار اور ثواب و عقاب جاری رہا یہاں تک کہ جب چند مدت پیغمبری موقوف رہی تب اس غیر امت کے لوگوں نے مالک حقیقی کی اطاعت اور فرمان سے سرتابی کر کے بت پرستی اختیار کی اور غیروں سے حاجتیں مرادیں مانگنے لگے تو بدستور قدیم اس ماہر مطلق اور خالق برحق نے ان کی ہدایت اور ارشاد کے واسطے حضرت رسول برحق نبی مطلق خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین رسول الثقلین نبی الحرمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کو اپنی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجا اور ایک فرمان واجب الاذعان یعنی فرقان حمید قرآن مجید مشعر احکام او امر و نواہی متضمن ہدایت نامتناہی بطور دستور العمل اس رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا کہ مطابق اس کے لوگوں کو سمجھا کر راہ راست شریعت غرا پر لائے اور اطاعت و معصیت کے ثواب و عذاب سے خوشخبری اور خوف دلائے چنانچہ اس صاحب ﷺ رسالت منبع ہدایت نے ایسا ہی کیا پھر جو کوئی اس نبی کی فرماں برداری اور اطاعت میں مصروف رہا اس نے دنیا کی سب آفتوں سے نجات پائی یعنی قید اور قتل اور لوٹ

مارے بچا اور عاقبت میں اس مالک کے فضل وکرم سے بڑے بڑے درجے اور رتبے پائے گا اور جو کوئی اس رسول مقبول ﷺ کے فرمان اور اطاعت سے باہر رہا اور انکار کیا اور ان کے فرمانے کو خواب وخیال سمجھ کر دنیا کے مزوں میں پڑ گیا تو دنیا کی آفتوں میں گرفتار ہوا یعنی آپ تو مارا گیا اور جورولڑ کے قید میں پڑے مسلمانوں کے باندی غلام ہوئے اور گھر بار مال اسباب لوٹا گیا اور آخر کو قیامت کے دن دوزخ میں پڑے گا ہزاروں طرح کے عذاب میں مبتلا رہے گا روز بروز دم بہ دم عذابوں کی ترقی ہوتی رہے گی پھر کوئی صورت رہائی اور چھٹکارے کی نہ ہوگی کوئی اپنا پرایا سعی وسفارش نہ کرے گا اور جس شخص سے پیغمبر ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کی حالت میں کبھی سہو یا خطا سے کوئی کام یا کچھ کلام خلاف حکم سرزد ہو گیا پھر نادم اور شرمندہ ہو کر توبہ واستغفار سے پیش آیا اور اس قصور کو مالک سے معاف کروایا تو سبحان اللہ بہت بہتر اور جو اتفاقاً نوبت توبہ اور استغفار کی نہ پہنچی اور مر گیا تو بھی امید مغفرت اور شفاعت کی ہے۔ پس اب ہم تم سب مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ اس خداوند حقیقی کو ساری مخلوقات کا مالک اور بڑا صاحب عزت وغیرت اور باشوکت وسلطنت اور حلال مشکلات اور برآرندۂ حاجات جان کر اس کے حکم سے باہر نہ جائیں اور ہر دم ہر ساعت اس کے حکم کی پیروی اور مرضی و نامرضی کا لحاظ اور اس کے پیغمبروں اور فرماں برداروں کی اطاعت اور محبت کا خیال رکھیں اور اس کی فرماں برداری کو باعث حصول مغفرت و رحمت کا اور سبب دخول باغ ہائے جنت کا جانیں اور اس کی خلاف مرضی کو اور رسول مقبول کی نافرمانی کو موجب ذلت دنیا اور عذاب عقبیٰ کا سمجھیں اور جس وقت کسی ادنیٰ اعلیٰ چیز کی حاجت ہو تو اسی کی جناب میں عرض کیا کریں اگر وہ حکیم مطلق ہمارے حق میں وہ چیز مفید اور مناسب جانے گا تو اسی وقت عنایت کرے گا نہیں تو اور وقت پر رکھے گا جیسے کہ کوئی بیمار کسی حکیم سے اپنی مرضی اور خواہش کے موافق کچھ چیز کھانے کو مانگتا ہے تو وہ حکیم اگر وہ چیز اس مریض کے مزاج کے موافق اور مناسب سمجھتا ہے تو البتہ اسی وقت دیتا ہے نہیں تو دوسرے وقت پر موقوف رکھتا ہے سو وہ تو بڑا حکیم ہے ہم سب کو یہی لائق ہے کہ اپنے دل کا ارز و اور تمنا اسی کی مرضی پر موقوف کر کے اسی کے تابع اور فرماں بردار رہیں اور اگر کوئی

چیز اپنی حاجت کی مانگیں تو قبولیت کے دیر ہونے میں ناخوش نہ ہوں، اور اس کی عبادت اور رسول مقبول کی اطاعت میں دنیا اور آخرت کی بھلائی سمجھیں اور دل سے یقین کریں اور سچ جانیں کہ حق تعالیٰ نے ہم کو دنیا کی زیب و زینت اور عیش و عشرت کے واسطے پیدا نہیں کیا ہے بلکہ اپنی بندگی اور معرفت کے لئے سب آدمیوں کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور جاننا چاہیے کہ جب تک ایمان اور علم نہیں ہوتا عبادت نہیں ہوسکتی اس واسطے علم کی تلاش کرنا اور پڑھنا اور علمائے دین دار اور فقہائے پرہیزگار سے ہمیشہ مسئلے دین اسلام کے پوچھتے سیکھتے رہنا ہر ایک پر فرض ہے علیٰ ہذا القیاس علماء کو بھی لازم ہے کہ جب کوئی امیر فقیر ادنیٰ اعلیٰ ان سے کوئی مسئلہ دین دنیا کے کام کا مطابق حکم شرع شریف کے پوچھے تو فوراً اور شتاب اس کی فہمید اور سمجھ کے موافق اچھی طرح رسائی میں صاف صاف سمجھائیں اس کی دیر فہمی سے ناخوش نہ ہوں کاہلی اور آلکس نہ کریں بلکہ اس کو احکام دین کے پہنچنے کا اور ہر کام میں شریعت پر چلنے کا زیادہ تر شوق بڑھائیں اور اس کی خوبیاں اور فائدے بیان کریں اور خلاف کرنے میں دنیا اور آخرت کے نقصان اور عذاب سے ڈرائیں اور جس کسی کو خلاف شرع پائیں تو جس طرح ہو سکے راہ راست پر لائیں سستی نہ کریں سہل نہ جانیں کاہلی اور سستی کرنے سے ایک تو دل ہٹتا ہے اور کام مشکل پڑتا ہے دوسرے نیکوں کی کاہلی سے گنہگار بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلے گی اس کا وبال سب پر پڑے گا جیسے جنگ میں اگر دلیر سستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جائیں پھر شکست پڑے تو دلیر بھی نہ تھام سکیں چنانچہ سستی اسلام اور ظہور اسباب کفر اور شرک کا اور اکثر رسوم جاہلیت اور بدعت کی اور زیادتی امور خلاف شرعیہ کی صرف اسی سبب سے ہے کہ سو دو سو برس سے جو علمائے دین دار نے جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ عوام الناس کو تعلیم اور وعظ اور نصیحت کرنا اچھے برے کاموں سے خبردار کرنا نیکی کا ثواب سننا برائی کے عذاب سے ڈرانا چھوڑ دیا، اور عالمان بے عمل نے وکو پڑھ کر اس پر عمل نہ کیا بلکہ خود جاہلوں کی طرح ظاہر ظہور بدعات اور واہیات میں مصروف ہوئے، داڑھی منڈوا کر پٹے رکھوا کر اور مہین کپڑے نیچے پاجامے چھلے انگوٹھی وغیرہ زیور پہن کر بے دینوں کی صورت بنا کر بے دغدغہ بادشاہ اور محتسب کی سراؤں اور بھٹیوں میں پھرنے لگے چوری اور بدکاری و

نیک اور شراب کو سہل جان خدا کا خوف پنچوں کی لاج اور قیامت کا ڈر اور اس دن کی باز پرس کا اندیشہ دلوں سے بھلا دیا تو دیکھا دیکھی ان کے عوام بھی خلاف شرع کاموں کو اپنی خواہش کے موافق پا کر اغوائے شیطانی سے کرنے لگے اور ان عالموں بے عمل کے افعال بد کو درست اور بہتر جان کر ان کی پیروی اور ان کو اپنے واسطے دلیل پکڑا آخر ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایمان و اسلام کے کاموں کا چرچا موقوف ہوا اور اسلام کا فقط نام باقی رہ گیا اب اگر کوئی عالم دین دار واقف کار ان کو امور منہیہ سے منع کرتا ہے تو بے خوف وخطر صاف کہتے ہیں کہ یہ کام تو مدت سے ہوتے آئے ہیں اور بہتیرے پڑھے لکھے لوگ فاضل آپ بھی کرتے رہتے ہیں اور اگر کچھ قباحت اور برائی ہوتی تو وہ کیوں کرتے خیر جو ہوا سو تو ہو گذرا اب سب عالموں کا فرض ہے کہ آپ میں اتفاق واتحاد کر کے کمر ہمت اور تقویٰ کی محکم باندھ کر یہ سب امور خلاف اسلام کے یک لخت چھوڑ دیں اور اطاعت اور پے روی شرع متین کی قرار واقعی بجالائیں اور سب مسلمانوں کو دین اسلام کا علم سکھائیں اور اتباع سنت نبوی کی رغبت دلائیں اور حتی المقدور امور خلاف شرع سے بچائیں اور جو کوئی نہ مانے اور راہ اطاعت اسلام سے قدم باہر رکھے سب مسلمان اور جمیع علماء آپس میں یک دل ہو کر اس شخص سے ملاقات اور نشست و برخاست اور سلام علیک ترک کر دیں نہیں تو یہ لوگ بھی ان گمراہوں اور بدکاروں کے ساتھ دوزخ کے عذابوں میں گرفتار ہوں گے اور لعنت میں پڑیں گے اور بہت سے خوکوں اور بندروں کی صورت میں اٹھیں گے خدا اور رسول ﷺ کے آگے شرمندگی اٹھائیں گے اور عوام الناس مرد اور عورت جو دین کے احکام سے واقف نہیں ان کو واجب ہے کہ علماء کے پاس حاضر ہو کر دین و دنیا کی برائی بھلائی کے مسئلے سیکھتے رہیں جس بات کا وہ حکم فرماویں اس پر عمل کریں جس سے منع کریں اس سے دور بھاگیں شادی غمی میں موت و حیات میں بلکہ دنیا کے ہر کام میں کوئی رسم بے دینوں بدراہوں کی اختیار نہ کریں تو خدا اور رسول کے آگے سرخ رو ہو کر عزت اور آبرو پائیں اور نیک عملوں کا نیک بدلا اور ہر طرح کی خوبیاں اور بہشت کے مزے لوٹیں نہیں تو برے وبال اور جنجال میں پڑیں گے کوئی رحم نہ کرے گا بات بھی نہ پوچھے گا بے علمی اور جاہلی کا عذر ناواقفیت کا حیلہ بہانہ پیش نہ چلے

گا۔ بلکہ سب عذروں کا جواب یوں ملے گا کہ ہم نے تو صرف تمہاری ہی تعلیم کے واسطے قرآن اتارا پیغمبر اور علماء کو بھیجا تم نے ان کی بات نہ مانی کھیل جانا بیہودگی نہ کی دنیا کے عیش اور مزوں میں پڑ گئے دین اسلام کی تحقیق نہ کی ہماری مرضی نامرضی کے کام نہ پوچھے آج کی پوچھ پچھ کو خیال وخواب سمجھے اب جیسا کیا ویسا بھگتو جیسی کرنی ویسی بھرنی پھر کسی کو اس کا جواب بن نہ آئیگا سوائے دوزخ میں جانے کے کہیں ٹھوڑ ٹھکانہ نہ ملے گا رونا چلانا کچھ کام نہ آوے گا سعی وسفارش سے کام نہ چلے گا۔ اس واسطے اے بھائیو مسلمانو تمہاری خدمت میں گستاخی ہو کر عرض کرتا ہوں خدا کے لئے اس کو دل لگا کر سنو یارو اس دنیا کی چند روز کی زندگی پر مت پھولو مغرور مت ہو جو رولڑکوں کے مال اسباب کی محبت دلوں سے اٹھاؤ قرآن مجید کو برحق کلام خدا کا جان کر اس کے وعدے وعید کو سچا جانو اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اپنے مالک کی بندگی اور عبادت میں مصروف اور مشغول ہو جاؤ کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف مت کرو آپس میں اتفاق ومحبت سے پیار واخلاص سے رہو ایک دوسرے کی حاجت روائی میں ہاتھ پاؤں سے جان ومال سے شریک ہو خدا اور رسول کی فرمانبرداری میں عالم متقی کی صحبت میں دین ودنیا کی بھلائی سمجھو کافروں اور بدعتیوں کی مشابہت سے عالم بے عمل کی پیروی سے دور بھاگو جو کوئی دین محمدی کا دشمن ہو اور اسلام کی ہتک کرے تم سب متفق ہو کر اس کو اور اس کے رفیقوں کو نیست ونابود کرو اپنے پیغمبر ﷺ کے دین کا علم پڑھو مسئلے احکام اسلام کے علمائے دین دار مشائخ پرہیز گار سے خوب تحقیق اور تفتیش کر کے طریقہ اہل سنت کا اختیار کرو عاقبت سنبھالو بغیر علم کے عمل نہیں ہو سکتا اس واسطے دین کا علم پڑھنا اور سیکھنا ہر مرد اور عورت مسلمان پر فرض ہے تاکہ امر ونہی مالک الملک کی معلوم کرکے جن چیزوں سے ایمان واسلام میں خلل آتا ہے نقصان ہوتا ہے ان سے بچیں اور جن کاموں سے ایمان قوت پکڑتا ہے اسلام کی ترقی ہوتی ہے اس کو کرتے رہیں جس واسطے دنیا میں بھیجے گئے ہیں وہی عمل میں لائیں اور گھر کے سب آدمیوں کو سکھائیں۔ یہ کتاب ناواقفوں اور نادانوں کے سکھانے کیلئے اور واقفان بے عمل کے خوف ورغبت دلانے کیلئے اس گنہگار خیر خواہ خلق اللہ نے ہندی زبان میں ۱۲۵۰ھ بارہ سو پچاس ہجری قدسی میں لکھی کہ سب لوگ

پڑھتے اور ان پڑھے اس کو پڑھ کر سن کر نیک عمل کرنے سے نیک بختی دونوں جہان کی پائیں اور دین و دنیا کے کاموں میں اس کو دستور العمل جان کر مطابق اس کے عمل کریں۔ کفر اور شرک کی تاریکی سے اور معصیت و بدعت کی گمراہی سے باہر آ کر ایمان کے چراغ کی روشنی ساتھ لے کر اسلام کی سیدھی راہ میں پڑ کر بے دغدغے ہمیشہ ابدالآباد نعمتیں بہشت کی لوٹا کریں اور دل نیک نیتی سے اس کتاب کے مطابق عمل کرے پھر قیامت کے دن کسی طرح کے عذاب میں پڑے کچھ بھی سختی دیکھے ذرا بھی بال بیکا ہو یا کہ بہشت کی خوبیوں اور نعمتوں سے اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور رحمت سے محروم رہے تو اس کا ہاتھ اور میرا دامن اور اس کا سارا وبال اور جنجال اور میری گردن اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی میرے رسول مقبول کی راہ اختیار کرے گا، میں اس کو دوزخ کی آگ سے عذاب نہ دوں گا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی پرہیزگار ہے اس کو قیامت کے دن کچھ خوف اور غم نہیں وہ بلا حساب بہشت میں داخل ہوگا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم حق مانو اور یقین رکھو تو اللہ تعالیٰ تم کو عذاب کر کے کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تو بڑا قدردان ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ضائع کرے تمہارا یقین لانا وہ لوگوں پر بڑا شفیق اور مہربان ہے غرض کہ اس طرح کی آیتیں کلام اللہ میں بہت ہیں اور وعدہ اللہ تعالیٰ کا بلاشک سچا ہے اس سے وعدہ خلافی ہرگز ممکن نہیں خود فرمایا ''ان وعد اللہ حق'' اور پیغمبر صاحب ﷺ نے بھی بہت جگہ فرمایا ہے کہ جو کوئی ایسا کام کرے گا تو میں اس کے دخول بہشت کے لئے ضامن ہوں اور ضمانت ان صاحب کی غلط نہیں اور چونکہ اس کتاب کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے نیک بختی اور سعادت دونوں جہان کی حاصل ہونی لازم ہے اور اس واسطے اس کا نام سعادت دارین رکھا گیا یا الٰہ العالمین یا مجیب الداعین مجھ کو اور سب مومنین و مومنات کو توفیق راستی کی نصیب کر کہ ہم اس کے مضمون اور مطلب کو خوب سا سمجھ کر یاد رکھیں اور ہر وقت دین و دنیا کے کاموں میں اس کے موافق عمل کرتے رہیں اور ہر ایک اپنے پرائے کو اس کے پڑھنے اور سیکھنے کا شوق دلا دیں تو دونوں جہان کی سعادت پاویں اور عاقبت بخیر ہو آمین الٰہی ثم آمین۔

اب اے مسلمانو سنو تم دل سے احکام اور مسائل دین اسلام کے بڑی بڑی

کتابوں مستند اور معتبر سے تلاش کر کے چن چن کر بیان کرتا ہوں، جاننا چاہیے کہ شریعت میں معنی ایمان کے یہ ہیں کہ دل کے یقین سے اللہ تعالیٰ کو ایک جانے اور سب احکام شریعت کے قبول کرے اور زبان سے اس کی وحدانیت کا اقرار کرے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کو (دیکر) بھیجا ہے اور جس چیز کے کرنے اور نہ کرنے کا حکم دیا ہے وہ سب حق ہیں اس میں ہرگز شک اور شبہ نہیں یا یوں کہے کہ میں نے دین اسلام کو اور جو کچھ آنحضرت علیہ التحیۃ والثنا نے ہم کو خبر دی ہے اس کو قبول کیا اور سب پر میں ایمان لایا اور کفر سے اور جو کچھ اس میں ہے سب سے میں بے زار ہوا اس کو ایمان مجمل کہتے ہیں عربی اس کی یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَ صِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ۔ اور ایمان مجمل شریعت میں مقبول ہے اور جو کوئی اپنے دل میں سارے احکام شریعت کے قبول کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے شریعت میں اس کو مسلمان نہیں کہیں گے اسلام کے احکام اس پر جاری نہ ہوں گے اور جو شخص کہ دل میں یقین نہ رکھے اور زبان سے احکام شرع کے سچ ہونے کا اقرار کرے وہ شخص منافق ہے دنیا میں اس پر احکام شرع کے سب جاری ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مسلمان نہیں اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ایک ایمان مفصل ہے یعنی جس جس چیز پر ایمان لانا فرض ہے تفصیل سے جدا جدا نام لے کر یقین دل سے کہے کہ سب حق ہیں کسی میں شک و شبہ نہیں۔ فائدہ جن چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے اور سب عالموں کا اتفاق ہے وہ سات چیزیں ہیں۔

پہلی ایمان لانا ساتھ خدائے تعالیٰ کے اس طرح پر کہ وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ صفت میں نہ ذات میں حَیّ ہے یعنی زندہ ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا پہلے بھی وہی تھا اور اسکے سوا کچھ نہ تھا آخر بھی وہی رہے گا اور کچھ نہ رہے گا سب چیز اس کی محتاج ہے اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں، پیدا کرنے والا سارے جہان کا وہی ہے سب فرشتے اور آدمی اور جن اور پری درخت اور پہاڑ زمین اور آسمان بہشت اور دوزخ اور سوائے ان کے جو کچھ ہے سب کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور قادر و مختار ہے قدرت اس کی کامل اور ارادہ اس کا پورا ہے اگر چاہے تو لاکھوں جہان برابر

اس جہان کے ایک آن میں پیدا کرے اور ناپید کرے جس کو چاہا بغیر واسطے اور مدد دوسرے کے بنایا جو چاہتا ہے اپنے اختیار سے کرتا ہے جس کو اس کے ارادے اور قدرت کا اثر پہنچا عدم سے وجود میں آیا اور عالم اور علیم و دانائی کوئی چیز اس کے علم وخبر سے باہر نہیں جنگل کی ریت کا درختوں کے پتوں کا پہاڑوں کے پتھروں کا جنگلی اور آبی جانوروں کا آسمان کے تاروں کا سب کا شمار اور گنتی جانتا ہے کوئی چیز ذرہ برابر بھی اس کے علم سے باہر نہیں کوئی کام بغیر اللہ کے چاہے نہیں ہوتا ہوا کا چلنا پتوں کا ہلنا مینہ کا برسنا گھاس کا جمنا اور سوائے اس کے سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہیں اگر سارا جہان جمع ہو کر ایک تار کو ایک بال کو توڑنا چاہے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے کبھی ہرگز نہ ٹوٹے اور وہ چاہے تو کیسی ہی بڑی چیز کو ایک آن میں توڑ ڈالے اور متکلم ہے بولتا ہے بغیر زبان کے کلام اس کا حرف اور آواز نہیں رکھتا اور بصیر ہے دیکھتا ہے بغیر آنکھ کے دور اور پاس سے اجالے اور اندھیرے میں ایک ساد یکھتا ہے اندھیری رات میں پہاڑ کے نیچے چیونٹی کا چلنا دیکھتا ہے اور سمیع ہے سنتا ہے بغیر کان کے خواہ دور خواہ نزدیک سب کو برابر سنتا ہے اگر سارا جہان آدمی اور جانور فرشتے اور جن اور سب چیز ایک بار اکٹھے بولیں آواز اور بولی سب کی جدا جدا سنے اور کسی کا بولنا اور سننا دیکھنا اور جاننا قدرت اور ارادہ ساتھ کلام اور سمع اور بصر اور علم اور قدرت اور ارادے حق تعالیٰ کے سوائے شرکت اسمی کے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔

دوسرے ایمان لانا ساتھ فرشتوں کے یعنی یقین اور اعتقاد کرنا کہ سب فرشتے بندے خدائے تعالیٰ کے ہیں نر اور مادہ نہیں خدائے تعالیٰ کی بندگی میں ہر دم مشغول ہیں نافرمانی اس کی نہیں کرتے اور جو کچھ خدائے تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے بجالاتے ہیں گنتی ان کی سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں کھاتے پیتے کچھ نہیں سب فرشتوں میں چار فرشتے بہت معزز اور مقرب خدا تعالیٰ کے ہیں ایک ۱، جبرئیل جو حکم اور کتابیں خدا تعالیٰ کی پیغمبروں کو پہنچاتے تھے، دوسرے ۲، میکائیل جو روزی بندوں کی خدا تعالیٰ کے حکم سے بندوں کو پہنچاتے ہیں اور مینہ کی بھی تیاری کرتے ہیں تیسرے ۳، اسرافیل جو صور کو منہ میں لئے کھڑے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت کے دن پھونکیں گے، چوتھے ۴، عزرائیل جو خدا

تعالیٰ کے حکم سے روحیں قبض کرتے ہیں، علیہ وعلیہم السلام

تیسرے ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر یعنی ساتھ یقین دل کے اقرار کرنا کہ جتنی کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھیجی ہیں اور جو کچھ ان میں امر و نہی وعدہ اور وعید اگلی پچھلی باتیں ہیں سب حق ہیں اور سب کلام خدا تعالیٰ کا ہے اس میں کچھ فرق نہیں اور تفاوت شک وشبہ نہیں، لیکن نظم اور قرأت کی رو سے سب کتابوں میں افضل قرآن مجید ہے۔ بعد اس کے توریت۔ بعد اس کے انجیل۔ بعد اس کے زبور۔ قرآن مجید کے نازل ہونے سے پڑھنا اور لکھنا باقی کتابوں کا منسوخ اور رد ہو گیا اگر کوئی شخص خدائے تعالیٰ کی کتابوں میں سے ایک آیت کا بھی منکر ہو یا اہانت کرے کافر ہے۔

چوتھے ایمان لانا سب پیغمبروں پر مومن کو چاہیے کہ ساتھ یقین دل کے زبان سے اقرار کرے کہ سب پیغمبر برحق ہیں اور ساری خدائی سے افضل اور جو کچھ پیغمبروں نے حق تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو خبر دی ہے اور حکم پہنچایا ہے سب سچ ہے اس میں شک وشبہ نہیں ہے۔ پہلے سب سے حضرت آدمؑ ہیں باپ سب آدمیوں کے اور آخر سب سے ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ہیں، صلوات اللہ علیہ التحیۃ والثناء، سب آدمیوں کے اور جنوں کے اور تمام مخلوق کے پیغمبر ہیں شریعت ان کی قیامت تک باقی رہے گی اور آنحضرت ﷺ سب پیغمبروں سے افضل اور سب کے سردار ہیں، شریعت ان کی سب شریعتوں سے کامل اور دین ان کا سب دینوں کا ناسخ ہے، معراج آپ کی جاگتے میں ساتھ بدن مبارک کے آسمان تک اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حق ہے، اور سب پیغمبر گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں خلق کو نصیحت کرنے والے اور سچ کہنے والے تھے پیغمبروں اور کتابوں کی گنتی اور شمار میں اختلاف ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ بغیر گنتی مقرر کئے سچے دل سے اقرار کرتے رہیں کہ سب کتابیں اور سب پیغمبر برحق ہیں اور سب پیغمبر بندے اور محبوب خدا کے ہیں اگر انبیاء مبعوث نہ ہوتے کوئی شخص راہ ہدایت کی نہ دیکھتا انبیاء اور فرشتے ہر چند کہ محبوب اور مقبول خدا کے ہیں اور ساری مخلوقات سے افضل اور گناہوں سے پاک ہیں لیکن سب بندے خدا کے ہیں اور مثل جمیع مخلوقات کے کچھ اور علم اور قدرت نہیں رکھتے مگر جس

قدر کہ حق تعالیٰ نے ان کو علم و قدرت دیا ہے سب اپنی نادانستگی اور عاجزی پر اقرار کرتے رہے ہیں اگر کوئی شخص کسی فرشتے کو یا کسی نبی کو علم غیب کا ثابت کرے یا کسی سے منکر ہو یا کسی کی کسی طرح کی اہانت کرے کافر ہے بلکہ بعض کے نزدیک اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

پانچویں ایمان لانا ساتھ روز قیامت کے ہر مرد اور عورت پر فرض ہے کہ دل سے سچ جان کر زبان سے اقرار کرے کہ قیامت آنی برحق ہے اس کے آنے میں کچھ شک اور شبہ نہیں لیکن اس کے آنے کا وقت کسی فرشتے اور پیغمبر کو بھی معلوم نہیں یکا یک اچانک آجائے گی اس وقت کا علم خاصہ خدائے تعالیٰ کا ہے مگر پیغمبروں نے قیامت کے آنے کی نشانیاں اور پتے بیان کئے ہیں اور خبر دی ہے کہ قیامت کے آنے کے نزدیک فلانی فلانی چیزیں ظاہر ہوں گی جیسے امام مہدی کا بادشاہ اور امام ہونا اور ایک مہینے رمضان میں چاند اور سورج کا گہن ہونا اور دجال ملعون کا خروج ہونا اور حضرت عیسیٰ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور آفتاب کا پچھان (مغرب) سے نکلنا، دابۃ الارض کا پیدا ہونا اور قرآن مجید کا لوگوں کے دلوں اور زبان سے اور کاغذوں سے محو ہو جانا اور ایک بہت بڑی آگ کا دکھن (جنوب مغرب) کی طرف سے ظاہر ہو کر آدمیوں پر حملہ کرنا جب یہ سب نشانیاں ہو چکیں گی دن قیامت کا ظاہر ہوگا حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے اس کی آواز سنتے ہی سب آسمان اور زمین کے رہنے والے مر جائیں گے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے درخت اور پہاڑ وغیرہ سب فنا اور نابود ہو جائیں گے جو کہ قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

چھٹے ایمان لانا اس پر کہ نیکی اور بدی اور جو کام بندے کرتے ہیں اچھے یا برے سب کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے اور سب اس کے ارادہ سے ہے سب عمل بندوں کے کفر اور اسلام بندگی اور گناہ اور سوائے اس کے جو کچھ ہے سب کو اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے لیکن بندے کو فعل (کام) کرنے میں اختیار دیا ہے بندگی اور گناہ اور جملہ کام کرنے میں بندہ مختار ہے جس وقت بندہ کچھ کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کام کو پیدا کر دیتا

ہے تب بندہ اپنی خواہش کے موافق اس کام کو عمل میں لاتا ہے بندہ آپ اس کام کو پیدا نہیں کر سکتا اسی واسطے بندہ کو کاسب کہتے ہیں خالق نہیں کہتے لیکن اللہ تعالیٰ نیکی سے راضی ہے بدی سے نہیں نیکی کو دوست رکھتا ہے بدی کو نہیں اگر بندہ بندگی اور عبادت بجالائے گا ثواب پائے گا اور اگر گناہ وعصیاں کرے گا عذاب میں گرفتار ہوگا بندہ سے جو کچھ ایمان اور عبادت کے کام عمل میں آتے ہیں اس کی نیک بختی سے ہے اور جو کفر اور گناہ ظاہر ہوتا ہے اس کی بدبختی سے ہے آدمی کو چاہیے کہ ان سب پر یقین کرے دل سے ایمان لائے اور زبان سے بھی کہے کہ نیکی اور بدی اور جو بندے کرتے ہیں اپنے اختیار سے کرتے ہیں بندہ کی خواہش کے موافق اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے اور ارادے سے وہ کام پیدا ہوتے ہیں منکر اس کا کافر ہے۔

ساتویں ایمان لانا اوپر اٹھنے کے بعد مرنے کے آدمی پر فرض ہے کہ سچ جان کر اقرار کرے کہ اٹھنا قبروں سے بعد مرنے کے اور زندہ ہونا قیامت کے دن حق ہے وہ دن پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ برس کا ہوگا حضرت اسرافیلؑ پھر صور پھونکیں گے تو پھر سب کچھ پیدا اور موجود ہو جائے گا سب مردے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی اپنی گوروں سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے اس روز اللہ تعالیٰ بہ شان قہاری قاضی ہو کر بندوں کے اعمال کا حساب لینے پر مستعد ہوگا، ترازو عملوں کے تولنے کی کھڑی کی جائے گی نیکی بدی سب کی تولی جائے گی، یعنی جو کام اچھا برا دنیا میں بندے کرتے ہیں اور ان کو دو فرشتے کراما کاتبین جو ہر شخص کے ساتھ اعمال لکھنے کیلئے تعینات ہیں ہر وقت لکھتے رہتے ہیں اور ہر صبح و شام اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر کرتے ہیں وہ سب قیامت کے دن ظاہر ہوگا کہ اچھے کام کئے تھے یا برے کئے تھے اس دن نیک بندوں کے اعمال سیدھے ہاتھ میں سامنے سے دیں گے اور کافروں کے اور گنہگاروں کے بائیں ہاتھ میں پیچھے سے دیں گے، آفتاب سروں کے نزدیک آکر کھڑا ہوگا ہر ایک اپنے اعمال کے موافق پسینے میں ڈوبے گا نبیوں کو اور اچھے نیک مسلمانوں کو پاؤں کے نیچے کچھ تری معلوم ہوگی اور باقی مخلوقات کو ہر کوئی اپنے اپنے عملوں کے موافق پسینے میں ڈوبے گا کوئی پنڈلی تک کوئی زانو تک کوئی کمر تک کوئی سینہ تک کوئی گلے تک پسینے میں ڈوبے گا، اور کافروں کو لگام کی طرح منہ اور کان تک پسینہ ہوگا بہت ایذا میں

گرفتار رہیں گے، ہر ایک اپنی اپنی حالت میں پڑا ہوگا ایک دوسرے کو نہ پوچھے گا، اس دن وہ قاضی قضا بر سر عدالت ہو کر جو کچھ بندوں کو دنیا میں کام کرنے اور نہ کرنے کا حکم دیا تھا بشان قہاری سب سے اس کا حساب پوچھے گا نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ روزے رمضان کے رکھے تھے یا نہیں؟ قدرت ہوتے ہوئے حج اور زکوٰۃ ادا کیا تھا یا نہیں؟ شریعت کے موافق ماں باپ کا استاد اور پیر کا اور آل واولاد کا جورو خاوند کا بھائی بند کا پڑوسی ہمسایہ کا اپنے پرائے کا بلکہ سب آدمیوں اور جانوروں کا حق ادا کیا تھا یا نہیں؟ یا مال کہاں سے لایا تھا کس کو کتنا دیا تھا کس جگہ خرچ کیا تھا سب کی حقیقت پوچھی جاوے گی بعد اس کے جو شخص حساب میں پورا پڑا پاک نکلا اور اس کا حساب کتاب صاف ہوا اس کو مخلصی ہوئی چھٹی پائی وہ پل صراط کی راہ سے خوش ہوتا ہوا بہشت میں پہنچا وہاں کی نعمتوں اور خوبیوں سے چھکا چین وآرام میں ہمیشہ کو رہا اور نہیں تو اس پل سے گر کر دوزخ میں پڑے گا طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوگا انواع انواع کے رنج ومصیبت میں پھنسے گا شرمندگی وندامت اٹھائے گا، اور پچھتائے گا۔ ہائے توبہ مچائے گا لیکن اس دن کی شرمندگی اور پچھتاوا کام نہ آئے گا اس دن کی ایک گھڑی کا عذاب ستر ۷۰ بار کی جان کندنی کے عذاب اور سختی سے بدتر ہے اس روز بڑے بڑے پیغمبر اور اولیاء اور شہید اور صدیق اور صالح فکر ومصیبت میں ہوں گے گھبراہٹ اور سختی سے سجدے میں گر پڑیں گے اور اس ہول ودہشت سے پناہ مانگیں گے ہر انسان کو لازم ہے کہ اس دن کی باز پرس اور پوچھ پگھ سے ڈر کر خدائے تعالیٰ کی بندگی اور رضامندی میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اطاعت میں ہر وقت لگا رہے تو قیامت کے دن سب عذابوں سے بچے اور بڑے درجے بہشت میں پائے جو کوئی ان باتوں سے انکار کرے گا اور خدائے تعالیٰ کا خوف اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے گا کافر ہوگا اس کا گھر دوزخ ہے ہمیشہ اس کے عذابوں میں پڑا رہے گا یہ سات ۷ چیزیں جو بیان ہوئیں ان کو صفت ایمان کہتے ہیں ان میں سے ایک کا بھی منکر کافر ہے اس کو جدا جدا تفصیل سے بیان کرنے کو ایمان مفصل کہتے ہیں عربی اس کی یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ اور بعضی چیزیں اور بھی ہیں کہ ان

کا بھی اعتقاد کرنا اور یاد رکھنا مسلمان کو لازم ہے وہ یہ کہ عذاب قبر کا کافروں اور فاسقوں کو اور قبر میں راحت اور نعمت مسلمانوں اور متقیوں کو حق ہے اور سوال منکر نکیر کا گور میں سب آدمیوں سے حق ہے منکر نکیر بڑی بڑی ڈراونی صورت نیلی پیلی آنکھوں سے قبر میں آکر مردوں سے پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا پیغمبر کون ہے تیرا دین کیا ہے اگر بندہ صالح اور نیک ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو یوں جواب دیتا ہے کہ پروردگار میرا اللہ تعالیٰ ہے پیغمبر میرا محمد رسول اللہ ﷺ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم کو احکام لائے تھے اور دین میرا اسلام ہے پھر وہ بندہ خوشی سے راحتوں اور نعمتوں میں قیامت تک دلہن کی طرح چین اور آرام کرتا ہے اور جو بندہ گنہگار ہے دنیا میں خلاف حکم خدا اور رسول کے کرتا رہا ہے اس کو اس سوال کا جواب بن نہیں آتا بار بار کہتا ہے ہائے میں نہیں جانتا پھر بڑے بڑے عذابوں میں گرفتار ہوتا ہے بڑے بڑے سانپ بچھو کہ اگر پہاڑ پر ڈنک ماریں تو پہاڑ جل کر خاک سیاہ ہو جائیں سو اس کو کاٹتے ہیں اور بھی طرح طرح کے عذاب ہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں نیک عمل کی توفیق دے اور برے کاموں سے بچائے تو ان عذابوں اور بلاؤں سے بچے آمین الٰہی ثم آمین ۔اور بہشت حق ہے روایت ہے کہ بہشت کی دیواریں سونے روپے کی اینٹوں سے بنی ہیں اور صحن اس کا مشک سے اور پتھر وہاں کے موتی اور جواہر اور گھاس اس کی زعفران ہے مسلمانوں کو اس میں بہت عزت اور آبرو سے داخل کریں گے بڑی بڑی نعمتیں عنایت ہوں گی طرح طرح کے میوے اور کھانے اور بھانت بھانت کا لباس اور پوشاک کھانے پہننے کیلئے اور قسم قسم کے شربت اور شرابیں پینے کیلئے اچھے اچھے گھر اور مکان رہنے کو جوان جوان حوروں غلمان خدمت کرنے کو سوائے ان کے اور سیکڑوں طرح کے مزے اور لذتیں نعمتیں موجود ہیں جو جس مقام کے لائق ہے وہ ہمیشہ وہاں رہا کرے گا ،سب سے بڑی نعمت بہشت کی دیدار خدائے تعالیٰ کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہشتیوں کو نصیب ہوا کرے گا اور حوض کوثر حق ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا مشک اور زعفران سے زیادہ خوشبودار مسافت اس کی ایک مہینہ کی راہ گذر ہے ،آب خورے اس کے بہت بے انتہا اور روشن جیسے آسمان کے تارے ،حضرت پیغمبر ﷺ اپنی امت کو قیامت

کے دن اس کا پانی پلاویں گے جو کوئی پئے گا پھر ساری مدت حشر تک پیاسا نہ ہوگا

اور دوزخ حق ہے، روایت ہے کہ دوزخ کے سات ۷ درجے ہیں ایک درجے سے دوسرے تک ستر ۷۰۰۰۰ ہزار برس کی راہ ہے اور اسی قدر چوڑاؤ بھی ہے ہر دوزخ اپنے اوپر کی دوزخ سے ستر ۷۰ درجے زیادہ گرم ہے اگر اس کے کنارے پر دوزخی کو عذاب دیں تو اس کنارے کے لوگ اس کی گرمی اور تپش سے جل بھن کر کوئلہ ہو جائیں، اور اس کا گہراؤ اتنا ہے کہ اگر اس میں ایک پتھر ڈالا جائے تو ہزار ۱۰۰۰ برس تک نیچے کو چلا جائے تو بھی حد پر نہ پہنچے، ایندھن اس کا لوہا اور پتھر اور خوراک اس کی جنات اور آدمی ہیں اس میں دوزخیوں کے واسطے بڑے بڑے عذاب تیار ہیں طوق زنجیر کانٹے سانپ بچھو گرم پانی پیپ لہو تھوہڑ اور سینڈھ کے درخت بدبو کے مکان ایک ایک بچھو اونٹ کے برابر ایسے زہر کے بھرے ہوئے کہ ایک بار کے ڈنک مارنے سے ہزار ۱۰۰۰ برس تک آگ اور جلن موقوف نہ ہو سانپ کے ایک دفعہ کے کاٹنے سے دو ۲۰۰۰ ہزار برس تک بے تابی اور بے قراری رہے۔ اور دوزخ کی گرمی اور تیزی کا کیا بیان کیجئے اگر سوئی کے ناکے کے برابر دنیا میں آئے تو تمام زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے جل جل کر خاک ہو جائے اور اگر ایک قطرہ دوزخیوں کے بدن کا یہاں آئے تو اس کی بدبو سے ایسا رنج اور ایذا ہو کہ سب مر جائیں اور ایک زنجیر دوزخیوں کے باندھنے کی اگر اوپر سے گرے تو پہاڑ کے پہاڑ اس کے بوجھ سے دب کر چکنا چور ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اس دوزخ میں ڈال کر بھاری بھاری آگ کے طوق گلے میں اور لوہے کی بڑی بڑی ہتھکڑیاں ہاتھوں میں اور بیڑیاں پاؤں میں پہنا کر پیٹ کے بل لٹا کر پیٹھ کی طرف کھینچ دیں گے اور اوپر سے فرشتے ہتوڑوں کی مار دیں گے اور سیکڑوں طرح کے عذابوں اور بلاؤں میں گرفتار کریں گے کہ جس کی حد و نہایت نہیں اس وقت بہتیرا نالہ و فریاد کریں گے، ہائے توبہ مچائیں گے منت و زاری کریں گے کچھ کام نہ آئے گا نہ کوئی ان کی سنے گا نہ بات پوچھے گا آدمی کو چاہیے کہ ان بلاؤں سے بچنے کی جلد فکر اور تدبیر کرے، خدا اور رسول کی فرماں برداری میں دن رات لگا رہے تو اس سختی اور کٹھن سے عاقبت میں نجات پائے، اور صراط حق ہے وہ ایک پل ہے دوزخ کی پیٹھ پر بال سے باریک

بہت تلوار کی دھار سے تیز زیادہ تمیں ۳۰۰۰۰ ہزار برس کی راہ اور اس پر اندھیرا ایسا ہوگا کہ آنکھ کو ہاتھ نہ سوجھے گا سب کو اس پل صراط سے اترنے کا حکم ہوگا شب کو ایمان کی روشنی ہوگی وہ اس روشنی اور اجالے میں اپنے اپنے مرتبے کے موافق کوئی مانند بجلی کے کوئی مانند گھوڑے دوڑنے کے کوئی مانند پیادہ کے کوئی مانند چیونٹی کے اس پل صراط سے اتر کر بہشت میں داخل ہوں گے اور جو کافر اور گنہگار ہوگا اس پل سے اتر نہ سکے گا پاؤں کانپ جائیں گے کٹ جائیں گے کٹ کر اوندھے منہ دوزخ میں گر پڑے گا اور اس پل کی بڑی مشکل کٹھن راہ دس ۱۰۰۰۰ ہزار برس تک اوپر کو چڑھنا اور دس ہزار ۱۰۰۰۰ برس تک برابر چلنا اور دس ہزار ۱۰۰۰۰ برس تک نیچے کو اترنا ہوگا اس عرصہ میں جگہ جگہ ٹھہرا کر ایمان اور اسلام کا اور نماز اور روزے کا حج اور زکوٰۃ کا غسل اور طہارت کا ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کا سوال کیا جائے گا، اگر سب جگہ سے جواب باصواب دے کر اتر گیا بہشتی ہوا جنت کے عیش و آرام میں پہنچا اور جو کسی بات کے جواب سے بہکا مارا گیا وہاں سے الٹا گرا دوزخ کے منہ کا لقمہ بنا طرح طرح کے عذابوں اور سختیوں میں پکڑا گیا رسوائی اور فضیحت میں گرفتار ہوا اس دن جانور خوش ہو کر کہیں گے کہ بھلا ہوا جو ہم آدمی نہ ہوئے تو اس عذاب سے بچے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیک توفیق عنایت کرے اور دوزخ کے عذابوں سے اور اس دن کی فضیحت اور رسوائی سے محفوظ رکھے آمین۔

اور شفاعت نیکوں کی گنہگار مسلمانوں کے حق میں حق ہے یعنی پیغمبر اور اولیاء اور صلحاء اور فرشتے حق تعالیٰ کی جناب میں اس کی مرضی اور حکم پا کر قیامت کے دن دوزخی گنہگاروں کی سفارش کر کے ان کو بخشاویں گے اور دوزخ کے عذاب سے اور حشر کی آفات سے چھڑاویں گے، سب سے پہلے رتبہ شفاعت کا اور منصب سفارش اور درجہ مقام بات کرنے کا حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی جناب میں حضرت شفیع المذنبین حبیب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا۔

کریم السجایا جمیل الشیم

نبی البرایا شفیع الامم

نبی الوریٰ خواجہ بعث ونشر
امام الہدیٰ صدر دیوان حشر

شفیع مطاع نبی کریم
قسیم جسیم نسیم وسیم

امام رسل پیشوائے سبیل
امین خدا مہبط جبرئیل

اب یہ بھی جاننا چاہیے کہ جیسے ساتوں صفتیں ایمان کی بجالانا اور بہشت اور دوزخ کو اور کوثر اور پل صراط کو اور وزن اعمال کو اور سوال و جواب گور کو اور روز قیامت و شفاعت کو حق جاننا واجب ہے ویسا ہی دس ۱۰ شرطیں ایمان کی بھی بجالانا اور ان پر اعتقاد رکھنا لازم ہے ،اگر کسی شخص میں ایمان کی دس ۱۰ شرطوں میں سے بعض شرطیں نہ ہوں یا ایسی بات کہے یا ایسا کام کرے کہ کسی شرط کے خلاف ہو اور اس شرط کے نہ ہونے پر دلالت کرے وہ شخص کافر ہو اگرچہ موافق عادت کے کلمہ شہادت کہتا رہے اور نماز روزہ کرتا رہے جب تک دل سے اس شرط کا خلاف دور نہ کرے گا اس شرط سے موصوف نہ ہوگا مومن نہ کہلائے گا ،یعنی ایمان سے اس کو حصہ نصیب نہیں اس واسطے کہ جیسا ایمان لانا اور اس کے احکام وشرائط پر سچے اعتقاد سے عمل کرنا فرض ہے ویسا ہی اس کے خلاف اور ضد سے یعنی کفر وگناہ سے بچنا اور دور رہنا بھی فرض ہے اس لئے آدمی کو لازم ہے کہ وہ دس ۱۰ شرطیں ایمان کی خوب یاد رکھے تو اس کی ضد اور خلاف سے بچنا حاصل ہو۔اور ایمان اس کا سلامت رہے وہ دس ۱۰ شرطیں ایمان کی یہ ہیں۔

پہلی شرط حق تعالیٰ کی بزرگی بڑائی اور عزت وسلطنت کا نگاہ (میں) رکھنا یعنی اس کے نام پاک کو تعظیم کے ساتھ بولنا اور اس کے برابر کسی کو نہ جاننا۔

دوسری شرط اللہ تعالیٰ کو اور اس کے دوستوں کو دوست رکھنا اس کے سب حکموں کی حرمت اور تعظیم کرنا۔

تیسری شرط ہر وقت ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل یعنی بھروسہ رکھنا۔

چھوتھی شرط اللہ تعالیٰ کے دیدار شریف کا شوق رکھنا۔

پانچویں شرط اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا امیدوار رہنا۔

چھٹی شرط اللہ تعالیٰ کے عذاب اور قہر سے ڈرتے رہنا۔

ساتویں شرط اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آرام پانا اور خوش ہونا۔

آٹھویں شرط سارے احکام شریعت کے قبول کرنا۔

نویں شرط جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں ان کو حلال جاننا۔

دسویں شرط جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں ان کو حرام جاننا۔

پس ان دس ۱۰ شرطوں میں سے کسی کے خلاف اور ضد کرنا اور درست جاننا کفر ہے یعنی جو شخص ایک شرط کے خلاف کو بھی درست جانے گا کافر ہوگا مرد ہو یا عورت سب نیک عمل اس کے جاتے رہیں گے نکاح ٹوٹ جائے گا کافروں کے احکام اس پر جاری ہوں گے ایسے شخص کو واجب ہے کہ جلد توبہ کرے اور ایسے عقائد اور اعمال سے باز آئے اور نکاح پھر باندھے نہیں تو زنا ہوگا اولاد حرام کی پیدا ہوگی اور حج کر چکا ہو تو پھر دہرائے ،اب ان شرطوں کے خلاف کا بیان کرنا بھی ضرور ہے،اس واسطے کہ ہر ایک شرط کے بعضے بعضے خلاف جو کثیر الوقوع اور زبان زد عوام الناس کے بلکہ بعضے خواص کے بھی ہیں سو بیان کئے جاتے ہیں باقی جس کو کچھ عقل اور سمجھ ہوگی وہ اور خلافات کو ان پر قیاس کر کے ان سے بھی بچتا رہے گا۔

پہلی شرط کا خلاف اور ضد یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی تعظیم نہ کرے چنانچہ اس کا نام حقارت سے زبان پر لائے یا اس کا نام ٹھٹھے کی باتوں میں ذکر کرے کہ لوگ ہنسیں یا کہے اللہ تعالیٰ دغاباز ہے کسی کا مال چھین کر کسی کو دیتا ہے یا کہے خدا بھی غریبوں اور عاجز دل ہی کو مارتا ہے اور ان پر ظلم کرتا ہے یا کوئی مصیبت زدہ کہے خدا کے یہاں انصاف نہیں یا کہے خدا نے مجھ پر ظلم کیا یا کسی سے کہے جیسا تو نے مجھ پر ظلم کیا تجھ پر خدا ظلم کرے یا کہے اللہ اپنی رحمت مجھ پر دریغ مت رکھ یا کسی سے کہے تجھ سے تو خدا بھی ورنہیں آتا میں کیوں کر ور آؤں؟ یا کہے بڑے سے خدا بھی ڈرتا ہے یا جھوٹی بات پر خدا تعالیٰ کو گواہ بنائے یعنی یوں کہے کہ خدا جانتا ہے میں نے فلانا کام نہیں کیا اور فی الحقیقۃ کیا ہو یا کسی سے کہے کہ خدا جانتا ہے میں ہر دم ہمیشہ تیری ہی یاد میں رہتا ہوں یا کہے خدا گواہ ہے مجھ کو تمام

دن اور رات تیرا ہی خیال اور دھیان رہتا ہے یا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر اور کسی کی قسم کھائے یعنی کہے قسم خدا کی اور فلانی کی یا تیرے سر کی یا تیرے قدموں کی یا تیری جان کی قسم یا حرام کھانے یا حرام کام پر بسم اللہ کرے یا سوائے خدا تعالیٰ کے کسی اور کو سجدہ کرے اور اس کے واسطے روزہ رکھے یا کسی اور کی منت اور نیاز مانے یا سوائے خدا تعالیٰ کے کسی اور کو علم غیب ہونا درست جانے یا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرے کرنے والا مشرک ہوا اور نکاح ٹوٹ جائے اور وہ جانور حرام ہو۔ اگرچہ بموجب عادت کے ذبح کے وقت بسم اللہ کہی ہو علیٰ ہذا اس طرح کی کوئی بات کہے جو اس مالک الملک شہنشاہ کی شان کے لائق نہ ہو۔ چنانچہ کہے خدائے تعالیٰ کھڑا ہے یا بیٹھا ہے غرض کہ جس کام کے کرنے میں یا جس بات کے کرنے میں خدائے تعالیٰ کی اہانت ثابت ہو یا اس کی عظمت اور بڑائی میں بٹہ آئے وہ سب کفر ہے انسان کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سارے جہان کا خالق اور مالک اور سب مخلوقات پر حاکم اور غالب جانے اور سب کو اس کا مخلوق اور مملوک اور حکم بردار سمجھے یا الٰہی تو مجھ کو اور سب مسلمانوں کو اپنی بندگی اور اطاعت اور توحید وتقویٰ نصیب کر اور شرک و بدعت سے اور اپنے مخالفوں کی پیروی سے دور رکھ آمین ثم آمین۔

دوسری شرط کا خلاف اور ضد یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ کو یا اس کے کسی دوست اور فرماں بردار کو دشمن رکھے یا اس کے حکم کی اہانت کرے اور ہلکا جانے سو یہ کفر ہے چنانچہ کہے ہم تو ایسے خدا سے بےزار ہیں جو ہمارے ساتھ ایسا کرتا ہے یا کہے خدا بڑا ظالم ہے کہ لوگوں کو مال اور روپیہ دیتا ہے اور ہم کو فقر اور فاقے میں رکھتا ہے ایسے کی دوستی اور اطاعت سے کیا فائدہ یا کوئی کسی نے کہے نماز پڑھ یا فلاں نیک کام کر وہ کہے کہ اگر خدا اور رسول بھی کہے تو بھی نہ کروں گا یا نماز بے وضو پڑھے یا کسی سے کہے کہ چل تجھ کو مسلمانی کی مجلس دکھاؤں اور فسق کی مجلس کا اشارہ کرے یا کہے کہ اگر فلانا خدا ہوتا تو بھی اپنا حق یا قرض اس سے لے لیتا یا کسی سے کہے لعنت ہے تجھ پر اور تیری مسلمانی پر یا کہے فلانی بات پر اگر فرشتہ یا پیغمبر گواہی دے تو بھی یقین نہ کروں گا اور یا نماز روزے کی یا حج یا زکوۃ کی یا کلام اللہ کی یا کسی فرشتہ یا پیغمبر کی اہانت کرے یا ان سے بغض رکھے یا کسی سبب سے کسی پیغمبر کو

حقیر یا ہلکا جانے یا کہے پیغمبر صاحب ﷺ نے دشمنوں کے خوف سے بعضے احکام خدائے تعالیٰ کے بیان نہیں کئے یا کسی سے کہے تمہارا سر قرآن کی جگہ یا قرآن کے برابر ہے یا جب کہ رمضان شریف کا مہینہ آئے تو کہے یہ کیا بلا سر پر آئی کہ ناحق فاقہ کرنا پڑا یا کسی سے کہے کہ مجھ کو تیرے ساتھ دوزخ قبول ہے بغیر تیرے بہشت میں نہ جاؤں گا یا کہے مسلمانی کو دیکھ لیا اب ٹوپی بت پرستی کی سر پر رکھوں گا یا کہے مسلمانی سے تو کافر ہی رہنا بہتر ہے یا کہے فلانا شخص اگر پیغمبر ہوتا تو میں ایمان نہ لاتا یا کہے کہ اگر فلانے کی طرف کعبہ ہو تو میں ادھر کو نماز نہ پڑھوں گا یا کوئی شخص عورتوں کی برائی بیان کرے اور دوسرا کہے بُری عورتوں کا کیا ذکر ہے نیک عورتوں پر لعنت خدا کی یا اگر کوئی کہے کہ حضرت آدم کپڑا بُنتے تھے دوسرا کہے تو ہم سب جولاہے ہیں یا کہے اگر حضرت آدم گیہوں نہ کھاتے تو ہم بدبخت کیوں پیدا ہوتے یا کسی دو مسلمانوں میں دنیا کے کسی امر میں ناخوشی ہو تو لوگ ان کو سمجھاویں، اور کہیں کہ مسلمانوں میں ناخوشی اچھی نہیں تم دونوں ملاپ کرلو وہ کہے مجھ کو کافر ہونا قبول ہے پر اس سے ملنا یا اس کا منہ دیکھنا قبول نہیں یا کوئی کسی سے کہے کہ خدائے تعالیٰ کا حکم یوں ہے وہ کہے میں حکم خدا کا کیا جانوں یا کوئی کسی کو نیک کام بتلاتا ہو وہ کہے کیا واہیات بکتا ہے، یا اذان سن کر کہے یہ مؤذن جھوٹ کہتا ہے یا پیغمبر صاحب ﷺ کے موئے مبارک کی اہانت کرے یا آپ ﷺ کی وضع شریف میں یا آپ ﷺ کے چلن اور پہناوے میں عیب کرے یا کسی اچھے کام کو بُرا جانے یا شریعت کے حکم سے یا دین کے علم سے منکر ہو یا اہانت کرے یا کوئی کہتا ہو کہ ناخن تراشنا اور حجامت کرانا اور مونچھیں کتروانا اور داڑھی بڑھانا یا فلانا کام سنت ہے دوسرا کہے کہ اگرچہ سنت ہو پر مجھ کو نہیں بھاتا میں ایسے کام ہرگز نہ کروں گا یا کہے سنت کیا کام آتی ہے یا کہے میں عالموں کے حیلے کو نہیں مانتا یا کوئی کسی سے کہے چلو علم کی مجلس میں بیٹھ کر دین اسلام کی باتیں اور شریعت کے مسئلے سنیں وہ کہے عالم کیا کر سکتے ہیں یا کہے کہ پیسہ چاہیے علم کیا کام کرتا ہے یا کہے روزی کی فکر اور جورو لڑکوں کے ساتھ مشغولی علم پر مقدم ہے یا کوئی کچھ کہتا ہو دوسرا کہے کیا تجھ کو غیب ہے وہ کہے البتہ میں علم غیب رکھتا ہوں یا کاہن اور نجومی کی بات کو سچا جانے اور اس کے کہنے پر یقین کرے یا کوئی کسی عورت سے کہے کہ حق تعالیٰ نے مرد کو چار

بیبیاں جمع کرنی حلال کی ہیں وہ کہے یہ ظلم ہے یا کوئی کسی سے کہے نماز پڑھو وہ کہے نماز پڑھنا مجھ کو موافق نہیں آتا جب پڑھتا ہوں تو بیمار ہو جاتا ہوں یا یوں کہے کہ میں نے آگے نماز پڑھی تھی تو کیا حاصل ہوا جواب حاصل ہوگا یا کہے تم ہی بہشت میں جائیو ہم کو دوزخ ہی قبول ہے یا کہے یہ پانچ وقت کی نماز عام لوگوں کے واسطے ہے ہمارا دل ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہے یا کہے ہم دنیا دار ہیں ناواقف ہیں اگر نماز نہ پڑھیں تو کچھ مضائقہ نہیں تم پڑھو کہ عالم اور واقف ہو یا قصداً نماز ترک کرے اور ارادہ قضا پڑھنے کا نہ رکھے اور ترک کرنے پر خدائے تعالیٰ کے عذاب سے نہ ڈرے یا کوئی کسی سے کہے چلو جماعت سے نماز پڑھیں وہ کہے کہ میں اکیلا ہی پڑھتا ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی یا کوئی کسی سے کہے نماز پڑھ تو حلاوت نماز پڑھنے کی پاوے وہ کہے تو نماز چھوڑ کر حلاوت بے نمازی کی حاصل کر یا کہے میرے نزدیک کعبہ اور بت خانہ یکساں ہے غرض کہ اس طرح جس بات میں اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی دوست کی دشمنی یا شریعت کے کسی حکم کی اہانت اور سبکی ثابت ہوتی ہے وہ سب باعث کفر کا ہے آدمی کو چاہیے کہ ایسی بات کبھی نہ کہے اور ایسا کام نہ کرے جس میں حق تعالیٰ کی یا اس کے کسی دوست کی دشمنی معلوم ہو یا شریعت کی اہانت سمجھی جائے اور کفر لازم آئے، یا الٰہ العالمین مجھ کو اور سب مومنوں کو اپنی اور اپنے دوستوں کی دوستی اور محبت میں اور اپنی شریعت اور احکام کی تعظیم اور حرمت میں مشغول اور مصروف رکھ آمین ثم آمین۔

تیسری شرط کی ضد یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی اور پر توکل اور بھروسہ رکھے سو یہ کفر ہے جیسے کوئی کہے فلانے کی بڑی عمر ہو اگر وہ نہ ہوتا تو ہم کو کون پالتا یا کون روزی دیتا یا کسی سے کہے میرا تو آسمان پر خدا ہے اور نیچے تم ہو یا کہے مجھ کو ہر کام میں تمہارا ہی بھروسہ ہے یا کہے فلانے پیر نے مجھ کو بیٹا دیا یا رزق دیا یا کہے فلانے پیر نے یا دیو پری نے میرا فلانا نقصان کر دیا یا کچھ نئی چیز آئے یا کھیتی یا تجارت میں کچھ فائدہ ہو تو کہے جب تک فلانے پیر یا فلانی پری کی نیاز نہ کروں گا نہ کھاؤں گا نہ تصرف کروں گا اگر اس کی نیاز کرنے سے پہلے ہاتھ ڈالوں گا تو وہ پیر یا پری مجھ کو ایذا دیں گے یا رزق کم کر دیں گے یا

کھیت جمنے کے بعد خوید کو یا کھیت کی مینڈھ کو پوجے یا اناج کے تیار ہونے کے بعد برہمن سے پوچھ کر شخص معین سے برہمن کی نشان دہی کے موافق راس ڈھواوے اور گوبر وغیرہ راس پر رکھ کر اس کو پوجے اور سمجھے کہ ایسی حرکات کرنے سے اناج میں برکت اور بہتات ہوتی ہے اور نہ پوجنے کو سبب نقصان اور بے برکتی کا جانے علی ہذا القیاس جس بات کے کرنے اور کام کے کرنے میں اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی اور پر اعتماد اور بھروسہ ثابت ہوتا ہو وہ شرک ہے اور کفر ہے جیسے اولاد کے جینے کا سبب سمجھ کر مثل ہنود کے اولاد کا کان ناک چھید کر ڈورا یا بلاق ڈالے یا سر پر کسی کے نام کے بال یا چوٹی رکھے یا پاؤں میں بیڑی گلے میں طوق باندھے یا ہنسلی کسی کے نام کی پہناوے، جاننا چاہیے کہ اکثر نام کے مسلمان شیطان کے خاص مرید اپنے اس پیر مرشد کے بہکانے سے کس طرح کی واہی تباہی حرکتیں کرتے ہیں، پھر بے حیائی سے مسلمانی میں دم مارتے ہیں علی الخصوص وہ لوگ جن کی اولاد چھوٹی عمر میں تقدیر الٰہی سے مر جاتی ہے تو جیسے ہنود وغیرہ مشرکین ایسے اوقات اپنے دیوتاؤں اور معبودوں کو یعنی رام لچھمن کو دیبی بھوانی کو گنگا جمنا کو سیتلا کالکا کو اپنا برآرندۂ حاجات سمجھ کر ان سے اولاد وغیرہ مرادیں مانگتے ہیں ویسے ہی یہ لوگ بھی ان کے مقابلہ میں اپنے اس معبود حق خالق مطلق کو چھوڑ کر اس موت و حیات دینے والے کو بھول کر اپنے بزرگوں اور پیروں کی طرف جو خود ہر کام میں اسی مالک کے محتاج تھے التجا اور آرزو لے جاتے ہیں اور ان بزرگوں کو مارنے جلانے والا حاجتیں پوری کرنے والا جان کر ان کی نیازیں اور منتیں مانتے ہیں اور ان سے اپنی حاجتیں اور اولاد وغیرہ مانتے ہیں کوئی کسی سے دنیا کا مال اسباب نوکری چاکری مانگتا ہے کوئی آل اولاد چاہتا ہے کوئی کہتا ہے یا حضرت علیؓ مشکل کشا اگر اب کی بار لڑکا جینے کو مجھ کو دو تو میں تمہارا دستر خوان کروں، کوئی کہتا ہے یا حضرت بی بی میں تمہاری نیاز کا کونڈا کروں کوئی کہتا ہے یا حضرت امام حسین سال آئندہ سے میں تمہارا تعزیہ بنایا کروں اور علم شدا چڑھاؤں اور اس لڑکے کو تمہارے نام کا فقیر بنا کر محرم کے عشرے میں در بدر بھیک منگواؤں اسی طرح اس امید پر کوئی حضرت عباسؓ کی حاضری کوئی حضرت قاسمؓ کی مہندی کوئی حضرت غوث اعظمؒ کی گائے کوئی حضرت شاہ مدار میں اس لڑکے کو ہر سال تمہارے نام کی

بدھی پہنایا کروں اوراس قدر عمر ہونے کے بعد تمہارا حاجتی بنا کر تمہاری درگاہ میں حاضر کروں کوئی سید سالار کے نام کی لڑکے کے سر پر چوٹی رکھتا ہے کوئی پاؤں میں بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی اور بزرگ کی گور پر چادر ملیدہ چڑھاتا ہے منت مانتا ہے کوئی کسی کی قبر پر کوئی اپنے گھر میں ایک جگہ مقرر کر کے ہر جمعہ کی رات کو لیپ پوت کر کسی کے نام کا چراغ روشن کیا کرتا ہےاوراس چراغ کے آگے سجدہ کر کے اس بزرگ سے حاجت روائی چاہتا ہے کوئی کسی کی قبر پر سجدہ کرتا ہے ناک رگڑتا ہے کوئی کوسوں اور منزلوں سے بزرگوں کے مزار پر جا کر ان سے اپنا مطلب طلب کرتا ہے بلکہ اکثر گوشت کھانے کے مسلمان ہیں اور چیچک وغیرہ کے دفع ہونے کی امید پر دیبی بھوانی کو سیتلا اور کالا کو بھی پوجنے لگتے ہیں اوران کے نام کا بکرا مرغا خوک کا بچہ چڑھاتے ہیں گدھے اور سور چگاتے ہیں۔غرض کہ اسی طرح شیطان کے بہکانے سے کہ وہ آدمی کی جان اور ایمان کا دشمن ہے سیکڑوں طرح کے کفر اور شرک کر کے خود ہی شیطان ہوجاتے ہیں اور بے عقلی کے زور سے یقین کرتے ہیں کہ ایسے واہی تباہی حرکات کرنے سے یہ پیر شہید وغیرہ سب کی مرادیں حاجتیں حاصل کر دیا کرتے ہیں سو یہی لوگ ہماری بھی مرادیں پوری کریں گے،اوران باتوں میں عورت اور مرد سب شریک ہیں کوئی یہ نہیں سمجھتا غور اور فکر نہیں کرتا کہ ایسے کام تو سب اللہ صاحب نے اپنے ہی اختیار میں رکھے ہیں کسی دوسرے کو ایسی حاجتیں روا کرنے کی طاقت اور قدرت کبھی نہیں دی ہے، یہ بزرگ لوگ جب کہ دنیا میں زندہ اور موجود اور مثل آفتاب جلوہ گر تھے تب وہ خود اپنی ہی بھلائی کا کچھ اختیار اور طاقت نہیں رکھتے تھے ہر کام اور حاجت میں اسی مالک الملک مشکل کے آسان کرنے والے پر ہر دم بھروسہ رکھتے تھے اس کے سوائے کسی اعلیٰ وادنیٰ سے کبھی کچھ مراد دنیا ودین کی نہیں مانگتے تھے نہ کسی کو حاجت بر لانے کی طاقت اور قدرت ثابت کرتے تھے نہ کسی کو مراد حاصل کرنے والا جانتے تھے ہر کام میں آپ کو عاجز اور خدا تعالیٰ کا محتاج سمجھتے تھے بلکہ اسی سبب سے اورانہیں باتوں سے ایسے بڑے مرتبوں اور درجوں کو پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول اور محبوب ہو گئے تھے اور دین ودنیا کی خوبیوں سے مالا مال تھے اور اپنے مالک کی رضا مندی پر چل کر ہر وقت خوش اور محظوظ تھے اور اسی باعث سے آخر کو

بہشت میں ہر طرح کی نعمتوں سے چھک کر لذتیں اور بہاریں لوٹیں گے سوانہوں نے بعد وفات کے بقول شخصے حکم غروب آفتاب کا پایا کہاں سے ایسی قدرت حاصل کی ہر کسی کو مراد دے سکتے ہیں، مطلب اس تحریر اور تقریر کا یہ ہے کہ سراسر نادانی اور بے وقوفی ان بے سمجھوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک زبردست کو ان بزرگوں اور ساری مخلوقات کے پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر ایسے بندوں سے جو کسی اولاد اور مراد دینے میں ہر طرح بے اختیار اور لاچار ہیں، اولاد اور مراد مانگتے ہیں اور حقیقت حال اس پیدائش کی یوں ہے کہ حق تعالیٰ نے اول سے تاقیام قیامت یہ طور طریقہ مقرر کر رکھا ہے اور جاری کیا ہے کہ کسی کو کثیر اولاد اور کسی کو قلیل الاولاد بنایا ہے اور جس کا قطع نسل کرنا مقدر ہے اس کو مطلق بے اولاد کر دیا ہے سو جو شخص کہ بموجب تقدیر کے بے اولاد ہے وہ اور اس کے سب دوست ہزاروں تدبیریں کرتے ہیں، اور تمام جہان کے دیوتوں اور پیروں شہیدوں کو مانتے ہیں اور ہر طرح کی عاجزی دعائیں کرتے ہیں ان کی نیازیں منتیں مانتے ہیں لیکن کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جن کو صاحب اولاد ہونا مقدر ہے ان کو بہر حال بے طلب اور بے حاجت اولاد حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ سال ہا سال نکاح نہیں کرتے اور عورتوں کی صحبت سے احتراز رکھتے ہیں پھر جس وقت تقدیر الٰہی جوش مارتی ہے اور وقت آ کر برابر ہوتا تو ایسا سبب کوئی موجود ہو جاتا ہے کہ باوجود اس قدر انکار اور پرہیز کے از خود بہزار تمنا و آرزو نکاح کرتے ہیں اور چند مدت میں کثیر الاولاد ہو جاتے ہیں، پس آمدم برسر مطلب کہ جو لوگ بزرگوں اور پیروں سے اولاد چاہتے ہیں ان کو بموجب تقدیر الٰہی اس خالق بے سبب کے فضل و کرم سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو جیسے کہ ہنود وغیرہ مشرکین اس اولاد کو اپنے دیوتوں اور بتوں کی اچھا اور کرپا اور پرشاد یعنی امداد اور عنایت وغیرہ سمجھ کر اولاد کا نام اچھیا رام کرپا رام رام بخش گربخش دیبی دین گنگا پرشاد بھوانی پرشاد وغیرہ رکھتے اور کسی کو ان کا غلام ٹھہرا کر رام غلام رام داس گنگا داس دیبی داس گرو داس ٹھا کر داس وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں ویسے ہی یہ لوگ بھی ان کے بڑے بھائی بن کر اپنی اولاد کو پیروں شہیدوں کی امداد اور بخشش سمجھ کر ہنود کی طرح اپنی اولاد کا نام بخشش علی عنایت علی عطا حسین امام بخش پیر بخش بندہ علی بندہ حسن غلام پیر غلام غوث وغیرہ رکھتے ہیں کہ اس طرح

کے نام سوائے ہندوستان کے آج تک ملک عرب وغیرہ ولایتوں میں نہیں رکھتے پھر ان منتوں مانے ہوؤں کو بڑے اعتقاد سے شتاب پورا کر کے کچے مسلمانوں کو ایسی باتیں سنا کر بزرگوں کی خدمت میں ایسا برا عقیدہ کرنے پر پکا کرتے ہیں اور وہ کچھ مسلمان بسبب جہالت اور بے علمی کے ان کی طرح آپ بھی پورے مشرک ہو جاتے ہیں پھر اگر بعد اپنے ٹھکرم کے بموجب تقدیر ازلی اور مشیت ایزدی سے ان میں سے کسی کا لڑکا بیمار ہو یا تھوڑی عمر میں مر جائے تو بھی خبردار ہوشیار نہیں ہوتے اور تقدیر الٰہی پر نظر نہیں کرتے کہ ہمیشہ ابتدائے پیدائش سے قیامت تک کارخانے حق تعالیٰ کے اسی طرح پر جاری ہیں کبھی صاحب اولاد کو بے اولاد اور بے اولاد کو صاحب اولاد کر دیتا ہے کبھی تندرست کو بیمار اور بیمار کو تندرست بناتا ہے کسی کو کم عمر اور کسی کو عمر دراز کسی کو غنی اور کسی کو محتاج رکھتا ہے بلکہ وہ احمق لوگ ایسے وقت میں اس منت اور نیاز کے پوری ادا ہونے میں اپنا کچھ قصور سمجھ کر پھر از سر نو منت مان کر ان بزرگوں کی خدمت میں اپنا قصور جتا کر تقصیر معاف کروانے کیلئے عاجزی اور التجا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یا فلانے حضرت آیندہ آپ کی جناب میں ہرگز قصور نہ ہوگا تمہاری نیاز کو حضور دل سے بہت اچھی طرح ادا کروں گا، اب کی بار اس قصور کو معاف کر و اور اولاد بھلی چنگی بڑی عمر کی بخشو اور بیمار کے ماں باپ یوں کہتے ہیں کہ اس لڑکے پر رحم کر و اس کا رنج اور مرض دور کرو شفا دو جاں بخشی فرماؤ یہ نہیں سوچتے کہ ہر پیغمبر و ولی شہید آل اولاد دینے کیلئے مال دولت بخشنے کیلئے نہیں پیدا ہوئے تھے بلکہ ایسے بد عقیدے لوگوں کی تنبیہ اور تادیب کو اور کافروں مشرکوں کے قتل اور مارنے کیلئے منصوب تھے اور اسی سبب سے حق تعالیٰ کی جناب میں معزز اور مقرب تھے غرض کہ یہ نام کے مسلمان ایسے کفر و شرک کے کام کر کے قادر برحق اور مالک مطلق کو بھول کر اچھے خاصے بنے بنائے مشرک اور کافر ہو جاتے ہیں اور طرفہ تر بات یہ ہے کہ ایسی دشمنی اور مخالفت کر کے حق تعالیٰ کی دوستی کا اور خالص بندوں میں داخل ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں سبحان اللہ ایسے کام اور یہ دعویٰ راہ چلیں شیطان کی دعویٰ کریں اسلام کا دشمن کی فرماں برداری کر کے دوست سے ملاپ رکھنا چاہیں یہ نہیں جانتے کہ مثل مشہور ہے کہ دشمن کا دوست اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے یعنی شیطان تو حضرت آدم علی نبینا و

35

علیہ السلام کا اوران کی اولاد کا سب کا دشمن ہے اور حضرت آدمؑ اوران کے سب دوست حق تعالیٰ کے دوست ہیں سوا اس سبب سے شیطان اور اس کے مطیع سب اللہ تعالیٰ کے بھی دشمن ہیں پس جو کوئی شیطان کے بہکانے سے راہ راست اسلام کی اور طریقہ مومنین موحدین کا چھوڑ کر شیطان کی اور اس کے مریدوں کی راہ چلنا اختیار کرے گا وہ بھی شیطان کی طرح اللہ کا دشمن اور دوزخ کے سوا اس کا کہیں ٹھکانا نہیں اور بعضے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا کوئی لڑکا مر جاتا ہے تو دوسرے لڑکے کی آرزو اور تمنا تو رکھتے ہیں لیکن قبل تولد کے کسی پیر شہید کی منت نیاز نہیں بولتے ہیں مگر جب بموجب خواہش الٰہی کے دوسرا لڑکا ان کے پیدا ہو لیتا ہے تو جس طرح ہنود وغیرہ مشرکین ایسے وقت میں اپنے لڑکوں کا کان ناک چھید کر یا جوتیوں اور پتھروں سے تول کر یا کسی کے ہاتھ بیچ کر یا زمین پر گھسیٹ کر چھدالال اور بیچے لال اور ننتھمل اور گھسیٹامل تلارام وغیرہ نام رکھتے ہیں اور اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑی ڈالتے ہیں ویسے ہی یہ لوگ بھی اس حالت میں ان کے کفر اور شرک کے کام اوران کی حرکات واہیات کو پسند کرکے عمل میں لاتے ہیں یعنی کوئی اس کا کان ناک چھید کر کسی بزرگ کے نام کی دریا نتھنی بلاق پہناتا ہے کوئی کسی کے نام کی ہنسلی بدھی طوق زنجیر گلے میں ڈالتا ہے کوئی کسی کے نام کے بال چوٹی سر پر رکھتا ہے کوئی کسی کے ہاتھ بیچتا ہے کوئی ترازو میں ڈال کر جوتیوں اور پتھروں سے تولتا ہے کوئی زمین پر ڈال کر گھسیٹتا ہے کدھیرتا ہے کوئی گھورے اور کوڑے پر ڈالتا ہے کوئی کتنی مدت تک اس کو پرائے یا بھیک کے کپڑے پہناتا ہے اسی طرح انواع انواع کی حرکتیں کرکے چھدو نتھو بلاقی بیچا جکھو گھسیٹا کڈھیرا فقیر بھکاری گھورا کوڑا ان کے نام رکھ کر یقین جانتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں کہ اب تو یہ لڑکے ضرور ان حرکات کرنے سے زندہ رہیں گے اور مقرر عمر دراز ہوں گے پھر جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تقدیر کے موافق پہلے لڑکے کی عمر سے جو کم عمر مر چکا ہے زیادہ عمر کا ہوتا ہے تو بڑی خوشیاں کرتے ہیں اور اپنی واہیات کا اثر سمجھ کر کہتے ہیں کہ اب بے شک اس کی بہت بڑی عمر ہوگی اس واسطے کہ اس نے کہنا، الہانگا یعنی اس لڑکے کی عمر سے جو پہلے مر چکا تھا بڑھ کر آگے کو قدم رکھا پھر وہ پرائے اور بھیک کے کپڑے پہننا موقوف کرکے بڑی دھوم دھام سے

نئے کپڑے اپنے گھر کے پہناتے ہیں، الغرض کہ پھر تو ایسے کاٹھ کے اُلو بے سمجھ بن جاتے ہیں کہ کسی کے سمجھانے اور تعلیم وتنبیہ کرنے سے بھی خیال میں نہیں لاتے کہ مارنا جلانا بیماری اور صحت دینا محتاج اور دولت مند کرنا تھوڑی اور بہت مدت تک زندہ اور قائم رکھنا یہ سب اسی مالک پیدا کرنے والے کا اختیار ہے پیر وپیغمبر وولی شہید بھی سب ناچار اور محتاج ہی ہوتے ہیں کوئی جوانی میں کوئی بوڑھے ہوکر وفات کر گئے ہیں اور بہتیرے شروع جوانی میں وفات کر گئے اور مارے گئے ہیں اور ان کی اولاد کوئی چھوٹی کوئی بڑی سب مر گئے اور مرتے چلے جاتے ہیں اور بہتیرے مطلق بے اولاد ہی رہے ہیں اگر جلانا مارنا فقر فاقہ دور کر دینا عمر وحیات بڑی کرنا ان کے اختیار میں ہوتا تو یہ سب چیزیں اور دین ودنیا کی بھلائیاں پہلے اپنی اولاد اور احباب کے واسطے جمع کر لیتے ان کو اور ان کے دوستوں کو کبھی کچھ رنج وتکلیف نہ پہنچتی اے یارو یقین جانو اور سچ مانو کہ اگر سارا جہان فرشتے اور آدمی جن وپری پیر وپیغمبر وولی وشہید اور سب مخلوقات چاہیں کہ فلانے کے اولاد ہو یا فلانا کام اس طرح پر ہو اور اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو ہرگز کبھی نہ ہو اور جو وہ پاک پروردگار عزاسمہ چاہے تو ایک آن میں ہو جائے ذرا بھی دیر نہ لگے، اسی طرح اگر یہ سب لوگ چاہیں کہ فلانا ابھی مر جائے اور حق تعالیٰ نہ چاہے تو ہرگز نہ مرے سو اگر ایسے کام کسی کے اختیار میں ہوا کرتے تو دنیا میں کوئی محتاج اور بیمار اور بے اولاد نہ ہوتا نہ لاچار رہتا بلکہ کوئی نہ کرتا اور تمام جہان کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا بلکہ ایک بڑی قباحت اور ہوتی کہ اجتماع ضدین لازم آتا یعنی دو دشمن آپس میں اپنا اور اپنے دوستوں کا جیتا رہنا چاہتے اور اپنے مخالفت کے دوستوں کا مرجانا چاہتے تو یہ بات محال ایک آن میں کیوں کر واقع ہوتی اس واسطے لازمہ بشریت ہے ہر ایک کا کوئی دوست ہے کوئی دشمن ہے اور ہر ایک کا دوست اس کی زندگی اور بھلائی چاہتا ہے اور دشمن اس کی موت اور برائی کے واسطے بددعا کرتے ہیں اور یہ دونوں باتیں یعنی مرنا اور جینا ایک ساعت میں جمع ہونا محال اور غیر ممکن ہے، اے نادان لوگو حکمت الٰہی اسی بات کو مقتضی ہے کسی کو کسی پر رکھتا ہے کسی کے حق میں کچھ اور ہی مصلحت جانتا ہے دنیا کا بندوبست اسی طرح جاری کر رکھا ہے اور صریح کہ اگر سب کو دولت مند کرتا تو ایک دوسرے کا حاجت کے وقت کام کون کرتا

اور حاجت کیوں کر رفع ہوتی اور جو سب کنگال اور محتاج ہوتے تو سب ہلاک ہو جاتے اپنی اپنی حالت میں گرفتار ہوتے کوئی کسی کی بات نہ پوچھتا بُرے وقت میں ایک دوسرے کا کیسے شریک ہوتا اور جو ہمیشہ سب صحیح و سالم اور تندرست رہتے تو ہمیشہ خوں ریزی و سرکشی اور جور وستم اور خود رائی اور خود بینی میں گذارتے کوئی کسی کو خیال میں نہ لاتا اور جو سب بیمار اور خستہ و خوار ہوتے تو بھی ہر ایک اپنے حال وجنجال میں گرفتار رہتے کوئی کسی کی خبر نہ لیتا یعنی اگر اللہ تعالیٰ سب کو ایک ہی طرح پر چھوڑ دیتا تو لاکھوں باتیں مصلحت اور کام کی پوشیدہ اور چھپی رہ جاتیں۔ اگر عالم بہ یک دستور ماندے

بسا انوار کاں مستور ماندے

غرض کہ باتیں حکمت اور مصلحت کی یہی تھیں جو اس حکیم علی الاطلاق نے ظاہر کی ہیں سارے جہان کا کارخانہ ادنیٰ اور اعلیٰ سب بالکل اپنے ہی اختیار میں اور قبضہ اقتدار میں کر رکھا ہے سب کا مالک اور مختار وہی ہے سو انسان کو چاہیے کہ ہر کام دینی اور دنیوی میں اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھے اور اس کو مالک اور حاجت روا جانے جس بات میں اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی اور پر اعتماد اور توکل رکھنا ثابت ہو وہ شرک اور کفر ہے یا ارحم الرحمین یا اکرم الاکرمین تو اپنے فضل وکرم سے مجھ گنہگار کو اور سب مؤمنین اور مؤمنات کو کفر وشرک خفی وجلی سے محفوظ رکھ اور اپنے خاص بندوں متوکلین میں داخل کر آمین ثم آمین۔

چوتھی شرط کی ضد یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار شریف کا شوق نہ رکھے سو یہ کفر ہے چنانچہ اگر کوئی کسی سے کہے اگر تو اچھے کام کرے گا تو خدا تعالیٰ کا دیدار دیکھے گا، وہ کہے خدا تعالیٰ کے دیدار سے کیا ہوگا یا کہے خدا تعالیٰ کا دیدار ہو یا نہ ہو ہم کو بہشت چاہیے یا کہے خدا تعالیٰ کا دیدار کسی کو نہیں ہوتا علیٰ ہذا القیاس جس بات کے کہنے میں حق تعالیٰ کے دیدار سے انکار یا بیزاری یا سیری ثابت ہو سب موجب کفر اور گمراہی کا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کے دیدار شریف کا شوق اور محبت رکھے اور بُرے کاموں سے دور رہے تو دیدار خدا تعالیٰ کا اور نعمتیں بہشت کی حاصل ہوں اور دوزخ کے عذاب سے نجات ملے، خداوند مجھ کو

اور سب مسلمانوں کو اپنے دیدار سراسر انوار کا شوق کامل عنایت کر اور بروز قیامت اور بہشت میں ہمیشہ اپنے دیدار سے محظوظ و مسرور رکھیو، آمین الٰہی ثم آمین۔

پانچویں شرط کی ضد یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس اور ناامید ہو اور یہ کفر ہے مثلاً کوئی کسی گنہگار سے کہے کہ تو اپنے گناہ اور فسق سے توبہ کر تو اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں سے درگذر کرے اور تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے وہ کہے میری ساری عمر گناہوں میں گذری اب نہ بخشا جاؤں گا توبہ کرنے سے کیا ہوتا ہے یا کوئی کسی سے کہے، رشوت اور حرام مال کھانے سے باز آ تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے وہ کہے میرا تو گوشت پوست سب حرام سے پلا ہے اب باز آنے سے کیا فائدہ یا کوئی کسی سے کہے دنیا کو چھوڑ اور آخرت کو اختیار کر تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے وہ کہے دنیا کو نہ چھوڑوں گا کہ موجود ہے اور آخرت وعدہ ہے یا کہے آخرت کس نے دیکھی ہے اسی طرح جس گفتگو کرنے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے ناامیدی اور بے پروائی سمجھی جائے وہ سب کفر کی بات ہے آدمی کتنا ہی گنہگار اور کیسا ہی بدکار ہو لیکن لازم ہے کہ ہر وقت توبہ اور استغفار کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے ناامید نہ ہو تو وہ بڑا بسیار بخشش اور اندک پذیر ہے اور ایسا غفور اور رحیم ہے کہ اگر اس کے فضل و کرم کا دریا جوش میں آئے تو بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کر دے کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑے گا یا الٰہ العالمین یا اکرم الاکرمین میں سب گنہگاروں کا سردار ہوں لیکن تیرے رحم اور کرم کا امیدوار اور تیرے قہر سے ترسگار مجھ روسیاہ ظاہر آراستہ باطن خراب کو اور سب مسلمانوں کو اپنے فضل و کرم کا امیدوار رکھ اور ہمارے گناہوں سے درگذر، آمین ثم آمین۔

چھٹی شرط کی ضد اور خلاف یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قہر و عذاب سے نڈر ہونا اور خوف نہ کرنا اور یہ کفر ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی شخص سے کہے تو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر اور فلانا برا کام مت کر وہ کہے میں خدا کے غضب سے نہیں ڈرتا یا کہے خدا تعالیٰ بہت کرے گا دوزخ میں ڈالے گا اس کے سوائے اور کیا کر سکتا ہے یا کہے مسلمان کو کسی

گناہ پر عذاب نہ ہوگا یا کہے میں نے کیا بُرا کیا ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈروں یا کہے میں عذاب اور ثواب سے بیزار ہوں یا کوئی کسی سے کہے تو میرا قرض ادا کر کہ قیامت میں پیسہ نہ ہوگا اس کے بدلے تجھ کو عذاب کریں گے وہ کہے مجھ کو اور دے میں تجھ کو قیامت میں سب ادا کردوں گا اسی طرح جس بات میں اس قہار کے قہر اور غضب سے نڈر اور بے خوف ہونا سمجھا جائے سب کفر ہے آدمی کو لازم ہے کہ ہر وقت بڑے چھوٹے گناہ سب سے بچتا رہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت و مغفرت کا امیدوار رہے ویسا ہی اس کے قہر و غضب سے ڈرتا رہے اور ہر دم پناہ مانگے جیسا اس کی رحمت کا دریا بحر ذخار ہے ویسا ہی اس کے قہر کا طوفان ناپیدا کنار ہے جس طرح رحم کے وقت اگر چاہے تو بڑے گناہ کو بخش دے اور مرتکب کبیرہ کو نعمائے بہشت میں پہنچائے اسی طرح اگر قہر کرنے پر آئے اور عذاب دینا منظور ہو تو ذرا سے چھوٹے گناہ کو پکڑے اور صاحب صغیرہ کو دوزخ میں ڈال دے، یار و ایمان داری اور بندگی اسی بات میں ہے کہ خوف و رجاء یعنی مہر کی امید اور قہر سے ڈر دونوں برابر ہوں یہاں تک کہ اگر غیب سے آواز آئے کہ سارے جہان کے لوگوں میں فقط ایک ہی آدمی بخشا جائے گا سوائے اس کے سب دوزخی ہوں گے تو ہر ایک سننے والا باوجود کثرت گناہوں کے یہی امید رکھے کہ وہ ایک آدمی مرحوم و مغفور میں ہی ہوں اللہ تعالیٰ اپنی عنایت بے غایت سے مجھی کو بخشے گا اور جو یوں آواز دے کہ سارے جہان کے آدمیوں میں صرف ایک ہی شخص دوزخی ہوگا اس کے سوائے سب ادنیٰ اعلیٰ بہشتی ہوں گے تو ہر ایک سننے والا اگر چہ بڑا متقی اور پرہیز گار ہو یہی خوف کرے کہ شاید وہ دوزخی میں ہی ہوں، یا مجیب الداعین ہم کو اور سب بنی آدم کو اپنے غضب اور رحمت کا خوف بدرجہ کامل نصیب کر اور سب مسلمانوں کو اپنے خاص بندوں کی پیروی دے اور نیک لوگوں میں داخل کر اور گناہوں سے درگذر، آمین یا رب العالمین آمین ثم آمین۔

ساتویں شرط کی ضد یہ ہے:۔ کہ اللہ صاحب کے ذکر اور یاد سے ملول اور ناخوش ہو اور یہ کفر ہے یعنی اگر کوئی کسی سے کہے خدا کا ذکر کر وہ کہے مجھ کو روزی کا ذکر بڑا

ہے خدا تعالیٰ کا ذکر کیا کروں یا کوئی کہے چلو مسجد میں نماز پڑھیں اور خدا تعالیٰ کا ذکر اور یاد کریں وہ کہے خدا تعالیٰ کے ذکر میں کیا لذت ہے چلو راگ کی مجلس میں بیٹھیں یا کوئی دین کا علم یا قرآن شریف کی تفسیر کا وعظ اور بیان کرتا ہو دوسرا کہے اس کا ذکر چھوڑ و دنیا کا ذکر کرو یا کوئی کسی سے کہے خدا تعالیٰ کے ذکر اور بندگی میں مشغول ہو وہ کہے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور بندگی بزرگوں کا کام ہے ہم تو دنیادار ہیں یا کہے خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا دنیا کے کاموں سے فراغت ہونے کے بعد ہے غرض کہ جس بات میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ناخوشی اور بیزاری سمجھی جائے وہ سب کفر ہے مومن کو چاہیے کہ ہر دم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خوش اور مشغول رہے اور اس کی یاد کو سب پر مقدم اور اولیٰ جانے جس جگہ وعظ اور نصیحت کی مجلس اور دین کے علم کا چرچا ہو سب کام چھوڑ کر وہاں حاضر ہوا کرے اور خوشی سے سن کر اس پر عمل کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبرداروں میں محشور ہو اور نیکوں کے گروہ میں داخل ہو، یا الٰہی مجھ کو اور جمیع اہل اسلام کو اپنی یاد اور ذکر میں مصروف اور مشغول رکھ اور علمائے دین دار اور مشائخ پرہیزگار کی صحبت سراسر ہدایت میں حاضر کر کے عالم باعمل کر دے اور بُروں کی صحبت سے الگ اور دور رکھ آمین الٰہی ثم آمین۔

آٹھویں شرط کی ضد یہ ہے:۔ کہ شریعت کے حکموں سے بعض حکم کو نہ مانے یا قبول نہ کرے یا بُرا جانے سو یہ کفر ہے مثلاً کسی مقدمہ میں کوئی کسی سے کہے شریعت پر چل اس کے موافق عمل کر وہ کہے میں شریعت کو نہیں جانتا یا کہے میں نہیں چلتا تو شریعت پر چل یا کوئی شخص کسی کے پاس شریعت کا حکم اور فتویٰ لائے وہ کہے کیا ایک ٹکڑا کاغذ کا فتویٰ لایا ہے یا دو شخصوں کا قضایا مقدمہ شریعت میں جائے پھر جس کے مطلب کے موافق شریعت کا حکم نہ ہو تو وہ اس حکم کو دل سے قبول نہ کرے اور مکروہ جانے اور اہانت کرے یا شریعت کے کسی حکم سے یا دین کے علم سے منکر ہو یا کسی حکم کی حقارت کرے، اور خفیف جانے یا مونچھیں کم کرنے کو یا داڑھی بڑھانے کو یا پائجامہ ٹخنوں سے اونچا رکھنے کو یا کسی اور نیک کام کو برا جانے سب کفر ہے ہر مسلمان کو اتباع اور پے روی شریعت اور اس کے سب احکام بیک

زبان قبول کرنا لازم ہے اور چھوٹے سے چھوٹے حکم کا انکار یا اہانت کفر ہے، یا مجیب الدعوات مجھ کو اور سب امت محمدی کو اتباع جمیع احکام شریعت محمدی کا نصیب کر اور اسکے اوامر کا شوق کامل اور نواہی سے اجتناب ونفرت تمام عنایت فرما، آمین یا الہ العالمین ثم آمین۔

نویں شرط کی ضد یہ ہے:- کہ جو چیزیں حق تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حلال کی ہیں ان میں سے کسی کو حرام یا بُرا جانے سو یہ کفر ہے چنانچہ کہے جو کچھ دنیا میں ہے سب حرام ہے یا کہے قسم کھانا نہ جھوٹ پر حلال ہے نہ سچ پر، یا ایک مرد کو چار جوروئیں جمع کرنا حرام یا بُرا جانے یا محرم کی دسویں تاریخ کو سال بھر میں سوائے روز عیدین اور ایام تشریق کے کسی اور دن بغیر عذر شرعی روزہ رکھنا حرام اور معیوب جانے یا عشرہ محرم یا سیزدہ صفر میں حجامت کرانا یا نئے یا دھلے کپڑے پہننا یا چارپائی پر سونا حرام اور معیوب جانے یا حضرت بی بی فاطمہؓ کے فاتحہ کا کھانا جو ہندوستان میں رائج ہے مرد کو یا کسی عورت کم ذات کو یا عورت کو چہ گرد کو یا دوسرے نکاح والی عورت کو کھلانا حرام جانے یا جس عورت بیوہ نے بہ لحاظ حکم شرع شریف کے دوسرا نکاح کرلیا ہو اس کو کوئی عورت یا مرد اپنے برابر نہ جانے حقارت سے دیکھے اور سمجھے کہ عورتوں کو دوسرا نکاح کرنا حرام اور عیب کی بات ہے اس سبب سے یہ عورت عیب دار ہوگئی اور فی الحقیقت بموجب حکم خدا اور رسول کے ایسی عورتوں کو عیب دار کہنا اور دوسرا نکاح کرنے کو حرام اور بُرا جاننا موجب زوال ایمان کا ہے اس واسطے کہ عورت کو خاوند کے مرنے سے پیچھے یا طلاق کے بعد جب عدت موت کی اور طلاق کی گذر چکی ہو دوسرا خاوند کرنا حکم خدائے تعالیٰ کا ہے کلام اللہ شریف سے ثابت ہے اور سب پیغمبروں کے عہد میں جاری رہا ہے بڑی بڑی حکمتیں مصلحتیں اس میں چھپی اور کھلی موجود ہیں چنانچہ سوائے ام المؤمنین محبوبہ رسول رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سب امہات المؤمنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا نکاح دوسرا یا تیسرا آنحضرت ﷺ کے ساتھ منعقد ہوا تھا اور حضرت ﷺ کی بعضی بیٹیوں اور نواسیوں کے اور اکثر اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیبیوں اور بیٹیوں کے کسی کے دو اور کسی کے تین اور کسی کے چار نکاح ہوئے ہیں از اں جملہ حضرت لیلی بنت ابی مرہ زوجہ

حضرت علیؓ کا نکاح بعد شہادت حضرت علیؓ کے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے ساتھ ہوا اور جناب فاطمہ صغریٰ بنت حضرت امام حسینؓ کا پہلا نکاح حضرت عمر ابن عثمان بن عفانؓ کے ساتھ بندھا اور اسماء بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر طیارؓ آپ کی شہادت کے بعد حضرت امیر المؤمنین ابا بکر صدیقؓ کے نکاح میں آئیں پھر بعد وفات حضرت ابوبکرؓ کے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے نکاح میں آئیں حضرت یحییٰ اور عون پسران علیؓ اسماء بنت عمیس کے شکم سے تھے اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہراؓ کے نکاح کا چار شخصوں کے ساتھ اتفاق ہوا، پہلا نکاح حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کے ساتھ پھر بعد ان کی شہادت کے حضرت عون بن جعفرؓ بن ابی طالبؓ کے ساتھ پھر بعد وفات عون کے محمد بن جعفرؓ موصوف کے ساتھ پھر ان کے انتقال کے بعد چوتھا نکاح حضرت ام کلثومؓ کا عبداللہ بن جعفرؓ ممدوح کے ساتھ منعقد ہوا غرض کہ یہ چند نکاح عورات بیوہ کے بطریق نمونہ بیان ہوئے اور فی الحقیقت یہ طریق مسنون ومحمود ہمیشہ سے آج تک جمیع ملک عرب وغیرہ میں جاری ہے صرف ہندوستان کے مسلمان بسبب مصاحبت اور موافقت ہندوؤں اور مشرکوں کے اس فعل حمیدہ اور امر پسندیدہ کو بُرا جان کر عیب دیتے ہیں اور دوسرا نکاح کرنے والی عورتوں کو عیب دار کہہ کر فی الحقیقت ازواج مطہرات اور بنات طیبات آنحضرت ﷺ کو اور اصحاب باوقار کی بیبیوں اور بیٹیوں کو بٹہ (نشانہ) لگاتے ہیں اور اپنی جان کو ایسے امر جلیل القدر کو بُرا جان کر بے عیب پاک سمجھتے ہیں اور ایسے بڑے حکم محکم اور فعل مستحسن کو عیب دار کہہ کر اور اس سے منکر ہو کر کافر بنتے ہیں، الٰہی توبہ ہزار توبہ چھوٹا منہ بڑی بات اگر ادنیٰ فکر اور غور کریں تو جانیں کہ سیکڑوں فائدے دنیا اور دین کے اس حکم کی پیروی میں موجود ہیں اور اس سے گناہ کرنے میں اور دور رہنے میں جس قدر فضیحتیں اور رسوائیاں حاصل ہیں سو اظہر من الشمس ہیں حاجت بیان کی نہیں جو کوئی صاحب غیرت عقل کی آنکھوں سے دیکھے تو سب نظر آجائے یا ہادی الضالین مجھ کو اور سب مومنین ومومنات کو جمیع احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی اور نیک کو نیک اور بد کو بد سمجھنے کی توفیق دے اور سب محرمات وبدعات سے محفوظ ومامون رکھ اور راستی نصیب کر کہ ہم سب ہمیشہ تیرے فرائض اور واجبات کے ادا کرنے

میں اور نبی صاحب ﷺ کی سنت کے رواج دینے میں اور کفر و بدعات کے مٹانے میں مشغول و مشغوف ہو جائیں بحرمۃ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین۔

دسویں شرط کی ضد یہ ہے :۔ کہ جو چیزیں کہ اللہ صاحب نے حرام کی ہیں ان میں سے کسی کو حلال اور درست کہے یا درست جان کر عمل میں لائے سو یہ کفر ہے جیسا کہ شراب پینا، جوا کھیلنا، چوری بدکاری کرنا، کسی کو ناحق مار ڈالنا درست جانے یا آرزو اور تمنا اور حسرت کی رو سے کہے کہ زنا یا چوری یا قتل ناحق یا پیٹ بھرنے پر کھانا حلال ہوتا تو کیا اچھی بات تھی یا ماں باپ کو ایذا دینا یا ان کو سخت اور درشت کہنا یا جھڑک کر اور جھنجھلا کر ان سے بولنا اور اولاد پر بموجب شرعی رحم اور شفقت نہ کرنا درست جانے یا جورو اور اولاد اپنے خاوند اور ماں باپ کے مال میں ان کے بغیر حکم اور رضا مندی کے تصرف کرنے یا چرانے کو حلال جانے لیکن اگر خاوند اور ماں باپ نے جورو اور اولاد کو اپنے مال میں تصرف کرنے کا حکم دے رکھا ہو یا اس تصرف کرنے والے کو ان کی مرضی معلوم ہو تو مضائقہ نہیں یا کوئی شخص بازار کی عورت کے پاس جائے پھر کہے کہ میں نے زنا نہیں کیا اگر میں اس کو خرچی نہ دیتا تو زنا ہوتا یا کہے زنا تو حرام اس وقت ہے جب دونوں طرف سے رضا مندی نہ ہو یا کسی مرد کے یا کسی جانور کے ساتھ فعل شنیعہ کرنا حلال جانے یا کہے مجھ کو رمضان کا روزہ رکھنا فرض نہیں یا کہے میں تو محتاج ہوں مجھ کو جو کچھ وقت بے وقت میسر ہوتا ہے سو کھا لیتا ہوں اور نہیں تو ہمیشہ روزہ ہی ہے خاص روزہ رمضان کا مجھ پر فرض نہیں یا کہے روزہ رمضان کا مال داروں پر فرض ہے کہ افطار کے وقت طرح طرح کی افطاریاں اور انواع در انواع کے میوہ جات اور کھانے اور ہر ایک نعمت کھانے کو موجود ہے یا کہے روزہ تو اس پر فرض ہے جو خوش خرم ہو ہم تو مانند مردے کے ہیں یا حیض و نفاس کے ایام میں صحبت کرنا یا چار جوروؤں سے زیادہ جمع کرنا روا جانے یا کوئی کسی سے کہے نشہ دار چیز کے کھانے پینے سے توبہ کرو وہ کہے مجھ کو عادت ہوگئی ہے اگر اب نہ کھاؤں تو بیمار ہو جاؤں مجھ کو نشہ کھانا حلال ہے یا عالم کسی جاہل سے کہے مول لینا اور بیچنا یعنی خرید و فروخت خلاف شرع کے مت کر کہ حرام ہے وہ کہے مجھ کو

کچھ مضائقہ نہیں کہ میں جاہل ہوں تو ہوشیار رہ کر تو عالم ہے یا رشوت اور بیاج لینا دینا دلوانا یا سودا لیتے دیتے کم زیادہ تولنا یا کفر اور ظلم پر یا کسی حرام کام پر مدد کرنا یا جھوٹ بولنا یا افترا یا بہتان کسی پر کرنا چغلی کھانا کسی کی غیبت کرنا پیچھے بُرا کہنا عیب جوئی کرنا جھوٹی قسم کھانا درست جانے یہ سب کفر کی باتیں ہیں لیکن اگر کسی کی جان یا آبرو ناحق اور بے موجب جاتی ہو تو جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا مباح ہے اور جو کسی کی قبر پر چراغ جلانے کو یا قبر پر مسجد بنانے کو یا کسی کی قبر کو سجدہ اور طواف کرنے کو درست جانے کافر ہو علی ہذا القیاس کسی کی قبر کے بالیں یا پائیں یعنی سرہانے یا پائنتی سے پھول یا خاک مسنون جان کر لانا اور اس کو بامید ثواب بطریق تبرک آپس میں تقسیم کرنا اور موجب صحت اور برکت کا سمجھ کر اس کو کھانا جیسے ہندو اور بت پرست اپنے بتوں کے سر اور پاؤں سے اٹھا کر بڑی تعظیم سے تبرک اور پرشاد نام رکھ کر آپس میں لیتے دیتے ہیں یا تعزیہ مہندی کسی کے نام کی بنانے کو یا کسی کے نام کے علم اور شدے رکھنے کو بہتر اور جائز جاننا اور بطور اصل کے اس کی تعظیم کرنا اور موجب ثواب اور مغفرت کا جاننا یا حق تعالیٰ کے سوائے کسی اور کی نذر یعنی منت ماننا یا کسی کے سر پر بال یا چوٹی چھوڑنا یا گلے میں ہنسلی طوق یا زنجیر یا کان ناک میں در یا بلاق یا پاؤں میں کڑا یا بیڑی کسی کے نام کی ڈالنا یا عورت کو سر کے بال کترانا اور بیڑیاں رکھنا یا بالوں کے دراز کرنے کو کسی اور کے بال چوٹی میں ملانا اور نیلا گودنا یا گدوانا اور مردے پر چلا کر رونا نوحہ کرنا بال نوچنا کپڑے پھاڑنا سر پیٹنا چھاتی کوٹنا ہائے توبہ مچانا یا سوائے خاوند کے کسی اور کے واسطے تین دن سے زیادہ سوگ رکھنا درست جانے پر چوپڑ شطرنج گنجفہ وغیرہ کھیلنا کبوتر وغیرہ اڑانا مرغ مینڈھا بلبل تیتر بٹیر لڑانا درست جانے یا کوئی شخص شراب یا کچھ نشہ دار چیز کھا کر یا کچھ اور حرام کام کر کے خوش ہو اور کہے خوش دیے وہ شخص جو ہماری خوشی سے خوش ہو پھر اور لوگ سن کر آمین کہیں یا ایک شخص نے شراب پی اور اس کے قریبوں نے آکر کچھ نثار کیا یا مبارک باد کہا یا کوئی شراب پی کر واعظوں کی طرح بلند مکان میں بیٹھ کر کچھ واہیات بکنے اور ٹھٹھے کی باتیں کرنے لگا، اور لوگ ہنسنے لگے یا مال حرام سے صدقہ دے کر امید ثواب کی رکھنی اور لینے والے نے مال حرام کا جان بوجھ کر اس کو دعا دی پھر اس دینے والے نے آمین کہی ان

صورتوں میں سب کافر گئے علیٰ ہذا القیاس کوئی شخص کسی جانور کی آواز سن کر کہے کہ کوئی بیمار مرے گا یا غلہ گراں ہوگا یا کوئی شخص جانور کی آواز سے یا اس کے سامنے سے یا کسی کے چھینکنے سے شگون لے کر سفر سے یا کسی کام کرنے سے باز رہے اور یقین جانے کہ ان چیزوں سے کام بگڑ جاتا ہے یا کافروں کا چلن اور وضع پسند کرے مثلاً کھانا کھانے میں یا کپڑا پہننے میں یہود و نصاریٰ کی یا مجوس و ہنود کی مشابہت اختیار کرے جیسا کہ اکثر عوام مسلمان ہنود کی طرح اپنی عورتوں کو لہنگا لگرا پہناتے ہیں اور اکثر عوام بلکہ خواص بھی اپنے چھوٹے لڑکوں کو زیور طلائی اور نقرئی اور حریر پہناتے ہیں بلکہ خود بھی پہنتے ہیں باوجودیکہ حریر اور زیور چھوٹے بڑے مردوں کو سب کو پہننا حرام ہے اور حلال جاننا حرام کا کفر ہے مگر انگوٹھی چاندی کی قریب وزن ایک مثقال کے جس میں اپنے نام کا نگینہ جڑا ہو درست ہے اور باسن سونے چاندی کے استعمال کرنا حرام ہے اور درست جاننا کفر ہے، اسی طرح کافروں کے تیوہار اور خوشی کے دن ان کی موافقت کرنا کفر ہے، جیسے ان شہروں میں اکثر نام کے مسلمان ہولی اور دوالی اور تیجوں اور بسنت وغیرہ کے ایام میں کافروں کی طرح کھیل اور خوشی کرتے ہیں چنانچہ ہولی کے دن ناچ رنگ کروا کر بڑی دھوم مچاتے ہیں اور عبیر و گلال اور زرد سرخ رنگ آپس میں ایک دوسرے پر پھینک کر اچھے خاصے ہولی کے بھڑوے کہلاتے ہیں اور بہت خوش ہو کر ہنود کی طرح ہولی کا پکوان پکا کر کھاتے اور بانٹتے ہیں اور دوالی کے دن ہندوؤں کی طرح کھیلیں بتاشے اور کھلونے اور تصویریں مٹی کی اور شکر کی لا کر اپنے لڑکوں میں اور برادری کے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں جس طرح اپنے تیوہار کے دن تقسیم کرتے ہیں اور بھیجتے ہیں اور دوالی کی رات کو ہنود کی طرح جگہ جگہ اپنے گھروں میں بہت سے چراغ روشن کرتے ہیں اور ہتھیار جگاتے ہیں اور پرانے باسن توڑتے ہیں پھر دوسرے دن گوبردھن بنا کر یعنی جھاڑو کی سینکیں اور گوبر وغیرہ جمع کر کے اس کی پوجا کرتے ہیں اسی طرح ساون کے موسم میں یعنی سندی تیج کو پوری گلگلے وغیرہ پکوان پکا کر بطور بھاجی کے آپس میں تقسیم کرتے ہیں اور منگیتر دلہن کے واسطے سرخ چونری اور چوڑیاں اور لکڑی کے باسن رنگین بھیجتے ہیں اور اس کو ساون کہتے ہیں اور اپنی اپنی لڑکیوں کو ان کی سسرال سے بلا کر خوشیاں کرتے ہیں اور اکثر بے حیا

بے غیرت تو اپنی اپنی جورو اور بیٹیوں کو اچھے اچھے کپڑے گوٹا کناری لگا چوڑیا اور بھانت بھانت کے نقرئی وطلائی زیور پہنا کر ہاتھ پاؤں میں مہندی دانتوں کو مسی آنکھوں میں سرمہ ماتھے پر بندیا لگوا کر دن دہاڑے کھلے خزانے تیجیں کھیلنے اور سیر کرنے کو ہر میدان میں جہاں سیکڑوں لچے غنڈے بدوضع لوگ ان کی دید کرنے کو جمع ہوتے ہیں بھیجتے ہیں اور بعضے قرم ساق اپنے ساتھ لے کر نکلتے ہیں اور بسنت کو زرد بسنتی کپڑے پہنا کرتے ہیں اور حجام اور ڈوم وغیرہ جیسے کہ ہنود کو اس دن گیہوں اور جو کی ہری بالیاں دے کر اور آئینہ دکھا کر اور راگ سنا کر ان سے تیوہاری اور اپنا معمول لیتے ہیں ویسے ہی ان مسلمانوں سے بھی یہی معاملہ کر کے اور مبارک باد کہہ کر تیوہاری لیا کرتے ہیں اور بعضے مجاور پیٹ کے بندے روٹی پیسے کے غلام شیطان کے بہکانے سے ہندوستان کے بزرگوں کے مزار پر جا کر بسنت کے دن بڑی دھوم دھام اور ناچ رنگ کرتے ہیں اور ہزاروں آدمی گردو پیش کے اور دور دور کے وہاں جمع ہو کر ان مزاروں کی پرستش پوجا کرتے ہیں اور موجب ثواب اور مغفرت کا اور باعث حصول مقاصد دارین کا سمجھ کر کافر اور مشرک ہو جاتے ہیں اور جیسے کہ اپنی عید کے دن بن سنور کر گھوڑوں اور سواریوں پر چڑھ کر عید گاہ کو جاتے ہیں ویسے ہی دسہرہ کے دن بھی ہنود کے ساتھ میدان جا کر کھیل کود اور دھوم دھام کرتے ہیں اور دسہرہ کے دن ہنود کی طرح یہ بھی اپنے اپنے گھوڑوں اور بیلوں کو رنگین کر کے زر وزیور سے بنا سنوار کر شال دوشالے ان کے اوپر ڈال کر ڈھول تاشے بجاتے دولت مندوں کے دروازوں پر لے جاتے ہیں بلکہ بعضے لوگ ان دنوں میں ہنود اور نصاریٰ کی خوشنودی کے واسطے شیرینی وغیرہ خوانوں میں بنا سنوار کر بڑی تعظیم سے ہدیہ تحفہ بھیجتے ہیں اور آپ بھی جا کر روپے اشرفی اپنے اپنے مقدور کے موافق ان کو نذریں گزارتے ہیں اور جس طرح کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی عید کے روز آپس میں گلے ملتے ہیں اسی طرح ہولی دوالی کو بھی ہندوؤں سے معانقہ کرتے ہیں اور گلے ملتے ہیں جو لوگ ان ظاہر کے مسلمانوں میں محتاج اور کنگال ہوتے ہیں اور بسبب بے مقدوری کے اپنے گھر تیوہار ہنود کے نہیں کر سکتے وہ لوگ ان دنوں میں ہنود کے گھر جا کر ناچ رنگ میں شریک ہو کر پھاگ وغیرہ کھیل کر رنگ پاشی کر کے عبیر گلال پھینک کر خوشی خرمی مچا

کر کفر میں پڑتے ہیں غرض کہ جو کچھ تیوہار اور پوجا اور منت وغیرہ رسوم کافروں کے ہیں سو سب ان نام کے مسلمانوں میں جاری ہیں اور ایسے بے عزت ہیں کہ ذرا نہیں شرماتے کہ ہنود وغیرہ تو ان مسلمانوں کے تیج تیوہار میں یا کسی رسم ریت میں کبھی شریک نہیں ہوتے اور عمل میں نہیں لاتے اور یہ لوگ ان کے سب تیوہاروں میں شریک ہوتے ہیں اور ان کی شادی غمی کی رسمیں بسر و چشم بجالانے کو موجب برکت اور زندگی جانتے ہیں اور ناحق کافر بنتے ہیں چنانچہ اکثر علماء نے ہنود و کفار کے میلوں اور تیوہاروں میں مسلمان کو نہ صرف بہ نیت تماشا بلکہ بہ نیت سوداگری اور خرید و فروخت کیلئے جانا بھی کفر لکھا ہے پس ان کی موافقت اور مشابہت کے لحاظ سے تو بطریق اولیٰ کفر ہوا اور بعضے لوگوں نے رسوم کفار کو پسند کر کے وہی رسمیں اپنے گھر بعض ایام میں مقرر کر دی ہیں جیسے صفر کے تیرہ ۱۳ دن گزرنے کے بعد چودھویں ۱۴ شب کو پرانے باسن توڑنا شب برات کو معمول سے زیادہ بہت سے چراغ جا بجا جلانا، آتشبازی چھوڑنا، اور چھڑوانا جمادی الاول میں اور جیٹھ کے پہلے اتوار کو حضرت شاہ مدار اور سید سالار کے نام کی چھڑیاں، اور جھنڈیاں بنا کر مکن پور اور بہرائچ کو ڈھول تاشے بجاتے بڑی دھوم سے دھمال کھیلتے دم مدار بالے میاں کی مدد پکارتے لے جانا اور محرم میں اماموں کے نام کے علم اور تعزیے اور شدے اور چبوترے بنانا اسی طرح اور اکثر واہیات ہیں کہ ان کو عمل میں لاتے ہیں اور ان حرکات کو طریقہ اسلام اور سبب نجات اور ثواب کا اعتقاد کر کے اچھے بنے بنائے مشرک اور کافر ہو جاتے ہیں اور شادی غمی میں سوائے رسومات مشروعہ اور مسنونہ کے کفار کی رسمیں پسند کرنا اور عمل میں لانا اور موجب بھلائی اور مبارک بادی کا جاننا کفر اور شرک میں پڑنا ہے، اکثر ہندوستان کے مسلمان بسبب کثرت ملاقات کفار ہند کے ابتدائے تولد فرزند سے بلکہ رحم میں نطفہ کے قرار پانے کے وقت سے مرنے کے بعد تک ہر ایک شادی و غمی میں سیکڑوں رسمیں ہنود و مشرکین کی خلاف حکم شرع کے عمل میں لا کر کفر میں گرفتار ہوتے ہیں اور کچھ قباحت اور مضائقہ نہیں جانتے بلکہ ان رسموں پر عمل کرنے کو یمن و برکت کا سبب جان کر فرض اور لازم سمجھتے ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی مسلمان دین دار پرہیزگار ان کو ایسی حرکات ناروا سے منع کرتا ہے تو بہت ناخوش ہو کر نیلی پیلی

آنکھیں دکھا کر کہتے ہیں کہ یہ رسمیں تو ہمارے باپ دادوں سے ہوتی چلی آتی ہیں ان کو موقوف کرنا باعث نقصان اور نامبارکی کا ہے تو یہ ہم ہرگز کبھی موقوف نہ کریں گے حالانکہ فی الحقیقت وہ رسمیں کرنا اور درست جاننا دنیا کے نقصان کا سبب اور عاقبت کی بربادی کا باعث ہے۔

اب بعضی رسمیں کفار کی جو اکثر ظاہر کے مسلمانوں میں جاری ہیں سو بیان کرتا ہوں لازم ہے کہ ان کو اور جمیع رسومات کفار کو عمل میں نہ لائیں جو کوئی ان کو درست اور بہتر جانے گا بسبب کفر وشرک کے ہمیشہ دوزخ میں جلے گا اور جو ان کو برا جانے گا اور ان سے بچتا رہے گا دنیا کے نقصان اور تکلیف سے عاقبت کے عذابوں سے نجات پائے گا ان رسموں میں سے بعض رسمیں عورتوں کے حمل کے دنوں میں مقرر اور اختیار کر لی ہیں یعنی جس عورت کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے تو حمل کے شروع سے جننے کے وقت تک ہندوستان کے مشرکوں کی رسمیں کرتے ہیں چنانچہ اس عورت کو جلتا چراغ اٹھانے کو اور اس کے پیچھے کسی کو کھڑا ہونے کو اور اس کو کسی زچہ عورت کا منہ اس زچہ کے نہانے سے پہلے دیکھنے کو اور چاند سورج کے گھٹتے ہوئے (گہن کیوقت) اس کو کچھ کام یا حرکت کرنے کو اور رسم پچوانسی ستوانسی کے نہ کرنے کو نحس اور نامبارک اور سبب حمل کے گر جانے کا یا پیٹ کے بچے کے اعضا کی کمی زیادتی کا موجب جان کر ان سب رسموں کو کرنا مشروع اور مبارک اور حمل کے دن پورے ہونے کا سبب اور بچے کی عمر دراز ہونے کا باعث یقین کر کے لازم اور واجب جانتے ہیں پھر جب سات مہینے حمل کے تمام ہوتے ہیں اور آٹھواں مہینہ شروع ہوتا ہے اس مہینے کو بہت سخت اور بد جان کر آٹھویں کی جگہ ان گنا مہینہ کہتے ہیں اور اس حاملہ کو اس سارے مہینے میں اس کے ماں باپ کے گھر میں چھوڑ رکھتے ہیں اور مہندی سرمہ لگانے سے کنگھی چوٹی کرنے سے غسل کرنے اور سر میں تیل ڈالنے سے چوڑیاں اور رنگین یا اجلا کپڑا پہننے سے گھر کے صحن میں نکلنے خاوند کے گھر جانے سے بند رکھتے ہیں اور اگر اتفاقاً اس مہینے میں اس حاملہ کی طبیعت کچھ بیمار ہو جائے تو اس کی جان کے بدلے مرغ یا کوئی جانور بدلا دیتے ہیں اور یہ رسمیں نہ کرنے کو اس عورت کے یا اسکے خاوند کے یا پیٹ کے بچے کے مرنے کا یا کچھ نقصان اور بگاڑ کا سبب سمجھتے ہیں جب وہ امن چین سے تمام ہوتا ہے تو بہت خوش ہو کر برادری میں

شیرینی بانٹتے ہیں اور آپس میں مبارک بادی دے کر کہتے ہیں کہ بھلا ہوا جو یہ سخت مہینہ خیر سے کٹا پھر جب دردزہ شروع ہوتا ہے تو چھلنی میں اناج رکھ کر دائی جنائی کے آگے رکھتے ہیں اور اس وقت کسی پہلوٹی کی لڑکی کو اس کے پاس جانا بہت برا جانتے ہیں پھر جب بچہ جیتا جاگتا پیدا ہو جاتا ہے تو جیسے ہنود اپنی زچوں اور بچوں کی پیشانی پر بنہ باندھتے ہیں ویسے ہی یہ بھی اس کے ماں باپ کے گھر کا پنہ جو دھوم دھام سے ڈھول تاشے بجتا ہوا راگ رنگ ہوتا آتا ہے اس زچہ اور بچہ کی پیشانی پر باندھتے ہیں اور ہنود کی طرح اپنے اور اپنی برادری کے گھروں میں آم یا جامن کے پتوں کا بندھن بار بندھتے ہیں اور چونے کا تھاپا اپنی برادری کے دروازوں پر حجامنی کی معرفت جھاڑو سے لگواتے ہیں اور پریوں کی نیاز اور ان عورتوں کی جو زچگی کی حالت میں مرگئی ہیں فاتحہ کرواتے ہیں اور برہمن کو بلا کر اس سے اس لڑکے کا نام رکھواتے ہیں اور اس کی جنم پتری بنواتے ہیں اور حجام وغیرہ سے لڑکے کے پیدا ہونے کی مبارک بادی میں ہری گھاس کا پونڈا لے کر اسے سر پر رکھتے ہیں اور اس کے عوض میں حجام وغیرہ کو نقدی اور کپڑے دے کر بہت خوش ہوتے ہیں اور جننے کے وقت سے چھٹی کے روز تک کھانے سے پہلے اس زچہ کو اور اس بچہ کو چارپائی سے نیچے اترنے کو ممنوع جان کر اٹھنے نہیں دیتے ہیں اور ایک دن چھٹی کا مقرر کر کے دونوں کے نہلانے کے لئے دائی کے گھر سے ایک کورا لوٹا مٹی کا چونے سے پوتا ہوا منگوا کر رات کے وقت غسل کروا کر اس کے ماں باپ کے گھر کے کپڑے اور زیور پہنا کر گھر کے صحن میں نکال کر تارے دکھاتے ہیں اور چھٹی کے دن ناچ رنگ کروا کر ڈھول تاشے بجوا کر بڑی دھوم کرتے ہیں اور جیسے عورتوں کو اور چھوٹی لڑکیوں کو زیور پہناتے ہیں ویسے ہی لڑکے کو بھی زیور ہنسلی کڑے وغیرہ سونے چاندی کے پہناتے ہیں اور عقیقہ کے بدلے مہینوں کے بعد بلکہ برسوں کے بعد بشرط ہونے اسباب معین کے کسی بزرگ کے مزار کے پاس لے جا کر مونڈن کیا کرتے ہیں اور بعضوں نے بیساکھ کا مہینہ اور بعضے لوگوں نے بھادوں میں جنم آشٹمی کا دن مقرر کر رکھا ہے اور بعضے لوگ لڑکے کے سر پر ایک چوٹی چھوڑ کر باقی سب بال منڈاتے رہتے ہیں اور ختنہ کے روز اس چوٹی کو بھی سارے سر کے ساتھ منڈواتے ہیں اور ان حرکات واہیات کو ضروریات دین

کا جانتے ہیں اوران رسومات میں سے کسی کا ترک ہونا جان و مال کے نقصان کے سبب سمجھتے ہیں باوجودیکہ دین اسلام میں ان رسموں کی کچھ اصل نہیں یہ سب رسمیں اس وقت تک مشرکین اور ہنود کے یہاں موجود اور جاری ہیں ان کا بہتر اور مباح جاننا شرک اور کفر میں پڑتا ہے یعنی ایسے کام اور رسمیں کفار کی اور جو کچھ سوائے حکم خدا تعالیٰ اور رسول کے ہے عمل میں لانا اور سبب بھلائی اور بہتری کا جاننا حرام اور کفر ہے ایسی چیزوں کو درست اور بہتر جاننے سے اور تشبیہ بکفار کرنے سے مسلمان کا ایمان سلامت نہیں رہتا اگرچہ موافق عادت کے کلمہ شہادت کہا کرے (پڑھا کرے) اور روزہ نماز کرتا رہے جب تک کہ ان چیزوں کو اور سب ممنوعات کو ترک نہ کرے گا اور برا نہ جانے گا مسلمان نہ ہوگا اسی طرح ہر ایک شادی اور بیاہ میں جو رسمیں کافروں کی مقرر کی ہوئی ہیں اور شریعت نبوی سے ان کی کچھ اصل نہیں ان کو درست جاننے اور کرنے سے اور نہ کرنے کو سبب برائی اور نقصان کا باعث انجام بد ہونے کا سمجھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے جیسے برہمن سے ساعت پوچھ کر بیاہ کی لگن دھروانی (تاریخ مقرر کرنی) تھاپے اور مہندی اور گناولی اور گانٹھوں کی رسم کرنا تیل چڑھانا کٹھیا ڈالنا شامیانے کے نیچے کورے گھڑے رکھ کر ان میں لال تاگا باندھ کر بزرگوں کی فاتحہ دینا موسل میں اور دولہا دلہن کے ہاتھ میں کنگنا باندھنا پروت مقرر کرنا آٹے کا چراغ چومکھا جلا کر رسموں کے وقت لانا دولہا دلہن کے گھر میں جب کوئی رسم آئے تو راگ دینا ہنسلی بدھی سہرا مقنعہ دولہا کو پہنانا بیاہ سے پہلے کئی روز تک دولہا کے ہاتھ میں یا کمر میں چھڑا کٹارہ وغیرہ رکھنا رسم وریت کے نام سے کسمبی رنگ کا جوڑا مقرر کرنا آتش باز چھڑانا کاغذ کے درخت اور پھول بنوا کر آرائش کرنا ڈھول تاشے بجوانا ناچ رنگ کروانا کلس کو پوجنا یعنی جیسے کہ ہنود کے بیاہوں میں کہار ایک بن کر بھرا گھڑا اور لوٹا پانی کا بھرا لے کر دلہن کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اس کو کلس کہتے ہیں پھر دولہا کی طرف سے اس کلس کی پوجا کے پیسے روپے اس میں ڈالتے ہیں ویسے ہی ان مسلمانوں کے بیاہوں میں سقہ کا گھڑا لوٹا لے کر دلہن کے دروازہ پر کھڑا ہونا اور دولہا کی طرف والوں کو اس کلس میں پیسے روپے ڈالنا پھر قبل نکاح کے دلہن کے گھر میں دولہا کو لے جا کر اس کے بند بند کو کلاوہ سے ناپ کر اس سے باندھنا چھڑیاں مارنا

دلہن کے پاؤں کو دودھ یا شربت سے دھو کر وہ دھوون دولہا کو پلانا ڈوم اور ڈومنی وغیرہ سے راگ گوا کر اور ان سے گالیاں کھا کر ان کو کچھ انعام دینا جلوہ دینا جلوہ کے وقت دولہا کے سر پر سرخ دامنی ڈال کر عورت بنانا اور دلہن کے سر پر پگڑی رکھ کر مرد بنانا کھیلوں سے جلوہ کھیلنا سروج وغیرہ دولہا سے گھسوانا اور اس کے کاجل لگانا دلہن کے رخصت ہوتے وقت اس کا ڈولا پوجنا، مرغی کا بچہ اتار کر کہاروں کو دے دینا آٹے کا پتلا بنا کر دلہن پر سے اتار کر صدقہ دینا دولہا اور دلہن کو گائے بکری کی طرح بغیر ہاتھ لگائے ان کے منہ سے نباتیں چھوانا دلہن کے ہاتھ پر کھیر رکھ کر دولہا کو اس کی جیب (زبان) سے کتے کی طرح چٹوانا شادی کے بعد ہنود کے مور کی طرح دولہا دلہن کے سہروں کو دریا میں بہا دینا چوتھی بھورا گونہ کرنا تھوڑا جہیز ملنے سے دلہن کے ماں باپ پر ٹھٹھا اور طعن اور تشنیع کرنا لڑکیوں اور دامادوں کے گھر کی کوئی چیز لینے کو یا ان کے گھر کے کھانے کو معیوب اور حرام جاننا رت جگا بیٹھک کندوری کو ندا کرنا بیٹھک والی عورت کی باتوں کو جو مکر سے سر ہلا ہلا کر دیوانوں کی طرح واہیات بکتی ہے سچا جاننا اور خبر غیب کی سمجھ کر اس پر اعتماد کرنا اور کسی امر حرام اور غیر مشروع میں مال خرچ کرنے کو درست جاننا علیٰ ہذا القیاس جو رسم کفر اور بدعت اور خلاف شرع ہو اس کو مشروع جاننا اور عمل کرنا کفر ہے یہ سب رسمیں کفار اور مشرکین کی ہیں ان کو پسند کرنا اور عمل میں لانا حرام اور موجب کفر اور شرک کا ہے یعنی جس وقت کسی مرد یا عورت نے کسی فعل حرام کو حلال جان کر کیا کفر لازم آیا اور نکاح ٹوٹ گیا کنگنا باندھنا اور اس کو رسم کفر کی نہ جاننا کفر ہے پس باندھنے والا مجرد باندھنے کے کافر ہو گیا خواہ دولہا اور دلہن دونوں نے باندھا خواہ ایک نے پس اس فعل پر راضی ہونے والا اور کنگنا بنانے والا سب کافر ہوئے اب یہاں ایک بات بڑے کام کی لکھنا مناسب ہے وہ یہ کہ بعضے جاہل کنگنا باندھنے کو رسم قدیم سمجھ کر اب ان کا موقوف کرنا موجب نقصان دنیا کا اور سبب نامبارکی کا جانتے ہیں اور بعضے علماء کی تعلیم اور فہمائش سے کنگنا باندھنے کو باعث کفر کا اور سبب نکاح کے درست نہ ہونے کا جانتے ہیں اور اجتماع ضدین یعنی باندھنا اور نہ باندھنا دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور اس واسطے بڑی عقل مندی اور قابلیت سے سوچ کر اب چند سال سے یوں حیلہ مقرر کیا ہے کہ قبل نکاح کے چند روز کنگنا باندھے رکھتے ہیں اور نکاح کے وقت

کھول رکھتے ہیں بعد نکاح کے پھر باندھ لیتے ہیں اور بسبب بے علمی کے یہ سمجھتے ہیں کہ ذرا دیر کو نکاح کے وقت کھول رکھنے سے نکاح جائز ہو گیا اب پھر باندھ لینے سے ایمان میں اور نکاح میں کچھ خلل اور قباحت نہیں۔ یہ نہیں سمجھتے اور نہ کسی پڑھے (ہوئے) سے پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان ارادہ کرے کہ آئندہ کو بعد اس قدر مدت کے کفر اختیار کروں گا تو وہ مسلمان فوراً اسی وقت یہ ارادہ کرتے ہی کافر ہو جاتا ہے پس جب کہ کسی نے یہ ارادہ کیا کہ بعد نکاح کے یہ کنگنا باندھ لوں گا تو جیسا کہ کھولنے سے پہلے کافر تھا ویسا ہی بعد کھولنے کے بھی بسبب اس ارادہ کے کافر ہی رہا اور حقیقت الحال یہ ہے کہ اگر کھولتے وقت پھر کنگنا باندھنے کو اور جمیع منہیات وممنوعات شرعیہ کو برا جان کر سب سے توبہ اور اجتناب کرتا اور ارادہ کبھی گناہ کرنے کا اور کافر ہو جانے کا دل میں نہیں رکھتا تو البتہ بے شک ایمان اس کا عود کرتا اور نکاح بھی صحیح ہوتا غرض کہ بہرکیف ذرا دیر کو کنگنا کھول رکھنے سے جب کہ کفر ہی اس کا دفع نہ ہوا اور وہ مسلمان ہی نہ ٹھہرا تو نکاح اس کا کیوں کر درست ہوا اور اگر بالفرض وا لتقدیر اس وقت ایک دم کو نکاح درست بھی ہوتا لیکن اب پھر کنگنا باندھ لینے سے کافر ہو گیا اور نکاح باطل ہو گیا اور ذرا دیر کو کھول رکھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا، اب ایک بات اس سے بھی بڑھ کر عجیب تر یہ ہے کہ اکثر علماء کو اس کے آگاہ کر دینے اور موقوف کروانے کی طرف خیال اور التفات کم ہے اس کو بھی بگوش تنبیہ اور بسمع قبول سننا ضروری ہے وہ یہ کہ بعض بعض دولہا تو البتہ کسی کے بتانے سنانے سے کنگنا باندھنے کو کفر جان کر باندھتے ہی نہیں اور اکثر لوگ ذرا دیر کو کھول رکھتے ہیں لیکن دلہن کے ہاتھ میں سے کنگنا کوئی دور کرواتا ہے اور نہ کوئی اس کی برائی اس کی روبرو بیان کرتا ہے اور نہ قبل نکاح کے کوئی اس کو احکام شرع اور کلمات کفر و شرک سے آگاہ کرتا ہے بلکہ پہلے دلہن کا ولی بغیر اس کے پوچھے اپنی طرف سے کسی کو واسطے نکاح کر دینے کے وکیل ٹھہرا کر دولہا کے پاس نکاح کی مجلس میں بھیجتا ہے پھر وہ وکیل قاضی گویا کسی اور کو نکاح خواں بناتا ہے تو وہ نکاح خواں اس وکیل سے پوچھ کر آپ کلمہ ایجاب کہتا ہے اور دولہا سے کلمہ قبول کہلواتا ہے بعد ان سب معاملات کے دلہن کا کوئی قریب اس کے پاس جا کر اس کو آمنت باللہ اور پانچوں کلمے طوطے کی طرح پڑھا دیتا ہے نہ اس کے ہاتھ

سے کنگنا دور کرتا ہے نہ ان کلموں کے معنی بتاتا ہے نہ امر ونہی یعنی کرنے نہ کرنے کی باتوں سے خبر دار کرتا ہے پس دلہن بہر حال کافر ہی رہتی ہے حالانکہ نکاح کے مقدمہ میں صرف دولہا کا اسلام اور تجدید ایمان اور توبہ استغفار کچھ مفید نہیں جب تک کہ دلہن بھی کنگنے کو دور نہ کرے اور رسومات وموجبات کفر وشرک سے باز نہ آئے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ سمجھے اس وقت تک اس کے ساتھ مسلمان مرد کا نکاح درست نہیں کیونکہ وہ تو ابھی تک مسلمان ہی نہیں اور شریعت میں مسلمان کا نکاح کافر مشرک کے ساتھ درست نہیں ،خلاصہ اس تقریر وتحریر کا یہ ہے کہ اگر دولہا اور دلہن کے دونوں کے یا ایک کے ایمان میں کسی طرح کا خلل معلوم ہو تو لازم ہے کہ پہلے ان کو شرک اور کفر سے اور سب خلاف شرع باتوں سے توبہ اور استغفار اور سب مسلمانی کے کاموں پر اقرار کروا کر از سر نو مسلمان کرلیں تو نکاح ان کا باندھیں !نہیں تو شرعاً نکاح منعقد نہ ہوگا غرض کہ اگر بسبب جہالت اور نادانی کے دولہا یا دلہن کے ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوا ہو تو فرض ہے کہ بعد دریافت کرنے اس حکم کے جلد دور کریں اور آیندہ کو اس فعل قبیح سے اور سب بری باتوں سے توبہ اور استغفار کر کے از سر نو ایمان اپنا درست کرلیں بعد اس کے نکاح باندھا جائے اگر ایک کے بھی ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوگا یا کسی اور سبب سے ایک کا بھی کفر ثابت ہوگا تو نکاح جائز نہیں بلکہ ایسی حالت میں مجامعت کرنا زنا ہے اور اولاد حرام کی پیدا ہوگی اور اگر اتفاقاً نادانستگی میں بغیر کنگنا دور کئے اور بے توبہ کئے نکاح واقع ہوا ہو تو اب چاہیے کہ دونوں جلد جمیع منہیات سے توبہ کریں یعنی جورو اور خاوند از سر نو کلمہ کفر کے معنی سے خبر دار ہو کر تجدید ایمان کی کر کے پکے مسلمان ہو کر دو گواہ معتبر کے روبرو آپس میں پھر نکاح کرلیں اس بات میں ہرگز نہ شرمائیں حیا نہ کریں اور ہمیشہ مسائل دین ایمان کے سیکھتے رہیں اور اپنے پرائے کو مرد اور عورت کو سکھاتے رہیں دین کی تحقیق میں شرم کرنا بے شرمی ہے ،جناب پیغمبر صاحب ﷺ کے آل واصحاب دین ودنیا کی بھلائی برائی باتیں ادنیٰ اعلیٰ ہمیشہ آنحضرت ﷺ سے تحقیق کرتے پوچھتے رہتے تھے بلکہ عورتیں بھی حضور پُرنور میں حاضر ہو کر حیض ونفاس کے مسئلے اور دین اسلام کی باتیں پوچھتی تھیں اور شرم نہیں کرتی تھیں ،اگر وہ لوگ ان باتوں میں شرم ولحاظ کرتے تو علم دین کا کیوں

کر حاصل ہوتا اور مسائل ضرور یہ ہم تک کون پہنچاتا اور شریعت کے احکام اور کفر و گناہ سے بچنے کا طریق ہم کس سے دریافت کرتے کیا غضب کی بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے دین اسلام کے مسئلے عورتوں کو تعلیم کرنا سکھانا مطلق چھوڑ دیا بلکہ ان کو مطلق العنان اور فعل مختار کر دیا جو چاہتی ہیں سو بلا تردد اعمال کفر اور شرک کے کرتی رہتی ہیں اور ہر ایک شادی وغمی میں رسومات شرک اور بدعت کے عمل میں لاتی رہتی ہیں محرم اور نامحرم سے اپنے اور پرائے سے کچھ حیا وشرم نہیں کرتیں اور ان کو اولیاء اور خاوند سب جانتے دیکھتے ہیں، اور ہرگز کسی بات میں ان عورتوں کو تنبیہ و تادیب نہیں کرتے اور ایسی حرکتوں سے باز نہیں رکھتے بلکہ خود جورو کے مرید بن کر ان کی فرماں برداری اور خاطر کے واسطے دین کو برباد کرتے ہیں اور خلاف حکم خدا اور رسول کے حسب الطلب اسباب شرک اور کفر کے اور لباس کفار نابکار کا فوراً موجود اور مہیا کر دیتے ہیں اور ان کی ناخوشی کو گوارا نہیں کرتے بقول ؎

آں چہ بی بی جی بفرماید رواست
حکم بی بی جی بہ از حکم خداست

شاید کہ وہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ عورتوں کو احکام شرعیہ پر چلنا اور اسباب شرک اور کفر سے بچنا اور رسومات کفار و مشرکین سے دور رہنا اور بدعات اور منہیات کو چھوڑنا فرض نہیں جو کچھ ان کا دل چاہے سو کیا کریں ان کو سب مباح ہے ان سے کچھ مواخذہ نہیں یہ نہیں سمجھتے کہ ان باتوں میں عورت اور مرد سب برابر ہیں اور احکام شریعت کے سیکھنا سکھانا اور ان پر عمل کرنا اور ممنوعات شرعیہ سے دور رہنا اور برا جاننا سب پر یکساں فرض ہے پس مردوں کو لازم ہے کہ اپنی جورو اور لڑکوں کو بلکہ ہر ایک یگانہ بیگانہ کو احکام شرعی سے خوب واقف کرتے رہیں اس زمانے میں بسبب غفلت اور عدم تعلیم و تعلم کے یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے آگے شریعت کے حکم کی خوبیاں اور رسومات و بدعات کی برائیاں بیان کرتا ہے تو وہ متعجب ہو کر کہتا ہے کہ یہ باتیں اور رسمیں تو ہمیشہ سے ہمارے یہاں بلکہ سب مسلمانوں میں جاری ہیں اور آج تک کسی نے کسی کو ان رسموں سے منع نہیں کیا، کیا آگے کوئی پڑھا ہوا نہ تھا؟ سو ہم سے تو ان رسموں کا چھوٹنا بہت مشکل ہے یہ نہیں دریافت کرتے کہ سب کتابیں

فقہ اور حدیث کی بلکہ خود قرآن مجید مالا مال مملو اور ناطق ہے کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے اعتقاد کر لینے سے کفر ثابت ہوتا ہے اور جو کوئی کافروں کی رسموں پر عمل کرے یا اور کسی بات میں ان کی مشابہت کرے وہ دوزخی ہے اور ہمیشہ علماء دین دار اور مشائخ پرہیزگار ہر ایک کو ان حرکات سے منع فرماتے رہے ہیں اکثر لوگ مانتے آئے اور بعضے بسبب جہالت اور مخالفت کے اور بہ لحاظ مصاحبت کفار کے اور متابعت عورات کے خلاف پر اڑ گئے دریں ولا جو سو دو سو برس سے علم دین کا چرچا کم تر ہو گیا اور خدمت احتساب کی موقوف ہو گئی عالموں نے منع کرنے کو خواب وخیال سمجھا علم دین کا پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا تو بری رسموں نے روز بروز ترقی اور استحکام پایا۔ سو اب ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ سوائے رسومات مشروعہ کے کوئی رسم شادی وغمی میں نہ کرے اور کسی طعن اور ملامت کرنے والے کے برا کہنے پر خیال نہ کرے صرف طعن اور تشنیع کے اندیشہ سے ان رسموں کا چھوڑنا مشکل لگتا ہے نہیں تو اللہ صاحب نے کوئی بات مشکل اور محال اپنے بندوں پر مقرر نہیں فرمائی ہے سب کو لازم ہے کہ طعن اور ملامت کا اندیشہ دلوں سے اٹھا کر راہ راست اسلام کی قبول کریں اور رسومات کفر وبدعات سے باز آئیں تو ایمان بھی درست رہے اور ناحق کی زیر باری سے بھی بچیں اور نکاح بھی موافق شرع شریف کے منعقد ہو اور اولاد بھی نیک بخت پیدا ہو نہیں تو مال مفت برباد ہوگا اور آپ ہمیشہ زنا میں گرفتار رہیں گے اور اولاد حرام کی ہوگی اور بسبب کفر اور گناہ کے عاقبت خراب ہوگی سوائے دوزخ کے کہیں ٹھکانا نہ ملے گا ہم نے کہہ دیا آگے مختار ہیں جیسا کریں گے ویسا بھگتیں گے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق راستی کی عنایت کرے کہ کوئی راہ راست شریعت غرا سے قدم باہر نہ رکھے آمین ثم آمین۔

اب یہ معلوم کیا جانا چاہیے کہ جیسا اپنے گھر کسی شادی میں بلکہ کسی وقت ناچ رنگ کرانا ڈھول تاشے وغیرہ بجوانا اور کوئی رسم خلاف شرع عمل میں لانا درست نہیں ویسا ہی غیر کے گھر میں ناچ رنگ دیکھنے کو راگ سننے کو کسی رسم نامشروع میں شریک ہونے کو جانا درست اور مباح نہیں بلکہ اگر اس غیر کی شادی میں راگ رنگ ڈھول تاشہ ناچ دیا کچھ اور چیز خلاف شرع ہوتی ہو اور وہ شادی والا دوسرے کی دعوت کرے یا اس شادی میں شریک

ہونے کیلئے بلائے تو اس دوسرے کو جان بوجھ کر اس غیر کی شادی میں شریک ہونا اور دعوت قبول کرنا حرام ہے اور اگر ناواقفی سے وہاں چلا گیا پھر وہاں جا کر ناچ رنگ یا کوئی اور چیز خلاف شرع دیکھی تو اس کو لازم ہے کہ بمقدور اپنے اس شادی والے کو اور جو لوگ وہاں موجود ہوں سب کو اس خلاف شرع چیز کے دیکھنے اور کرنے سے منع کرے اور ان امور ممنوع کو دور کرائے اگر موقوف کریں اور باز رہیں تو بہتر ہے کہ آپ بھی وہاں بیٹھے اور ان کا شریک ہو، اور جو اس کا کہنا نہ مانیں اور موقوف نہ کریں تو آپ ان سے ناراض ہو کر چلا آئے اور آئندہ کو ان سے ملنا اور اپنی طرف سے سلام علیک کہنا چھوڑ دے پھر جب کبھی وہ لوگ توفیق نیک پا کر خلاف شرع کاموں سے باز آئیں اور آئندہ کو توبہ کریں تب ان سے خوش ہو کر ملاپ کرے اور اگر یہ جاننے والا جان بوجھ کر ایسی جگہ جائے اور برا نہ جانے بلکہ درست مباح جان کر ان کے ساتھ ناچ رنگ وغیرہ کے دیکھنے اور سننے میں شریک ہو جائے کفر میں پڑا مرد ہو یا عورت یا عورت کا خاوند یا ولی اس کو ایسی جگہ خوشی سے بھیجے اور منع نہ کرے اور برا نہ جانے تو وہ بھی اس عورت کی طرح کافر ہوا اور جو عورت ایسی جگہ جانے کو برا جانے اور اپنے دل میں مکروہ رکھے لیکن برادری کے لحاظ سے وہاں چلی جائے یا اس کا خاوند اور ولی باوجود یکہ ممنوع جاننے کے اپنایت کی خاطر داری سے وہاں بھیجیں اور جانے کو حکم دیں تو بالفعل کافر تو نہ ہوئے لیکن وبال گناہ کبیرہ کا سر پر لیا اور وہ عورت اور اس کا خاوند اور ولی سب خدائے تعالیٰ کی لعنت میں گرفتار ہوئے ایسے کاموں کو ضعیف اور ہلکا جان کر کافر ہو جائیں گے بلکہ بعض علماء کے نزدیک اگر عورت ایسی جگہ بغیر اذن خاوند کے چلی جائے تو مہر اور نفقہ وغیرہ اس کا خاوند کے ذمہ سے ساقط ہوا اور اگر خاوند اجازت دے تو وہ دیوث ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں اگرچہ عالم اور قاری ہو سو ہر ایک مرد اور عورت کو واجب ہے کہ ایسی جگہ جانے سے اور بھیجنے سے کمال پرہیز کرے اور دور بھاگے اور ہرگز کسی حال میں شریعت محمدیؐ کے حکم سے قدم باہر نہ رکھے ۔ اور اس بات میں پاس اور لحاظ برادری کا کبھی خیال میں نہ لائے بلکہ ان کو بھی ایسے گناہ کبیرہ کرنے سے آگاہ کرتا رہے تو سب دنیا اور دین کی بلاؤں اور عذابوں سے نجات پاوے۔

اب بعد اس کے یہ سننا اور یاد رکھنا واجب ہے کہ جیسے کسی شادی میں کوئی ادنیٰ یا اعلیٰ رسم ریت کفار کی درست جاننا اور عمل میں لانا کفر اور گناہ ہے ویسا ہی غمی اور موت میں اور کسی بیماری میں بھی رسومات کفر اور شرک پر عمل کرنا اور مشروع اور موجب صحت وحیات کا جاننا اور نہ کرنے کو سبب کسی کے مرنے کا یا نقصان اعضائے بیمار کا سمجھنا شرک اور کفر ہے چنانچہ چیچک کی بیماری میں گوشت نہ پکانا حجامت نہ کرانا دھوئے ہوئے کپڑے نہ پہننا غسل کر کے یا کسی بیمار کو یا مردے کو دیکھ کر چیچک والے بیمار کے پاس نہ جانا ان صورتوں میں اس کے پاس جانے کو اور اپنی پرچھائیں اس پر پڑنے کو سبب اس کی موت کا یا بیماری بڑھنے کا جاننا اور اس کا اعتقاد رکھنا اور چاندی یا سونے کا اچھمایان بنوا کر اس کے گلے میں ڈالنا اور چیچک کے دور ہونے کی امید پر خوک اور گدھے جگانا سیتلا اور بھوانی کی پوجا کرنا مالن سے سیتلا کی پوجا کروانا کسی مرد کے مرض کے دور ہونے کو بھوانی کا یا کالکا یا کسی اور مخلوق کا بکرا یا مرغا یا کوئی اور چیز منت ماننا یہ سب رسمیں کافروں کی اور مشرکوں کی ہیں ان کو درست جاننا اور ان پر عمل کرنا کفر اور شرک ہے علیٰ ہذا القیاس موت اور غمی میں کوئی بات یا کام بے صبری کا اور خلاف شرع کام کرنے کو برا نہ جاننا اور مباح سمجھنا کفر ہے جیسا چلا کر رونا ہائے کرنا پیٹنا بال نوچنا چھاتی کوٹنا نوحہ کرنا گریبان پھاڑنا سہاگن عورت کے جنازے کے یا قبر کے چاروں کناروں پر لال کپڑے کی بیرقیں کھڑی کرنا گھر سے جنازہ باہر نکلنے کے بعد گھڑوں کا پانی دروازے کے باہر ڈالنا چالیس ۴۰ دن تک بوریا بچھانا چارپائی پر نہ بیٹھنا مردے کے نہلانے کی جگہ کو لیپ پوت کر وہاں پھول ڈالنا اور اس ناپاک جگہ کی تعظیم کرنا اور وہاں چالیس ۴۰ دن تک چراغ جلانا چند مدت تک عورتوں کو پان نہ کھانا سر میں تیل آنکھوں میں سرمہ کاجل نہ لگانا سرخ اور زعفرانی کپڑا استعمال نہ کرنا مہندی چوڑی خوشبو وغیرہ اسباب سنگھار کے موقوف کرنا یعنی سوائے خاوند کے کسی اور کے واسطے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کو درست جاننا یہ سب رسمیں کفر اور جاہلیت کی ہیں بلکہ مشروع یوں ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو چار ۴ مہینے اور دس ۱۰ روز تک سوگ کرنا اور سب چیزیں سنگھار کی موقوف رکھنا واجب ہے اس کو اس مدت تک سوگ نہ کرنا گناہ ہے اور واجب نہ جاننا کفر ہے لیکن چاہیے کہ کوئی کام خلاف شرع

جو اوپر بیان ہوئے ہیں عمل میں نہ لائے پھر جب چار ۴ مہینے اور دس ۱۰ روز تمام ہو چکیں تو سوگ موقوف کرے یعنی سرخ یا زعفرانی کپڑا پہن لے یا مہندی یا خوشبو استعمال کرے اور جو خاوند کے سوا کوئی اور مر جائے یعنی ماں باپ بیٹی بیٹا، بہن بھائی چچا بھتیجا ماموں بھانجا خالو خالہ ساس سسر دیور جیٹھ نندوئی یا اور کوئی تو تین ۳ دن تک اس کے واسطے سوگ کرنا جائز ہے واجب نہیں چاہے نہ کرے ان کے واسطے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے اور حلال جاننا کفر ہے اور مرد کو کسی حالت میں ایک ساعت بھی سوگ کرنا درست نہیں اور درست جاننا کفر ہے اور حرام جان کر سوگ کرنا گناہ کبیرہ ہے اسی طرح تیجا ۳ اور دسواں ۱۰ بیسواں ۲۰ اور چالیسواں ۴۰ ششماہی اور نوماہی ۹ برسی وغیرہ اور ان دنوں یا کسی اور دن کسی کی فاتحہ کے نام سے کوراکھڑا اپنی سے فاتحہ دینے کو طریق مسنون سمجھنے یا کسی کے مرنے کے بعد چند مدت معین تک گوشت پکانے کو یا بڑیاں توڑنے کو یا دال دھونے کو یا اچار ڈالنے کو یا دیگی چڑھانے کو یا کچھ شادی کرنے کو یا چرخہ کاتنے کو یا کسی اور کی شادی میں شریک ہونے کو معیوب اور ممنوع شرعی جانے اور کسی طرح کے نقصان کا باعث سمجھے کافر ہو، اب یہ جاننا چاہیے کہ جیسا جس شادی میں یا کسی دعوت میں راگ رنگ یا کوئی اور امر خلاف شرع موجود ہو وہاں کسی کو جان بوجھ کر جانا اور دعوت قبول کرنا روا نہیں ویسا ہی جس موت اور غمی میں نوحہ گری وغیرہ امور ممنوعہ غیر مشروعہ موجود ہوں وہاں بھی کسی مسلمان عورت اور مرد کو جانا روا نہیں اگر ناواقفیت کی حالت میں جا کر وہاں کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو واجب ہے کہ ان مصیبت والوں کو تسلی دلاسا دے کر رسانیت میں نصیحت کرے اور سمجھائے کہ سب کو مرنا برحق ہے اور یہ راہ ہر کسی کو درپیش ہے رونے پیٹنے سے نوحہ اور بے صبری سے مردہ زندہ نہیں ہوتا اور سوائے ناخوشی اور نارضامندی حق تعالیٰ کے اور سوائے اپنے گنہگار ہونے کے کچھ حاصل نہیں اب تم کو چاہیے کہ اللہ صاحب کی مرضی کے تابع اور اس کے حکم پر راضی ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر مستحق رحمت اور مغفرت کے ہو جاؤ اور صبر والوں کے گروہ میں داخل ہو کر حق تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھو یہ سب بکھیڑا کفر اور جہالت کا اور تمام واہیات خلاف شریعت کے دور کرو بعد اس تنبیہ اور تعلیم کے جو کچھ باتیں خلاف شرع اور حرکات کفر و جہالت کے جو اوپر

سے بیان ہوئے ان سب سے آگاہ اور خبردار رہے طریق مسنون ومشروع سنائے اگر وہ لوگ توفیق راستی کی پا کر سب بکھیڑا ماتم داری کا جو خلاف حکم خدا اور رسول کے ہو اس کو موقوف اور مسدود کر دیں اور طریق مسنون ومشروع واختیار کر لیں تو فہو المراد اور عین مطلوب اور نہیں تو آپ ایسے لوگوں سے کنارہ پکڑے اگر چہ مرنے کے وقت کے دن کھانا پکا کر اس قدر بھیجنا کہ وہ لوگ دونوں وقت پیٹ بھر کر کھا لیں ،اور ان کو اپنے کھانا پکانے کی حاجت نہ پڑے مسنون ہے لیکن باوجود دریافت ہونے نوحہ گری وغیرہ امور نامشروع کے جو وہاں موجود ہوں تو ایک بار بھی تعزیت کو جانا اور ان کے واسطے کھانا بھیجنا بری بات ہے کہ گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے مگر نصیحت کرنے اور سمجھانے اور خلاف شرع باتوں سے باز رکھنے اور موقوف کروانے کو اور طریق مسنون اور مشروع کے جاری کرنے اور رواج دینے کو جانا درست ہے بلکہ واجب ہے اگر ایسی موت میں جہاں نوحہ اور شیون اور منہ ڈھانک کر چلا چلا کر رونا اور بیان کرنا یا کوئی امر خلاف شرع یا کچھ چیز شرک وبدعت کی ہوتی ہو اس جگہ کوئی مسلمان آپ جائے یا اپنی عورت کو بھیجے اور اہل مصیبت کے افعال اور حرکات ناروا میں شریک ہونا درست جانے اور عورتیں ایسے مقام میں جانا گناہ نہ جانیں اور مشروع سمجھیں سب کفر میں ماخوذ ہوں اور جو وہاں جانے اور بیٹھنے کو برا تو جانیں لیکن برادری کے لحاظ اور اپنائیت کے خیال اور دنیاداری کی غیرت سے چلی جائیں یا اسی سبب سے ان کے خاوند اور ولی ان کو وہاں بھیجیں اور وہ جانے والیاں وہاں جا کر آپ نوحہ وشیون میں شریک نہ ہوں بلکہ چپکی بیٹھی رہیں اور وہاں بیٹھنے سے دل میں ناراض اور ناخوش ہوویں تو بالفعل کفر سے تو بچیں مگر اس نوحہ وماتم کے سننے سے اور امور نامشروعہ کے دیکھنے اور ان کو ان چیزوں سے منع نہ کرنے سے گناہ کبیرہ کے وبال میں پڑیں وہ بھی اور ان کے بھیجنے والے بھی اور آئندہ کو ہوتے ہوتے ایسے اوقات میں ہر جگہ جانے کو سہل اور خفیف سمجھنے سے نوبت بہ کفر پہنچ جائے گی کہ کسی چھوٹے بڑے گناہ کو حلال جاننا کفر ہے علی ہذا القیاس بدھ کے یا سنیچر کے دن یا کسی اور دن اہل مصیبت کے گھر جا کر منہ ڈھانک کر آواز سے رونا رلانا بھی حرام ہے سب ملعون ہوتے ہیں اور درست جان کر جانا کفر ہے عجب الٹی باتیں ان جاہلوں کی ہیں

کہ خدا اور رسول کا حکم تو اہل مصیبت کے پاس جانے کیلئے صرف اسی واسطے ہے کہ وہاں جا کران کی تسلی دلاسا کریں صبر اور تسکین دلائیں اور جزع فزع رونے پیٹنے سے باز رکھیں اور ان کے واسطے دعا اور استغفار کریں کہ تعزیت کے معنی یہی ہیں اور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے وقت سے قیامت تک یہ طریقہ پیدا ہونے اور مرنے کا اور تعزیت اور ماتم پرسی کا جاری ہے اور جاری رہے گا چلانے اور پیٹنے سے سوائے گناہ اور عذاب کے کچھ اور حاصل نہیں اور یہ عورتیں ماتم پرسی کے نام سے مصیبت والیوں کے پاس جا کر مکر سے صورتیں بنا کر منہ ڈھانک کران کے گلے لگ کر جھوٹی سچی باتیں بنا کران سب مصیبت زدوں کو لا پٹا کر گنہگار کرتی ہیں اور آپ بھی گنہگار ہوتی ہیں اور معصیت میں گرفتار ہوتی ہیں **نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا**۔

اب اس مقام پر ایک اور بات بڑے کام کی لکھنا ضرور ہے اس کو بھی سن کر یاد رکھنا چاہیے وہ یہ کہ جیسا کسی دعوت میں یا کسی شادی وغمی میں کوئی کام خلاف شرع ہو تو وہاں جانا درست نہیں ویسا ہی اگر کسی وقت کسی بزرگ کے مزار یا کسی مشائخ کی مجلس میں راگ رنگ یا چراغاں یا کوئی اور فعل بدعت اور حرام کا ہو تو اس وقت اس بزرگ کے مزار کی زیارت کیلئے اور اس مشائخ کی ملاقات کیلئے جان بوجھ کر جانا حرام ہے اور اگر ایسے وقت میں ایسی جگہ جانا بہتر اور روا جانے یا کوئی مولوی یا مشائخ کبھی کچھ خلاف شرع کام کو عمل میں لایا تھا اب اس کا کوئی شاگرد یا مرید ان کی متابعت کے لحاظ سے اس خلاف شرع کام پر عمل کرنے اور کہے اگرچہ یہ کام شرعاً درست نہیں لیکن ہمارے استاد اور پیر کی سنت ہے ہم کو ان کی پیروی مقدم ہے سو ان باتوں سے اور ایسا اعتقاد کرنے سے کفر لازم آئیگا اور حق بات تو یوں ہے کہ اس شاگرد اور مرید کیلئے فرض ہے کہ ایسے استاد پیر کو خود تلقین کرے اور کہے کہ تم لوگ دین کے پیشوا ہو ہر کوئی ہر بات میں تمہاری سند لیتا ہے اگر تم ہی خاص لوگ ایسے کام کرو گے اور عام لوگ کھیل کھیلیں گے اور ہر ہر روایات میں تم کو بدنامی کریں گے اور جو کوئی تم کو دیکھ کر ایسے کام کرے گا تو وہ بھی گنہگار ہوگا اور قیامت تک اسی قدر تم پر بھی گناہ چڑھتا رہے گا، پھر اگر استاد اور پیر ان کی اطلاع سے مطلع اور متنبہ ہو کر اس فعل نامشروع سے توبہ کریں اور آئندہ کو باز رہیں تو سبحان اللہ کیا خوب

بات ہے اور نہیں تو آپ ایسے استاد اور پیر کی شاگردی اور مریدی سے توبہ کرے اور ان کی صحبت بے برکت سے کنارہ کرے مردوں کی قبر پر جانا اور وہاں جا کر اپنے واسطے اور مردوں کے واسطے حق تعالیٰ جل شانہ، سے دعا رحمت و مغفرت کی کرنا اور فاتحہ درود پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کی روح کو پہنچانا مسنون ہے اور کوئی کام خلاف سنت وہاں عمل میں لانا مکروہ اور ممنوع ہے انبیاء اولیاء علیہم الصلوٰۃ والرضوان کی قبروں کی طرف سجدہ کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا اور ان سے حاجت چاہنا اور ان کی نذر منت ماننا حرام ہے بلکہ بعض چیزیں کرنے سے شرک اور کفر لازم آتا ہے اور قبر کو ہاتھ سے چھونا اور بوسہ دینا اور خم ہونا یعنی پیٹھ ٹیڑھی کرنا اور قبر کی خاک منہ کو لگانا اور وہاں چراغ جلانا اور سوائے ان کے کچھ اور نامشروع اور ممنوع کام کرنا درست نہیں اور درست جاننا خلاف شرع چیزوں کا کفر ہے اور عورتوں کو قبرستان میں جانا کسی وقت جائز نہیں بلکہ اگر اس کا خاوند یا ولی حکم دے اور اس کے وہاں جانے پر راضی ہو تو وہ سب لعنتی ہوں عورت اس ارادہ پر گھر سے نکلنے کے وقت سے پھر آنے کے وقت تک اللہ تعالیٰ کی اور سب فرشتوں کی لعنت میں رہتی ہے اور گھر سے نکلتے وقت ہر طرف سے شیطان اس کو گھیر لیتے ہیں اور جب قبرستان میں پہنچتی ہے تو سب مردوں کی روحیں اس پر لعنت کرتی ہیں غرض کہ جو کام موافق رسم و عادات کفار اور مخالف شرع نبی مختار علیہ السلام کے ہے اس کو درست جاننا اور سہل و خفیف جان کر اس پر عمل کرنا ایمان کو سلامت نہیں رکھتا ہے اسی طرح سونا چاندی اور کپڑا نرے ریشم کا اور سرخ کسمی اور زرد زعفرانی استعمال کرنا اور پائجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچا داڑھی چار انگل کے طول سے کم رکھنا مونچھیں بڑھانا سر پر بسریاں چوٹی پٹے چھوڑنا کفار کی رسم ہے سو مسلمان مرد کو یہ سب چیزیں حرام ہیں چھوٹی ہوں یا بڑی اور بغیر عذر شرعی حلال اور مشروع جاننا کفر ہے لیکن انگوٹھی چار ماشہ چاندی کی جس میں اپنے نام کا نگینہ جڑا ہو پہننا مضائقہ نہیں اور عورت کو یہ سب چیزیں پہننا اور استعمال کرنا درست ہے سوائے اس وزن کی انگوٹھی کے مردوں کے حق میں ان چیزوں کو عمل میں لانے اور داڑھی مونچھیں اور سر کے بال خلاف شرع کے رکھنے سے ایک بڑی بدبختی ہے ... شامت ہے کہ ان کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی بلکہ واجب الاعادہ ہے بڑے افسوس اور وقت کا مقام ہے کہ آدمی بلحاظ ادا

فرائض وواجبات اور بامید ثواب ودرجات کے اپنی سستی کے اوقات میں آرام طلبی کی حالت میں جان کو مارے مگر وہ دنیٰ کی ایذا اٹھائے اور نیند آرام کو چھوڑ کر آدھی رات پچھلے پہر ہوائے سرد اور تند میں اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے غسل ووضو کرے یا دن کو سب کام ضروری چھوڑ کر محنت ومشقت وتصدیع وتکالیف اٹھا کر نماز وغیرہ عبادات بجا لائے اور وہ نماز اس کی بسبب ان ممنوعات ومکروہات کے حق تعالیٰ کی جناب میں قبول نہ ہو بلکہ اس کے منہ پر الٹی مار دی جائے کیونکہ نماز تو وہ قابل قبولیت کے ہے جو سب محرمات اور مکروہات سے پاک ہو اور یہی حال عبادت کا ہے سو آدمی کو لازم ہے کہ ہر حال میں تابع شریعت کا ہو کر کوئی کام خلاف شرع عمل میں نہ لائے اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو نیکی کی توفیق دے اور گناہوں سے دور رکھے آمین ثم آمین۔ اور اسی طرح مرد اور عورت نامحرم کو آپس میں ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا حرام میاں (آقا ہو) یا غلام بی بی ہو یا باندی اور مرد کو ناف سے نیچے تک زانو کے ستر کرنا فرض ہے اپنی جورو اور باندی کے سوا کسی یگانہ وبیگانہ مرد اور عورت کے رو برو ننگا ہونا یعنی ناف سے نیچے زانو سے اوپر کھولنا اور سوائے اپنی جورو اور باندی کے کسی کو شہوت سے دیکھنا درست نہیں اگر بغیر قصد کے کسی اور پر نظر پڑ جائے تو معاف ہے جلد منہ پھیر لے اور جو پھر قصد سے بہ نظر شہوت دیکھے گا گنہگار ہوگا سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے نبی صاحب ﷺ کو فرمایا کہ اے رسول ﷺ ہمارے کہہ دے تو ان مسلمان مردوں کو کہ ٹک نیچی رکھیں آنکھیں اپنی اور تھامے رہیں ستر اپنے یہ بہت ستھرائی ہے ان کے واسطے اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور عورت کو بھی اپنا کچھ ستر نامحرم کے آگے کھولنا یا سر کھولے بیٹھنا اور اپنا سنگھار اور گہنا نامحرموں کو دکھانا اور منہ کھولے ان کے سامنے ہونا روا نہیں اور روا جاننا کفر ہے لیکن بوقت ضرورت شاقہ شرعیہ کے عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا درست ہے باقی سب بدن غیروں سے ڈھانکنا فرض ہے بلکہ اپنے محرموں سے بھی چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتوں سے جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ڈھانکنا ضروری ہے اور بدراہ عورتوں سے کنارہ پکڑنا لازم ہے اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آئے ننگے کے برابر ہے اور جو عورت ایسا کپڑا پہنے لعنت میں پڑے اور جو گناہ نہ جانے ایمان اس کا جاتا رہے اللہ صاحب نے سورۂ

نور میں نبی علیہ کو فرمایا کہ اے رسول ہمارے تو کہہ دے ایمان والی عورتوں کو کہ نیچی رکھیں آنکھیں اپنی اور تھامے رہیں اپنے ستر اور نہ دکھا ئیں اپنا سنگھار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں اور ڈالیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگھار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے آگے یا اپنے خاوند کے باپ کے آگے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے آگے یا اپنے بھائیوں کے آگے یا اپنے بھتیجوں کے آگے یا اپنے بھانجوں کے آگے یا اپنی عورتوں کے آگے یا اپنی باندی کے اور غلام کے یا کمیروں کے جو کچھ غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے آگے جنہوں نے نہیں پہچانے عورتوں کے بھید اور نہ دھمکاویں اپنے پاؤں سے کہ جانا پڑے (معلوم ہو جائے) جو چھپاتی ہیں اپنا سنگھار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو شاید تم بھلا پاؤ۔

او التابعین غیر اولی الاربة الحاجة الی النساء قیل هم الذین یتبعونکم لیصیبوا من فضل طعامکم ولا حاجة لهم الی النساء لانهم بله لا یعرفون شیئا من امرهنّ او شیوخ صلحاء او العنّین او الخصّی او لمخنث او لمجبوب

اب اس حکم سے معلوم ہوا کہ سوائے ان لوگوں کے سب نامحرم ہیں اپنے ہوں یا پرائے چچا کے بیٹے ہوں یا ماموں کے خالہ کے ہوں یا پھوپی کے دیور ہوں یا جیٹھ بہنوئی ہوں یا نندوئی سب سے پردہ کرنا اور چھپنا واجب ہے اور ان سے پردہ کرنے کو معیوب جاننا اور نہ کرنے کو درست جاننا کفر ہے اسی طرح عورتوں کو آپس میں ننگی کھلے بیٹھ کر نہانا اور جائے ضرور اور پیشاب کو پاخانہ میں جا کر ایک دوسرے کے سامنے ننگے کھلے بیٹھنا اور وہاں باتیں کرنا حرام ہے اور حرام نہ جاننا کفر ہے اور کسی کے گھر میں بغیر پوچھے چلا جانا بھی حرام ہے کیا جانے وہ کس حالت میں ہے اگر پوچھ کر جانے کو عیب جانے اور بن پوچھے چلا جانے کو درست جان کر چلا جائے تو بھی ایمان کا ضرر ہے بلکہ چاہیے پہلے دروازے سے باہر کھڑا ہو کر سلام علیک کہہ کر اندر آنے کا اذن چاہے اگر اذن پائے تو البتہ گھر میں جائے اگر حکم نہ ہو تو نہ جائے اور پھر جاؤ کہنے کا برا نہ مانے اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا اور یہ ہر وقت پوچھ کر جانا جدا گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے

لوگ ہیں جیسے لونڈی غلام یا اولاد ان وہ ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں مگر تین وقت خلوت کے وقت یعنی فجر کی نماز سے پہلے اور عشاء کی نماز کے بعد اور دوپہر کے وقت ان کو بھی پوچھ کر آنا ضروری ہے اس واسطے کہ یہ تین وقت تنہائی کے ہیں شاید تنہائی میں ننگے کھلے ہوں چنانچہ سورۃ نور میں اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو پروانگی (اجازت) مانگ کر آئیں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں اور جو نہیں پہنچتے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہوں اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت کھلنے کے ہیں تمہارے کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر ان کے بعد پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور سب جانتا ہے حکمت والا اس سے معلوم ہوا کہ ان تینوں وقتوں میں لڑکوں اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی (اجازت) لینا چاہیے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں اور لڑکا دس ۱۰ برس کا اور اپنا غلام بھی محرم ہے پھر جب لڑکا جوان اور بالغ ہو تو وہ بھی غیروں کی طرح ہر وقت خبر کر کے اور پروانگی (اجازت) لے کر کسی کے گھر میں جائے اگرچہ اپنے ماں باپ کا گھر ہو چنانچہ اسی سورۃ میں اللہ صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے اور جب پہنچیں تم میں سے عقل کی حد تک کو تو ویسی پروانگی (اجازت) لیں جیسے لیتے رہتے ہیں ان سے پہلے یوں کھول سناتا ہے اللہ تم کو اپنی باتیں اور سب جانتا ہے حکمت والا اس سے معلوم ہوا کہ جیسے جدا گھر والے ہر وقت خبر کر کے آئیں ویسے ہی جب لڑکے بالغ ہوں تو وہ بھی ہر وقت خبر کر کے اور اذن لے کر آئیں بغیر خبر کئے ان کو بھی چلا آنا حرام ہے اور حرام نہ جاننا کفر ہے علیٰ ہذا القیاس اور بھی بہت باتیں اور اکثر کام موجبات کفر اور شرک کے ہیں لیکن اس قدر جو بیان ہوا سو کثیر الوقوع ہے سب عوام بلکہ اکثر خواص ان رسومات وافعال وکلمات وابیات کو سہل سمجھ کر عمل میں لاتے ہیں جو شخص کہ ان کو برا جان کر بچتا رہے گا تو امید قوی ہے کہ ان پر قیاس کر کے اور سے بھی بچتا رہے گا اور دنیا ودین کی خوبیوں سے خوش ومحفوظ ہوا کرے گا اس کی پہچان کے واسطے ایک قاعدہ کلیہ لکھا جاتا ہے جو کوئی اس کو یاد رکھے گا اور اس پر عمل کرے گا کبھی لغزش نہ پائے گا مگر بھول چوک کر سو اس کے واسطے صرف توبہ واستغفار کافی ہے، وہ قاعدہ یہ ہے کہ جو قول یا فعل قطعاً باتفاق سب علماء کے نزدیک حرام ہے اس کو اگر کوئی شخص عمل میں لائے

لیکن وہ شخص اس قول وفعل کوحرام وممنوع بھی جانتا ہوتو وہ شخص گنہگار ہے کافر نہیں اگر اس حالت میں بغیر توبہ کے مر جائے تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اپنے فضل وکرم سے بخش دے معاف کرے اور چاہے اپنے عدل وانصاف کی رو سے اس کو سزا دے دوزخ میں ڈالے پھر آخرکو اس سزا کی میعاد گذرنے کے بعد بسبب بقائے ایمان کے نجات دے اور دوزخ سے نکال کر بہشت میں لے جائے اور جو وہ شخص اس قول یا فعل ممنوع کو گناہ نہ سمجھے اور بے باکی اور کج ادائی سے اچھا اور درست جان کر عمل میں لائے تو فوراً اسی وقت کافر ہو جاتا ہے خواہ وہ گناہ چھوٹا ہو خواہ وہ بڑا پس اس صورت میں بغیر توبہ بغیر تجدید ایمان کے مر جائے تو ٹھکانا اس کا سوائے دوزخ کے کہیں نہیں ہمیشہ اسی میں پڑا رہے روز بروز عذاب بڑھتا جائے آہ وزاری نالہ وفریاد کچھ کام نہ آئے کوئی سعی وسفارش نہ کرے اور جس چیز میں اختلاف ہو یعنی وہ قول یا فعل بعض علماء کے نزدیک حلال اور بعض کے نزدیک حرام ہو اس پر عمل کرنا مکروہ ہے مناسب ہے کہ حتی المقدور بلحاظ احتیاط اس سے بھی اجتناب اور پرہیز کرے کہ شاید حرام کہنے والا حق پر ہو پس اس واسطے ہر مسلمان مرد اور عورت فرض ہے کہ کلمات وافعال کفر وگناہ کو خوب دریافت اور تحقیق کرے ہر دم احتیاط قرار واقعی رکھے اور قول وفعل ناروا اور حرکات بیجا سے ہر وقت بچتا رہے علماء دین دار اور مشائخ پرہیزگار سے دین وایمان کی باتیں پوچھا کرے اچھی باتوں پر عمل کرے برے کاموں سے بچتا رہے تو دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پائے جو شخص کہ تحقیق نہ کرے گا اور سبک اور سہل جان کر موجب شرک اور کفر سے واقف اور خبردار نہ ہوگا اور گناہ کبیرہ وصغیرہ کو خیال میں نہ لائے گا پھر قصداً کوئی حرکت کفر کی بسبب ناواقفیت اور نادانستگی کے اس سے صادر ہوگی یا کسی فعل حرام کو یا کسی گناہ چھوٹے یا بڑے کو مباح جانے گا یا کسی حلال چیز کو حرام کہے گا تو بھی کافر ہو جائے گا نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا اگرچہ بموجب عادت کے کلمہ شہادت کا کہتا رہے اور نماز روزہ کیا کرے جب تک کفر کو کفر گناہ کو گناہ نہ جانے گا اور حرام کو حرام اور حلال کو حلال نہ سمجھے گا اور کفر کے کام سے باز نہ آئے گا توبہ استغفار نہ کرے گا ہرگز مسلمان نہ ہوگا اس واسطے نہ جاننا اور ناواقف ہونا عذر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اور

نا ہوں کو اس واسطے مقرر کیا ہے کہ جاہل لوگ ان سے دین و دنیا کی بھلائی اور برائی کی باتیں اور اسلام کے حکم پوچھ کر واقف او عالم ہو جائیں کوئی شخص ماں کے پیٹ سے عالم نہیں پیدا ہوتا ہے جب ہوشیار اور صاحب تمیز ہوتا ہے تب ہر ایک سے اچھی بری چیز نفع نقصان کی باتیں معلوم کرتا ہے بغیر دریافت کئے کوئی بات معلوم نہیں ہوتی سو جاہل اور ناواقف کو لازم ہے کہ جب ہوشیار ہو اور اچھا برا سمجھنے کی تمیز پائے تو واقفوں اور عالموں سے دین و دنیا کی نیک و بد باتیں مسلمانی کا طریقہ پوچھتا رہے جس کام کا حکم کریں اس پر عمل کرے جس کام سے منع فرمائیں اس سے دور بھاگے پھر بعد واقف ہونے کے اگر بھول چوک سے اتفاقاً بمقتضاء بشریت کوئی قول و فعل خلاف شرع سرزد ہو جائے تو جلد شرمندہ ہو کر توبہ کر ڈالے اور اگر جان بوجھ کر کچھ کام خلاف شرع کو دل کے قصد سے عمل میں لائے گا لیکن گناہ بھی جانتا رہے گا تو گنہگار رہو گا دوزخی ٹھہرے گا، اور جو بعد عمل کے فوراً توبہ کر لے اور آیندہ کیلئے باز رہے تو امید معافی کی ہے اور اگر اس خلاف شرع کام کو سہل سبک جان کر بے خوف و خطر عمل میں لائے گا اسی وقت کافر ہو جائے گا، نماز روزہ حج، زکوۃ اور سب اگلی پچھلی نیکیاں نیست و نابود ہو جائیں گی اور نکاح سے نکل جائے گا، کافروں کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے آخر کو دوزخ میں پڑے گا ہمیشہ اس میں رہے گا طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہو گا بقول شخصے'' نیکی برباد گناہ لازم'' غرض کہ جس مرد یا عورت سے سہواً یا خطاً کوئی کام یا کلام کفر سرزد ہو تو اس پر اطلاق کفر نہ ہو گا لیکن اس کو چاہیے کہ جلد خبردار اور ہوشیار ہو کر توبہ استغفار کرے اور خطا اور نسیان سے اللہ تعالی کی جناب میں پناہ پکڑے اور جو قصداً اپنے نفس اور شیطان کے بہکانے سے کوئی قول یا فعل کفر کا واقع ہو یا آیندہ کو کافر ہو جانے کا ارادہ رکھے وہ اسی وقت کافر ہو جائے اور سب اعمال صالحہ اس کے حبط اور باطل ہو جائیں اس پر فرض ہے کہ جلد توبہ کرے اور صدق دل سے کلمہ رد کفر کو پڑھے اور نادم اور پشیمان ہو کر حق تعالی کی درگاہ میں گریہ وزاری سے پیش آئے عاجزی کرے گڑگڑاوے تقصیر معاف کرائے اور یقین دل سے ارادہ سچا اور قصد پکا باندھے کہ آیندہ کو یا اللہ تعالی پھر کبھی تادم مرگ ایسی حرکات اور اس طرح کا کام نہ کروں گا اور کسی چھوٹے بڑے گناہ کے نہ جاؤں گا خلاف حکم خدا اور رسول کے کچھ کام نہ

37 کروں گا یعنی از سرِ نو مسلمان ہو کر آمنت باللہ کے مضمون پر یقین لائے اور کلمہ شہادت صدق دل سے کہے تب پھر اس کا ایمان داروں میں گنا جائے پھر اگر جورو رکھتا ہو تو پھر نکاح باندھے حج کر چکا ہو تو پھر قصد کرے بغیر تجدید نکاح کے مجامعت حرام ہے زنا ہوگا اولاد حرام کی پیدا ہوگی ہزاروں فساد برپا ہوں گے آخرت میں زنا کی سزا میں عاقبت خراب ہوگی دوزخ میں پڑے گا اگرچہ بسبب باقی رہنے ایمان کے بعد مدت معین دوزخ سے نکل کر بہشت میں داخل ہوگا اور جو بغیر تجدید نکاح کے درست جان کر مجامعت کرے گا وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا مرد ہو یا عورت، حاصل کلام اور خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جب آدمی موجبات کفر و شرک سے بچے گا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جان کر موافق حکم خدا اور رسول ﷺ کے چلے گا اور مرتے وقت تک رسومات کفر و جہالت سے دور رہے گا اور اس نسخہ سعادت دارین کے مطابق عمل کرے گا تو پورا اور پکا مسلمان ہوگا سعادت دونوں جہان کی پائے گا متقیوں پرہیزگاروں کے گروہ میں داخل ہوگا دین و دنیا میں عزت پائے گا چین و آرام سے گذران کرے گا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا اور سب نیک عملوں کا مزہ اٹھائے گا قیامت کے دن عرش معلی کے سایہ میں مامون ہوگا بلا حساب بہشت بریں میں چلا جائے گا ہمیشہ حق تعالیٰ کے دیدار کی لذت اٹھائے گا ہزاروں طرح کی نعمتوں اور لذتوں سے مالا مال ہو جائے گا خوشیاں کرے گا عیش منائے گا اور جو دنیا کے عیش میں پڑ کر خلاف حکم خدا اور رسول کے کرے گا کفر و گناہ کو سہل جانے گا حرام حلال کو نہ پہچانے گا عاقبت کی باز پرس کو خاطر میں نہ لائے گا اور اس قہار ذوالجلال کے قہر و غضب کا خوف دل میں نہ رکھے گا تو دنیا میں ذلیل اور خوار رہے گا پکڑا جائے گا قید شدید میں مقید رہے گا آخر کو مارا جائے گا مرنے کے وقت سے قیامت تک گور کے عذابوں میں گرفتار رہے گا پھر قیامت کے دن بغیر پوچھے دوزخ میں ڈالا جائے گا ابدالآباد تک ہزاروں طرح کے عذابوں اور بلاؤں میں جن کا تھوڑا سا احوال اوپر بیان ہو چکا ہے گرفتار اور مبتلا رہے گا کسی طرح خلاصی اور تخفیف نہ پاوے گا، کوئی اس کی بات نہ پوچھے گا اپنا پرایا کوئی کام نہ آئے گا منت خوشامد سے سعی سفارش سے کچھ کام نہ نکلے گا۔

نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اللّٰھم احفظنا یا ذاالجلال والاکرام من الکفرو الشرک وجمیع الذنوب والاثام بحرمۃ النبی وآلہ العظام واصحابہ الکرام ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین وصلی وسلم علی نبیک وحبیبک وخیر خلقک وعلی آلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین برحمتک یا الراحمین۔

اب جاننا چاہیے کہ غرض اصلی ومطلب کلی اس ضعیف ونحیف گنہگار شرمسار کا اس طول کلام سے یہ ہے کہ جب آدمی اس تحریر وتقریر پر بصدق دل اور بہ یقین کامل ایمان لائے گا، اور زبان سے بھی اقرار کرے گا تب ایمان اسکا درست ہوگا پکا مسلمان کہلائے گا اور سب احکام شریعت نبوی اور دین محمدیؐ کے یعنی نماز، روزہ حج، زکوۃ اور سب فرائض و واجبات اس پر فرض اور واجب ہوں گے اور سعادت دنیا اور دین کی ملے گی اور جو اس کے برخلاف چلے گا اور شریعت کے حکموں میں سے ایک حکم کا بھی منکر ہوگا کافر ہوگا، اللہ تعالیٰ توفیق راستی کی عنایت فرمائے اور دین محمدی کی ترقی کرے اور ہر ایک کو سعادت دارین بخشے آمین ثم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اب بعد تحریر عقائد کے مناسب تھا کہ مسائل فقہ نماز اور روزہ وغیرہ عبادات بدنی اور مالی کے بیان کئے جاتے لیکن چونکہ اس مقدمے میں رسالہ مسائل ہندی تصنیف جناب استاذی مخدومی مولوی محمد عبدالمجید صاحب کا اور نسخہ راہ نجات اور مفتاح الجنۃ اور اصول نجات اور کنز المصلی وغیرہ اردو زبان میں یہ تفصیل تمام لکھے پائے، اس واسطے ان کا بیان کرنا اس رسالہ مختصر میں سوائے تطویل لا طائل اور تحصیل لا حاصل کے بجز ملال کاتب اور ملال قاری کے کچھ فائدہ نہ دیکھا تو اسی قدر پر موقوف رکھا، ہر ایک مسلمان کو واجب اور لازم ہے کہ بعد درستی ایمان کے مسائل نماز وغیرہ عبادات اور معاملات کی کتابوں مذکورہ سے اور دیگر کتابوں سے بخوبی دریافت کرکے مطابق ان کے عمل کرتا رہے اور اس گنہگار خیر خواہ خلق

اللہ کو دعاءِ خیر سے یاد کرے۔

یا الٰہ العالمین یا مجیب الداعین تو اپنی عنایت بے کراں اور رحمت بے پایاں سے مجھ گنہگار کو اور سب امت محمدی کو توفیق راستی کی دے کہ ہم سب کے سب جمیع موجبات کفر اور شرک سے اور رسومات و بدعات کفار و متبدعین سے باز آئیں اور راہ راست اسلام کو سب راہوں سے افضل اور بہتر سمجھ کر یہ طریقہ پسندیدہ جناب سرور عالم فخر بنی آدم مہر عرب ماہ عجم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کریں اور اس رسول مقبول کی اتباع واطاعت کو سب چیز پر مقدم جان کر سب کام دین و دنیا کے شریعت نبوی کے موافق کرتے رہیں اور اس کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھیں آمین ثم آمین۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی حبیبہ سید المرسلین وخاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

تمّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ منظوم گناہ کبیرہ حسب تحریر علامہ عصر فرید دہر قدوۃ الکاملین رافع اعلام دین حضرتنا ومولنا رفیع الدین قدس سرہ در رسالہ راہ نجات بیان فرمودہ اند المفتقر الی رحمۃ ربہ الکریم المدعو بعبد الرحیم آرندی آں را نظم فرمودہ۔

پس از حمد ونعت رسولِ خدا — پس از مدحتِ پاک آلِ عبا
گناہِ کبیرہ کروں میں بیاں — کہ آگاہ ہوں اس سے پیر و جواں
سکھاویں اسے اپنے اطفال کو — وہ خود یاد رکھیں ان اقوال کو
سدا شرک سے رہیو دورو نفور — کہ ہو تم سے راضی خدائے غفور
نہ کر تو زنا ہے گناہِ عظیم — ہے موعود اس پر عذابِ حجیم
کسی پر زنا کی تو تہمت نہ کر — کسی سے کسی کی تو غیبت نہ کر
لواطت ہے بدتر سب عصیان سے — ہے ثابت یہ آیاتِ قرآن سے
کسی حال میں تو نہ پینا شراب — نہ کرنا کبھی دین اپنا خراب
نہ کر غیر کی عورتوں پر نظر — اگرچہ وہ ہوں حور سے خوب تر
نہ لے اور نہ دے تو کبھی سود کو — تو کر دل سے ترک ایسی بہبود کو
بچانا ہو دوزخ سے گر آپ کو — نہ دے تو کبھی رنج ماں باپ کو
مسلماں کو ہرگز نہ کافر کہے — جو وعدہ کرے اس کو ایفا کرے
جو کھاوے گا ناحق کو مال یتیم — قیامت میں ہوگا عذابِ الیم
نجومی کی باتوں کو سچا نہ جان — اگرچہ کہے سچ ولیکن نہ مان
اگر دو۲ ہوں کافر و تو ایک ہو — نہ بھاگ ان سے ہرگز تو اے نیک خو

کسی شخص پر بدگماں ہو نہ تو — نہ جان اپنے کو نیک اے نیک خو
نہ کہیو کبھی جھوٹ اے میری جاں — مگر تین جا پر کروں میں بیاں
جہادوں میں اور جاں بچانا کہیں — اور اپنی زنوں میں منع کچھ نہیں
سوا اس کے ہے روسیاہی دروغ — نہ دے روسیاہی تجھے کچھ فروغ
نہ کر سہو پڑھ کرکے قرآن کو — نہ دے ہاتھ سے اپنے ایمان کو
کبھی جھوٹ ہرگز گواہی نہ دے — قیامت میں سر پر تباہی نہ لے
گواہی جو سچ ہو چھپاوے نہیں — سوا امر حق کے بتاوے نہیں
غصب تو کسی کی امانت نہ کر — کہ ہے یہ خلافِ دیانت نہ کر
سماعت شکایت کی ہے ناروا — نہیں اس سے ہوتا ہے راضی خدا
خدا کے کرم سے نہ ہونا امید — ذرا کر خدا سے تو مانندِ بید
زباں سے کبھی بات ایسی نہ کر — کہ جس سے کسی شخص کا ہو ضرر
نہ کر خون ناحق مسلمان کا — نہیں کام ہرگز یہ ایمان کا
اگر حیض سے زن ہو اے نیک نام — نہ کر اس سے قربت کہ ہے یہ حرام
جوا کھیلنا ہے نہایت گناہ — ہیں یہ کام ان کے جو ہیں روسیاہ
قضیے کو ناحق تو فیصل نہ کر — حقوقِ خلائق سے رہ پُر حذر
نہ کر رسم کفار کو تو پسند — اگر تجھ کو ہے عقل اے ارجمند
نہ کر ترک فرض خدا ہیچ گاہ — خیال اس کا رکھ دل میں شام وپگاہ
نہ کر ظلم ناحق کسی شخص پر — قیامت کے دن سے تو رکھ دل میں ڈر
نہ کھا تو قسم غیر نام خدا — تو اپنے کو شرکِ خفی سے بچا
خدا کے سوا سجدہ کرنا حرام — ہوا ہے تو مت اس کو اے نیک نام
پڑھا جاوے جس جا کلام مجید — نہ کر دوسرا ذکر تو اے سعید
عبادت دکھانے کو مت کیجیو — کوئی چیز چوری سے مت لیجیو
نہ کر ناچ کی محفلوں میں گذر — کہ ہے دین کا تیرے اس میں ضرر

بُرا تم نہ کھانے کو ہرگز کہو
خدا راگ باجوں سے نفرت رکھو

مصیبت میں گر صبر ہو خوب ہے
بہت شور سے گر یہ معیوب ہے

نمازِ جماعت کا کر التزام
کہ ہے اس میں تاکید خیر الانام

خوشامد نہ چاہیے ستم گار کی
خوشامد نہیں خوش دل آزار کی

نمازِ جُمعہ کا ہے از بس ثواب
عذاب اس کے تارک کو ہے بے حساب

کسی نے اگر لی کوئی تجھ سے چیز
نہ دے وزن میں کم کبھی اے عزیز

مکاں میں کسی کے نہ جا تو چلا
بلا اذن اس کے کہ ہے یہ بُرا

عبادت پر اپنی نہ کر تو غرور
اگر کچھ بھی ہے تجھ کو عقل وشعور

ہوئی ہووے جس شے کی قیمت تمام
نہ کر اس کے دینے میں پھر کچھ کلام

گرانی سے غلّے کی جوشاد ہو
یقین ہے کہ مال اس کا برباد ہو

نہ بے گانہ عورت کی خلوت میں رہ
اگر ہو ضرورت تو جلوت میں رہ

تو حیوانِ مطلق سے شہوت نہ کر
رہ اس امر مذموم سے پُر حذر

مقدورمت رہ نصیحت سے باز
خدا کے لئے ہو نصیحت طراز

ظرافت سے مت کر کسی کو خفیف
مگر جب تک اس میں رہے وہ ظریف

خدا ان کے جتنے ہیں بہت سے گناہ
دعا ہے خدا اُن سے دیوے پناہ

الٰہی بہ حقِ رسولِ کریم
گناہوں سے ہو پاک عبدالرحیم

تمّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نصیحة المسلمین:۔ مولانا خرم علی بلہوری (المتوفی ۱۲۷۳ھ) کی نہایت مشہور اور مقبول تصنیف ہے اور وہ کتاب ہے جس نے شرک و بدعت کا قلع قمع کیا نکھری ہوئی توحید کی دعوت دی، لاکھوں انسانوں کو کتاب وسنت کا سچا پیرو بنایا اور توحید کی امانت کو سینوں کی گہرائی میں اتارا ہے۔

نصیحة المسلمین کی زبان اگر چہ سادہ اور سلیس ہے مگر اس کو تالیف ہوئے آج ایک سوتیس ۱۳۰ برس گزر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ جا بجا ترتیب الفاظ اور جملوں کی ساخت میں قدامت کا رنگ جھلکتا ہے، جس نے اس دور میں اس کی افادیت کو محدود کر دیا تھا ہم نے اس کی افادیت کے پیش نظر زبان کو نئے قالب میں ڈھالا ہے مگر کہیں بے جا تصرف نہیں کیا، جہاں تک ہو سکا مؤلف ہی کے الفاظ کو عبارت میں قائم رکھا ہے۔

قارئین کی سہولت کے لئے مسلسل عبارت کو پیراگرافوں میں تقسیم کیا، ذیلی عنوانات قائم کئے اور تشریح طلب امور کی فوائد میں وضاحت کی ہے جہاں قابل ذکر نام آئے ہیں وہاں ان لوگوں کے مختصر سوانح بھی فوائد میں بیان کر دیئے ہیں مولانا خرم علیؒ کی نظم پر حکیم عبدالودود نسرین نے مسدس کہا تھا وہ بھی آخر میں شامل کر دیا گیا۔

آج جب کہ دین سے بعد ہوتا جا رہا ہے اور اسلامی تعلیمات سے بیگانگی بڑھتی جا رہی ہے اس کتاب کا پڑھنا بالخصوص بچوں اور خواتین کو پڑھانا دین و دنیا کی کامرانی اور ایمان کی سلامتی کا باعث ہے۔

محمد عبدالحلیم چشتی

۱۵ رجمادی الآخرہ ۱۳۷۶ھ

سبحان اللہ تیری کیا شان ہے کہ بغیر دوسرے کی مدد کے اتنے بڑے آسمان اور زمین کو کس خوب صورتی کے ساتھ پیدا کیا اور کسی نبی ولی کو اپنے کارخانہ میں کچھ اختیار نہیں دیا۔ الٰہی تیرے احسان کا ہزار ہزار شکر کہ تو نے ہم کو قرآن اور حدیث سے اپنی توحید کو سمجھایا اور شرک کی آفت سے جس میں ایک عالم پھنسا ہوا ہے تو نے محض اپنے کرم سے ہم کو بچایا اور جناب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیدھی راہ پر چلایا۔

الٰہی ہمارے اس نبی مقبول پر درود اور رحمت بھیج کہ جو اس کی راہ پر چلا، اس نے اپنے واسطے دوزخ سے پناہ لی اور جو اپنے باپ دادا کی راہ پر جہالت سے اڑا رہا اور اس کی حدیث کو نہ مانا اس نے اپنی عاقبت تباہ کی اور اس کی آل پاکؓ پر رحمت بھیج جو تیرے ہی حکم کے تابع دار رہے ہیں یہاں تک کہ اپنی جان تیری راہ میں قربان کر دی اور اس کے نیک اصحابؓ پر جنہوں نے شرک چھوڑ کر لاکھوں خلقت کو مسلمان کیا ہے۔

یہ واضح رہے کہ اب ہندوستان میں ایک عجیب بلا پھیل گئی ہے اور یہ ہے کہ امت مسلمہ میں بہت سے لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور اکثر بے چارے مسلمان تو لاعلمی اور ناواقفی کے سبب سے اس میں مبتلا ہیں اس واسطے بندۂ عاجز خرم علی کے دل میں آیا کہ اس شرک کی برائی قرآن شریف سے ثابت کی جائے اور ہر آیت کا ترجمہ ہندی (اردو) زبان میں صاف صاف بیان کیا جائے تاکہ ہر ایک کو فائدہ ہو اور جو مسلمان بخوبی عربی زبان نہیں جانتے ہیں اس کو سمجھ کر شرک کی آفت سے بچیں اور اپنے پیغمبر کا راستہ اختیار کریں اور جو لوگ اس کو بھی نہ سمجھیں اور نہ مانیں تو وہ جانیں قبر میں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

سال تصنیف: الحمد للہ کہ سن بارہ سو اڑتیس (۱۲۳۸) ہجری میں یہ رسالہ تیار ہوا اور اس کا نام نصیحۃ المسلمین رکھا اور اس کا سارا مطلب پانچ فصلوں میں بیان کیا۔

پہلی فصل میں اس کا بیان ہے کہ شرک کس کو کہتے ہیں؟

دوسری فصل میں شرک کرنے والوں کی حماقت کا بیان ہے۔

تیسری فصل میں ان چیزوں کا بیان ہے کہ جو اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے خاص کر لی ہیں اور دوسرے کو کرنا درست نہیں۔

چوتھی فصل میں رسومات شرک کا ذکر ہے۔
پانچویں فصل میں شرک کی برائی اور شرک کرنے کی سزا کا بیان ہے۔
الٰہی ہم پر اور ہمارے بھائی مسلمانوں پر ایسا کرم کر کہ ہر چیز کا تجھ ہی کو مالک اور مختار سمجھیں اور اس کتاب کو سمجھ کر تیرے سوا کسی سے حاجت نہ مانگیں۔
اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

پہلی فصل

شرک کس کو کہتے ہیں؟

توحید اردو زبان میں ایک جاننے کو کہتے ہیں اور شرک شریک کرنے کو کہتے ہیں، اول مسلمان پر یہی فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو جانے اور شرک سے بچے، توحید اس کا نام نہیں ہے کہ خدا کو زبان سے ایک کہا جائے اور اپنی حاجتوں اور مرادوں کے واسطے پیغمبر اور پیروں کی نذریں مانی جائیں، اسی کا نام تو شرک ہے، بلکہ توحید کے معنی یہ ہیں کہ بس اللہ ہی کو ہر چیز کا مالک اور مختار جانیں اور یہ سمجھیں کہ اس کے سوا پیر ہوں یا پیغمبر، فرشتے ہوں یا شہید کسی کو اس کے کارخانے میں کچھ اختیار نہیں، سب اس کے سامنے عاجز اور بے اختیار ہیں۔

شرک کے معنی:۔ شرک اس کا نام نہیں کہ اللہ کے سوا آسمان اور زمین کا مالک کسی اور کو جانیں یہ تو کوئی مشرک اور کافر بھی نہیں کہتا، وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، بلکہ شرک کے یہ معنی ہیں کہ اللہ نے جو بہت سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر لی ہیں ان میں کسی دوسرے کو بھی ملانا جیسے:۔

مینہ برسانا	رزق کا دینا	بیمار کا اچھا کرنا	آفتوں اور بلاؤں
سے بچانا	اولاد کا دینا	غیب کی بات جاننا	ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا
لوگوں کی مدد کرنا	زندہ کرنا	مارنا	

یہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے، ان میں کسی دوسرے کا بھی اختیار سمجھنا بس یہی شرک ہے جس کے مٹانے کے واسطے قرآن شریف اتارا گیا اور پیغمبر خدا ﷺ نے کافروں سے جہاد کیا، قرآن شریف میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے، اگر ساری آیتیں لکھی جائیں تو کتاب بڑی ہو جائے گی، لہذا یہاں چند آیتیں بیان کی جاتی ہیں دل لگا کر سننا چاہیے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

(پ۹، ۱۳)(سورۂ اعراف ۷: ۱۸۸)

اللہ فرماتا ہے۔ اے پیغمبر تم کہہ دو میرا حال تو یہ ہے کہ خود اپنی جان کا نفع و نقصان بھی اپنے قبضے میں نہیں رکھتا وہی ہو کر رہتا ہے جو خدا چاہتا ہے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو ضرور ایسا کرتا کہ بہت سی منفعت بٹور لیتا اور زندگی میں کوئی نقصان مجھے نہ پہنچتا میں اس کے سوا کیا ہوں کہ ماننے والوں کے لئے خبر دار کر دینے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔

فائدہ: سب جانتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ کے برابر کا کوئی بندہ مقبول نہیں، پھر جب انہی کو خود اپنی جان کے نفع اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں اور وہ بھی غیب کی بات نہیں جانتے تو اور امام اور پیر کس گنتی اور شمار میں ہیں۔

اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا ماننا درست نہیں:- اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ اللہ کے سوا کسی سے مدد چاہنا اور حاجتیں مانگنا درست نہیں خواہ پیر ہوں یا پیغمبر اولیاء ہوں یا شہید۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ نے بہت سی چیزوں کی خبر دی ہے کہ آئندہ ایسا ایسا ہوگا، اگر ان کو علم غیب نہ تھا تو خبر کیوں کر دی، اور اسی طرح اولیاء کا حال بھی ہے، دیکھئے فلاں بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلاں روز مریں گے ویسا ہی ہوا کسی سے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہوں گے سو چار ہی ہوئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو ان باتوں کا علم اللہ کے بتا دینے سے ہوا تھا، اس کو علم غیب نہیں کہتے ہیں، جتنا اللہ نے جس کو بتلا دیا بس اس کو اسی قدر حال معلوم ہوا، اس سے زیادہ ہرگز معلوم نہیں۔

مشہور بات ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں رویا کرتے تھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں، جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہوئے تب ان کے بارے میں خبر لگی تھی، اگر پہلے سے جانتے تو کیوں روتے رہتے، منافقوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت باندھی تھی، حضور ﷺ کو بڑا رنج تھا، کم وبیش چالیس دن کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہؓ پاک ہیں منافق جھوٹے تب حضرت ﷺ کو علم ہوا، اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو غم کیوں ہوتا[1] پھر جب پیغمبروں کی یہ حالت ہے تو بھلا اولیاء کا کیا رتبہ، ہر چیز کا حال جاننا آدمی کا کام نہیں یہ سب اللہ کی شان ہے۔

---

[1] یہاں اس بہتان کی طرف اشارہ ہے جو حضرت عائشہؓ کے بارے میں گھڑا گیا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ جب کسی جنگ میں جاتے تو قرعہ ڈالتے بیبیوں میں سے جس کے نام قرعہ نکلتا وہی ساتھ جاتیں ۵ھ ۶۲۶ء میں جنگ بنی المصطلق (فتح الباری طبع خیریہ ص ۳۰۴ ج ۷) کے لئے جانا ہوا، قرعہ ڈالا، حضرت عائشہؓ کے نام نکلا اور اس موقعہ پر ان کا آپ ﷺ کے ساتھ جانا ہوا، حضرت عائشہؓ کی سواری کا اونٹ الگ تھا مگر قافلہ کے ساتھ چلتا، جو اونٹ آپ کی سواری کا تھا اس پر ہودہ ہوتا اور پردہ پڑا رہتا تھا، اور آپ اس میں تشریف فرما رہتی تھیں، اسی جنگ میں واپسی پر مدینہ آتے ہوئے رات کو ایک مقام پر قافلہ نے آرام لینے کے لئے پڑاؤ ڈالا، روانگی سے پیشتر آپ قضائے حاجت کے لئے لشکر سے دور چلی گئیں، مدینہ سے چلتے وقت جو ہار آپ نے اپنی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے لے کر پہنا تھا اور ظفار یمن کے منکوں کا بنا ہوا تھا، وہیں کہیں ٹوٹ کر گر گیا، فارغ ہو کر آپ جب اپنی جگہ واپس آ گئیں، اور ہاتھ جو سینہ کو لگا تو ہار ندارد، بس واپس ہو گئیں تاکہ ہار ڈھونڈ کر لائیں، پیچھے سے کوچ کا وقت ہوا، اونٹ والے حسب عادت ہودہ اونٹ پر باندھ کر قافلے کے ساتھ چل پڑے، انہیں پردہ پڑے رہنے سے یہ شبہ بھی نہ ہوا کہ آپ اس میں تشریف فرما نہیں اور ہودہ اٹھاتے وقت بھی خیال نہ ہوا کیوں کہ آپ کی عمر بھی تھوڑی تھی قد بھی لمبا نہ تھا اور تھیں بھی ہلکی پھلکی، نتیجہ یہ کہ قافلہ چلتا ہوا، اب آپ ہار لے کر جو آئیں تو میدان صاف، آدم نہ آدم زاد، آپ نے فوراً یہ فیصلہ کیا کہ یہاں سے چلنا مصلحت کے خلاف ہے، آگے جا کر جب میں نہ ملوں گی تو یہیں تلاش کرنے آئیں گے، اسی خیال میں تھیں، آخر شب تھی نیند آنے لگی، آپ وہیں لیٹ رہیں، حضرت صفوان بن معطلؓ جو نہایت پاک باز صحابی تھے، ہمیشہ قافلے کے پیچھے رہا کرتے تھے تاکہ جو کوئی بھولا بچھڑا ہو ساتھ لے لیں اور جو گری پڑی چیز ہو اٹھاتے لائیں، آپ یہاں پوچھے پہنچے، دور سے دیکھا کوئی پڑا سوتا ہے قریب آ کر پہچانا تو حضرت عائشہؓ تھیں کیوں کہ آپ نے ان کو پردہ کا حکم آنے سے پہلے دیکھا تھا، دیکھتے ہی گھبرا گئے اور منہ سے بے ساختہ نکلا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جس سے آپ کی آنکھ کھل گئی، منہ پر چادر کھینچی اور اٹھ کر بیٹھ گئیں، حضرت صفوانؓ نے پاس لا کر اونٹ بٹھایا اور آپ اس پر بیٹھ گئیں، وہ ہاتھ میں نکیل پکڑ کر چلنے لگے اور دوپہر تک قافلہ سے جا ملے۔ بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

38

ہدایت دینا نبی کے بھی اختیار میں نہیں:-

یہ جاننا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دو کام تھے، ایک تو دنیا میں (خلقت کی) ہدایت اور دوسرے آخرت میں (گنہگاروں کی) شفاعت مگر ان دونوں میں بھی اللہ نے حضرتؐ کو پورا اختیار نہیں دیا۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے، پر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

۲۰/۹ (سورۂ قصص ۲۸: ۵۶)

فائدہ: پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف حق بات بیان کر دینا تھا اور اگر ہدایت اختیار میں ہوتی تو ابوجہل بھی مسلمان ہو جاتا۔

بارگاہِ الٰہی میں نبی تک کو بلا اجازت سفارش کرنے کا حق نہیں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت کے لئے زبان کھولے۔

پ ۳ (سورۂ بقرہ ۲: ۲۵۵)

عبد اللہ بن اُبی جو پکا منافق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا اسے تو بس بہانہ مل گیا اور کہنے لگا (عیاذاً باللہ) اب آپ پاک دامن نہ رہیں سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمان بھی (مردوں میں سے حضرت حسان بن ثابت اور حضرت مسطح اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ بنت جحشؓ) منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ افسوسناک تذکرہ کرنے لگے، جو نیک دل بھی یہ قصہ سنتا کانوں پر ہاتھ دھرتا اور کہتا "ھٰذا ابھتان عظیم" یہ تو بہت بڑا بہتان ہے عام مسلمان کو عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصاً ان بے سروپا باتوں سے بڑا صدمہ تھا، ایک مہینے تک یہی چرچا رہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے گزر جاتے بہت رنجیدہ، مہینہ بھر کے بعد حضرت عائشہؓ کو اس بہتان کا پتہ چلا شدت غم سے بے تاب ہو گئیں اور سخت بیمار پڑ گئیں، رات دن روتی رہتیں، آخر کار اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کے دوسرے رکوع میں آپ کی برات اور پاک دامنی کو بیان کیا تب منافقین کا منہ بند ہوا اور جو مسلمان اس تہمت میں شریک تھے ان پر حد قذف وجرم تہمت کی سزا قائم ہوئی (سنن ابی داؤد بہ تصحیح استاذ الاستاذ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی "مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۶ھ ج ۲ ص ۲۶۶) چشتی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا حال بادشاہ کی طرح نہ سمجھنا چاہیے کہ بادشاہ جس پر غصہ ہوتا ہے تو امیر وزیر کہہ سن کر اس کی خطا معاف کرا لیتے ہیں اور ہر چند اس کا جی نہ چاہے مگر ان کی خاطر کرنا پڑتا ہے[1] کیونکہ بادشاہ جانتا ہے کہ اگر میں نے ان کی خاطر داری سے ایسا نہ کیا تو یہ لوگ میرے ملک میں خلل ڈال دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے کام میں کسی دوسرے کی پرواہ نہیں اس کے سامنے کسی کی کیا طاقت، پیغمبر ہو یا ولی کہ اس کے حکم کے بغیر شفاعت کرے، ہمارے حضرت ﷺ کو بھی جب اللہ کا حکم ہوگا تب قیامت کے دن امت کی شفاعت کریں گے۔

فائدہ: اللہ اکبر، یہاں سے اللہ کی بزرگی اور جلال کا اندازہ ہوتا ہے کہ کیسا زبردست مالک اور بے پرواہ ہے کہ کسی فرشتے اور پیغمبر کو بھی کسی چیز کا اختیار نہیں دیا، ہر چیز اپنے اختیار میں رکھی ہے بغیر حکم ممکن نہیں کہ ایک بوند بھی آسمان سے گر سکے۔

اس زمانے کے نادان لوگوں نے انبیاء اولیاء کے ساتھ ایسا اعتقاد پیدا کرلیا ہے کہ اللہ کی بڑائی اور مالکی جیسی چاہیے ویسی دلوں میں نہیں رہی، دنیا کی مرادیں بھی انہی سے مانگتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کتنے ہی گناہ کریں وہ آخرت میں سب بخشوالیں گے۔

حقیقت حال جوتھی معلوم ہوگئی کہ پیغمبر کو بھی خود اپنی جان کا کچھ اختیار نہیں وہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہ بخشواسکیں گے۔

اکثر لوگوں سے سنا ہے کہتے ہیں واقعی اللہ کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے لیکن اولیاء انبیاء اللہ کے مقبول بندے ہیں جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں وہ قبول کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی دعا اکثر قبول ہوتی ہے لیکن ہر ایک دعا ان کی بھی قبول نہیں ہوتی، دیکھو حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کے واسطے دعا کی اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے واسطے دعا کی اور ہمارے حضرت ﷺ نے اپنے چچا (ابوطالب) کے واسطے دعا کی کسی کی دعا قبول نہیں ہوئی اور حکم ہوا کہ ان کے بارے میں دعا مانگ کر جاہل نہ بنو اور

---

[1] یہ شفاعت بالوجاہت کہلاتی ہے۔ (چشتی)

ہماری مرضی کے خلاف دعا نہ کرو۔

اللہ کے یہاں نبی کی بھی وہی دعا قبول ہوتی ہے جو رضائے الٰہی کے مطابق ہوتی ہے:۔

معلوم ہوا کہ ان کی دعا بھی وہی قبول ہوتی ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق ہوتی ہے ہر چند کہ یہ لوگ پاک ہیں مگر پھر بھی بندے ہیں کچھ ان کا اللہ پر زور نہیں کہ جو چاہیں وہی ہو جائے۔

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ

پ ۱۷ (سورۂ انبیاء ۲۱: ۲۶ و ۲۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ انہوں نے کہا ''خدائے رحمٰن نے اپنے لئے اولاد بنائی ہے'' وہ اس سے پاک ہے (اس کے نہ بیٹا ہے اور نہ بیٹی) بلکہ وہ تو اس کے معزز بندے ہیں وہ اس کے آگے بڑھ کے بات نہیں کر سکتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی کو کچھ کرنے کا اختیار نہیں:۔

فائدہ: کافر بعض پیغمبروں اور فرشتوں کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، سو فرمایا بیٹے نہیں یہ سمجھو وہ بندے ہیں مقبول اور عزت والے ہیں لیکن ان کو یہ مقدور نہیں کہ بڑھ کر بول سکیں یا بغیر حکم کچھ کر سکیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ پ ۱۷ (سورۂ انبیاء ۲۱: ۲۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے (یعنی ان کا ماضی اور مستقبل بھی) سب اللہ جانتا ہے ان کی مجال نہیں کہ کسی کو اپنی سفارش سے بخشوا لیں مگر ہاں جس کی بخشش اللہ پسند فرمائے اور وہ تو اس کی ہیبت سے خود ہی ڈرتے رہتے ہیں۔

شفاعت کا مستحق بھی وہی ہے جو رضائے الٰہی پر چلتا ہے:۔

فائدہ: اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی امید رکھتا ہے اس کو لازم ہے کہ پہلے اللہ کو راضی کرے اور اللہ کی رضا مندی شرک چھوڑے بغیر ممکن نہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ۔

پ ۱۷ ع ۲ (سورۃ انبیاء ۲۱:۲۹)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اور ان لوگوں میں سے اگر کوئی ایسی جرات کر بیٹھے کہ کہے "اللہ کے سوا میں معبود ہوں" تو اس پر ہم اسے جہنم کی سزا دیں اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

فائدہ: مسلمانو! خیال تو کرو کہ قرآن پاک میں فرشتوں اور پیغمبروں کا یہ حال ہے کہ اللہ کے آگے بڑھ بڑھ کر بول نہیں سکتے اور اس کے جلال کے آگے ڈرتے رہتے ہیں خدا کی مرضی کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر اس زمانے کے نادان مسلمانی ادنیٰ ادنیٰ پیروں کو مالک اور مختار سمجھ کر ان سے اپنی سب حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں اور پیروں کی شفاعت کی امید پر گناہوں سے بھی نہیں ڈرتے۔

بعض عاقبت اندیش جاہل پیرزادے کچھ لے لوا کر اپنے مریدوں کے گناہ بھی بخش دیتے ہیں اور معافی کی سند بھی لکھ دیتے ہیں خدا ان پر لعنت کرے یہ تو شیطان کے بھی کان کاٹتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ ہی کو پکارنا سچا پکارنا ہے اور جو لوگ اس کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ پکارنے والوں کی کچھ نہیں سنتے ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی (پیاس کی شدت میں) دونوں ہاتھ پانی

الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ۔

پ۱۳ (سورۂ رعد ۱۳: ۱۴)

کی طرف پھیلائے کہ بس (اس طرح کرنے سے) پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے گا، حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں (اور یہ حرکت بے کار ہے) یقین کرو) اسی طرح کافروں کی پکار بے سود ہے۔

بارگاہ الٰہی میں سب عاجز اور بے اختیار ہیں:۔ فائدہ: اگر پیاسا دریا کے کنارے پر ہاتھ پھیلائے پانی کو پکارتا ہے کہ پانی تو میرے منہ میں آجا تو وہ ہرگز نہ آسکے گا اسی طرح سے جو لوگ اللہ کے سوا اور لوگوں کو پکارتے ہیں وہ بھی مدد نہیں کرسکتے ہیں یعنی بے اختیاری میں دونوں برابر ہیں جیسے پانی کو آپ سے منہ میں گھس جانے کی قدرت نہیں ہے ویسے ہی اللہ کے سوا کسی کو مدد کرنے کی طاقت نہیں۔

سبحان اللہ! کیسی کیسی مثالیں دے کر اپنے بندوں کو سمجھاتا ہے اگر اس پر بھی کوئی نہ سمجھے تو آدمی نہیں حیوان ہے۔

مشکل کشائی تو بس اللہ کا کام ہے:۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ.

پ۷ (سورۂ انعام ۶: ۱۷ و ۱۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور (اے انسان) اگر خدا تجھے دکھ پہنچائے تو اس کا ٹالنے والا کوئی نہیں ہے مگر اسی کی ذات اور اگر وہ تجھے بھلائی پہنچائے تو (اس کا ہاتھ پکڑنے والا کون ہے؟) وہ ہر بات پر قادر ہے اور وہی ہے جو اپنے تمام بندوں پر زور وغلبہ رکھنے والا ہے اور وہی ہے حکمت والا اور آگاہ۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری دی ہوئی تکلیف کوئی دور نہیں کرسکتا مگر اس

زمانے کے نادان لوگ مشکل کے وقت اللہ کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے مدد مانگتے ہیں چنانچہ کوئی حضرت عباس۱ کی حاضری۲ مانتا ہے کوئی شاہ۳ عبدالحق کا توشہ۴ کرتا ہے کوئی ۵ شاہ مدار کا ملیدہ چڑھاتا ہے، اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ اللہ کے بندے ہیں ان کا کیا مقدور کہ دی ہوئی تکلیف رفع کر دیں، ہاں بعض دو ایک فارسی کی کتاب پڑھ کر اپنے آپ کو بڑا قابل سمجھتے ہیں وہ یوں تقریر کرتے ہیں۔

''ہم انبیاء اولیاء سے جو مدد چاہتے ہیں وہ اس وجہ سے کہ سیڑھی کے بغیر کوئی کوٹھے پر چڑھ سکتا ہے؟ یا کوئی امیر وزیر کے وسیلہ کے بغیر بادشاہ تک پہنچ سکتا ہے''؟

---

۱ حضرت عباسؓ آپ حضرت علیؓ کے فرزند اور حضرت حسینؓ کے بھائی تھے، آپ کی والدہ کا نام ام البنین بنت حرام ہے، آپ حضرت حسینؓ کے گو حقیقی بھائی نہ تھے، لیکن بھائیوں سے زیادہ مخلص اور جاں نثار تھے چنانچہ میدان کربلا میں آپ ہی کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔ (چشتی)

۲ حاضری، ماحضر کا مرادف ہے، یہاں حضرت عباس علم دار کی فاتحہ کا کھانا مراد ہے۔ (چشتی)

۳ شاہ عبدالحق آپ کا نام احمد بن عمر اور عرف عبدالحق تھا، رودولی جو اودھ کا ایک مشہور قصبہ ہے وہیں پیدا ہوئے، سات برس کی عمر ہی سے تہجد تک پابندی سے پڑھتے تھے، تحصیل علم کے لئے بڑے بھائی کے پاس دہلی پہنچے مگر طبیعت کو تصوف سے لگاؤ تھا وہاں بھی زیادہ قیام نہ ہو سکا اور پانی پت آ گئے، یہاں حضرت جلال الدین محمود گازرونی رحمۃ اللہ علیہ سے جو اپنے وقت کے اولیائے کبار سے تھے بیعت کی اور خلافت بھی یہیں سے ملی، عرصہ تک اللہ اللہ کی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم و معرفت کا بڑا فیضان ہوا، ہمہ وقت جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی مگر چالیس ۴۰ برس تک کبھی تکبیر تحریمہ نہ چھوٹی، یہ بزرگی اور روایت سب شریعت کی پابندی سے ملا کرتی ہے ۱۵ر جمادی الاولی ۸۳۶ھ ۱۴۳۲ء میں اپنے وطن رودولی میں انتقال ہوا اور یہیں مزار ہے۔ (چشتی)

۴ نذر نیاز اور فاتحہ کا کھانا عرف عام میں توشہ کہلاتا ہے۔ (چشتی)

۵ شاہ مدار، بدیع الدین بن معین الدین نام، قطب المدار لقب اور شاہ مدار عرف ہے ۷۱۶ھ ۱۳۱۵ء میں شہر حلب میں پیدا ہوئے اور شیخ محمد طیفور الدین شامی کے مرید ہوئے، انہی سے خلافت ملی، بڑے اولیاء اللہ میں سے تھے، ہندوستان آئے اور قنوج کے اطراف میں ایک بستی مکن پور کے نام سے مشہور ہے یہیں اللہ اللہ کرنے لگے ایک سو چوبیس برس توحید کا نغمہ سنا کر ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ء میں انتقال فرمایا اور یہیں مزار بنا، ہر سال ۱۸ر جمادی الاولی کو (جس کو عورتیں مدار کا چاند کہتی ہیں) آپ کا عرس ہوتا ہے، ہزاروں لاکھوں انسان اطراف ہند سے چھڑیاں اٹھائے آتے ہیں اور خوب نذر نیاز چڑھاتے ہیں بعض شہروں میں مدار کے چاند چھڑیوں کا میلہ لگتا ہے اور خوب چڑھاوا چڑھتا ہے۔ (چشتی)

اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی سیڑھی کے بغیر کوٹھے پر چڑھنا ممکن نہیں ،اسی طرح سے رسول کے ماننے بغیر اللہ کا ملنا ممکن نہیں ،اب رسول کا پہلا حکم یہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ چاہو اور مرادیں نہ مانگو۔

اب خود ہی فیصلہ کرو، تم نے سیڑھی کو چھوڑا یا ہم نے ؟ اور اللہ کو بادشاہ کی طرح سمجھنا اور اس پر قیاس کرنا غلط ہے، اس واسطے کہ بادشاہ ہر جگہ سارے ملک میں نہیں پہنچ سکتا، ہر ایک کا مطلب آپ نہیں سن سکتا سارے ملک کا کام اکیلا نہیں کر سکتا ،اس وجہ سے وہ لوگوں کو کام سپرد کرتا ہے اور صلاح لینے میں وزیر کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو بڑی قدرت والا ہے وہ صلاح لینے میں کسی کا محتاج نہیں ، ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہر ایک کی بات سنتا ہے دلوں کے بھید تک جانتا ہے اس کو کیا پرواہ کہ کسی کو اپنا کام سپرد کرے یا کسی سے صلاح مشورہ لے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی فرشتے اور پیغمبر کی بھی یہ طاقت نہیں کہ اس کے حکم کے بغیر کچھ بول سکیں وہ مالک اکیلا ہے زبردست ہے بڑی شان والا ہے، نہ کوئی اس کا وزیر ہے اور نہ کوئی اس کا نائب ،سبحان اللہ آپ ہی جو چاہتا ہے سو کرتا ہے ،اس واسطے اس کے سوا کسی اور کو پکارنا ممکن نہیں اور اگر اس طرح سے رسول بھی پکاریں تو ان کو بھی ظالم کہا۔

یہ بڑے ظالم ہیں کہ اس پر بھی نہیں ڈرتے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ

پ۱۱ (سورۂ یونس ۱۰:۱۰۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارو (کیونکہ اس کے سوا) نہ کوئی تجھ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اگر تو نے ایسا کیا تو یقیناً تو بھی ظلم کرنے والوں میں گنا جائے گا۔

اٹھتے بیٹھتے بس اللہ ہی کا ذکر کرنا چاہیئے :۔ فائدہ: جب حکم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں کی عادت ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے

یارسول اللہ، یاعلی، یاعبدالقادر جیلانی[1] یا مخدوم کہتے ہیں، اوران کو پکارتے ہیں، ایسا نہ چاہیے، اس وقت مناسب یہ ہے کہ یا اللہ کہا کریں، چنانچہ دوسری آیت میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ الآیۃ پ۱۱ (سورۂ آل عمران ۳:۱۹۱) یعنی مسلمان وہ لوگ ہیں، جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ کے بل لیٹے۔

اور یہ کہیں نہیں فرمایا کہ مسلمان وہ ہیں جو اٹھتے یا بیٹھتے یا محمدؐ یا علیؓ کہتے ہیں

اللہ ہی کے حکم پر چلنے کا نام دین ہے:- مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ کا جو حکم ہو اس پر چلے، اپنی طرف سے کچھ نہ نکالے، اسلام میں بہت سی خرابیاں اسی وجہ سے پڑی ہیں کہ لوگ اللہ اور رسول کا حکم تو معلوم نہیں کرتے اور اپنی عقل سے جو چاہتے ہیں سو کرتے رہتے ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا پ۲۹ (سورۂ جن ۷۲:۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سجدے کرنا اللہ ہی کو سزاوار ہے سو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

---

[1] شیخ عبدالقادر، عبدالقادر بن ابی صالح نام، محی الدین لقب اور ابو محمد کنیت سنہ ۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء یا ۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء میں قصبہ گیلان واقع ایران میں پیدا ہوئے بغداد میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کو ائمہ فن سے حاصل کیا اور اسی طرح تصوف کی تعلیم بھی ارباب کمال سے پائی، ابتداء میں درس وتدریس اور افتاء کا شغل اختیار کیا اور پھر وعظ وتبلیغ اور بیعت وارشاد سے خلق خدا کے عقائد کی اصلاح کی ہزاروں انسانوں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا کم بیش نوے ۹۰ سال توحید دے کر ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ۱۱۶۵ء میں بغداد میں وفات پائی، وہیں مزار اور خانقاہ ہے۔

عوام آپ کو پیران پیر، پیر دستگیر اور غوث الاعظم کے نام سے پکارتے اور آپ کے ماہ وفات کو بڑے پیر کا چاند، یا گیارہویں کا چاند کہتے ہیں، آپ کی نذر نیاز بڑی عقیدت سے کرتے اور اس کو گیارہویں شریف کا کھانا کہتے ہیں، مگر بیشتر عقیدت مند نماز گندے دار پڑھتے ہیں، حالانکہ آپ حنبلی تھے جن کے مذہب میں ایک وقت کی نماز قصداً چھوڑ دینے سے انسان قابل گردن زدنی ہوجاتا ہے۔۱۲ (چشتی)

آڑے وقت پر بس اللہ ہی کو یاد کرنا چاہیے:۔ **فائدہ:** یہاں سے معلوم ہوا کہ ہم لوگ جو اولاد کی بیماری یا اور سخت مصیبتوں میں یہ کہنے لگتے ہیں "یا اللہ یا حسین! خبر لیجئے" درست نہیں، یہ وقت صرف اللہ ہی سے مدد مانگنے کا ہوتا ہے اسی سے دعا کرنا چاہیے۔

کیا تمہارے کام اللہ سے پورے نہیں ہوتے جو دوسرے کی حاجت ہے، کتنی بُری عادت ہے کہ اللہ کے ساتھ بندوں کو بھی ملا دیتے ہو، کوئی کہتا ہے اللہ رسول تمہارا بھلا کریں، کوئی کہتا ہے اللہ مدار تیری مدد پر رہیں، دیکھو اگر کوئی شخص تمہیں تعظیم سے مسند پر بٹھائے اور اسی جگہ تمہارے برابر تمہارے غلام کو بھی بٹھاوے تو یہ تمہیں کب گوارا ہوسکتا ہے، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سمجھو۔

جو کچھ مانگو بس خدا سے مانگو:۔

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ[1] — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور اگر مدد مانگنا ہو تو بھی اللہ ہی سے مدد مانگ[2]

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ میں اللہ کا بڑا مقبول بندہ ہوں اور تمہارا نبی ہوں مجھ سے بھی مدد مانگا کرو۔

بعض لوگوں کو اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی سے مدد چاہنا درست نہیں تو اب حاکم سے فریاد کرنا حکیم سے علاج کرانا، نوکر یا غلام سے پانی مانگنا، ہاتھ

---

[1] جامع الترمذی، مطبع العلوم دہلی ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۸ء ص ۴۱۴۔

[2] اللہ تعالیٰ کے حقوق میں بندوں پر ایک حق، حق استعانت بھی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جس طرح عبادت خدا کی ہوتی ہے کسی اور کی جائز نہیں، اسی طرح مدد بھی اسی سے مانگی جاتی ہے کسی اور سے مدد مانگنا جائز نہیں، چنانچہ آیت پاک اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (سورۂ فاتحہ) "اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں" میں اسی امر کا اقرار اور اسی حقیقت کا اعتراف ہے ۱۲۔ (چشتی)

میں لاٹھی رکھنا بھی درست نہ ہو، اس واسطے ان کاموں میں بھی خدا کے سوا اور چیزوں سے مدد چاہی جاتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان چیزوں کو انہی کاموں کے لئے ایک وسیلہ اور سبب مقرر کیا ہے، پانی پینے کے واسطے پیدا کیا ہے اور دوائیاں بیماری کے واسطے مگر مدار سالار[1] کو اس واسطے پیدا نہیں کیا کہ لوگوں کو رزق اور بیٹے دیا کریں اور انبیاء اولیاء سب ان کاموں کو کرتے تھے یعنی لاٹھی بھی ہاتھ میں رکھتے تھے اور علاج بھی کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھی ان کاموں سے منع نہیں فرمایا، غرض کہ استعانت اور مدد مانگنا اسی طرح کا منع ہے جس میں شرک لازم آتا ہو اور نذر نیاز کرنے اور منت ماننے کی نوبت پہنچتی ہو۔

مال سب اللہ کا حق ہے اس میں اس کے بغیر بتائے کسی اور کا حق نکالنا روا نہیں!

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ۔

پ۱۴ (سورۂ نحل ۵۶:۱۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور پھر دیکھو ہم نے جو کچھ رزق انہیں عطا کیا ہے اس میں یہ ان ہستیوں کا بھی حصہ ٹھہراتے ہیں جن کی حقیقت کی انہیں خبر نہیں، بخدا تم سے ضرور اس بارے میں باز پرس ہوگی کہ (حقیقت کے خلاف) کیسی افترا پردازیاں کرتے رہتے ہو۔

فائدہ: یہ ان سے فرمایا جو اپنے کھیت میں جانوروں اور سوداگری میں اللہ کے سوا کسی کی نذر نیاز ٹھہراتے تھے، جیسے پہلے لوگ تھے ویسے ہی اب بھی ہیں۔

---

[1] سالار مسعود بن ساہو نام، بالے میاں، غازی میاں، سالار غازی، مسعود غازی لقب ہے، خراسان میں سالار رجب کے نام سے مشہور ہیں، بعض کا خیال ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے لشکر میں سالاری کے عہدہ پر مقرر تھے، اسی وجہ سے سالار کے نام سے شہرت ہے، بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے، ہندوستان میں کفار سے جہاد کیا اور ۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء بمقام بہرائچ جام شہادت نوش فرمایا، ہر سال آپ کا عرس ہوتا ہے، اور اطراف ہند سے ہزاروں آدمی آپ کے نام کی چھڑیاں اٹھائے آتے ہیں اور وہ لوگ جن کے اولاد نہیں ہوتی، نذر نیاز چڑھاتے ہیں ۱۲۔ (چشتی)

جانوروں میں حصہ، جیسے سید احمد کبیر[1] کی گائے، شیخ سدو[2] کا بکرا، شاہ مدار کی مرغی، اور کھیت اور سوداگری میں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور شاہ مدار کی چٹکی نکالتے ہیں اور امام ضامن[3] کا پیسہ بازو پر باندھتے ہیں، فرمایا یہ سب اللہ کا مال ہے اس میں کسی دوسرے کا حق نہیں، اس کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے کسی کا حصہ نہ ٹھہراؤ، البتہ یہ درست کہ اس کو اللہ کی نذر کرو اور اس کا ثواب جو تم کو ملتا سو ان کی روح کو بخش دو لیکن نام ٹھہرا دینا کہ یہ چیز فلاں بزرگ کی ہے یہ

---

[1] سید احمد کبیر، آپ سید جلال بخاری (جلال الدین بخاری المتوفی ۷۸۵ھ ۱۳۸۳ء) کے فرزند اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے نواسہ تھے، آپ کے والد مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے شوق دید میں بخارا سے ملتان آئے، اور آپ سے بیعت ہو گئے، شیخ زکریا ملتانیؒ نے اپنی دختر نیک اختر سے آپ کا نکاح کر دیا جن کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے، سید احمد کبیر، سید محمد اور سید بہاء الدین آپ چونکہ عمر میں سب سے بڑے تھے اس لئے سید کبیر عرف ہو گیا سلوک کی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور دیگر شیوخ وقت سے پائی اور اپنے زمانے کے بڑے نام اور ولی ہوئے، سید صدر الدین راجو قتال بخاریؒ جو مادر زاد ولی تھے آپ ہی کے فرزند تھے، عوام حاجت روائی اور مصیبت سے نجات کے لئے آپ کے نام کی گائے وغیرہ ذبح کرتے ہیں جو کسی طرح جائز نہیں۔

سید کبیر کا اوچ میں انتقال ہوا اور یہیں اپنے والد سید جلال بخاریؒ کی خانقاہ کے اندر مزار کے بالکل متصل آپ کا مزار ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے، سید احمد کبیرؒ کا کڑا (حلقہ) مشہور ہے، سانپوں کے کاٹے اور جنات کے آسیب زدہ لوگوں کو آپ کا کڑا دیا جاتا ہے، (ملاحظہ ہو تاریخ اوچ مؤلفہ محمد حفیظ طبع دہلی ۱۹۳۱ء ص ۱۴۱)

[2] اکثر لوگ صدو کو سدو لکھتے ہیں، صدو چونکہ صدر الدین کا عرف تھا، اس لئے قدیم تحریرات میں یہ نام "ص" سے لکھا جاتا تھا نہ کہ "س" سے شیخ صدو کا قصہ بھی خوب ہی دل چسپ ہے، محمود احمد عباسیؒ تاریخ امروہہ" (طبع دہلی ۱۹۳۰ء ص ۱۳۳) میں لکھتے ہیں۔

"جس قدر شہرت شیخ صدو کے نام کو حاصل ہے اس بزرگ کے تاریخی اور صحیح حالات اتنے ہی زیادہ تاریکی میں مستور ہیں، زبانی روایتوں سے البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بارہویں صدی ہجری کے نصف آخر سنین میں امروہہ کی قدیم جامع مسجد یعنی مسجد کیقبادی کا ایک مؤذن شیخ صدر الدین عرف شیخ صدو تھا۔ اس کے باپ کا نام معلوم نہیں، ماں کا نام البتہ آسیہ یا عائشہ مشہور ہے اس شیخ کو عملیات کا بہت شوق تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ زین خاں نام ایک متوکل اس کے تابع تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زین خاں مؤکل نے شیخ صدو کی کسی بے احتیاطی کی وجہ سے بہ حالت ناپاکی قابو پا کر اسے مار ڈالا، اس وقت سے اس کی روح آوارہ پھرتی ہے اور یہ بزرگوار خصوصاً عورتوں پر اپنا عمل کرتے ہیں، اور جس طرح پنجاب میں مکار یا بیمار عورتوں پر "سخی سرور" آجاتے ہیں اسی طرح اس صوبہ میں خصوصاً اضلاع ایٹہ متھرا علی گڑھ وغیرہ کے ادنیٰ اور جاہل طبقہ کے ہندو اور مسلمانوں میں شیخ صدو بدنام ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دوسری فصل

شرک کرنے والوں کی مذمت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

پ۱۴ (سورۂ نحل ۱۶: ۲۰، ۲۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اللہ کے سوا جن ہستیوں کو یہ پکارتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود کسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، وہ لاشیں ہیں بے جان انہیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے

فائدہ: حق تعالیٰ اس مقام پر مشرکوں کی حماقت اور نادانی بیان کرتا ہے کہ مدد

بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ شیخ صدو کا مقام اس خانہ خدا کے اندر وسط مسجد کا پیش طاق ہے۔۔۔۔۔ان مقامات پر علاوہ زرنقد کے بکرا، مرغ کپڑا اور مٹھائی وغیرہ کا چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے جس کو ان کی اصطلاح میں میاں کی جات (ذات) دینا کہتے ہیں چڑھاوے میں ایک صحنک، ایک کوزہ اور میاں کا رومال بھی ہوتا ہے جو معتقدین میاں کی جات دیتے ہیں جاشتی یعنی حاجتی کہلاتے ہیں''۔

۳؎ امام ضامن علی بن موسیٰ کاظم نام اور الرضا لقب ہے ۱۴۸ھ/ ۷۶۵ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، بڑے متقی اور زاہد، نہایت بلند پایہ عالم اور صاحب فضل و کمال تھے۔ (روافض) آپ کا شمار آئمہ اثناء عشر میں کرتے ہیں جو روافض کی خاص اصطلاح ہے جبکہ اہل السنّت والجماعت کے ہاں اس کا کوئی تصور نہیں، خلیفہ مامون نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ سریر آرائے خلافت ہو جائیں لیکن آپ نے انکار کر دیا، آخر مامون نے ۲۰۱ھ/ ۸۱۶ء میں آپ کو اپنا ولی عہد نامزد کر دیا، مگر طوس میں ۲۰۳ھ/ ۸۱۸ء میں کسی نے آپ کو زہر دے دیا، اور آپ نے شہادت کا رتبہ پایا۔

ضامن کے معنی کفیل کے ہیں، عوام (خصوصاً روافض) کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی سفر کو جائے یا کہیں بیاہ شادی کی بات چیت کرنی ہو یا کسی بلا میں گرفتار ہو اور آپ کے نام کا روپیہ پیسہ بازو پر باندھ کر جائے تو اس کی خیریت کے آپ ضامن ہو جاتے ہیں اس لئے آپ عوام (خصوصاً روافض) میں امام ضامن کے نام سے مشہور ہیں ۱۲ (چشتی)

مانگنے اور پکارنے کے لائق وہ شخص ہے جس نے پیدا کیا ہو اور زندہ بھی ہو مشرک ایسے احمق ہیں کہ ان کو پکارتے ہیں جن میں جان نہیں، بھلا وہ کسی کو کیا پیدا کریں گے، وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔

اسی طرح ہمارے زمانے کے ناواقف مسلمان مردہ بزرگوں سے حاجتیں مانگتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود اپنے جینے مرنے میں کسی اور کے محتاج تھے دوسرے کی کیا مدد کریں گے، مثل ہے پیر آپ ہی درماندہ شفاعت کس کی، بعض جاہل جو اپنے آپ کو قابل سمجھتے ہیں یوں کہتے ہیں۔

''پیغمبر خدا ﷺ کے وقت میں کافر بت پوجتے تھے، اور ان سے مدد چاہتے تھے س لئے اللہ نے قرآن شریف میں بتوں سے مدد مانگنے کی ممانعت کی ہے کوئی اولیاء انبیاء کی مدد مانگنے سے منع نہیں کیا''۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جہاں شرک سے منع کیا ہے وہاں ''من دون اللہ'' کا لفظ فرمایا ہے یعنی اس کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو اور کسی کو نہ پوجو، بس اس میں توسب ی آ گئے، بت بھی اور اولیاء انبیاء بھی اور یہ کسی آیت میں بھی نہیں فرمایا کہ تم اپنی حاجتیں توں سے تو نہ مانگو لیکن میرے پیر پیغمبروں سے مانگو، اسی لئے اللہ نے اپنی ذات کے سوا کوئی ہو سب سے منع فرمایا ہے۔

مدد اس سے مانگنی چاہیے جس کو کچھ اختیار ہو اور حق تعالیٰ تو پہلی آیت میں صاف فرما چکا ہے کہ پیغمبر تک کو اپنی جان کا کچھ اختیار نہیں، مدار سالار، بیچارے کس شمار میں ہیں۔

اللہ کے آگے عاجز اور بے اختیار تو سب ہی ہیں مگر فرق مراتب ضرور ہے:-

اللہ کے آگے عاجز اور بے اختیار ہونے میں ہم اور ولی اور پیغمبر سب برابر ہیں لیکن رتبہ میں بڑا فرق ہے، وہ مقبول بندے، ہم گنہگار، وہ ہمارے نبی اور سردار، ہم ان کی امت تابعدار، جس طرح ادنیٰ سپاہی اور رسالدار بادشاہ کے نوکر ہونے میں دونوں برابر مگر رتبہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی! اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا

پ۱۶(سورۂ کہف ۱۸:۱۰۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی کیا انہوں نے خیال کیا ہے کہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں؟ (انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ تیار کررکھی ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں کسی کوحمایتی سمجھنا روانہیں! فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے وقت میں دوقسم کے کافر تھے، ان میں سب سے تو بتوں کو پوجتے تھے اور بعض پیغمبروں کی روح کو چنانچہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیزؑ کی روح کو پوجا جاتا تھا اور ان سے مرادیں مانگی جاتی تھیں، اللہ نے دونوں کو کافر کہا اور اس آیت میں ان کو غصہ سے فرمایا ہے کہ یہ لوگ بڑے احمق ہیں میرے سوا میرے بندوں کو اپنا حمایتی ٹھہراتے ہیں یعنی اولیاء اور پیغمبر ہر چند پاک لوگ ہیں لیکن آخر میرے غلام اور میرے بندے ہیں ان کو حمایتی سمجھنا کب لائق ہے بھلا غور کرو آقا کے ہوتے ہوئے اس کی چیز کو اس کے غلام سے مانگنا کتنی بڑی نادانی ہے۔

شریعت کی رو سے کس قسم کا وسیلہ جائز ہے؟ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اولیاء انبیاء سے بس اس طرح وسیلہ پکڑنا درست ہے کہ خدا کی بارگاہ میں یوں عرض کیا جائے ''الٰہی محمد مصطفےٰ ﷺ کے طفیل سے یا حضرت علی مرتضیٰؓ کے تصدق سے میری فلاں حاجت روا کر'' یہ صورت جائز ہے اور اس کے علاوہ جو صورتیں اختیار کی جاتی ہیں وہ ناجائز ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی! یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو! تم اللہ کے سوا جن (خود ساختہ معبودوں)

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○

پ۱۷ (سورۂ حج ۲۲: ۷۳، ۷۴)

کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے لئے سارے اکٹھے ہو کر زور لگائیں، اور مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو ان میں قدرت نہیں کہ اس سے چھڑا لیں (تو دیکھو) دونوں کمزور ہیں مانگنے والا بھی اور جس سے مانگا وہ بھی ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں سمجھی جیسی کہ اس کی قدر ہے بیشک اللہ قوت والا (اور) زبردست ہے۔

اللہ کے ہوتے اوروں سے مدد مانگنا اللہ کی ناقدری کرنا ہے!

فائدہ: جو لوگ اللہ کے سوا بتوں سے یا پیروں سے مرادیں مانگتے ہیں افسوس کہ وہ اللہ کی جیسی قدر سمجھنا چاہیے ویسی نہیں سمجھتے اگر سمجھتے ہوتے تو اللہ جیسے زبردست جہاں کے پیدا کرنے والے کے ہوتے ہوئے ان بے چارے بے مقدوروں سے کہ جن سے ایک مکھی تک نہیں بن سکتی کیوں کر حاجتیں مانگتے، بھلا اس سے بڑھ کر نادان کون ہے جو بادشاہ کے ہوتے ہوئے فقیر کے آگے ہاتھ پسارے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی! وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُرَکَآءَ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ○

پ۱۱ (سورۂ یونس ۱۰: ۶۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور جو لوگ اللہ کے سوا (اپنے ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں تم جانتے ہو، وہ کس بات کی پے روی کرتے ہیں؟ (کیا یقین اور بصیرت کی؟ نہیں!) محض وہم و گمان کی وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ (ہر بات میں) اپنی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔

فائدہ: جو شخص اللہ کے سوا ان کو مدد کے واسطے پکارتے ہیں وہ عقل سے کورے ہیں، بت پوجنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تو بت پتھر ہیں ہم جو ان کے آگے گاتے بجاتے ہیں حاجتیں مانگتے ہیں یہ کیوں کر سنیں گے، خود آپ جگہ سے ہل نہیں سکتے ہماری کیا مدد کریں گے اسی طرح ناواقف مسلمانوں کو خبط ہو گیا ہے کہ بزرگوں کی قبریں پوجنے لگے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اولیاء انبیاء خدا کے کارخانے کے مختار ہیں جس کو جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ وہ بندے خود ہر چیز میں اللہ کے محتاج تھے اب کہاں سے مختار ہو گئے۔

خودساختہ چیزوں کے پوجنے کا ذکر:۔ اسی طرح بعض عورتوں اور بعض مردوں نے اپنے خیال سے جن پری تراشے ہیں اور دریا پری، شاہ پری، آسمان پری رکھ لئے ہیں، ان نادانوں سے پوچھو کہ تم نے کیا ان کو آنکھوں سے دیکھا ہے یا خدا نے تم کو بتلایا ہے؟ تم ان کو کہاں سے سمجھے جو ان کو پوجنے لگے؟

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمیں جنوں کے وجود سے انکار ہے کیوں کہ جنوں کا وجود قرآن شریف سے ثابت ہے، لیکن شاہ پری، آسمان پری جو اپنی طرف سے نام ٹھہرا لئے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اس میں کلام ہے۔

چیچک میں مالن وغیرہ کا پوجنا حرام ہے:۔ اسی طرح ہے ہندو اور مذہب سے ناواقف مسلمانوں کی عورتیں اور بعض نادان مسلمان، عورتوں کے کہے پر چلنے والے چیچک کے مرض میں خود بھی بت پوجتے ہیں اور مالن کو بھی بلاتے ہیں، اگر ایسا ہوا کرتا کہ مسلمان کی لڑکی چیچک میں مر جاتی اور ہندو کی جیتی رہتی تو شاید کوئی مسلمان صاحب اولاد بت پوجے بغیر نہ رہتا، اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ جیسے گرمی کی اور بیماریاں ہیں ویسے ہی چیچک بھی ہے اس کو مردار دیوی بھوانی [1] سے کیا علاقہ؟

اللہ نے سچ فرمایا ہے ''جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ بڑے ناسمجھ ہوتے ہیں صرف اپنے وہم و خیال پر چلتے ہیں نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی سند، فی الحقیقت اگر نا

[1] بھوانی، گوراپاربتی، چیچک، سیتلا، یہ ایک دیوی کا نام ہے جو چیچک کی مالک خیال کی جاتی ہے، ضلع گوڑ گانوہ میں اس کا بڑا عالی شان مندر بھی ہے ۱۲۔ چشتی۔

3 سمجھ نہ ہوتے تو اللہ جیسے مالک کو چھوڑ کر ادھر ادھر کیوں بھٹکتے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَآ اَوْ اَثٰرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

پ ۲۶ (سورۂ احقاف ۴۶:۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آپ (محمد ﷺ) مشرکوں سے کہیئے بھلا تم نے ان چیزوں کو دیکھا ہے جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو (ذرا) مجھے بھی تو دکھاؤ، انہوں نے زمین سے کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کی شرکت ہے اگر سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب میرے پاس لاؤ، یا علم (انبیاء میں) سے کچھ منقول چلا آتا ہو (تو اسے پیش کرو)

فائدہ: جیسا ان لوگوں سے یہ پوچھا گیا تھا ویسا ہی اس زمانے کے لوگوں سے پوچھنا چاہیے عقل کے نزدیک تو اس سے مانگنا چاہیے جس کو ظاہر میں کچھ قدرت ہو، تم جو امام اور پیروں سے مرادیں مانگتے ہو تو کیا سمجھ کر؟ بھلا بتاؤ حضرت عباسؓ نے کون سا آسمان پیدا کیا اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے کون سا دریا بہا دیا اور سید سالارؒ نے کون سی مکھی بنائی اور شاہ مدار نے کون سی چیونٹی پیدا کی۔

اگر ان سے کچھ نہ بن سکا تو پھر تم کیوں گمراہ ہوئے اور کیوں ان سے مرادیں مانگنے لگے، قرآن شریف زیادہ کون سی کتاب ہے جس پر تم چلتے ہو یا ان بزرگوں نے تم سے کہہ دیا ہے کہ ہم بڑی قدرت والے ہیں ہم سے اپنی حاجتیں مانگا کرو اور ہمارے جھنڈے نشان چڑھایا کرو، خدارا غور کرو اور سمجھو، تمہارے پاس اس کی کیا سند ہے؟

بہت سے نادان ایسی باتیں سن کر کہتے ہیں کہ ہم جو اپنے پیروں سے مانگتے ہیں تو ہماری مراد بر آتی ہے دیکھو فلاں دفعہ ہم نے شاہ مدار سے بیٹا مانگا تھا، ہم کو برابر ملا، اور ایک بار ناؤ ڈوبنے لگی تھی ہم نے سید سالار کو پکارا انہوں نے بچا لیا تو ان باتوں سے ہم کو معلوم ہو

گیا کہ ان کو بڑی قدرت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے تم کہتے ہو ویسے ہی ہندو بھی کہتے ہیں کہ جو مراد دیوی بھوانی سے مانگتے ہیں سو وہ ہم کو مل جاتی ہے تو استغفر اللہ ان کو بھی پوجنا چاہیے، جیسے تمہاری پیروں کو قدرت ہے ویسے ہی بتوں کو بھی ہے، توبہ! کیسا شیطان نے گمراہ کیا ہے اصل بات مطلق نہیں سمجھتے۔

اس کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک شخص کا چھوٹا لڑکا دودھ پینے کے سبب سے اپنی دایہ سے ہل (عادی ہو) گیا ہے مٹھائی اور جس چیز کو لڑکے کا جی چاہتا ہے وہ اپنی دایہ سے کہتا ہے، باپ جانتا ہے دایہ ہر چیز کہاں سے دے گی، وہ آپ اس کو لے دیتا ہے، یہ لڑکی ناسمجھ یہی جانتا ہے کہ یہ چیز مجھ کو میری دایہ نے دی ہے۔

اللہ محض اپنے کرم سے بندوں کی حاجت روائی کرتا ہے لیکن بندہ اس میں بھی بزرگوں کا دخل سمجھتا ہے:-

اسی طرح اللہ اپنے بندوں پر باپ سے زیادہ رحیم ہے ان کی حاجتیں خوب جانتا ہے اور اپنے کرم سے تمام حاجتیں برلاتا ہے، ہندو کم بخت اس کو بتوں کی طرف سے سمجھتے ہیں اور نادان مسلمان اپنے پیروں کی طرف سے، لیکن انصاف کی بات یہ ہے جس کا کھایئے اس کا گایئے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِوَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ۔

پ۲۶ (سورۂ احقاف ۴۶: ۵-۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے کو پکارے جو قیامت تک اس کا جواب نہ دے سکے اور ان کو ان کے پکارنے ہی کی خبر نہ ہو اور جب قیامت کو لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی پرستش سے انکار کریں گے۔

فائدہ: اللہ کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں ہے جو لوگ بتوں یا بزرگوں سے مدد چاہتے ہیں اگر قیامت تک پکاریں گے تو بھی ان سے کچھ نہ ہو سکے گا، اور مدد تو وہ شخص کرے جس کو ان کے حال کی کچھ خبر بھی ہو، اس لئے اللہ نے فرمادیا کہ ان کو ان لوگوں کے پکارنے کی خبر ہی نہیں ہوتی ہے کہ ہم کو کون پکارتا ہے، یعنی غیب کی بات جاننا اور ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا یہ اللہ ہی کی شان ہے بندے اگرچہ پیغمبر ہی ہوں مگر اللہ کے بتائے بغیر کیا جانیں۔

عجب نادان لوگ ہیں، کوسوں اور منزلوں سے بزرگوں کو پکارتے ہیں کہ یا حضرت فلاں ہماری مدد کرو یہ نہیں سمجھتے کہ وہ اتنی دور سے کیوں کر سنیں گے، کیا وہ سارے عالم میں گشت کرتے پھرتے ہیں، یا معاذ اللہ خدا ہیں جو سارے جہان میں حاضر و ناظر رہتے ہیں؟ زندگی میں تو دور کی بات تک نہیں سنتے تھے، اب مرنے کے بعد خوب سننے لگے

دنیا میں خدا کے سوا جن کو پکارا جاتا ہے قیامت میں وہ اپنے پیروؤں سے کہیں گے تم جھوٹے ہو:- اور یہ عجیب بات ہے کہ قیامت کو لوگ اللہ کے سوا دنیا میں جس جس کو پکارتے تھے اور نذریں مانا کرتے تھے ان کے پاس جائیں گے، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ان پر غصہ ہوں گے اور کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ہم نے تم سے کب کہا تھا کہ تم اپنی مرادیں ہم سے مانگا کرنا، بھلا بتاؤ یہ ہم نے کس کتاب میں کہا تھا، ہمارا کیا مقدور کہ ہم اللہ کے کام میں دخل دیں ہماری بلا سے، جیسا کیا ویسا بھگتو۔

اعتراض! بعض نادان جب یہ سنتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی نبی ولی کو حاجت روائی کی قدرت نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کے منکر اور بداعتقاد ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ ہم ان سے بداعتقاد نہیں ہیں اتنا جانتے ہیں کہ وہ مقبول بندے ہیں ان کو یہ مرتبہ اللہ کی غلامی اور تابعداری میں ملا ہے، لیکن تمہاری طرح خدا کے کام میں ان کو مختار نہیں جانتے ہیں۔

سچی محبت اور سچے اعتقاد کا تقاضا:- اور ٹھیک بات یہ ہے کہ جو جس کے ساتھ محبت اور اعتقاد رکھتا ہے تو اس کا طریقہ اختیار کرتا ہے، اگر تم کو اولیاء انبیاء کے ساتھ سچا

اعتقاد ہوتا تو تم ان کے فرمان پر چلتے اور اپنی طرف سے ان کے حکم کے بغیر کچھ ایجاد نہ کرتے۔

اعتراض دین سے ناواقف لوگوں کا یہی معمول ہے کہ جب کچھ جواب نہیں بنتا ہے اور کوئی بات بن نہیں آتی تو عاجز ہو کر یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی پیر پیغمبر سے مرادیں مانگنا درست نہیں، یہ بات تو نئی ہے ہم نے اپنے باپ دادا سے بھی کبھی نہیں سنی، کیا پہلے عالم فاضل نہیں تھے اب تم ہی ایک نئے پیدا ہوئے ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس مسئلہ میں قرآن شریف کی آیتیں بیان کرتے ہیں اور قرآن کو رسول ﷺ پر اترے ہوئے بارہ سو برس ہو گئے اور جن امام اور پیروں سے تم مدد مانگتے ہو وہ پیغمبر ﷺ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

ذرا سوچو اور انصاف کرو کہ اب تمہاری بات نئی ہے یا ہماری اور ہر زمانے کے عالم فاضل کتابوں میں شرک کی برائی لکھتے آئے ہیں، آج تک کسی دین دار عالم نے نہیں کہا ہے کہ اللہ کے سوا اولیاء انبیاء سے بھی مرادیں مانگنا درست ہے اور نہ کوئی عالم اور قرآن کا واقف یہ کبھی کہے گا، اور اگر تم کو ہماری بات میں کچھ شبہ ہے تو اور کسی عالم فاضل سے آیتوں کے معنی پوچھو، دیکھو یہی مطلب بیان کرتا ہے یا کچھ اور شیعہ اور اہل سنت اس بات میں سب ہی متفق ہیں شرک میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

تم اپنے باپ داد سے کیا سنتے، جیسے تم ناواقف ہو اور قرآن وحدیث کے معنی نہیں جانتے ویسے ہی وہ بھی ہوں گے، بھلا اندھا بھی کہیں اندھے کو راہ بتاتا ہے اور سیدھی بات تو یہ ہے کہ ہم محمد ﷺ پر ایمان لائے ہیں، کچھ باپ دادا پر ایمان نہیں رکھتے کہ جو ان کی ہر بات کو مانیں، اگر باپ دادا کا طریقہ پیغمبر ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہے تو ہم ان کے تابع ہیں اور نہیں تو ہم محمد ﷺ کی راہ پر چلیں گے جن کا طریقہ سب طریقوں سے بہتر تھا۔

ہم تم سے پوچھتے ہیں اگر تمہارے باپ دادا مفلس ہوں روپے پیسے کو محتاج اور تم کو خدا اپنے کرم سے مال و دولت دیدے تو تم اس مال کو رکھو گے یا پھینک دو گے کہ ہمارے باپ داد کے پاس تو مال نہ تھا ہم کو بھی نہ لینا چاہیے۔

افسوس! دین کے قبول کرنے میں تو رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف باپ دادا کی پے روی کرتے ہیں، اور مال لینے میں کوئی دریغ نہیں، عجیب اتفاق ہے کہ جیسے اس زمانے کے نادان مسلمان باپ دادا کی رسم اور عادت کو دلیل پکڑتے ہیں اور منع کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں ویسے ہی مکہ کے کافر پیغمبر خدا ﷺ کو جواب دیتے تھے، چنانچہ اس آیت میں اسی حقیقت کو بیان کیا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی! وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَ نَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ۔

پ۲ (سورۂ بقرہ۲: ۱۷۰)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور جب ان کافروں سے کہا جاتا ہے کہ اس پر چلو جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں، ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو دیکھا ہے اگر چہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی وہ انہی کی تقلید کئے جائیں گے)۔

باپ دادا کی اتباع بھی اسی وقت تک درست ہے جب تک شریعت کے خلاف نہیں:۔

فائدہ: باپ دادا کی تابعداری وہیں تک بہتر جہاں تک شریعت کی مخالفت نہ ہوتی ہو اور جب معلوم ہو گیا کہ ان کی رسم خدا کے حکم کے خلاف ہے پھر اس پر چلنا ہرگز روا نہیں۔

کیا غضب ہے کہ کلمہ تو محمد ﷺ کا پڑھیں اور راہ شیخ صدو کی چلیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی! وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل بھنچے لگتے ہیں اور جب

اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ٥ اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو

پ۲۴ (سورۂ زمر ۳۹:۴۵)۔ خوش ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے ذکر سے ناخوش ہونا کافروں کی عادت ہے:۔

فائدہ: افسوس! اس زمانے کے نادان مسلمانوں کی عادت اگلے کافروں کی سی ہوگئی ہے کہ محض اللہ کے ذکر سے یہ بھی خوش نہیں ہوتے ہیں یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں اور اس کے سوا کسی کی نذر نیاز ماننا درست نہیں تو منہ بگاڑ کر سن ہو جاتے ہیں اور جب خدا کے سوا مدار، سالار کے جھنڈے نشان کا ذکر ہو تب خوش ہوتے ہیں

بعض قرآن سے ناواقف کہتے ہیں کہ انبیاء، اولیاء، خود مستقل مالک تو نہیں لیکن ان کی منت مان کر نذر نیاز کرنا اور ان سے حاجتیں مانگنا اس نیت سے کہ یہ اللہ کے حکم سے عالم کی حاجت روائی کرتے ہیں درست ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو اس بات کو کسی آیت یا کسی حدیث صحیح سے ثابت کرو، جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہو کہ انبیاء اولیاء کو میں نے اپنی طرف سے مختار کر دیا ہے، میرے حکم سے پانی برساتے ہیں، اولاد دیتے ہیں، بیماروں کو اچھا کرتے ہیں، ان کی منت مان کر لوگ نذر نیاز کیا کریں، اور اگر یہ قرآن حدیث میں نہیں ہے اور تم اپنی طرف سے کہتے ہو تو بہت برا کرتے ہو، مسلمان کو یہ لازم نہیں کہ دین میں اپنی ناقص عقل کو دخل دے، ہاں البتہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فرشتے اکثر کاموں پر مامور ہیں مگر یہ اختیار ان کو بھی نہیں کہ جو چاہیں سو کریں ہر ہر کام پر جیسا حکم ہوتا ہے ویسا کرتے ہیں، اب کوئی شخص فرشتوں کو مختار جان کر کچھ مانگے تو اس کی نادانی ہے کیونکہ وہ تو محض بے اختیار ہیں حکم کے تابع ہیں۔

مشرکین کا شرک کس قسم کا تھا؟ یہ جاننا چاہیے کہ رسول خدا ﷺ کے وقت کے مشرک یہ نہیں کہتے تھے کہ بت اللہ کے برابر ہیں، وہ بھی یہی کہتے تھے کہ سب کا مالک

اللہ ہی ہے لیکن بت ہمارے سفارشی ہیں، اس کے حکم سے ہماری حاجت روائی کرتے ہیں چنانچہ اس آیت میں مذکور ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی پ۲۳ (سورۂ زمر ۳۹:۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سن لو، خالص عبادت خدا ہی کے لیے (زیبا) ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور کارساز بنائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا کا مقرب بنادیں۔

اور اسی طرح دوسری آیت میں ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔

پ۱۱ (سورۂ یونس ۱۰:۱۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور یہ مشرک اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں، جو نہ تو انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں نہ فائدہ اور کہتے ہیں (ہم ان کی اس لئے پرستش کرتے ہیں کہ) یہ اللہ کے حضور ہمارے سفارشی ہیں (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے کیا اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جو اس کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں ہے اور نہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور بلند ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں

فائدہ: ان دو آیتوں سے صاف معلوم ہوگیا کہ عرب کے کافر بتوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے، لیکن کارندے اور مختار جان کر ان کی نذر نیاز کرتے تھے خدا نے اس کو بھی شرک ٹھہرایا۔

افسوس! جس شرک کے مٹانے کے واسطے قرآن شریف اتارا گیا اور پیغمبر

خدا ﷺ نے کافروں سے جہاد کیا اسی میں اب مسلمان مبتلا ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ وہ کافر بتوں سے حاجتیں مانگتے تھے اور اب لوگ بتوں سے نہیں مانگتے لیکن پیروں سے مانگتے ہیں اس کے لئے وہی مثل ہے گائے دونوں طرح مری، قصائی سے بچی تو شیر کے پالے پڑی، جیسے کافر کہتے تھے کہ سب کا مالک اللہ ہے، اور پھر اس کو چھوڑ کر اوروں سے مدد چاہتے تھے، ویسے ہی یہ لوگ بھی کرتے ہیں۔

شیطان کے گمراہ کرنے کے پھندے:۔ غرض شیطان انسان کا جانی دشمن ہے وہ بھلا ہرگز نہیں چاہتا کہ آدمی اللہ تک پہنچے، کسی کو بت کے پاس اٹکاتا ہے اور کسی کو پیر کے پاس لے جاتا ہے، اصل مطلب سے دونوں کو دور پڑکا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥

پ۲۳ (سورۂ زمر ۳۹:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک آدمی (غلام) ہے جس میں کئی بدمزاج شریک ہیں اور ایک آدمی غلام ہے ایک شخص کا بھلا کیا دونوں کی حالت برابر ہے؟ (نہیں!) سب خوبیاں اللہ کو سزاوار ہیں مگر بہت سے لوگ نہیں سمجھتے۔

در در مانگنے سے بہتر ہے کہ ایک در سے مانگے! فائدہ: جو شخص کئی آدمیوں کا غلام ہوتا ہے کوئی اس کو اپنا نہیں سمجھتا اور نہ کوئی اس کی پوری خبر گیری کرتا ہے۔ اگر وہ غلام کسی سے کچھ مانگتا ہے تو ایک دوسرے پر ٹالنے لگتا ہے کہ اوروں سے بھی مانگ، کیا تو صرف میرا ہی ایک غلام ہے؟ اور جو ایک شخص کا ہی غلام ہو تو وہ اس کو اپنا سمجھتا ہے اور پوری خبر گیری کرتا ہے کیونکہ مالک جانتا ہے کہ میرے سوا اس کا اور کون ہے، یہ اللہ نے اس کی مثال بیان فرمائی ہے جو صرف اللہ کو اپنا مالک جانتا ہے اور اس کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتا

اور جوکئی سے امید رکھتا ہے اسے کوئی نہیں پوچھتا۔

مشرک کو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا:۔ حقیقت میں شرک کرنے والا بڑی مصیبت میں گرفتار ہے اس کا دل ہر طرف بٹا ہوا ہے، کبھی شاہ مدار سے کہتا ہے کبھی سالار سے التجا کرتا ہے کبھی حضرت عباس کے آگے ناک رگڑتا ہے کبھی کہتا ہے کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ بڑے پیر ہیں لاؤان کی منت مانوں شاید وہی مجھ پر کرم کریں لیکن جو شخص صرف اللہ ہی سے امید رکھتا ہے وہ بڑے چین اور آرام میں ہے کہ ایک بڑے مالک کا دروازہ پکڑ لیا ہے کیوں کہ وہ خوب جانتا ہے کہ نبی ولی سب اس کے بندے ہیں کسی کو کچھ اختیار نہیں اس کا دھیان کسی طرف نہیں جاتا بس اسی سے لولگائے رہتا ہے کیونکہ وہی کارساز ہے۔[1]

شرک کرنے والوں کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہیں! شرک کرنے والوں کی عاقبت تو تباہ ہے ہی مگر دنیا میں بھی بڑا نقصان ہے کہ دور دور منزلوں سے خرچ کر کے قبریں پوجنے جاتے ہیں اور ہزاروں روپے نذر نیاز میں اٹھاتے ہیں تو عاقبت بھی کھوئی اور دنیا بھی ان کی وہی مثل ہے کہ ’’دونوں دین سے گئے پانڈے، نہ ادھر حلوا نہ ادھر مانڈے‘‘۔[2]

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو! مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا۔

پ۲۴ (سورۂ مومن ۴۰: ۶۰)

---

[1] ارشادِ باری ہے: اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں ہے؟) پ۲۴ (سورۂ زمر ۳۹: ۳۶)

[2] ضرب المثل اس طرح ہے: ’’پانڈے دونوں دین سے گئے حلوا بھئے نہ مانڈے‘‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ فائدے کے ہوس میں گھر کا بھی کھو بیٹھے۔ یا ہر حال میں نقصان اٹھانے کے وقت بھی بولتے ہیں ملاحظہ ہو نجم الامثال از محمد نجم الدین دہلوی ص۹۳ مطبوعہ دہلی ۱۲ چشتی

یعنی مجھے بادشاہوں اور حاکموں کی طرح نہ سمجھنا کہ سلطنت اور سرداری کے غرور سے کسی غریب کی بات نہیں سنتے ہیں باوجود یہ کہ میں سارے جہان کا مالک ہوں لیکن میری صفت کریم اور رحیم ہے ہر ایک اعلیٰ اور ادنیٰ کی بات سنتا ہوں، تم کو جو حاجت ہو مجھ سے کہا کرو میں اپنے کرم سے تمہاری دعا قبول کروں گا۔

فائدہ: خیال تو کرو اللہ تو لوگوں کو مہربانی سے اپنی طرف بلاتا ہے اور یہ نادان لوگ کدھر بہکے جاتے ہیں۔ مثل ہے ایک شخص کا پیسہ روز روشن میں میدان کے بیچ گر پڑے اور وہ شخص چراغ جلا کر تلاش کرنے لگے تو اس کو لوگ کہیں گے کہ یہ شخص بڑا احمق ہے سورج کی روشنی کے ہوتے ہوئے چراغ کو لئے پھرتا ہے، اسی طرح وہ لوگ ہیں جو اللہ کے جیسے داتا کے ہوتے ہوئے اوروں سے حاجتیں مانگتے ہیں اور اندھے کی طرح ہر ایک کی طرف بھٹکتے پھرتے ہیں۔

انسان پر اللہ کا کرم:۔ اللہ تعالیٰ تو ایسا کریم ہے کہ تم پہلے کچھ نہ تھے تم کو اشرف المخلوقات میں سے بنایا اگر سور اور کتا کر دیتا تو تم کیا کرتے، یہ اس کا کرم نہیں تو اور کیا ہے کہ اس نے تم کو آدمی بنایا، پھر تمہارے بغیر کہے تم کو روح، دل ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، کان دیئے، ایک آنکھ ہی وہ نعمت ہے کہ اگر کوئی تم کو لاکھ روپے دے اور تم سے آنکھ مانگے تو تم کبھی دینے پر تیار نہ ہو۔

بھلا سوچو! جس نے تم کو بغیر مانگے یہ نعمتیں دیں کیا، اب مانگنے سے نہ دے گا جو تم ادھر ادھر ایمان خراب کرتے پھرتے ہو، آدمی کو سوچنا چاہیے کہ اللہ سے کون سی غرض پوری نہیں ہو سکتی ہے جو دوسروں کی حاجت ہو، مسلمانو! جب تم کو قرآن شریف سے صاف معلوم ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی مالک اور داتا نہیں اور نہ کسی پیر پیغمبر کو اس نے اپنی طرف سے مختار کیا ہے تو بس اسی سے تعلق رکھو۔

اگر قرآن پر ایمان رکھتے ہو اور خدا کو منہ دکھانا ہے تو اسی کے حکم پر چلو اور اس کے سوا کسی سے حاجتیں نہ مانگو، جب تک تم کو معلوم نہ تھا، لاچار تھے، اب تم پر فرض ہے کہ شرک سے توبہ کرو۔

جس کا اللہ یار ہے اس کا بیڑا پار ہے! خدا را ضد نہ کرو، اپنے دل میں سوچو کہ شرک چھوڑنے میں تمہارا کیا نقصان ہے، اگر پیروں کے چھوٹنے کا غم ہے تو اللہ جیسا مالک تم کو ملتا ہے جس سے پیر بھی اپنی حاجتیں مانگا کرتے تھے اور اگر بغیر خرچ کئے تم سے نہیں رہا جاتا ہے تو جس قدر مال تم پیر و پیغمبروں کی منت میں اٹھاتے تھے سو اب اللہ کی نذر میں اٹھاؤ، جب تم کو اللہ مل گیا، پھر کب دوسرے کی پرواہ رہی، مثل مشہور ہے جس کا اللہ یار ہے اس کا بیڑا پار ہے۔



تیسری فصل

ان چیزوں کا بیان جو اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے خاص کرلی ہیں اور ان کا کسی دوسرے کے لئے کرنا روا نہیں

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے واسطے کئی چیزیں خاص کی ہیں جو دوسرے کو کرنا درست نہیں جیسا کہ دنیا میں بادشاہوں نے تخت پر بیٹھنا اپنے واسطے مخصوص کرلیا ہے کہ دوسرا اگرچہ وزیر ہی ہو مگر اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔

ان میں سے اول سجدہ ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا، اگر تم کو اس کی عبادت منظور ہے۔

پ۲۴ (سورۂ حم السجدہ ۴۱: ۳۷)

سجدہ صرف اللہ کے لئے اور کے آگے کرنا روا نہیں

فائدہ: سجدہ کے لائق وہی ذات ہے جس کو پیدا کرنے کی قدرت ہو اور جو خود اپنے پیدا ہونے میں دوسرے کا محتاج ہو اس کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ اولیاء کی قبروں کو اور تعزیہ کو سجدہ کرنا حرام ہے۔

بعض ناواقف کہتے ہیں فرشتوں نے حضرت آدمؑ[1] کو سجدہ کیا تھا اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ[2] کو بس اسی طرح ہم بھی بزرگوں کو کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سجدہ

[1] یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم کو جو سجدہ کیا تھا وہ بھی خدا کے حکم سے کیا تھا جیسا کہ آیت پاک میں ہے۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کرنا پہلی شریعتوں میں جائز تھا لیکن ہمارے پیغمبرؐ کے دین میں قطعاً جائز نہیں

بقیہ حاشیہ گذشتہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (پ ا سورۂ بقرہ)

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔

اب شریعت اسلامیہ نے خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ روا نہیں رکھا، لہٰذا غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ٹھہرا۔ (چشتی)

۲ برادران یوسفؑ نے آپ کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا وہ سب کو معلوم ہے، حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کی جدائی کا جو صدمہ ہوا وہ بھی کچھ کم نہ تھا، آنکھوں کی روشنی تک جاتی رہی تھی، حضرت یوسفؑ نے جب اپنا کرتہ بھیجا تو بینائی واپس آئی اور پھر آپ کے بھائی حضرت یعقوبؑ کو شام سے لیکر مصر آئے اور آپ کے محل میں پہنچے، آپ نے انہیں تخت پر بٹھایا مگر دستور کے مطابق سب نے آپ کو سجدہ کیا چنانچہ آیت پاک میں اس کا ذکر ہے

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا (پ ۱۳ سورۂ یوسف ۱۲:۱۰۰)

اور اپنے والدین کو تخت شاہی پر بٹھایا اور سب کے سب یوسفؑ کے آگے سجدے میں گر گئے۔

اس وقت دستور یہی تھا کہ کم تر بالاتر کو اور رعیت بادشاہ کو سجدہ کرتی تھی، یہ طریقہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے حضرت عیسیٰؑ کے عہد تک قائم رہا مگر بعد میں یہ بھی جائز نہ رہا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۱)

تمام مفسرین کا اس پر اجماع (اتفاق) ہے کہ یہ سجدہ خواہ کسی طرح کا ہو بہر حال یہ سجدہ تحیہ (شکر) اور سجدۂ تعظیمی تھا، سجدۂ عبادت نہ تھا (تفسیر قرطبی، ص ۲۶۵ ج ۹) مگر شریعت اسلامیہ نے اس فرق ہی کو سرے سے مٹا دیا اور ہر طرح کا سجدۂ خواہ سجدۂ تحیہ ہو یا تعظیمی یا سجدہ عبادت وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے جائز اور روا ہے کسی اور کے لئے جائز نہیں رسول خدا ﷺ نے اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھا تو فوراً ٹوکا اور صاف ممانعت فرما دی چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

ایک مرتبہ حضرت معاذؓ کا شام جانا ہوا آپ نے وہاں لوگوں کو دیکھا کہ اپنے مذہبی پیشواؤں کو سجدہ کرتے ہیں جب واپس آئے تو آپ نے بھی رسول ﷺ کو اسی طرح سجدہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا معاذ! یہ کیا حرکت ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اہل شام کو اپنے مذہبی پیشواؤں کو اسی طرح سجدہ کرتے دیکھا ہے، جب وہ ان کو سجدہ کر سکتے ہیں تو آپ اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو اگر میں کسی کے لئے سجدہ روا رکھتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ اس کے شوہر کے حق کی برتری کا یہی تقاضا ہے لیکن اسلام میں ایسا نہیں اسی طرح ایک واقعہ اور ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ اسلام لائے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں کسی گلی سے آتا ہوا دیکھا دیکھتے ہی سجدہ میں گر گئے، آپ ﷺ نے فرمایا سلمان! کبھی مجھے سجدہ نہ کرنا سجدہ صرف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو حی (زندہ) ہے اور زندہ ہی رہے گا (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۱)

جیسے حضرت آدم کے وقت میں سگی بہن سے نکاح کرنا درست [1] تھا اور اب حرام ہے۔

دوسرے روزہ صرف اللہ کے لئے ہے کسی اور کے لئے جائز نہیں!

روزہ رکھنا بھی اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے روا نہیں، نادان لوگ حضرت علیؓ کا روزہ رکھتے ہیں، بعض پورے دن کا بعض ہندوؤں کی طرح سوا پہر کا۔

روزہ رکھنا عبادت ہے اور عبادت اللہ کے سوا کسی کی درست نہیں، اللہ کے لئے

روزہ رکھنا اور اس کا ثواب حضرت علیؓ کی روح کو بخشنا البتہ درست ہے۔

تیسرے قربانی صرف اللہ کا حق ہے کسی اور کے لئے جائز نہیں!

جانور کا ذبح کرنا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ [2]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اس پر لعنت کرے جو اللہ کے سوا کسی اور کے واسطے جانور ذبح کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا بکرا کہنا ان کا نام رکھ کر ذبح کرنا درست نہیں، لیکن جانور کا کھانے اور بیچنے کے واسطے ذبح کرنا درست ہے یہ شرک اور منت نہیں، کیونکہ یہاں صرف گوشت سے غرض ہے اور جو جانور کہ پیروں اور بتوں کے واسطے ذبح ہو اس کا گوشت کھانا اس آیت کے بموجب درست نہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اُحُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ پ۶ (سورہ مائدہ ۵:۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تم پر حرام ہوا ہے مردہ جانور اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور بھی جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

---

[1] حضرت آدم کے زمانے میں اگر ایسا ہوا تھا تو وہ محض افزائش نسل آدم کی وجہ سے تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا (چشتی

[2] سنن نسائی مع شرح زہر الربی مطبع نظامی کان پور ۱۲۹۰ھ ص ۲۷۶)

فائدہ: نام دوطرح سے پکارا جاتا ہے، ایک تو ذبح کرنے سے پہلے نام رکھ دینا کہ یہ بکرا عبدالقادر جیلانی کا ہے یا شیخ سدو کا یا بھوانی کا بھوگ ہے۔

دوسرے ذبح کرنے کے وقت نام لینا، سو اب لوگ ذبح کے وقت بموجب عادت اللہ اکبر ہی کہتے ہیں مگر ذبح سے پہلے اللہ کے سوا کسی اور نام سے مشہور کر دیتے ہیں، جب پہلے سے نیت بگڑی ہوئی ہے تو اللہ اکبر کے کہنے سے کیا ہوتا ہے، ہر چند بعض کٹھ ملا بے علم اس مسئلہ میں تکرار کرتے ہیں لیکن علماء کا صحیح مذہب یہی ہے کہ ایسے جانور کا گوشت کھانا بھی روا نہیں سیدھی اور صاف بات یہی ہے کہ جس چیز میں شبہ پڑ گیا اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

نذر کی تعریف:۔ چوتھے نذر نیاز کا ماننا، یہ بھی اللہ کے واسطے خاص ہے، یعنی یوں کہنا الٰہی اگر اپنے کرم سے تو اس بیمار کو اچھا کر دے تو میں دس فقیروں کو کھانا کھلاؤں یا روزے رکھوں، اس کا نام نذر ہے، اور جب قرآن سے ثابت ہو چکا کہ اللہ کے سوا کسی کو حاجت براری کی قدرت نہیں تو پیر و پیغمبروں کی نذر کرنا اور منت ماننا محض بے فائدہ ہے [1] مسلمان کو لازم ہے کہ جب اس کو کچھ ہو (مثلاً بیماری وغیرہ) اللہ ہی کی نذر مانے، نذر کرنا صرف کھانے پر موقوف نہیں بلکہ سارے نیک کاموں پر نذر کرنا درست ہے جیسے روزے رکھنا، نفل نماز پڑھنا کنواں کھودنا مسجد بنوانا۔

---

[1] اسی وجہ سے نذر ماننا شریعت میں کچھ پسندیدہ بات نہیں، اور حدیث میں اس کی ممانعت ہے چنانچہ جامع الترمذی میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْذِرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْقَدَرِ شَیْئًا وَّاِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ (ترمذی ص۲۶۶)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر نہ مانا کرو کیوں کہ نذر مقدر کو نہیں ٹال سکتی (اور نہ کچھ فائدہ دیتی ہے) بس اس کے ذریعہ بخیل کا مال نکالا جاتا ہے۔

ایسے موقعوں کے لئے شریعت نے صدقہ رکھا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو ختم کرتا اور انسانی خطاؤں اور کوتاہیوں کو بھی مٹا دیتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اس زمانے کے لوگ ناواقفی کے سبب فاتحہ کو نذر نیاز کہتے ہیں، یہ لفظ اللہ ہی کیلئے خاص ہے، اللہ کے لفظ کو دوسری جگہ بولنا ادب سے بعید ہے، فاتحہ کہنے میں کیا قباحت اور برائی ہے جو اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

بقیہ گذشتہ حاشیہ جامع الترمذی میں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِیْتَةِ السُّوْءِ ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا صدقہ اور خیرات پروردگار کے غضب کو ختم کر دیتا اور مردے کی خطاؤں کو بھی مٹا دیتا ہے۔

(جامع الترمذی بحوالہ تیسیر الوصول ج ۳ ص ۳)

سنن ابن ماجہ میں ہے:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَةَ کَمَا یُطْفِئُ النَّارَ الْمَآءُ ۔

اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ مع حاشیہ السندی، طبع مصر ج ۲ ص ۴۷۳)

40

چوتھی فصل

رسومات شرک!

شرک کی جو رسمیں ہندوستان میں رائج ہیں وہ بیشمار ہیں سب کو بیان کرنا مشکل ہے اس لئے یہاں چند رسموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے اسی پر اوروں کو قیاس کرنا چاہیے لیکن خیال کرنے سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جتنی رسمیں رائج ہیں وہ دو قسم کی ہیں بعض تو وہ ہیں جن کا کرنا کسی طرح جائز نہیں اور بعض وہ ہیں جن کا ایک طریقہ سے کرنا جائز ہے اور دوسرے طریقہ سے ناجائز۔

نجومی اور پنڈت سے غیب کی خبریں معلوم کرنا درست نہیں!

فائدہ: پہلی قسم جیسے نجومی اور پنڈت سے شادی اور بیاہ کی تاریخ پوچھنا یا سفر کے واسطے یا حویلی بنانے کے وقت نیک و بد ساعت کا دریافت کرنا ہرگز درست نہیں یہ صاف شرک ہے کیوں کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ غیب کی بات تو پیغمبر خدا ﷺ کو بھی معلوم نہ تھی دوسرے کی کیا حقیقت ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ فَقَدْ بَرِئَ مِمَّآ اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔[1]

پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو غیب کی بات بتانے والے کے پاس گیا پھر اس کی بات کو سچا جانا سو وہ قرآن سے بے بہرہ ہے۔

یعنی قرآن میں تو یہ حکم ہے کہ غیب کی بات اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور جب کسی نجومی یا پنڈت سے نیک و بد ساعت پوچھے تو گویا قرآن کا انکار کیا، اور ایسے شخص کا دوزخ کے سوا ٹھکانا کہاں؟ پنڈت اپنی طرف سے دس باتیں بنا کر بتلا دیتے ہیں، اس میں

[1] جامع الترمذی باب ماجاء فی کراہیۃ اتیان الحائض میں یہ حدیث کچھ اختلاف الفاظ کے ساتھ موجود ہے ۱۲ (چشتی)

کبھی کوئی ٹھیک بھی نکل آتی ہے، نادان سمجھتے ہیں کہ ان کی سب باتیں سچ ہوں گی، یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر یہ لوگ سچے ہوتے تو اپنی بہتری کی پہلے فکر کرتے، پھٹی دھوتی باندھے دروازے دروازے کیوں مارے مارے پھرتے۔

مشرکانہ منتر پڑھنا حرام ہے! اسی طرح ایسے منتر پڑھنا حرام ہے کہ جس میں ہنومان [1] اور لونا چماری [2] کی دہائی ہو اور اسی طرح بعض ایسے مناقب بھی جس میں شرک کا مضمون ہو جیسے یہ بیت ہے۔

علی جو چاہیں تو مقصد کو سر براہ کریں
گدا کو چاہیں تو ایک پل میں بادشاہ کریں

جاہل لوگوں نے شعر کہنا سیکھ لیا ہے جو جی میں آتا ہے سو بکنے لگے، ان کو درست اور نادرست کی کیا تمیز ہے۔

اسی طرح نبی بخش، سالار بخش، عبدالنبی، بندۂ علی، بندۂ حسن نام رکھنا بھی برا ہے، شرع میں ایسے نام رکھنا درست نہیں، کیوں کہ قرآن شریف کی آیتوں سے پہلے معلوم ہو چکا کہ خدا کے سوا کسی پیغمبر کو بھی بخشنے کی قدرت نہیں، لوگ دین سے کس قدر بے گانہ ہو گئے ہیں کہ اللہ کے بندے ہو کر بندوں کے بندے ہوتے ہیں عبداللہ، عبدالرحمن میں کیا قباحت ہے جو عبدالنبی اور بندۂ علی نام رکھتے ہیں' حقیقت میں نادان کی محبت بھی اچھی نہیں کہ وہ رضا مندی اور ناراضگی کے موقع اور محل کو ہرگز نہیں سمجھتا، ہر چند معنی کے لحاظ سے نام کم رکھے جاتے ہیں لیکن ایسا نام رکھنا جس میں شرک ظاہر ہوتا ہو روا نہیں۔

[1] ہنومان: رام چندر جی کے دوت یعنی جاسوس اور سپہ سالار جو بندر کی شکل میں ہے اور جس کو دیوتا کا درجہ بھی حاصل ہے جگہ جگہ اس کے مندر بھی ہیں (فرہنگ آصفیہ مولفہ سید احمد دہلوی مطبوعہ رفاہ عام پریس ۱۹۰۸ء)۔

[2] لونا چمار: بنگالہ کی ایک مشہور جادوگرنی کا نام ہے، جس کی نسبت عالم گیر نامہ میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے جادوگروں کی جگت استانی لونا چماری اور اس کے گرو گھنٹال میاں اسماعیل جوگی کے مندر جن کے شیطانی نام جادو ٹونے کے منتروں میں کام روپ دیس کے ساتھ ایسے باتوں کے معتقد اکثر جپا کرتے ہیں قلعہ ناند واقع ملک آسام مقام کوچ بہار کے متصل، پہاڑ کی چوٹی پر نیچے سے اوپر تک اب تک بنے ہوئے ہیں جن کی سیڑھیاں ایک ہزار کے قریب ہوں گی (فرہنگ آصفیہ ج ۴ ص ۲۲۵)

چند مشرکانہ رسمیں! اسی طرح سر پر شاہ مدار کی چوٹی رکھنا اور نیزے کھڑے کرنا، منت کر کے قبروں پر چادر چڑھانا، چراغ جلانا، پیروں کے واسطے جانوروں کا ذبح کرنا، امام ضامن کا پیسہ بازو پر باندھنا، چوراہے میں صدقہ رکھنا، تین کوڑی کی پیر نصیر الدین [1] کی شیرینی ماننا، چیچک کی بیماری میں مالن کو بلوانا، گائے کا گوشت نہ پکوانا، یہ سب شرک کی رسمیں ہیں جو کسی طرح درست نہیں۔

دوسری قسم جیسے حضرت عباس کی حاضری بی بی فاطمہ کی صحنک [2]، شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارھویں، شاہ مدار کا مالیدہ، بوعلی قلندر [3] کی سہ منی [4]، شاہ عبدالحق کا اس نیت سے توشہ کرنا کہ یا حضرت تم ہمارا فلاں کام کردو، یہ حرام ہے اور نہایت بُرا صاف شرک ہے چنانچہ اس کا حال خوب بیان ہو چکا، اور اگر منت نہیں ہے صرف ان کی روح کو ثواب پہنچانا منظور ہے تو درست ہے مگر پہلی نیت سے کرنا درست نہیں۔

---

[1] نصیر الدین بن مخدوم علاء الدین سندیلی (المتوفی ۷۶۴ھ) آپ سادات میں سے ہیں، سندیلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مخدوم سید علاء الدین سندیلی چونکہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلی کے اجلہ خلفاء میں سے تھے اس لئے آپ نے اپنے فرزند کا نام بھی پیر و مرشد کے نام پر نصیر الدین رکھا اور خود سلوک کی تعلیم دی، کاکوری میں ہندوؤں سے ایک معرکہ کے اندر جام شہادت نوش کیا اور یہیں وہ دفن ہوئے تالاب کے پاس سرراہ آپ کا مزار ہے، حیرت کی بات ہے کہ مزار بجائے شمال وجنوب یعنی قبلہ رخ ہونے کے شرق ومغرب میں یعنی شمال رخ بنا ہوا ہے۔ یہاں آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ جس شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ تین کوڑی کی شیرینی پر آپ کی نذر مانے تو گم شدہ چیز فوراً مل جاتی ہے، اسی وجہ سے آپ یہاں تین کوڑیہ پیر کے نام سے مشہور ہیں۔

[2] صحنک: چھوٹا طباق، مٹی کی رکابی، بعد میں اس کھانے کو صحنک کہنے لگے جو اس میں رکھا جاتا ہے اور جس پر بی بی فاطمہ کی نیاز دلوائی جاتی ہے۔

[3] بوعلی قلندر: آپ کا نام شرف الدین بن فخر الدین ہے مگر کنیت بوعلی (ابوعلی) سے زیادہ مشہور ہیں، حضرت شمس تبریز (شمس الدین تبریزی) کے مرید اور خلیفہ تھے اور بڑے خدا رسیدہ مجذوب تھے، جذب کی حالت طاری رہنے کے باوجود ساری عمر میں بس ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ کچھ مونچھیں بڑھ گئیں کسی کو کاٹنے کی جرأت نہ ہوتی تھی مگر مولانا ضیاء الدین سنامی یہ خلاف شریعت حرکت برداشت نہ کر سکے قینچی لی اور آگے بڑھ کر لبیں لے لیں، شاہ بوعلی قلندر نے آپ کے اس عمل کی ہمیشہ قدر کی، دیکھو مجذوب ہونے کے باوجود شریعت کے حدود سے کبھی تجاوز نہ ہو سکا بزرگی اسی پابندی سے ملا کرتی ہے ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۴ھ ۱۳۲۳ء میں انتقال فرمایا پانی پت میں آپ کا مزار ہے۔

[4] سہ منی: تین من یعنی فاتحہ کا تین من کھانا یا تین من مالیدہ وغیرہ ۱۲۔

نیاز فاتحہ میں تخصیص طعام بھی غیر شرعی ہے! اور کھانے کا اس طرح سے خاص کرنا کہ حضرت عباسؓ کی فاتحہ صرف شیر مال اور کباب پر کرنا اور شاہ عبدالحق کی فاتحہ خاص حلوے پر کرنا، اس کے سوا کسی دوسرے کھانا پر نہ کرنا یہ محض نادانی ہے۔

تاریخ کی تخصیص بھی ایک بے اصل بات ہے! اور اسی طرح تاریخ کی قید ہے کہ فلاں بزرگ کی فاتحہ جس روز ہے بس اسی روز ہو اور دوسرے دن درست نہ ہو، یہ بھی ایک بے اصل بات ہے بلکہ جس بزرگ کی فاتحہ کرنی جس روز چاہو کرو اور کسی بھی کھانے پر کرو سب درست ہے کھانے اور تاریخ کی تخصیص صرف ہندوستانیوں نے نکالی ہے۔ شریعت اسلام میں اس کی کہیں کچھ اصل نہیں۔

شریعت کے مطابق فاتحہ کا طریقہ! شریعت کے مطابق فاتحہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھانا پکوا کر محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے اور یوں کہا جائے الٰہی یہ کھانا تیری نذر ہے اپنے کرم سے اس کا ثواب میری طرف سے پیغمبر علیہ السلام کی روح کو یا حضرت علیؓ کی روح کو یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح کو یا میرے باپ دادا کی روح کو پہنچا دیجئے۔

کھانے کا ثواب کچھ درود اور الحمد کے پڑھنے پر موقوف نہیں، کھانے کا ثواب علیحدہ ہے، اور پڑھنے کا ثواب علیحدہ، ہندوؤں کی طرح لیپنا پوتنا اور کھانے کے ساتھ پانی وغیرہ رکھنا نہایت برا ہے بعض نادان کھانے کے ساتھ حقہ اور افیون بھی رکھ دیتے ہیں کہ مردے کی روح شاید کچھ کھاتی پیتی بھی ہے یہ بالکل بے بنیاد باتیں ہیں، خدا کی پناہ! ناواقف لوگوں نے ہر بات میں ایسی واہی تباہی رسمیں نکالی ہیں کہ اسلام کی رونق بالکل جاتی رہی ہے۔

عقل انسانی ہی کافی ہوتی تو پیغمبروں کی ہدایت کی کیا ضرورت تھی؟

دین دار مسلمان کو لازم ہے کہ ہر ایک بات میں وہ رسم ہو یا عادت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم کرنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بابت کیا فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کیا ہے، اپنی ناقص عقل کو دخل نہ دینا چاہیے کیونکہ اگر صرف ہماری عقل کفایت کرتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبر کو حلال، حرام بتانے کے واسطے کیوں بھیجتا۔

پانچویں فصل

شرک کی برائی اور شرک کرنے کی سزا:۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی! اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا

پ۵ (سورۂ نساء ۴: ۴۸)

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ یہ بات کبھی بخشنے والا نہیں کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ ہاں اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں وہ جس کے لئے چاہے گا بخش دے گا اور جس نے خدا کا شریک مقرر کیا اس نے خدا پر بڑا بہتان باندھا۔

فائدہ: حقیقت میں اس سے زیادہ کون سا گناہ ہے کہ جیسے خدا سے مراد مانگی جاتی ہے ویسے ہی اس کے بندوں سے بھی مانگی جائے گویا آقا اور غلام کو برابر کر دیا اور کاروبار میں شریک جانا۔

اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ شرک سے توبہ کرنا سب پر مقدم ہے کیوں کہ اور گناہ اگر چہ کبیرہ ہوں لیکن ان میں بخشش کی امید ہے اور شرک وہ گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا [1] خدا کی پناہ جس کو اللہ نے نہ بخشا اس کا دوزخ کے سوا ٹھکانا کہاں۔

---

1 یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ شرک وہ گناہ ہے جس کی بخشش نہیں، ہاں اگر شرک سے توبہ کرے تو وہ معاف ہو جاتا ہے بغیر توبہ کے یہ گناہ معاف نہیں [illegible] اور گناہ اللہ تعالیٰ توبہ سے بھی معاف کر دیتا ہے اور کبائر سے وہ اپنے فضل سے [illegible] فرماتا ہے آیت مذکورہ بالا ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو شرک سے توبہ نہیں کرتے ہیں ۱۲۔

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ وَإِنْ قُتِلْتَ أَوْ حُرِّقْتَ [1] پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک نہ کر اگرچہ کوئی تجھ کو قتل کرے یا جلا دے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اس لئے ہے کہ اگر ایمان باقی رہا تو قتل اور جلانے کی مصیبت تو گھڑی بھر کی ہے پھر تو گھر بہشت ہے اور اگر معاذ اللہ اس نے شرک کیا تو خدا کے غضب میں گرفتار ہوا اور مشرک اگرچہ دنیا میں ساری عمر خوش رہے لیکن آخر کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

اس گنہگار نے جب شرک کی برائی قرآن اور حدیث میں اس طرح پائی اور ناواقف مسلمانوں کو اس میں مبتلا دیکھا دل کو بہت دکھ اور بڑا افسوس ہوا۔ بس اس واسطے اس رسالہ کو اردو زبان میں سہل اور آسان کر کے لکھا اور مزید وضاحت کے لئے ہر آیت اور حدیث کا ترجمہ اردو محاورہ کے مطابق کر دیا تاکہ ہر ایک کی سمجھ میں آجائے اور سب کو فائدہ پہنچے، اس میں کچھ اظہار قابلیت منظور نہیں۔

اہل علم سے امید ہے کہ ہماری اردو پر نکتہ چینی نہ کریں گے، اور ہمارے مقصد کو پیش نظر رکھیں گے۔

خاتمہ

اس میں تین فائدے ہیں!

پہلا فائدہ! اس زمانے کے لوگ شرک کے بارے میں جو شبہے اور سوالات کرتے ہیں ان کے جوابات اس رسالہ میں مفصل بیان ہو چکے ہیں اگر عقل مند انسان ان کو خوب اچھی طرح سمجھ لے گا تو اور سوالات کے جوابات بھی آسانی سے دے سکے گا' یہاں دو قاعدے اور بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

پہلا قاعدہ: یہ ہے کہ جب تک حدیث کی سند معلوم نہ ہو کہ یہ حدیث محدثین کی کس کتاب

[1] سنن ابن ماجہ مع حاشیۃ السندی طبع اول مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ج۲ ص ۲۵۳۔ ... حدیث میں تنقلت کی جگہ قطعت ہے ۱۲ چشتی

میں ہے اس وقت تک اس کا ماننا ضروری نہیں کیوں کہ بہت سی واہی تباہی حدیثیں متاخرین کی کتابوں میں ایک جا جمع ہوگئی ہیں جن کا علماء محدثین کے نزدیک کچھ اعتبا نہیں اور اسی طرح جس حدیث کا مطلب قرآن شریف کے خلاف ہو اس کو بھی غلط سمجھنا چاہیے، حدیثیں چونکہ بکثرت ہیں لہٰذا حدیث تعلیمات شرع کے مطابق ہو اس کو ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہیے، یہ بات مثال سے اچھی طرح سمجھی جاسکتی ہے مثلاً ہم کو قرآن شریف سے معلوم ہو چکا کہ خود پیغمبر علیہ السلام کو اپنی جان کے نفع وضرر کا کچھ اختیار نہیں تھا، اب اگر کوئی حدیث اس مضمون کی پیش کرے کہ پیغمبر خدا ﷺ کو ہر چیز کا اختیار ہے جو چاہیں سو کریں تو ہم اس کو ہرگز نہ مانیں گے۔

دوسرا قاعدہ: مسلمانوں کو اپنا اعتقاد قرآن اور حدیث کی تعلیمات کے مطابق رکھنا چاہیے اور بے سند باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ بہت سے لوگوں کا اعتقاد اسی سبب سے بگڑا ہے کہ انہوں نے محض قصوں اور بے سند باتوں پر یقین کرلیا ہے کہ فلاں بزرگ سے ایسا ہوا ہے اور فلاں پیر صاحب نے ایسا کیا ہے۔

اولیاء کی کرامات حق ہیں!

افسوس اس مسلمان پر جس نے قرآن کی تعلیمات کو فراموش کردیا اور واہی تباہی قصوں اور کہانیوں پر اعتقاد جمالیا، اس سے اولیاء کی کرامات کا انکار مقصود نہیں، اولیاء کی کرامات حق ہیں کیونکہ اللہ اولیاء کے ہاتھ سے کرامت ظاہر کرادیتا ہے جس سے ان کی بزرگی اور تعظیم ظاہر ہو جاتی ہے لیکن ایسا ہر وقت نہیں ہوتا اور نہ ہر وقت ایسا کرنے پر وہ اختیار رکھتے ہیں کہ جس چیز کو جس وقت چاہیں کر دیں، لہٰذا جب ان کو اختیار کلی نہ ہوا تو ان سے حاجت مانگنا محض نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ بارگاہ الٰہی میں ان سے دعا کرانے کو کوئی نہیں روکتا جب قرآن شریف سے ثابت ہو چکا کہ خدا کے سوا کسی کو حاجت براری کی قدرت نہیں اب کوئی کچھ بھی کہتا رہے اور کتنی ہی باتیں ملائے اس پر دھیان نہ دینا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون ہے جس کی بات پر ہم یقین کرسکیں۔

نصیحت [1] جو مسلمان اس رسالہ کو دیکھیں ان کی خدمت میں سلام کے بعد اتنا عرض ہے کہ اس زمانے کے مسلمان مرد اور عورتوں کو اس کتاب کا سنانا اور ان کے آگے محبت اور نرمی سے پڑھنا اپنے اوپر ضروری اور لازمی سمجھیں۔ اکثر لوگ ناخواندگی کی وجہ سے مجبور ہیں، اگر آہستہ آہستہ سمجھایا جائے گا تو امید ہے کہ لوگ توحید کو سمجھ جائیں گے اور شرک سے توبہ کر لیں گے۔

دیکھو اگر تمہارے سامنے تمہارا بیٹا یا کوئی دوست ناواقفی سے زہر کھانے لگے تو تم اس کو زہر نہیں کھانے دو گے، کیونکہ تم کو یقین ہے کہ اس نے زہر کھایا اور مرا۔ پس اسی طرح سے شرک کو سمجھو کہ اس کو کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور یہ ایسا گناہ ہے کہ جس کو خدا معاف نہیں کرتا تو جیسے تم زہر کھانے سے اپنے دوستوں کو بچاتے ہو ویسے ہی شرک سے بھی بچاؤ اور جس طرح ہو سکے ان بھولے بھٹکے لوگوں کو راہ پر لاؤ اس کا ثواب تم کو تمہارے روزے نماز سے بھی زیادہ ملے گا۔

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ اَجْرُ مِثْلِ فَاعِلِهٖ [2] پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا جو نیک راہ بتلائے گا اس کو اس کے کرنیوالے کے برابر ثواب ملے گا۔

یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ مدت سے لوگوں کی عادت بگڑ گئی ہے وہ کہاں مانیں گے؟ کیوں کہ اس عاجز نے بارہا آزمایا ہے کہ سمجھانے کے بعد اگر سب نہیں سمجھتے تو دس پانچ تو ضرور ہی سمجھ جاتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ دس کو خوب سمجھایا جائے اور ان میں سے دو چار بھی نہ سمجھیں۔

---

[1] اب ہمارے پیش نظر جو نسخہ (مطبوعہ [illegible]) ہے اس میں اس مقام پر عنوان "دوسرا فائدہ" چھپا ہے مگر قدیم نسخوں میں اس مقام پر "نصیحت" کا عنوان مذکور ہے ہم نے بھی نصیحت ہی کا عنوان اختیار کیا کہ یہ عنوان کتاب کے نام سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔۱۲ محشی۔

[2] جامع ترمذی بشرح الامام ابن العربی طبعۃ اولی مطبعۃ الصاوی مصر ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۴ء ج ۱۰ ص ۱۴۱۔

اس زمانے میں بہت سے عالم فاضل بھی اس خیال سے نہیں کہتے ہیں کہ لوگ ضد کریں گے، اور نہ مانیں گے، لیکن یہ بات بہتر نہیں، اگر عالم فاضل ہی نیک و بد نہ سمجھاتے رہیں گے تو جاہل بالکل دین کو تباہ کر دیں گے، البتہ ایسا ضرور ہے کہ شرک کے منع کرنے سے بعض ضدی طبیعت انسان اور اکثر جاہل پیرزادے جنہوں نے ریوڑی، کھٹیاں اور جھنڈے نشانوں کو اپنی روزی قرار دے رکھا ہے وہ کبھی خوش نہ ہوں گے، بلکہ غصہ سے آنکھیں نیلی پیلی کریں گے، لیکن حق پرست مسلمان کو اس خیال سے چپ رہنا لائق نہیں، اپنا اللہ راضی راہنا چاہیے یہ لوگ خوش ہوں تو کیا اور ناخوش ہوں تو کیا۔

تیسرا فائدہ! ہر چند شرک نثر میں مفصل بیان ہو چکا لیکن تھوڑا سا مطلب نظم میں بیان کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ نظم بہت جلد یاد ہو جاتی ہے خصوصاً لڑکوں کو یاد کرانے کے واسطے بہت خوب ہے تاکہ لڑکپن سے عقیدہ خوب صاف ہو جائے اور شرک کی برائی دل میں اچھی طرح بیٹھ جائے۔

نظم

خدا فرما چکا قرآن کے اندر — مرے محتاج ہیں پیرو پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں — کہ کام آوے تمہارے بے کسی میں
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا — بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا؟
خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا — یہی ہے شرک یارو! اس سے بچنا
خبر قرآن میں ہے یہ محقق — نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق
معاذ اللہ جسے اس نے نہ بخشا — مقرر وہ جہنم میں پڑے گا
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو — تو پھر منتیں کیوں مانتے ہو
تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا — محمدؐ نے کہاں ہے یہ بتایا
ہے شیطاں دشمن اولاد آدم — سکھاتا ہے وہی راہ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا — کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا
غرض اللہ سے دونوں کو روکا — بھلا کر راہ جا خندق میں جھونکا
مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں — پھنسے ہو کس طرح تم آب و گل میں
بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو — خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو
وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار — نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے — جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے
بیان شرک سن کہتے ہیں مردک — کہ منکر ہیں بزرگوں سے بلاشک
اے لوگو! زباں اپنی کو روکو — بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو
خدا لعنت کرے اس روسیہ پر — کہ جس کے دل میں ہے بغض پیمبر
جسے ہو بغض آل مصطفیٰ کا — خدا اس کو کرے دوزخ کا کندہ

جسے اصحاب حضرتؐ سے ہو انکار
رہے ہر دم خدا کی اس پہ پھٹکار

جسے کچھ بغض ہووے اولیاء سے
ہمیشہ ابر لعنت اس پر برسے

اب اتنا اور بھی سن رکھے حضرت
جو حق پر نا چلے اس پر بھی لعنت

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو!
اب آگے ہو تم مانو نہ مانو

تو اپنے حال میں کچھ سوچ خرمؔ
زباں اب بند کر واللہ اعلم

مسدس

از مولانا حکیم عبد الودود نسرین براشعار مولانا خرم علی خرم

تجھے اے ابو الہوس! کیا ہو گیا ہے   ولی سے کہ نبی سے التجا ہے
عبث کیوں دربدر تو پھر رہا ہے   نہیں کیا اب تلک تو نے سنا ہے
"خدا فرما چکا قرآں کے اندر
مرے محتاج ہیں پیر و پیمبر"

وہی دے جس کو چاہے عزت و جاہ   کرے چاہے جسے خوار و ذلیل آہ
مصیبت میں اسی سے تو مدد چاہ   نہ گمراہوں کی صورت ہو تو گمراہ
"نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
کہ کام آوے تمہارے بے کسی میں"

پڑے ہیں فہم پر تیری تو پتھر   جو ناحق مانگتا پھرتا ہے در در
ولی اور غوث اور سارے پیمبر   بلا شک جان، ہیں محتاج داور
"جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا؟"

تجھے شیطان نے بہکایا ہے اے خام   کرے ہے بت پرستوں پر تو الزام
ولی کی قبر پوجے ہے صبح و شام   اسے تو جانتا ہے اہل اسلام
"خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو! اس سے بچنا"

غضب ہے بعضے ملحد جان کر بھی کیا کرتے ہیں اس سے چشم پوشی
سزائے شرک کو، سمجھے ہیں ہلکی ولے یہ بات سمجھیں خوب وہ بھی
"خبر قرآن میں ہے یہ محقق
نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق"

محمدؐ مصطفیٰؐ عالم کے سردار شفیعِ امتانِ معصیت کار
بروزِ حشر ہوں گے اس سے بیزار نہ بخشے گا خداوند اس کو زنہار
"معاذ اللہ جسے اس نے نہ بخشا
مقرر وہ جہنم میں پڑے گا"

نہیں اصلاً تمہارے دل میں ایماں عبث کہلاتے ہو صاحب مسلماں
تمہارا دعوئے ایماں ہے بہتاں سمجھتے تم نہیں کیا شے ہے ایماں
"اگر قرآں کو حق مانتے ہو
تو پھر تم[1] منتیں کیوں مانتے ہو"

کبھی ہو مانتے منت نبی کی گہے حسنین کی گاہے علی کی
گہے پیروں کی اور گاہے ولی کی گہے سدو بی شیخان کے بھی کی
"تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا
محمدؐ نے کہاں یہ تھا بتایا"

نہیں رستہ یہ ہرگز مصطفیٰؐ کا نہ اصحابِ کرام باصفا کا
نہ اہلِ اجتہاد پارسا کا مطیعانِ طریقِ مجتبیٰ کا
"سبب شیطان کے دشمنِ اولادِ آدم
سکھاتا ہے وہی راہِ جہنم"

---

[1] پھر غیر خدا کی منتیں کیوں مانتے ہو۔

ہمیشہ درپے مکرو دغا ہے جہاں بھٹکے یہ اس کا مدعا ہے
کوئی کب دام سے اس کے بچا ہے جہاں کو درہم و برہم کیا ہے
"کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا
کسی کو ہے وہ قبروں پر جھکاتا"

سمجھائی کافروں کو بت کی تکریم کرائی پتھروں کی ان سے تعظیم
مسلمانوں کو دیکھا اس سے پر بیم انہیں قبروں کی کی ظالم نے تعلیم
"غرض اللہ سے دونوں کو روکا
بھلا کر راہ حق خندق میں جھونکا"

تمہارے قول وفعل اللہ اکبر مشابہ کافروں کے ہو گئے پر
خیال اتنا نہیں تم کو برادر کہ اس سے کر گئے ہیں منع سرور
"مسلمانو! ذرا سوچو تو دل میں
پھنسے ہو کس طرح تم آب وگل میں"

ہمیشہ قبر کو پوجا کئے یار خدا کو بھول بیٹھے دل سے اک بار
پکارا اولیاء کو دن میں سو بار لیا نام خدا منہ سے نہ زنہار
"بہت غفلت میں سوئے اب تو جاگو
خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو"

نہیں یہ تاب یہ طاقت کسی کی تجھے نفع و ضرر پہنچاوے کچھ بھی
جو وہ چاہے وہی ہوتا ہے یعنی نہیں ہے یہ جگہ دم مارنے کی
"وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار
نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار"

خدا سا کون ہے معطی توانا ہر ایک بندے کی امیدوں کا دانا
میاں جی ہو گیا ہے تو دوانا سمجھ کیا ہو گئی تیری روانا
"وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے"

عجائب جہل ہے عالم میں پھیلا جو مانیں حق کو حق، سو بات ہے کیا
جو سمجھاویں اسے سیدھا، تو الٹا سمجھتے ہیں کہاں ایسوں سے مولا
"بیان شرک سن کہتے ہیں مردک
کہ منکر ہیں بزرگوں سے بلا شک"

بتاتا ہے کوئی منکر نبیؐ سے کوئی حسنینؓ سے کوئی علیؓ سے
کوئی بکتا پھرے ہے بےخودی سے اجی صاحب یہ منکر ہیں ولی سے
"اے لوگو! زبان اپنی کو روکو
بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو"

ہمیں انکار گر ہوتا نبی کا تو پھر کیوں چلے ہم ان کا طریقہ
مسلماں ہی نہ کہلاتے ہم اصلاً ولے اپنا تو ہے یہ قول اس جا
"خدا لعنت کرے اس روسیہ پر
کہ جس کے دل میں ہے بغض پیمبرؐ"

جو ہوتے دشمن آلِ پیمبرؐ تو تیری طرح ہم بھی شاد ہو کر
محرم کو مناتے عید کر کر نہ لاتے یہ سخن ہرگز زباں پر
"جسے ہو بغض آلِ مصطفیٰ کا
خدا اس کو کرے دوزخ کا کندا"

برا گر جانتے حضرت علیؓ کو تو یہ کیوں کہتے ہم پھر خارجی کو
خدارا جہل پر اتنا نہ پھولو ذرا یہ قولِ مولانا تو سُن لو

"جسے اصحاب حضرت سے ہوا نکار
رہے ہر دم خدا کی اس پہ پھٹکار"

خدایا مشرکوں کو کر دے تو خوار نہ جوڑیں تہمتیں تا ایسی زنہار
نہیں ہے اولیا سے ہم کو انکار رکھے حق دور ہم کو اس سے سو بار

"جسے کچھ بغض ہووے اولیا سے
ہمیشہ ابر لعنت اس پہ برسے"

جو بدلے معنی آیات محکم دیا مانے نہ قول فخر آدم
دیا رتبہ نبی کا سمجھے کچھ کم دکھادے تو اسے نار جہنم

"اب اتنا اور بھی سن رکھیے حضرت
جو حق پر نا چلے اس پر بھی لعنت"

نصیحت کرتے کرتے ہم گئے ہار اثر ہوتا نہیں پر تم کو زنہار
یہ پھر کہتے ہیں ہم تم سے بہ تکرار خدارا چھوڑو رسم شرک کفار

"ہمارا کام سمجھانا ہے یارو!
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو"

اگر مانو تمہیں کو بہتری ہے نہ مانو گے تو پھر جا گہ وہی ہے
تمہیں نسرین کسی کی کیا پڑی ہے یہاں خود اپنے سر پر آبنی ہے

"تو اپنے حال میں کچھ سوچ خرمؔ
زباں اب بند کر، واللہ اعلم"